اللہ نزّل احسن الحدیث

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور پاکستان

مسلک اہل حدیث کا داعی

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری ایم۔اے
مدیر معاون
محمد بلال عماد

زیر سرپرستی
جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر
امیر، مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

خدماتِ اہلحدیث نمبر

قیامِ پاکستان کے ۵۰ سال

کے حوالہ سے

پاک و ہند میں اہلحدیث کی ہمہ جہت خدمات کا
حسین و دلآویز تذکرہ اور ایک تاریخی دستاویز

www.KitaboSunnat.com

ہمارا خون بھی شامل ہے تعمیرِ گلستاں میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

رحمان پبلک لائبریری
کتاب نمبر

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

ہمارا عقیدہ

تمام اسلامی تعلیمات کی اساس کتاب و سنت ہمارا عقیدہ ہے۔

ہماری دعوت

عقیدہ توحید اور اتباع سنت ہماری دعوت ہے۔

ہمارا نصب العین

پوری زندگی میں کتاب و سنت کا نظام ہمارا نصب العین ہے۔

ہمارا مسلک

ہر مسئلہ میں کتاب و سنت سے رہنمائی ہمارا مسلک ہے۔

☆ ☆ ☆

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

مقالہ	مقالہ نگار	صفحہ نمبر
☆ حرف اول	مدیر اعلیٰ	3
☆ برصغیر میں آزادی کی پہلی اسلامی تحریک اور تحریک پاکستان میں اہلحدیث کا کردار	مولانا اشرف جاوید	10
☆ تحریک مجاہدین! شاہ اسماعیل شہیدؒ (نظم)	محمد سعید وساویوالہ	160
☆ (نظم)	محمد سعید وساویوالہ	161
☆ پاک و ہند میں اہلحدیث کی قرآنی خدمات	مولانا محمد اشرف	162
☆ برصغیر میں علمائے اہلحدیث کی خدمات حدیث	مولانا ارشاد الحق اثری	173
☆ اہلحدیث کی خدمات حدیث اور رد منکرین حدیث	پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ	203
☆ برصغیر میں اہلحدیث کی سیرت نگاری	پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر	237
☆ چودھویں صدی ہجری ----- ایک نگاہ بازگشت	حافظ صلاح الدین یوسف	249
☆ پاکستان "اسلام گڑھ" کی تجدید نو	حبیب اللہ شاہد	269
☆ تحریک آزادی اور علمائے اہلحدیث	مولانا محمد خالد سیف	273
☆ برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث فتاویٰ	محمد بلال حماد	278
☆ برصغیر میں اہلحدیث کی صحافت	مولانا محمد اسحاق بھٹی	291
☆ برصغیر پاک و ہند کے اہلحدیث شعراء	علیم ناصری	309
☆ رد قادیانیت میں اہلحدیث کا کردار	ملک عبد الرشید عراقی	329
☆ علمائے اہلحدیث کے تحریری مناظرے	مولانا عبد الماجد جھنگوی	345
☆ برصغیر میں اہلحدیث کے دو علمی و دینی مراکز	قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری	353
☆ اہلحدیث منزل بہ منزل	ابو سفیان بن عبد الرحمان	357
☆ رد عیسائیت میں علمائے اہلحدیث کا کردار	مدیر اعلیٰ	360

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف اول

مدیر اعلیٰ

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان، اہلحدیث کی نمائندہ تنظیم ہے جس کی سرگرمیوں کا دائرہ علمی، دینی، تبلیغی، سیاسی، مسلکی، جہادی، تدریسی، تصنیفی، اشاعتی، اصلاحی، سماجی، صحافتی، تجدیدی و دیگر شعبوں تک پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ انہیں جہود و مساعی میں اس کے ذمہ داران اور ارکان شب و روز کوشاں ہیں۔ پھر یہ امراس کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس کے جہد و عمل کی ساری کائنات، عقائد و نظریات کا مرکز و محور اور پیش آمدہ مسائل میں دلیل راہ کتاب و سنت ہی ہیں۔

دنیا جانتی ہے کہ ہمارے اسلاف اور اکابر نے ایسی درخشندہ و تابندہ روایات چھوڑی ہیں جو تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ جماعت اہلحدیث نہ صرف اسلامی نظریہ حیات کی داعی بلکہ وہ ایک ایسی تحریک ہے جو ہر دور میں عصری تقاضوں اور مسائل کے حل کے لیے دنیا کو کتاب و سنت سے رہنمائی پیش کرتی رہی ہے اور اس کا دائرۂ کار زمان و مکاں کی مصنوعی حد بندیوں سے بلند تر ہے۔ یہی بات یہ ہے کہ جہاں کتاب و سنت کی شمع روشن ہوتی ہے وہاں دور و نزدیک سے پروانے جمع ہو جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کی قیادت شروع سے ہی علماء کرام کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی، حضرت حافظ عبداللہ محدث غازی پوری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی، حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی، حضرت مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی حضرت مولانا محمد حنیف ندوی، حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی، حضرت پروفیسر سید ابوبکر غزنوی، حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید اور حضرت میاں فضل حق رحمھم اللہ تعالیٰ ایسے جید علماء کرام نے جماعت کی قیادت و سیادت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ بحمد اللہ آج بھی اسے ایک علمی، مخلص اور مستعد قیادت حاصل ہے جو اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں سراپا عمل ہے۔ اس سے میری مراد امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب اور سیکرٹری جنرل میاں محمد جمیل صاحب ہیں جو علماء کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو علوم قدیم و جدید کا حسین سنگم ہیں۔ اسی طرح ان کے رفقاء کار بھی اپنے نصب العین کے لیے شب و روز سرگرم عمل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر محترم پروفیسر ساجد میر اور میاں محمد جمیل سیکرٹری جنرل مرکزیہ کی یہ خواہش تھی کہ ہفت روزہ "اہلحدیث" کی ایسی خصوصی اشاعت منظر عام پر لائی جائے جس میں اہلحدیث کی اہم خدمات کا اس قدر تذکرہ موجود ہو جو قارئین کو اہلحدیث کے بارے میں اتنی معلومات فراہم کر دے جس سے وہ دوسری بہت سی کتابوں سے بے نیاز ہو جائیں۔

اس سال کے اوائل میں ہمارے محترم دوست جناب مولانا اشرف جاوید مدیر مکتبہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد ہمارے پاس گوجرانوالہ تشریف لائے اور باہمی طویل نشست میں بہت سے مسائل عنوان گفتگو بنے رہے۔ جب ہفت روزہ "اہلحدیث" کی بات چلی تو اشرف جاوید صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ قیام پاکستان کے پچاس سال کی تکمیل کے موقع پر برصغیر میں اہلحدیث کی ہمہ جہت خدمات کے حوالہ سے ہماری مرکزی قیادت کو مجلّہ "اہلحدیث" کی ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ انہوں نے یہ بھی بتلایا کہ اس باب میں ان کے پاس کچھ مواد بھی موجود ہے۔ اس تجویز پر میں نے یہ محسوس کیا۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

چنانچہ باہمی مشورہ کے مطابق ہم نے صبح لاہور جا کر میاں محمد جمیل صاحب کی خدمت میں یہ تجویز اور اس کے خدوخال پیش کیے۔ انہوں نے اس سے مکمل اتفاق کا اظہار فرمایا اور کہا کہ آپ اس کام کا آغاز کریں۔ امیر محترم سے میں اس کی حتمی منظوری لے لوں گا اور یہ بھی فرمایا کہ اہل قلم سے رابطہ قائم کریں اور اس خصوصی اشاعت کو بہترین انداز میں پیش کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارا تعاون بھی آپ کو حاصل رہے گا۔

ہمارا مدت سے یہ نظریہ رہا ہے کہ کسی بھی قوم اور جماعت کی تاریخ اس کے ماضی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ چونکہ حال و مستقبل میں اس کی رفتار ترقی و تنزل کا علم بھی ماضی سے ہوتا ہے اس لیے زندہ قومیں' فعال تنظیمیں اور حساس جماعتیں اپنے ماضی سے رشتہ مضبوط رکھتی ہیں۔ یا یوں کہیے کہ وہ اپنے ماضی کی تابناکیوں سے اپنے حال کو سنوارا اور مستقبل کو نکھارا کرتی ہیں۔ نیز اپنی تاریخ کو ترتیب دینے میں ہر آن سعی و کوشش میں مصروف رہتی ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں علماء اہلحدیث کا ماضی بڑا روشن اور تابناک ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی عظیم خدمات خواہ وہ سیاسی ہوں یا سماجی' علمی ہوں یا ادبی' اصلاحی ہوں یا تبلیغی' مسلکی ہوں یا جماعتی' تدریس سے متعلق ہوں یا تصنیف و تالیف سے' سب نمایاں رہی ہیں' لیکن تلخ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس اپنے اسلاف کے ان کارناموں اور خدمات کا مکمل ریکارڈ یکجا موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیروں نے ہمارے بہت سے کارہائے نمایاں تاریخ سے چھین کر اپنے دامن میں سجانے کی مذموم کوشش کی ہے۔ ایسے حالات میں ہم نے اپنی تاریخ کے چند اوراق پریشاں جمع کرنے کی سعی کی ہے۔ قارئین کرام ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ ہم نے یہ ملک اسلامی نظریہ حیات کو عملی رنگ دینے کے لیے حاصل کیا تھا اور وطن عزیز صرف ایک سیاسی مطالبے کا ماحصل نہیں بلکہ صدیوں پر پھیلی ہوئی ایک طویل جدوجہد کا ثمر ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ بانی پاکستان کے بعد قوم کو کوئی کماحقہ مخلص قیادت میسر نہ آ سکی۔ بیوروکریسی ملک کے دروبست پر چھائی رہی اور اس نے ترقی کی راہوں پر پہرے بٹھا دیئے' عوام اور حکام میں فاصلے بڑھتے رہے۔ قرضوں پر قرضے لیکر ملک کو غیروں کا دست نگر بنا دیا گیا۔ کرپشن ملک کی جڑوں میں سرایت کر گئی' جس سے حالات دگرگوں ہو گئے۔ روایات بدل گئیں اور خواہشات نے نیا روپ دھار لیا۔ ہر شخص اپنی فکر میں سرگرداں ہے۔ قوم اور ملک کا درد عنقا ہو چکا ہے۔ یاد رکھیں کہ انسان کی عظمت دولت سے نہیں بلکہ تقویٰ و پرہیزگاری سے ہے ورنہ قارون' موسیٰ سے اور زرداریؔ اقبال سے بڑا انسان ہوتا۔

اسلامیان پاکستان میں اسلامی نظام کی شدید تڑپ موجود ہے اس کے لیے وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے کا جذبہ رکھتے ہیں وہ عدالتوں میں ایسے منصف مزاج جج اور انتظامیہ میں ایسے خدا ترس افسر دیکھنا چاہتے ہیں جو پانچ وقت اللہ کے حضور جھک جائیں۔ کیونکہ جسے اللہ کے آگے جھکنے کی توفیق نہ ہو وہ عوام کی خدمت نہیں کر سکتا۔ قومیں تعداد سے نہیں فکری استعداد سے زندہ رہتی ہیں۔ اگر ان کی اخلاقی و روحانی اساس متزلزل ہو جائے تو آلات حرب کی فراوانی اور افواج کی کثرت اسے زوال سے نہیں بچا سکتی۔ پھر ستم یہ ہے کہ ہمارا نصاب تعلیم افراد کار و کردار پیدا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا نظام تعلیم رائج کیا جائے جس سے اچھے انسان اور مسلمان پیدا ہوں۔ جو کشتی ملت کو خوش اسلوبی سے ساحل مراد تک لے جائیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اپنے بنیادی نظریات سے انحراف' عدل و انصاف سے دوری اور ہوس اقتدار کی وجہ سے ملک سقوط ڈھاکہ کے المیہ سے دوچار ہوا۔ جس کی ٹیسیں ابھی تک محسوس ہو رہی ہیں۔ رب کائنات نے ہمیں اب بھی سنبھلنے کا موقع دیا ہے اور آج ملک اپنے قیام کے پچاس سال پورے کر رہا ہے۔ ہماری پچاس سالہ تاریخ کامیابیوں کی نہیں حوادث و ناکامیوں کی دردناک داستان ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نئے جذبوں' نئے ولولوں اور نئے عزائم کے ساتھ آگے بڑھیں اور ملک کو ایک اسلامی و فلاحی مملکت بنانے میں اپنا موثر کردار ادا کریں۔ آئندہ اوراق میں آپ اپنے تابناک ماضی کی روشنی میں دیکھیں گے کہ ہمارے اسلاف نے اس کے لیے کتنی قربانیاں دی ہیں۔ ؎

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

کون نہیں جانتا کہ ماضی میں اہلحدیث علماء' زعماء' اکابرین اور قائدین نے قومی و ملی تحریکوں میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا اور ہر نازک وقت میں قوم کی قیادت و رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ مولانا خالد سیف نے ایک مقام پر بالکل درست لکھا ہے کہ آزادی وطن کی تحریک تو مشہور ہی "وہابی تحریک" کے نام سے ہوئی اور ہمارے اسلاف اور ہمارے مجاہد ہی فرنگی استبداد و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بربریت کا سب سے زیادہ نشانہ بنے۔ انگریز کے دور میں جزائر انڈیمان و کالے پانیوں کو انہی دیوانوں نے آباد کیا۔ دار ورسن کی اکثر روایات ہمارے ہی اسلاف سے وابستہ ہیں۔ قادیانی نبوت کا ذبہ کا سب سے پہلے مواخذہ اور تعاقب کرنے والے ختم المرسلینی ﷺ کے یہی شیدائی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تحریک جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے آخری کامیاب جہاد کیا اس تحریک کا نام "مجلس ختم نبوت" امام العصر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کا تجویز کردہ تھا اور سب سے پہلے انہوں نے سیالکوٹ میں اس مقدس کام کا آغاز فرمایا۔ الغرض اہلحدیث کا ماضی قابل فخر اور انتہائی شاندار ہے اور طاغوتی طاقتوں سے ٹکرانا اہلحدیث کی پرانی ریت ہے۔"

تاریخ گواہ ہے کہ وہابی ٹرائیلز کے نام سے اہلحدیث کے خلاف جو مقدمات جمع کیے گئے ہیں۔ اس میں یہ موجود ہے کہ صرف بہار اور بنگال میں جن لوگوں کو حریت کی پاداش میں موت کی سزا دی گئی ان میں ایک لاکھ اہلحدیث تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اہلحدیث کی تاریخ قربانیوں، عزم و ثبات، حرکت و عمل، فکر و نظر اور جذبہ جہاد سے لبریز ہے۔ کاروان عمل بالحدیث کے رگ و ریشے میں تحریک شہیدین کا لہو موجزن ہے۔ انہوں نے ہند کے بتکدوں میں کتاب و سنت کے چراغ روشن کیے اور کفر و الحاد کے بسیروں میں اسلام کے لعل و گہر بکھیر دیے۔

آپ جانتے ہیں کہ اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے دور حاضر میں بہت سی تحریکوں نے جال پھیلا رکھے ہیں۔ عیسائیت ایک نہایت تباہ کن اور اسلام دشمن تحریک ہے۔ جو اسلام کے لیے ہلاکت خیز نظریات کے پیچھے چھپ کر مسلمانوں میں اپنی مشنریاں چلا رہی ہے تاکہ وہ دین سے منحرف ہو کر عیسائیت قبول کر لیں۔ برصغیر پاک و ہند میں نظریاتی محاذ پر اہلحدیث نے اسے شکست فاش دی ہے پھر کسی پادری کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اہلحدیث کے مقابل کھڑا ہو سکے۔ اہلحدیث نے عیسائیت کے رد میں قوم کو بڑا جاندار اور شاندار لٹریچر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ بڑا معجزہ ہے کہ ان کی ولادت باسعادت سے لیکر تادم واپسیں، زندگی کا ہر پہلو اور گفتگو کا ہر لفظ صحیح طور پر پوری سند کے ساتھ مل سکتا ہے۔ آپ کی احادیث مبارکہ کو پانچ لاکھ انسانوں نے روایت کیا ہے اور انہیں احادیث کا اعجاز ہے کہ پانچ لاکھ انسانوں کی زندگی کے حالات محفوظ ہو گئے۔ اسماء الرجال کا فن، محدثین کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ پھر احادیث کو پرکھنے کے لیے ایسے اصول وضع کیے گئے جس کی مثال ناپید ہے۔

شریعت میں احادیث کی اہمیت اظہر من الشمس ہے، حدیث وحی خفی، قرآن وحی جلی ہے۔ قرآن وحی متلو اور حدیث وحی غیر متلو ہے۔ قرآن متن ہے تو حدیث تشریح ہے۔ قرآن فکر ہے تو حدیث عمل ہے۔ قرآن پاک خود، حدیث کی حجیت اور اہمیت بیان کرتا ہے حدیث و سنت کے بارے میں نامور ادیب مولانا محمد اسحاق بھٹی رقمطراز ہیں "حدیث و سنت نبی ﷺ کے ارشادات و فرامین کا وہ مجموعہ روح پرور اور آپ کے اعمال و افعال کا وہ نقش حسین ہے، جس کا اس جہان ہست و بود میں کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی مقابلہ نہیں کر سکتا اور جس کا ثانی پیش کرنے سے پوری دنیائے ارباب فکر اور اصحاب دانش عاجز و درماندہ ہیں۔ اس کی حفاظت و صیانت کا سلسلہ نبی ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی حیات طیبہ ہی میں شروع ہو گیا تھا اور پھر ایک خاص ترتیب و تسلسل کے ساتھ اصحاب الحدیث کے گروہ پاک باز نے اسے جاری رکھا۔ ان کی مسلسل جدوجہد سے تمام ذخیرہ حدیث و سنت مدون و مرتب شکل میں آج بھی دنیا میں موجود ہے اور اس کی شروح و حواشی اور تعلیقات کے سلاسل بھی عالم وجود میں آ چکے ہیں اور روز بروز آ رہے ہیں لیکن برصغیر میں دیگر فتنوں کی طرح فتنہ انکار حدیث بھی مسلمانوں میں اسلام سے متعلق تشکیک پیدا کر کے اسلامی تعلیمات سے بغاوت کرانے کی ایک سازش ہے اس فتنے کو بھی انگریز کی آشیرباد حاصل رہی۔ جن لوگوں نے اس فتنے کو برگ و بار مہیا کئے ان میں عبداللہ چکڑالوی، منشی احمد دین امرتسری، تمنا عمادی، اسلم جیراجپوری، غلام احمد پرویز، علامہ مشرقی، غلام جیلانی برق وغیرہ شامل ہیں۔ اہلحدیث ہی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کے علماء نے سب سے پہلے اس فتنے کا نوٹس لیا اور ہر میدان میں اس کے حواریوں کو شکست سے دوچار کیا۔ اس کے خلاف بڑا جاندار لٹریچر مہیا کیا جس سے یہ فتنہ جاں بلب نظر آتا ہے۔

مجلات، جرائد اور اخبار دعوتی میدان میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن اس سے پڑھا لکھا طبقہ متاثر ہوتا ہے جہاں خطابت میں علم کے ساتھ ساتھ زبان آوری اور طلاقت لسانی مطلوب ہوتی ہے وہیں میدان صحافت میں نوک قلم کی شرر باری اور جوہرریزی بار آور ثابت ہوتی ہے۔ برصغیر میں تحریک الحدیث نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور ان کے دور رس اثرات کسی سے مخفی نہیں۔ جب یہاں چھوٹے بڑے فتنے ملت اسلامیہ اور اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر افشانی میں مصروف تھے ان کے انسداد، تردید اور سرکوبی کے لیے الحدیث صحافت نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری" کا اخبار ہفت روزہ "اہلحدیث" امرتسر کم و بیش نصف صدی تک مطلع صحافت پر جگمگاتا رہا اور تمام فتنوں کا مسکت جواب دیتا رہا۔ اسکا طرح الحدیث کے دوسرے بیسیوں رسائل و جرائد نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور انہیں دینی، اصلاحی، تحریکی اور سیاسی شعور بخشا۔ آئندہ اوراق میں آپ ایسے رسائل کی طویل فہرست ملاحظہ فرمائیں گے۔ بایں ہمہ میدان صحافت میں دنیا ہم سے بہت آگے ہے۔ اس لیے ہمیں اس میدان میں آگے بڑھنا چاہیے اور اپنے مدرسوں اور کالجوں سے صحافی پیدا کرنا چاہیے۔ مدارس میں المیہ یہ ہے کہ اردو زبان میں پوری تعلیم دینے کے باوجود اردو ادب کی کتابیں نہیں پڑھائی جاتیں تاکہ طلبہ اس سے ادبی غذا حاصل کر سکیں۔

کم و بیش ایک صدی قبل قادیان کے مرزا غلام احمد نے مجدد مسیح موعود اور نبی ہونے کے جھوٹے دعاوی کر کے مسلمانوں کے دینی اتحاد میں نقب لگائی اور برطانوی سامراج کے ایک ایجنٹ کا کردار ادا کیا۔ دراصل مرزائیت کوئی دینی فرقہ نہیں بلکہ ایک سیاسی گروہ ہے جو اپنی مصلحتوں؟ اور انگریز کے مفادات میں پیدا ہوا۔ قادیانی عقائد اور اس کی مکاری کی نشاندہی سب سے پہلے علماء الحدیث نے کی۔ اس پر قومی پریس، اہلحدیث ک مجلات اور رسائل شاہد ہیں۔ مرزا قادیانی نے خود اپنی تحریروں میں اعتراف کیا ہے کہ مجھے سب سے پہلے سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی اور حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی نے کافر قرار دیا۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے رد قادیانیت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں تحقیقی لٹریچر دیا اور مناظرے کر کے قادیانیت کے خدوخال اور تلبیسات کو امت مسلمہ کے سامنے بے نقاب کیا۔ اس طرح حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا محمد بشیر سہوانی' حضرت مولانا محمد حنیف ندوی' حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید' حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری اور حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی نے قلم و قرطاس کے علاوہ تبلیغی مجالس میں مرزائیت کا خوب رد کیا۔ علامہ شہید کی عربی کتاب القادیانیہ نے عرب دنیا کو اس گروہ کے عقائد اور اس کی فتنہ سامانیوں سے خوب آگاہ کیا۔ 1973ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت جس کے نتیجہ میں مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے' اس میں اہلحدیث نے بڑا موثر کردار ادا کیا۔ اب جبکہ مرزائیت اسلامی دنیا میں پوری طرح رسوا ہو چکی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ یورپ' افریقہ' امریکہ اور دوسرے غیر مسلم ممالک میں بھی اس کا تعاقب اور محاسبہ کیا جائے تاکہ غیر مسلم' اسلام کے نام پر قادیانیت کے جال میں نہ پھنس جائیں اور ایک گمراہی سے نکل کر دوسری گمراہی کا شکار نہ ہو جائیں۔

قیام پاکستان سے قبل اہل حدیث کی ہمہ جہت خدمات کا تفصیلی تذکرہ تو آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ قیام پاکستان کے بعد تعمیر ملک و ملت میں اہل حدیث کی خدمات کو بھی کوئی مورخ نظرانداز نہیں کر سکتا۔ یہ سطور تفصیلات کی متحمل نہیں' صرف فکر و عمل کے ان پہلوؤں کا ذکر مقصود ہے جن میں اہل حدیث نے موثر اور بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

○ قرار داد مقاصد کی تدوین اور دستور کا حصہ قرار دینا ○ 33 علماء کے 22 نکات ○ 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت اور منیر انکوائری رپورٹ ○ ایوبی دور میں لاء کمشن کے سوالنامے کا جواب ○ 73ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت' پارلیمنٹ اور عوام میں کردار ○ 77ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ○ اہلحدیث کی سالانہ کانفرنسیں ○ نفاذ اسلام اور احتساب ○ کتاب و سنت کی بالادستی ○ جنگ خلیج میں کویت اور سعودی عرب کے موقف کی حمایت ○ عورت کی سربراہی کے خلاف موثر آواز ○ مختلف مواقع پر سیلاب زدگان کی امداد ○ جہاد افغانستان اور جہاد کشمیر میں مجاہدین سے بھرپور تعاون ○ بین الاقوامی دینی تنظیموں سے رابطے اور تبلیغی دورے ○ تحریک نجات ○ سیاسی اتحاد ○ اتحاد بین المسلمین ○ تبلیغی و تنظیمی دورے ○ دینی جامعات کا قیام اور ایسے ہی متعدد قومی و ملی امور ہیں جن میں ہمارے قائدین اور علماء کرام نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

یہ خصوصی اشاعت آپ کے سامنے ہے اس اہم موضوع کا اگر ہم سے کچھ حق ادا ہو سکا ہے تو اسے ہم اللہ کی توفیق اور اہل قلم کے تعاون کا ثمر سمجھتے ہیں اور اگر اس باب میں ہم سے کوئی فروگذاشت ہوئی ہے تو اسے ہماری کوتاہی پر محمول فرمائیں اور ہمیں اس سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اس کوشش کو ہم حرف آخر نہیں سمجھتے بلکہ اس ضمن میں ایک مربوط سعی کا آغاز گردانتے ہیں۔ ممکن ہے کوئی مورخ اس کو بنیاد بنا کر اس کام کو آگے بڑھا سکے کیونکہ یہ موضوع اس قدر وسیع ہے کہ اس پر بیسیوں کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ بایں ہمہ ہم نے جب معروف اہل قلم اور اکابر علماء سے مضامین لکھنے کے لیے رابطہ قائم کیا تو بحمداللہ انہوں نے ہم سے بھرپور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعاون فرمایا اور موضوع کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے بڑے عالمانہ ' فاضلانہ اور محققانہ مقالات لکھ کر ارسال فرمائے۔ ہم مولانا محمد اسحاق بھٹی' مولانا عبد الماجد جھنگوی ' مولانا ارشاد الحق اثری' ڈاکٹر پروفیسر عبدالرؤف ظفر' حافظ صلاح الدین یوسف' ڈاکٹر پروفیسر خالد ظفر اللہ' مولانا علیم ناصری' مولانا اشرف جاوید' مولانا محمد خالد سیف' حبیب اللہ شاہد' ملک عبدالرشید عراقی اور حافظ محمد بلال حماد کے بے حد شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی گوناں گوں مصروفیات سے وقت نکال کر اپنے رشحات قلم سے نوازا۔ ہم امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب' میاں محمد جمیل اور مولانا اشرف جاوید کے بے حد ممنون و متشکر ہیں کہ ان کا تعاون و سرپرستی اور مشورے ہر مرحلہ پر شریک حال رہے۔ کام کی وسعت کے پیش نظر ہمارے مخلص دوستوں حافظ عبدالستار الحماد' حافظ محمد عبدالاعلی اور میرے شریک کار حافظ محمد بلال حماد نے اس کی ترتیب و تکمیل اور تصحیح میں بھرپور ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں آزادی کی پہلی اسلامی تحریک اور تحریک پاکستان میں اہل حدیث کا کردار

جناب مولانا محمد اشرف جاوید
مدیر مکتبہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

آزادی کی پہلی اسلامی تحریک

انگریز ہندوستان میں تاجر کے روپ میں داخل ہوا۔ اس نے جہانگیر سے اجازت نامہ حاصل کیا پھر تجارت کے لیے اجازت چاہی اسی پر بس نہ کیا بلکہ انگریز نے تجارتی کوٹھیاں قائم کرنے کا بھی حکم نامہ لے لیا یہ سبھی کام سرطاس رونے کئے' پھر انگریز ہندوستان کے معاملات میں دخیل ہوتا چلا گیا' اورنگ زیب کی وفات سے حکومت کا شیرازہ بکھر گیا' اس طرح انگریز کو اور بھی موقعہ ملا اور اس نے باقاعدہ فوج رکھ لی پھر آہستہ آہستہ وہ اپنی مکاری اور ہوشیاری سے کامیاب ہو تا گیا۔ ملک مختلف قسم کے بحرانوں سے گزرتا رہا۔ ایک طرف سکھ اپنے مظالم سے مسلمانوں کا ناطقہ بند کئے ہوئے تھے دوسری طرف مرہٹے ان کی لڑائی سے خوب فائدہ اٹھا رہے تھے آخر کار سراج الدولہ کو خیال آیا اور مسلح جدوجہد سے انگریز کے مقابلہ میں اترا مگر اپنوں کی غداری کی وجہ سے ناکام ہوا۔ پھر حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے ان سے پنجہ آزمائی کی مگر وہ بھی غداروں کی وجہ سے میدان نہ جیت سکے۔ ان کی شہادت کے بعد سید احمد اور شاہ اسمٰعیل شہید نے باقاعدہ اسلامی حکومت کے قیام کے لیے ایک مدت تک جدوجہد کی اور کامیاب بھی ہوئے۔ اب آپ اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں

حیدر علی و سلطان ٹیپو

ہندوستان کو غیر ملکی خطرات سے پاک کرنے کی جس جرات و حکمت سے سلطان ٹیپو نے جدوجہد کی وہ ہماری تاریخ کا ایک روشن باب ہے' حیدر علی اور سلطان ٹیپو دونوں باپ بیٹوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بمشکل 35 سال حکومت کی' لیکن ان 35 برسوں میں ان کے لیے ہر برس کا اختتام گویا رستم کا ہفت خواں طے کرنا تھا' ایک طرف کرناٹک' دوسری طرف حیدر آباد' تیسری طرف مرہٹے' چوتھی طرف انگریز تھے اور ایک بہادر بیک وقت چار پہلوانوں سے نبرد آزما تھا' علاوہ ازیں اندرونی سازشوں کا جال الگ بچھا ہوا تھا جس میں یہ اسلامی سلطنت پھنسی ہوئی تھی۔

سلطان ٹیپو نے اپنی بالغ نظری اور غیر معمولی ذہانت سے یہ خطرہ محسوس کر لیا تھا کہ انگریز اس طرح ایک ایک صوبہ اور ایک ایک ریاست ہضم کرتا رہا اور اگر کوئی منظم طاقت ان کے مقابلہ میں نہ آئی تو آخر کار پورا ملک ان کا لقمہ تر بن جائے گا' چنانچہ انہوں نے انگریز سے جنگ کا فیصلہ کیا اور پھر پورے ساز و سامان' وسائل اور فوجی تیاریوں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں آ گئے۔

سلطان ٹیپو نے ہندوستان کے راجوں' مہاراجوں اور نوابوں کو انگریز سے جنگ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی' اس مقصد کے لئے انہوں نے سلطان ترکی سلیم عثمانی' دوسرے مسلمان بادشاہوں اور ہندوستان کے امراء سے خط و کتابت بھی کی' زندگی بھر انگریزوں سے سخت معرکہ آرائیاں کیں' قریب تھا کہ انگریزوں کے سارے منصوبے پر پانی پھر جاتا اور وہ اس ملک سے بے دخل ہو جاتا' مگر انگریزوں نے جنوبی ہند کے امراء کو اپنے ساتھ ملا لیا اور آخر کار اس مجاہد بادشاہ نے 4 مئی 1799ء کو سرنگا پٹم کے معرکہ میں شہید ہو کر سرخروئی حاصل کی' انہوں نے انگریز کی غلامی اور اسیری اور ان کے رحم و کرم پر زندہ رہنے پر موت کو ترجیح دی اور آپ کا مشہور تاریخی مقولہ ہے کہ "گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی اچھی ہے" جب انگریز جنرل کو سلطان کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے ان کی نعش پر کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے کہ "آج سے ہندوستان ہمارا ہے۔" سلطان کی شہادت 1799ء کو ہوئی' شاعر مشرق ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ اسی سال ترکی کا بحری بیڑہ تباہ ہوا' ایشیاء میں اسلام کا انحطاط انتہا کو پہنچ گیا۔! (تاریخ ندوۃ ص 24) ان کی وفات سے امید کی آخری کرن بھی ختم ہو گئی اور ان کی شہادت سے ہند پر غلامی کے بادل چھا گئے۔

اگرچہ سلطان ٹیپو نے انگریز کے خلاف مختلف ممالک مثلاً ترکی' افغانستان' نظام حیدر آباد وغیرہ سے مدد مانگی لیکن کسی نے ان کی مدد نہ کی بلکہ ان کو وہابی کہہ کر بدنام کیا گیا اور یہ وہ دور تھا جب وہابی تحریک زوروں پر تھی۔ آخر سلطان اکیلا ہی لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔

خلاصہ فتویٰ شاہ عبدالعزیزؒ کہ ہندوستان دارالحرب ہے!

انہوں نے ہندوستان میں انگریزوں کے مقبوضہ علاقے کو دارالحرب قرار دیا اور کہا کہ دلی میں مسلمانوں کے امام کا اقتدار عملاً ختم ہو چکا ہے اور عیسائی حاکموں کے احکام جاری ہیں جن پر بے چوں و چراں عمل ہو رہا ہے کفار کے ہی احکام فیصلہ کن ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہندوستان دارالحرب ہے۔ (فتاویٰ عزیزی و تحریک مجاہدین ص / 8 اول)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیاسی حالت

بارھویں صدی ہجری کے آخر اور انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک یہی کیفیت تھی۔ اس زمانے کے خطوط سے اس بدامنی' انتشار اور طوائف الملوکی کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اس عہد کے بزرگوں اور مشاہیر کے خطوط میں اس قسم کے ارشادات ملتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ شاہ ابوسعیدؒ کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"ایں حالت عجب حالت است۔ بسبب غلبہ کفار سکھ و مرہٹہ و جٹ بربلاد مسلمین و نہیب اموال ایشاں و انتہاک حرمات ایشاں دل و جاں آسائش را فراموش نمودہ۔ چنانچہ فقیر مع قبائل بہ مراد آباد انتقال نمودہ است و تمام میان دو آب زیر و زبر بہ نعال فرسان ایں بد کیشاں شد" (ماثرالابرار' قلمی)

ترجمہ = یہ حالت بھی عجیب حالت ہے کہ کافر سکھوں' مرہٹوں اور جاٹوں کے مسلمانوں کے شہروں پر غلبہ پا جائے' ان کے مالوں کو لوٹنے اور ان کو بے عزت و بے آبرو کرتے رہنے کی وجہ سے آرام و آسائش خواب و خیال ہو گئے۔ چنانچہ فقیر اپنے متعلقین کے ساتھ مراد آباد منتقل ہو گیا ہے اور دو آبے کا سارا علاقہ ان مفسدوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے زیر و زبر ہو رہا ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

از تشویشت ہر روزۂ دہلی تنگ آمدہ ام۔

ترجمہ = دہلی کے روزمرہ کے ہنگاموں اور بے اطمینانی سے تنگ آگیا ہوں۔

ایک دوسرے مکتوب میں اطلاع دیتے ہیں۔

از ہر طرف فتنہ قصد دہلی می کند۔

ہر طرف سے فتنہ دہلی کا رخ کرتا ہے۔

ایک مکتوب میں حکومت کی بدنظمی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

درامور سلطنت تشفی نماندہ۔ خدا خیر کند!

"سلطنت کے امور میں اطمینان نہیں رہا خدا خیر کرے!

ہندوستان کے اصل سیاسی شاطر انگریز تھے' جو اس بساط شطرنج پر مہروں کو لڑاتے' آگے بڑھاتے اور پیچھے ہٹاتے رہتے تھے۔ ان کے مقابلہ کیلئے آخری منظم کوشش شہید سلطان ٹیپوؒ نے کی تھی۔ 1799ء میں یہ کوشش بھی ناکام رہی۔ کمپنی کے اس دور تجارت و سیاست میں ملک کی جو سیاسی و اخلاقی حالت تھی اور اسلامی سیاست کے مرکزوں میں اس نے جو رقابت اور تفرقہ پیدا کر دیا تھا۔ اس کا اندازہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے عربی قصیدے کے ایک شعر سے ہوتا ہے۔

وانی اری الافرنج اصحاب ثروة
لقد افسدوا مابین دهلی و کابل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پنجاب میں مسلمانوں کی حالت

اٹھارھویں صدی کے وسط ہی میں سکھوں نے پنجاب میں اہم سیاسی طاقت حاصل کر لی تھی۔ احمد شاہ ابدالی کی وفات پر شمالی ہندوستان میں سکھ ہی اصل قوت تھے۔ اس دور حکومت میں مسلمان جس طرح کی غلامانہ اور حقیر زندگی گزار رہے تھے اور پوری قوم جس بے اعتمادی' محرومی و بے عزتی کا شکار تھی' اس کا خاکہ رنجیت سنگھ کے ایک معاصر انگریز مصنف (کرنل مالکم) نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

"واقعہ یہ ہے کہ پنجاب میں ایک بھی ایسے مسلمان خاندان کی مثال نہیں ملتی۔ جس کو عزت و اقتدار حاصل ہو۔ یہ صورت حال اس نفرت کا نتیجہ ہے جو گرو گوبند سنگھ کے پیروؤں کو اپنے قدیم حریفوں کی نسل سے چلی آ رہی تھی' جنہوں نے ان پر مظالم کئے تھے۔ اس کا ثبوت اس سلوک سے ملتا ہے جو ان بد قسمت مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جو ابھی تک سکھوں کی عملداری میں رہتے ہیں۔ اگرچہ وہ کثیر التعداد ہیں لیکن سب غریب نظر آتے ہیں اور ایک مظلوم اور ذلیل قوم کے فرد معلوم ہوتے ہیں۔ وہ زمین جوتتے ہیں' ان سے قلی گیری' بوجھ ڈھونے اور محنت و مشقت کے کام لیے جاتے ہیں۔ ان کو گائے کا گوشت کھانے کی اجازت نہیں' نماز نہیں پڑھ سکتے' شاذ و نادر ہی مسجد میں جمع ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجدوں میں بھی چند مسجدیں تباہی سے بچی ہیں۔"

اس غلامی' مذہبی بندش اور ذلت آمیز طرز عمل سے مسلمانوں کے اخلاق پست ہو گئے تھے ساری قوم پر بے اعتمادی اور مایوسی چھائی ہوئی تھی' اور وہ زندگی پر موت کو ترجیح دیتے تھے۔ عقائد و اخلاق اور عادات و روایات مسخ ہو رہی تھیں' دینی حمیت اور اسلامی روح سے پوری قوم محروم ہوتی چلی جا رہی تھی۔ مذہب و معاشرت اور دل و دماغ پر اس بدترین غلامی کے بدنما اثرات پڑ رہے تھے' جن کا مٹنا آسان نہ تھا۔ اقبال نے سچ کہا ہے۔

خالصہ شمشیر و قرآں را ببرد   اندراں کشور مسلمانی بمرد!

مسلمانوں کی مذہبی حالت

ڈاکٹر شاذر ڈ لکھتا ہے۔

اٹھارویں صدی تک اسلامی دنیا اپنے ضعف کی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ ہر جگہ جمود و تنزل کا دور دورہ تھا۔ آداب و اخلاق قابل نفرت تھے۔ تعلیم مردہ ہو گئی تھی اور چند درس گاہیں جو ہولناک زوال میں باقی تھیں' وہ افلاس اور غربت کی وجہ سے دم توڑ رہی تھیں۔ مذہب میں تصوف کے طفلانہ توہمات کی کثرت نے خالص اسلامی توحید میں آمیزش کر دی تھی۔ مسجدیں ویران اور سنسان پڑی تھیں۔ جاہل عوام ان سے بھاگتے تھے۔ تعویز گنڈے اور مالا میں پھنس کر غیر متشرع فقراء اور دیوانے درویشوں سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے اور بزرگوں کے مزاروں کی زیارت کرتے تھے اور ان کی پرستش بارگاہ ایزدی کے شفیع و ولی کے طور پر کی جاتی تھی۔ کیونکہ ان جہلا کا خیال تھا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدا ایسا برتر ہے کہ وہ اس کی اطاعت بلاواسطہ نہیں ادا کر سکتے۔ قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم کو نہ صرف پس پشت ڈال رکھا تھا بلکہ اس کی خلاف ورزی بھی کی جاتی تھی۔ افیون و شراب خوری عام تھی۔ زنا کاری کا زور تھا اور ذلیل ترین اعمال کھلم کھلا بے حیائی کے ساتھ کیئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ مقامات مقدسہ' یعنی مکہ اور مدینہ بھی ایسے افعال قبیحہ کے مرکز بن گئے تھے اور حج جیسا فریضہ بدعات کی وجہ سے حقیر بن گیا تھا۔ فی الجملہ اسلام کی جان نکل چکی تھی اور محض بے روح رسومات اور بیمار توہمات کے سوا کچھ نہ رہا تھا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر دنیا میں آتے تو وہ اپنے پیرووٗں کے ارتداد اور بت پرستی پر بے زاری کا اظہار فرماتے۔ (سیرت احمد شہید ص 56- 57 جلد اول)

حکمرانوں کی اخلاقی حالت

مسلمانوں کا زوال تو اورنگ زیب کے عہد سے شروع ہو گیا تھا۔ گروہ بندی' وراثت پر جھگڑا ایک دوسرے پر حکومت کے حصول کے لیے حملے یہ رات دن کا معمول بن چکا تھا۔ اورنگ زیب کے بعد جو حکمران ہوئے ان کی اخلاقی حالت نہایت ہی پست تھی مثلاً محمد شاہ رنگیلا کی حالت قابل رحم تھی ہر وقت نشہ میں مست رہتا اور عورتوں کے جھرمٹ میں اس کے دن رات کے اوقات گزرتے۔ یہی حالت دیگر حکمرانوں کی تھی۔ عالمگیر جیسے متشرع بادشاہ کے متعلق یہ روایت ہے کہ ایک سقہ نے السلام علیکم کہہ دیا تو حکم ہوا کہ اسے کوتوال کے حوالے کر دیا جائے۔ (سیرت سید احمد شہید ص 45-) اکبر بادشاہ نے تو حد ہی کر دی تھی اس کی تباہی میں علماء سوء کا مرکزی کردار تھا۔

بقول امام عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ!:

وهل افسد الدين الا الملوك　　　واحبار سوء ورهبانها

اکبر کے زمانے میں کفار برملا اور بڑی دلیری کے ساتھ کفر کے احکام دارالسلام میں بیان کرتے تھے اور مسلمان حکام اسلام کے اظہار سے عاجز تھے۔ (سیرت سید احمد۔ شہید 49) مسلمانوں کی حالت دن بدن ابتر ہوتی گئی' انگریز دخیل ہو تا گیا اور مسلمانوں کی ریاستیں آہستہ آہستہ ختم ہو کر انگریز کے ماتحت ہو گئیں۔

انیسویں صدی کی ابتدا میں سارے ملک میں چار قابل ذکر طاقتیں تھیں۔ ایک انگریز' دوسرے دکن میں نظام' تیسرے شمالی ہند میں اودھ کی سلطنت' لیکن یہ دونوں طاقتیں انگریز کی سرپرستی قبول کر چکی تھیں اور اس ملک میں اسلامی اقتدار کے لیے ان سے امید رکھنا فضول تھا اور چوتھے' مرہٹے جو وسط ہند اور دکن میں اپنی ریاستیں قائم کئے ہوئے تھے۔ لیکن ان کی آپس میں سخت رقابت اور خانہ جنگی تھی۔ اٹھارویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں ان کے چار سردار دولت راوٗ سندھیا۔ جسونت راوٗ ہلکر' باجی راوٗ پیشوا' رگھوجی بھونسلہ اقتدار اعلیٰ کے لیے کشاکش کر رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان چار طاقتوں کے علاوہ ایک پانچویں بڑھتی ہوئی آزاد طاقت بھی تھی' یہ روہیل کھنڈ کے افغانوں کی طاقت تھی' جن کی قیادت سنبھل (ضلع مراد آباد) کا ایک حوصلہ مند افغان زادہ' امیر خاں کر رہا تھا۔ امیر خاں کے ساتھ روہیل کھنڈ اور شمالی ہند کے دلیر اور حوصلہ مند پٹھانوں اور سپاہ پیشہ نوجوانوں کی کثیر التعداد اور طاقت ور جمعیت رہتی تھی' جس کو مرہٹہ سردار اور راجپوت والیان ریاست ہمیشہ اپنے ساتھ ملانے کی کوشش میں رہا کرتے تھے اور جس کی شمولیت فتح و شکست کے لیے اکثر فیصلہ کن ثابت ہوا کرتی تھی۔ اس جمعیت میں ہندوستان کا بہترین فوجی عنصر مسلمانوں کا گرم اور تازہ خون' ہندوستان کی فاتح کا بچا کھچا سرمایہ اور وقت کے بہت سے شاہین و شہباز تھے۔

بایں ہمہ سید صاحب دینی حکومت کے قیام کی غرض سے امیر خاں کے لشکر میں شامل ہو گئے لیکن افسوس کہ نواب امیر خاں کو انگریزی سازشوں کا علم نہ ہو سکا یا ان کی مکاریوں کو اپنی بہادری اور جواں مردی کے زعم میں نہ سمجھ سکا بلکہ وہ انگریزوں سے صلح کرنے پر مجبور ہو گیا۔ یہ صلح نامہ 1817ء کو ہوا۔ (سیرت سید احمد شہیدؒ)

سید صاحب کی کوشش کے باوجود جب امیر خاں باز نہ آیا اور اس نے انگریز کے ساتھ صلح کرلی تو سید صاحب چند آدمی ساتھ لیکر اسی وقت لشکر سے نکلے اور جے پور چلے گئے۔ سید صاحب کا مقصد تو واضح نظر آتا ہے کہ انگریز سے مقابلہ کیا جائے اور دین اسلام کو بلند کیا جائے۔ جیسا کہ مولانا مہر مرحوم نے لکھا کہ سید صاحب کے سامنے اصل نصب العین یہ تھا کہ ہندوستان کو انگریزوں کے تصرف سے پاک کر کے یہاں خالص اسلامی نظام کی بنیاد رکھیں' اسی غرض سے وہ امیر خاں کے پاس پہنچے تھے' جب تک نواب آزاد رہا آپ ساتھ رہے اور جب انگریز سے مل گیا تو آپ الگ ہو گئے۔

سید صاحب شاہ عبدالعزیز کو ایک مراسلہ میں لکھتے ہیں

کہ یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم ہو چکا ہے' نواب فرنگی سے مل گیا ہے اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں۔ (ص 109 سید احمد شہید' جلد اول' تحریک مجاہدین ج اول۔ 123- 122)

دہلی آمد

سید صاحب دہلی تشریف لے آئے اور وہاں دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا۔ لوگوں کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ اور انگریز سے خوب متنفر کیا۔ سید صاحب کے وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر لاتعداد لوگوں نے بیعت جہاد کی۔ اس سفر میں سید اسمٰعیل بھی ساتھ رہے اور سنت کا احیاء کرتے رہے۔ عام رواج یہ تھا کہ بیوگان پوری زندگی گھر بیٹھے گزار دیتی تھیں ان کا نکاح ثانی نہ کیا جاتا تھا۔ آپ نے نکاح ثانی کو رواج دیا اور اس سنت کو ہندوستان میں پھر سے زندہ کیا۔

حج پر روانگی

حج بیت اللہ جو اسلام کا بنیادی رکن ہے وہ مفقود ہو کر رہ گیا تھا۔ علماء سوء نے فتویٰ دیا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ حج کو جانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ نے اسکے خلاف بھی آواز اٹھائی اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے' آپ کا یہ سفر1826ء کو ہوا۔ وطن واپس آکر آپ نے باقاعدہ جہاد کے لیے نکل کھڑے ہونے کا عزم کر لیا۔

جہاد فی سبیل اللہ

حالات انتہائی دگرگوں ہو چکے تھے اور ہر طرف اسلام کے خلاف طاقتیں سازشوں میں مصروف تھیں۔ انگریز' سکھ' مرہٹے وغیرہ اس میں پیش پیش تھے۔ چنانچہ سید صاحب کا قافلہ دہلی سے چل کر سندھ میں خاندان راشدی کے ہاں قیام پذیر ہوا وہاں سے انگریز کے خلاف مسلح جدوجہد کے عہد و پیمان ہوئے اور باقاعدہ فوج بھیجنے کا بھی وعدہ پیر صبغۃ اللہ نے کیا اور سید احمد کے گھر والے ان کے ہاں قیام پذیر ہوئے اور پھر قافلہ چل کر ڈیرہ غازی خاں سے سرحد افغانستان میں داخل ہو گیا۔

سرحد کو کیوں مرکز بنایا؟

سید صاحب نے فرمایا کہ میں نے ہندوستان میں خیال کیا کہ کوئی ایسی مامون جگہ ہو جہاں مسلمانوں کو لے جاؤں اور تدبیر جہاد کروں باوجود وسعت کے کوئی جگہ لائق ہجرت میرے خیال میں نہ آئی۔ کتنے ہی لوگوں نے مشورہ دیا کہ اس ملک یعنی ہندوستان میں جہاد کرو جو کچھ مال اور اسلحہ وغیرہ درکار ہیں ہم دیں گے مجھ کو منظور نہ ہوا۔ اس لیے کہ جہاد موافق سنت چاہیے بلوا کرنا منظور نہیں۔ سرحد کے چند لوگ بھی وہاں حاضر تھے انہوں نے کہا کہ ہمارا خطہ اس کام کے لیے بے حد موزوں ہے اگر آپ وہاں چل کر کسی جگہ قیام کریں تو لاکھوں مسلمان دل و جان سے آپ کے شریک کار ہوں گے۔ خصوصاً" اس سبب سے کہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے وہاں مسلمانوں کو تنگ کر رکھا ہے انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتا ہے بہتر یہ ہے کہ ہندوستان سے ہجرت کر کے وہیں چل کر ٹھہریں اور سب مسلمانوں کے اتفاق سے جہاد کریں۔

اس وقت کے ہندوستان کا نقشہ سامنے رکھا جائے تو سید صاحب کے بیان کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے ہندوستان یا تو براہ راست انگریز کے ماتحت تھا یا ان ریاستوں پر مشتمل تھا جو سید صاحب کے ایام طفلی میں اپنی آزادی کھو کر انگریز کی دست نگر بن چکی تھیں۔ ان علاقوں میں سے کسی کو مرکز بناتے تو اسلامی جہاد نہ رہتا بلکہ بلوہ بن جاتا۔! نیز بیسیوں الجھنیں پیدا ہو سکتی تھیں۔ مثلاً انگریز اپنی عیاری سے مختلف طبقات میں تفرقہ پیدا کر کے سید صاحب کی تحریک کو ختم کرا سکتا تھا اور ارد گرد کی قوتوں کو ابھار کر خلاف کھڑا کر دیتا تو سید صاحب کا مرکز جہاد ہندوستان کے سمندر میں ایک بے حقیقت جزیرہ بن کر رہ جاتا' جسے باہر سے بھی کوئی کمک نہ پہنچ سکتی۔ جن حکومتوں کو ایک حد تک آزاد سمجھا جاتا تھا ان میں بھی انگریز اپنے دخل کا دروازہ کھول چکا تھا' مثلاً امیران سندھ کی حکومت اور ان میں کوئی شخص صاحب ہمت نہ تھا کہ بے باکانہ سید صاحب کا ساتھ دینے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیار ہو جاتا۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت تک سید صاحب کے پاس اتنی قوت فراہم نہ ہوئی تھی کہ براہ راست انگریزی قوت سے ٹکر لے سکتے۔ اس غرض کے لیے وسیع ترتیبات ضروری تھیں۔ اور اس کے لیے وقت درکار تھا۔

سرحد کی کیفیت

صرف سرحد ہی ایک ایسا علاقہ تھا جسے سید صاحب تحریک جہاد کے ابتدائی دور میں بہترین امیدوں کے ساتھ مرکز بنا سکتے تھے۔ اس لیے کہ:

1- سرحد کی پوری آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ ہندوستانیوں کا عام تصور یہ تھا کہ اہل سرحد بڑے جنگ جو اور جانباز ہوتے ہیں۔ وہ لوگ خلوص کے ساتھ حمایت پر آمادہ ہو جاتے اور سید صاحب کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق جہاد کرتے تو نہ صرف ان کا خطہ اغیار کی دستبرد سے محفوظ ہو جاتا بلکہ پنجاب کو بھی آزاد کرایا جا سکتا تھا اور ہندوستان کی آزادی کے لیے نہایت موثر تدابیر اختیار کی جا سکتی تھیں۔

2- وہ لوگ سکھوں کے ظلم و جور اور ہجوم و یورش کا ہدف بنے ہوئے تھے۔ ان کے جذبات مجروح تھے اور ایسے لوگوں کو بہ آسانی دفاع و مسلح جدوجہد کے لیے منظم کیا جا سکتا تھا۔

3- ان کی آزادی چھنی نہ تھی، چھن رہی تھی۔ لہٰذا انہیں غیروں کی دستبرد سے بچانا۔ ان لوگوں کے مقابلے میں زیادہ ضروری تھا جن کی آزادی بہت پہلے چھن چکی تھی۔

4- سرحد کے شمال اور مغرب میں دور دور تک اسلامی آبادیاں تھیں۔ ان سے پوری امداد کی امید ہو سکتی تھی یا کم از کم مخالفت کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔

5- سرحد کے مرکز کی جغرافیائی حیثیت ایسی تھی کہ دشمن صرف اسی حصے سے حملہ کر سکتا تھا، جسے سید صاحب نے محاذ جنگ بنایا تھا۔ اطراف و جوانب یا عقب سے حملے کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔

6- سید صاحب پنجاب میں پیش قدمی کرتے تو وہاں کے مسلمانوں کی اکثریت کے علاوہ مظلوم ہندو آبادی بھی خیر مقدم کرتی۔ نیز دائیں جانب سے بہاول پور، سندھ اور بلوچستان کی حکومتیں معاون بن سکتی تھیں۔

قدوسی جماعت

اب آپ اس سفر پر ایک نظر پھر ڈال لیں جس میں کم و بیش دس مہینے بسر ہوئے اور مسافت اڑھائی تین ہزار میل سے کم نہ ہو گی۔ رائے بریلی سے روہیل کھنڈ ہوتے ہوئے گوالیار اور ٹونک پہنچے۔ پھر راجپوتانے کے لیے بے آب و گیاہ ریگ زار طے کیے۔ جنوب مشرق سے سندھ میں داخل ہوئے تو شمال مغرب سے باہر نکلے۔ اس کے بعد بلوچستان کا صحرائی علاقہ، قیامت خیز گری، پھر خشک پہاڑ، خطرناک درے، دشوار گزار گھاٹیاں، اکثر کھانے اور پانی کی قلت، زیادہ تر متواتر سفر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیشتر غازی پیدل' ان تمام مقامات میں سے سفر کی مشکلات کا اندازہ آج کے حالات کی بنا پر نہیں بلکہ سوا سو سال پیشتر کے حالات کی بنا پر کرنا چاہیے۔ تاریخ ہند کے اوراق کو خوب کھنگال لو اور پھر بتاؤ کہ کیا کوئی ایسی جماعت مل سکتی ہے جس نے احیاء دین' اعلاء کلمتہ الحق اور آزادی بلاد مسلمین کے لیے ایسی صعوبتیں محبت و شیفتگی کے ساتھ قبول کی ہوں' جس طرح سید صاحب کی جماعت نے قبول کیں؟ اس بھاری مدت میں ایک شخص کی زبان پر بھی کبھی حرف شکایت نہ آیا۔ راحت و آسائش کو چھوڑ کر اذیتوں کے مواج سمندر میں کود پڑنے پر ایک لمحہ کے لیے بھی کسی کو پشیمانی نہ ہوئی۔ یہ تھی وہ قدوسی جماعت' جسے سید صاحب نے چند برسوں میں تیار کیا۔ یہ تھی وہ جماعت' جسے ہم سوا سو برس تک یا تو مجانین کا گروہ سمجھتے رہے یا دینداری کی خاص رگ جوش میں آئی تو تکفیر کے تیر ان پر برسانے لگے یا پھر انہیں ناقابل توجہ قرار دے لیا۔ حالانکہ اس متاع عزیز کو ہزار سالہ اسلامیت ہند کا سرجوش سمجھنا چاہیے۔ اگر یہ متاع اپنے دامن سے نکال پھینکیں تو تاج و تخت یا مادی عظمت و جبروت کے لیے ایک ہنگامہ مسلسل کے سوا ہمارے پاس کیا رہ جاتا ہے؟ اسی ہنگامے کی ہمہ سوز آگ آخر ہمارے تاج و تخت اور عظمت و جبروت کو بھی خاکستر بنا گئی۔ (حیات سید احمد ص 329 مہر)

سید صاحب کی تحریک کے بنیادی مقاصد

-1 سید صاحب کے نزدیک اسلامی قوت کے زوال کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں روح اسلام اور روح جہاد باقی نہ رہی تھی اس کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔

-2 نصب العین یہ تھا کہ کلمۃ اللہ سربلند ہو' سید المرسلینؐ کی سنتیں تازہ ہو جائیں اور بلاد اسلامیہ کو غیر مسلموں کے تصرف سے آزاد کرایا جائے۔

-3 صرف سکھوں سے نہیں بلکہ انگریزوں سے بھی لڑنا چاہتے تھے۔ اس لیے کہ بلاد اسلامیہ کا ایک بڑا حصہ انگریزوں کے قبضے میں تھا نیز وہ انگریز کو زیادہ خطرناک سمجھتے تھے۔

-4 ان کی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ سارے ہندوستان میں خالص دینی حکومت قائم کریں پھر اس نظام کو اقطار عالم میں پھیلائیں۔

-5 وہ یہ کام صرف رضائے باری تعالیٰ کے لیے کرنا چاہتے تھے دینوی مال و دولت اور جاہ و منصب یا حکومت و ریاست کا وسوسہ ان کے دل میں نہ گزرا تھا۔ (حیات سید احمد شہید' ص / 276 جلد اول مہر دوم)

سید صاحب نے سرحد آکر قیام کیا۔ نوشہرہ سے اسلامی طرز پر والی لاہور رنجیت سنگھ کو خط لکھا کہ

-1 مسلمان ہو جاؤ۔ تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور حکومت تمہاری رہے گی۔

-2 ورنہ جزیہ دینے کو تیار ہو جاؤ۔

-3 یا پھر تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔

"سوانح احمدی" میں اس اعلام نامے کے ساتھ اتنا اضافہ اور ہے کہ دربار لاہور نے براہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نخوت اس اعلام نامے کا کچھ جواب نہیں دیا' بلکہ قاصد کو دربار سے نکلوادیا۔ اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی۔ (سوانح احمدی ص / 126)

سید صاحب اور انگریز

سید صاحبؒ کے مکاتیب سے واضح ہوتا ہے کہ آپ انگریز کی تدابیر و تسلط کا صحیح اندازہ کر چکے تھے۔ چنانچہ آپ شاہ بخارا کو لکھتے ہیں کہ جو فرنگی ہندوستان پر قابض ہوئے ہیں وہ بے حد تجربہ کار' ہوشیار' حیلہ باز اور مکار ہیں اگر اہل خراسان (افغانستان) پر چڑھائی کر دیں تو بڑی سہولت سے ان کے ملک پر قابض ہو جائیں گے پھر ان کی حکومت کی حدیں آپ کی حکومت کے ساتھ مل جائیں گی۔ (حیات سید احمد شہید ص / 255 اول جلد)

اسی لیے سید صاحب پورے ہندوستان کے استخلاص کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے انگریز سے جنگ ان کے مشن میں شامل تھی اور غرض و غایت یہ تھی کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے اور اس کیلئے انہوں نے بڑے غور و خوض اور تیاری کے ساتھ جہاد کا راستہ اختیار کیا اور ان کے نزدیک جہاد کا پہلا ہدف انگریز تھے جو ہندوستان کے بہت سے علاقے پر قابض ہو چکے تھے (حیات سید احمد شہید ص / 131- جلد اول)

یاد رہے 1803ء سے انگریز کا دہلی پر قبضہ ہو گیا تھا بادشاہ محض نام ہی کا تھا اصل حکم انگریز کا چلتا تھا۔ سید صاحب نے 1826 کے قریب جہاد کا سلسلہ شروع کیا۔

برطانیہ کے خطرناک عزائم

سید احمد صاحب کے مکاتیب کا وہ حصہ جس میں وہ برٹش امپیریلزم کو بے نقاب کرتے ہیں اہم ترین ہے اور اسے دیکھ کر ان کی زبردست سیاسی بصیرت اور علم تاریخ سے آگاہی کا پتہ چلتا ہے انہوں نے صاف کہا کہ برٹش امپیریلزم کا مقصد اسلام کو تباہ کرنا اور صلیبی لڑائیوں کی شکست کا بدلہ لینا ہے۔

سکھوں سے جنگ

جہاد شروع ہوا تو سرحد سے انگریزی حدود تک پہنچنا سکھوں سے فیصلہ کیے بغیر ممکن نہ تھا اور دوسری بات جو قابل ذکر ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی چاہتے تھے کہ سکھوں کے خلاف جو پنجاب پر قابض تھے افغانوں سے مدد لی جائے اور پنجاب کی اس باغی حکومت کو ختم کر کے کابل اور دہلی کا پھر سے اتصال قائم کر دیا جائے کیونکہ مستقبل کی ترقی کا سارا انحصار اسی پر تھا۔ (شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص 90)

سکھ فوج سے جھڑپ

رنجیت سنگھ کی حکومت کافی وسیع تھی بلکہ پشاور تک اس کا قبضہ تھا۔ سید احمد اور شاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسمٰعیل کی فوج اور رنجیت سنگھ کے جرنیل کھڑک سنگھ کے درمیان اکوڑا خٹک اور سیدو میں معرکہ ہوا' مجاہدین کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اسی طرح تین چار معرکوں کے بعد سکھ فوج کی آنکھیں کھلیں تو رنجیت سنگھ نے سید صاحب کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا۔ رنجیت سنگھ نے پہلے قیام امب کے زمانے میں آپ کے پاس اسی مقصد کے لیے ایک موقر سفارت بھیجی جس میں اس کے مشیر خاص اور معتمد حکیم عزیز الدین بھی تھے' پھر جنرل وینتورا کو اس مسئلے میں گفت و شنید اور نامہ و پیام کرنے کی ہدایت کی۔ اسی طرح رنجیت سنگھ نے ورائے سندھ کا پورا علاقہ حوالے کرنے کی پیش کش بھی کی۔

(سیرت سید احمد شہید ص 218- 220 دوئم)

مجاہدین کا پشاور میں داخلہ

اسی کشمکش میں اللہ کی رحمت سے پشاور فتح ہو گیا اور اسلامی فوج پشاور میں داخل ہو گئی اور اس شان سے کہ سید صاحبؒ نے سردار فتح خاں اور ارباب بہرام خاں کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے لوگوں کو بتا دو کہ آج پشاور کو چلنا ہو گا۔ خبردار' کوئی بھائی کسی رعایا پر دست اندازی نہ کرے' اس لیے کہ سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے صلح کا پیام ہے۔ پھر آپ نے ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ تم اپنے کسی معتبر آدمی کو پشاور بھیج دو کہ جا کر بازار میں پکار دے کہ آج سید صاحبؒ کا لشکر یہاں آئے گا۔ سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں کے دروازے بند کر لیں کہ کسی کا کچھ مال و اسباب جاتا نہ رہے۔

اہل شہر کا والہانہ استقبال

سید صاحب اور آپ کے رفقاء مغرب کی جانب کابلی دروازے سے شہر میں داخل ہوئے۔ بازار کی دکانیں تو بند اور جا بجا سبیلیں تھیں' کوئی پانی کی' کوئی شربت کی۔ جا بجا چراغ دکانوں کے چبوتروں اور دوکانوں کی چھتوں پر روشن تھے۔ تمام رعایا سید صاحبؒ اور غازیوں کے واسطے دعائے خیر کر رہی تھی۔ (سیرت سید احمد شہید ص 4-285 دوئم)

پشاور کی فتح کے موقعہ پر بدھ رام' نام کا ایک مشہور سیٹھ سید صاحب کی خدمت میں آیا' نقد روپے کے علاوہ انگور' انار' پستہ' کشمش' بادام' ناشپاتی اور بہی کی ٹوکریاں اور تھیلے ہمراہ لایا اس نے یہ بھی کہا کہ آپ پشاور کو نہ چھوڑیئے گا روپے کی جتنی ضرورت ہو انتظام کر دیتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ زمیندار و کاشتکار ہی نہیں بلکہ تاجر و دکاندار بھی حالات کی ابتری کے باعث پریشان تھے سب دیکھ چکے تھے کہ سرداروں کے ہوتے ہوئے کئی مرتبہ سکھوں نے یورشیں کیں اور جو کچھ مل سکا اٹھا کر لے گئے خود سرداروں کی یہ حالت تھی کہ جب اطمینان سے بیٹھنے کا موقعہ پاتے دیہاتیوں اور شہریوں کو ہر ممکن ذریعے سے لوٹتے' سید صاحب اور ان کے غازیوں کی حق شناسی معروف عام تھی اس لیے سب چاہتے تھے کہ معاملات کی باگ ڈور براہ راست ان کے ہاتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں رہے تاکہ بیرونی یورشوں کا بھی سدباب ہو اور اندرونی سلب و نہب کا دروازہ بھی بند ہو۔ سید صاحب نے بدھ رام کی باتیں سن کر فرمایا:

"یہ مشورہ ملک گیروں کے کام کا ہے ہم ان حاکموں میں سے نہیں ہیں پس جو خطا کار عذر کرے اور معافی مانگے اسے معاف کر دینا چاہیے۔ (سید احمد شہید' ص / 273-274)

اسلامی حکومت کا قیام

سید صاحب کا بنیادی مقصد بھی یہی تھا کہ اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ تاریخ نظریہ پاکستان کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ پشاور کے زیر نگیں آنے کے بعد اس علاقہ میں آپ کے نام پر خطبہ پڑھا جانے لگا' سید صاحب صوبہ سرحد میں چار سال سے کچھ زیادہ عرصہ مقیم رہے اور افغانوں کی اخلاقی معاشرتی اور روحانی اصلاح میں مصروف رہے۔ (اللہ کی توفیق اور آپ کی کوششوں سے یہاں اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں آیا اور فسق و فجور کا خاتمہ ہوا۔ یہ علاقہ ایک نئے رنگ میں رنگ گیا۔ (تاریخ نظریہ پاکستان' ص / 107)

1857ء کے مصنف محمد شفیع مرحوم لکھتے ہیں کہ پشاور کی فتح کے بعد سید صاحب کا اثر تمام علاقوں تک وسیع ہو گیا آپ نے احکام شریعت سکھانے' رسوم شنیعہ کو چھڑانے اور عشر وصول کرنے کے لیے ہر طرف غازیوں کو بھیج دیا انہوں نے گاؤں گاؤں خدا اور رسولؐ کا قانون پھیلایا۔ (1857ء محمد شفیع' ص / 79) پشاور کی فتح کے بعد سید صاحب نے اسلامی حکومت قائم کی۔ غالباً" خلافت راشدہ اور خلافت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد وہ پہلی اسلامی حکومت تھی جو خلافت راشدہ کی طرز پر قائم کی گئی۔ (تاریخ نظریہ پاکستان' ص 79) اسی طرح نسیم ظفر نے پاکستان کا پس منظر بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ مجاہدین نے سکھوں کو مار بھگایا اور پشاور پر قبضہ کر لیا مفتوح علاقوں میں اسلامی احکام کے مطابق حکومت الہیہ کا قیام عمل میں آیا تاکہ مسلمانوں کی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی روح سے ہم کنار ہو سکے۔ (چراغ شب ص 21)

مولانا مودودیؒ نے تجدید احیاء دین میں اس پر یوں تبصرہ لکھا ہے کہ "سیدین کو ایک چھوٹے سے خطے میں حکومت کرنے کا جو تھوڑا سا موقعہ ملا اس میں انہوں نے ٹھیک اس طرز کی حکومت قائم کی جس کو "خلافت علیٰ منہاج النبوۃ" کہا جا سکتا ہے۔ وہی فقیرانہ امارت وہی مساوات وہی عدل و انصاف وہی حدود شرعیہ' وہی مال کو حق کے ساتھ حاصل کرنا اور حق کے مطابق صرف کرنا۔ وہی مظلوم کی حمایت اگرچہ خفیف ہو اور ظالم کی مخالفت اگرچہ قوی ہو وہی خدا سے ڈر کر حکومت کرنا اور اخلاق صالحہ کی بنیاد پر سیاسی امور سرانجام دینا غرض ہر پہلو میں انہوں نے اس اسلامی حکمرانی کا نمونہ ایک مرتبہ پھر تازہ کر دیا جو کبھی صدیقؓ و فاروقؓ نے کی تھی۔ اس کے اثرات ایک صدی سے زیادہ مدت گزر جانے کے باوجود اب تک ہندوستان میں موجود ہیں۔ (تجدید احیاء دین ص 71)

مولانا مسعود عالم ندوی تحریر کرتے ہیں کہ "سید صاحب اسلامی نظام کے داعی تھے۔ کون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں جانتا کہ دہلی کی حکومت خاندانی و شخصی حکومت تھی اور خلافت راشدہ کے نمونے پر حکومت الہیہ کی تاسیس کرنا سید صاحب کا نصب العین تھا۔ (ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص 46)

سید صاحب نے اسلامی قانون نافذ کر دیا۔ شراب' جوا اور زنا جیسی قبیح خصلتوں کو ختم کر دیا۔ عشر' زکوۃ اور نماز کا اہتمام کیا گیا۔ لوگوں کی اصلاح کے لیے معلمین مقرر کئے گئے قاضی بھی مقرر ہوئے جیسے قرآن کریم نے ذکر کیا۔ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ (الایہ)

بلاشبہ پاک و ہند کی یہ پہلی اسلامی حکومت تھی مگر علماء سوء' انگریز اور سکھوں کو برداشت نہ تھا کہ اس سرزمین میں اللہ اور رسولؐ کا پیغام بلند ہو۔ اندرونی سازشوں کا جال پھیلا دیا گیا۔

پاکستان کے ایک نامور مصنف لکھتے ہیں کہ جس زمانے میں سکھوں کی جنگ کی وجہ سے ہمارے خزانوں میں روپیہ نہ تھا اور ہماری چھاؤنیوں میں فوج نہیں تھی اس نازک دور میں مشہور کر دیا گیا کہ مجاہدین کا تعلق عرب وہابی تحریک سے ہے یہ لوگ ہندوستان میں وہابی مذہب جاری کرنا چاہتے ہیں چونکہ پٹھان کٹرسنی اور صوفی ہوتے ہیں وہ انگریز کی چال میں آ گئے۔ جس سے مجاہدین کی جماعت کو سخت نقصان پہنچا۔ تاہم انہوں نے جہاد جاری رکھا۔ (پاکستان کی عظیم الشان دفاعی قوت ص 39)

مولانا مسعود عالم لکھتے ہیں کہ "اللہ کے بے برگ و نوا بندے صرف اسی کی رحمت و توفیق کے بھروسے پر' سید احمد بریلوی" کی قیادت میں گھربار چھوڑ کر چل پڑے۔ خوب معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ قرآن و حدیث کا درس دینے والوں نے شمشیر زنی اور توپ افگنی کے خوب خوب جوہر دکھائے۔ کامیابی و کامرانی ان کے ہمرکاب تھی۔ ظفرمندی قدم بوسی کو آگے بڑھی۔ پشاور کی سرزمین نے اطاعت میں سبقت کی۔ قریب تھا کہ سارا پنجاب و سرحد اسلامی نور سے جگمگانے لگتا اور ایک مرتبہ پھر خلافت راشدہ کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے آ جاتا' مگر ابھی مسلمانوں کے برے دن لکھے تھے۔ برا ہو نسلی غرور اور قبائلی عصبیت کا' جس نے اس تمام کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ کچھ مجاہدین کی ناتجربہ کاری' کچھ علماء سوء کی تفریق انگیز حرکات' اور سب پر متزاد افغان سرداروں کی جاہلانہ عصبیت وغیرہ نے مل ملا کر کایا پلٹ دی' حنفیت و وہابیت کے جھگڑے الگ کھڑے ہو گئے' علماء سو نے مجاہدین امت پر کفر کے فتوے لگائے سرحد کے خوانین نے ایسے مرشد و محسن سے غداری کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ سید احمد نے بالاکوٹ میں جام شہادت نوش فرمایا' اور مولانا اسمٰعیل شہید بھی ولی مراد پا گئے۔" (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص 35-36)

بالاکوٹ

بالاکوٹ جنگی لحاظ سے اہم مقام ہے پاکستان کے نامور جرنیل ایوب خان نے ایک دفعہ وہاں کا دورہ کیا اور اس مقام کو دیکھ کر کہا وا قعتہ " یہ لوگ جنگی لائنوں کے ماہر تھے۔ یہ مقام تینوں طرف سے محفوظ ہے' بلند و بالا' پہاڑیوں میں گھرا ہوا ہے اور ایک راستہ کشمیر کو جاتا ہے۔

ان لوگوں نے سید احمد کے ساتھیوں اور قاضیوں کو رات کے اندھیرے میں قتل کر دیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے احسان سے منہ موڑ لیا یہ ان کی عظیم غلطی تھی جس کی سزا آج تک مسلم قوم بھگت رہی ہے۔ جب یہ حادثہ فاجعہ ہوا تو سید صاحب نے بالا کوٹ کی طرف کوچ کرنے کا عزم کر لیا اور وہاں اپنے ساتھیوں کو لیکر چل دیئے۔

مولانا غلام رسول مہر نے لکھا ہے کہ "رنجیت سنگھ کا جرنیل کھڑک سنگھ ناکام ہو کر واپس جا رہا تھا کہ ایک خوانی نے غداری کر کے راستہ بتا دیا نتیجتاً" مجاہدین کا بہت نقصان ہوا۔ جس کے نتیجے میں اس مقدس تحریک کے قائدین جناب سید احمد اور مولانا محمد اسمٰعیل راہ حق میں جام شہادت نوش کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدین کی شہادت اور رنجیت سنگھ کی خوشی

سید احمد اور شاہ اسماعیل کی شہادت سے رنجیت سنگھ کو بڑا اطمینان ہوا۔ ویڈ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ "رنجیت سنگھ اپنی اس فتح پر پھولے نہ سماتا تھا جس نے اس کی حکومت کو دائمی خلفشار اور بے چینی سے نجات دلائی۔ اس نے اس واقعہ کی یاد میں توپوں سے سلامی دینے اور شہر امرتسر میں چراغاں کرنے کا حکم دیا۔ جو قاصد یہ خوشخبری لایا تھا اسے ایک جوڑا سونے کے قیمتی کنگن، تین سو روپیہ، ایک پگڑی اور شال کا جوڑا عنایت ہوا۔" ایک خط میں کنور کو اس کے خط کی رسید، اس کے اعلیٰ کارناموں کا اعتراف اور اس کے واپس آنے کے بعد مزید جاگیر کا وعدہ تحریر کیا۔ گووندا گڑھ کے گورنر فقیر امام الدین کو بھی ساتھ ہی حکم دیا گیا کہ قلعہ کی ہر توپ سے گیارہ گیارہ گولوں کی سلامی داغی جائے۔

حکومت ہند نے بھی اپنے پولٹیکل ایجنٹ کو حکم دیا کہ گورنر جنرل کی طرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اس فتنے کی آگ ٹھنڈی ہو جانے پر مبارک باد پیش کر دے۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک ص 109- 110- قیام الدین احمد)

مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کی تحریک حریت کی کامیابی یقینی تھی لیکن انگریزوں کی سازش، سکھوں کی ساز باز اور خود بعض مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشی نے اسے پروان نہ چڑھنے دیا بالا کوٹ کے ذرے ذرے میں آج بھی ان کے خون کی حرارت اور گرمی موجود ہے۔ ان دروں میں زندگی باعزم و استقلال کے طوفان پوشیدہ ہیں جو ہر لحہ پھوٹ پڑنے کے لئے بیتاب ہیں۔ (1857ص -263)

تاریخ کا دردناک باب اور مسلمان

سوائے سکھوں کے بحیثیت جماعت اس وقت ہندوستانیوں کے کسی طبقہ نے انگریزوں کی حمایت نہیں کی۔ ان کی حمایت بھی انگریزوں کی محبت کے بجائے مسلمانوں سے ان کی عداوت پر مبنی تھی کیونکہ سکھوں کو گوارا نہ تھا کہ انگریزوں کی شکست کے بعد دلی پر دوبارہ مسلمانوں کی سلطنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائم ہو جائے اور ان کو دوبارہ عروج نصیب ہو۔ بعض سکھوں کے بقول ان کی مذہبی روایات میں ایک پیشین گوئی تھی کہ کسی زمانہ میں سکھ فرنگیوں کی مدد سے دلی فتح کریں گے چنانچہ جب انگریزوں نے جنید اور پٹیالہ کے سکھ راجاؤں سے مدد مانگی تو سکھوں کو اپنا یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوتا نظر آیا بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ انگریزوں نے اس معیبت کے وقت پر سکھوں سے وعدہ کیا تھا کہ اگر انہیں فتح نصیب ہوئی تو دلی کا تخت ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔

بہرحال آخرالذکر دونوں باتیں غلط بھی ہوں تو پہلا سبب اتنا قوی تھا کہ سکھ محض مسلمانوں کی سلطنت ختم ہونے کی خوشی میں انگریزوں سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہو جاتے۔ حقیقت میں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ مورخین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ انگریزوں کی کامیابی اور انقلابیوں کی ناکامی بہت بڑی حد تک اس امداد و تائید کی بدولت ہوئی جو انہیں سکھ ریاستوں سے نصیب ہوئی یہ ریاستیں دہلی اور انبالے کے درمیان واقعہ تھیں۔ اگر یہ لوگ انگریز کی مدد نہ کرتے یا کم از کم غیر جانب دار ہی رہتے تو انگریزوں کے لیے اپنے حامی منتشر دستوں کا جمع کرنا دشوار ہو جاتا اور پھر دلی کی طرف کوچ کرتے تو ان کا عقب غیر محفوظ رہتا۔ بدنصیبی یہ کہ ان ریاستوں نے انگریزوں کی ہر طرح مدد کی۔ اپنے خزانے ان کے لیے کھول دیئے انگریزی فوجوں کو جن راستوں سے گزرنا تھا ان کی حفاظت کی اور پھر انگریزی فوج کے ساتھ مل کر دہلی پر حملہ کیا۔ (مقدمہ اسباب ہند ص 52- (بو اللیث صدیقی)

●

مولانا ولایت علی کا دور اور ان کی خدمات

مولانا ولایت علی مرحوم

سید احمد شہید کے بعد مولانا نصیرالدین اور ان کے بعد مولانا ولایت علی (صادق پور) امیر بنائے گئے۔ یاد رہے اس سے قبل اہل حدیث اور احناف دونوں ہی اس کام میں شریک کار رہے۔ سید صاحب کی شہادت کے بعد جماعت کی زمام کار صرف اور صرف اہل حدیث کے ہاتھ میں رہی۔ جبکہ دوسری جانب بعض نے حکومت کی چوکھٹ پر حاضری کو معمول بنایا اور کچھ لوگ اپنی جان بچانے کی خاطر ہجرت کر گئے۔

وہابی کون؟

مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کے اثر سے خالص عاملین بالحدیث کا بھی ایک طبقہ پیدا ہو گیا تھا' شروع شروع یہ دونوں طبقے یعنی حنفی اور اہل حدیث ایک ساتھ مل کر کام کرتے رہے دونوں کا زور جہاد پر تھا اور ان فروعی مسائل کے وہ روادار نہ تھے۔ مگر آگے چل کر جب مجاہدین کی داروگیر شروع ہوئی اور ہر آمین بالجہر کہنے والے پر وہابی کا شبہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا اور وہابی کے معنی باغی کے ہو گئے تو وہابی خالص عاملین کتاب و سنت کا نام پڑ گیا۔ (ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص 27)

ہنٹر نے لکھا کہ وہابی عقیدہ اختیار کرنا کوئی آسان بات نہیں اول تو جو شخص اس مذہب کا پیرو ہو گا اس کو ہر سال بہت سا مال اس کی امداد کے لیے علیحدہ کرنا پڑے گا پھر اگر کوئی اس میں زیادہ سرگری سے حصہ لے اور سرحد کیمپ میں داخل ہو جائے تو اس کو اس سے بھی دشوار تر حالات پیش آئیں گے۔ (ہندوستانی مسلمان ص 166)

- وہابی اپنے سردار سے غداری کی بجائے موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ (ہندوستانی مسلمان ص 153)
- وہابی اصل میں سنیوں کی ایک ترقی یافتہ جماعت کا نام ہے۔ (ہندوستانی مسلمان 89)
- انگریزوں کے خلاف ضرورت جہاد پر اگر وہابیوں کی نظم یا نثر میں مختصر کیفیت بھی لکھنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لیے ایک دفتر چاہیے۔
- وہابی اپنی رائے کی ابتداء اس اعلان سے کرتے ہیں کہ ہندوستان اب دارالحرب ہے لہٰذا حاکموں کے خلاف جہاد کرنا اب فرض ہو گیا ہے۔ (193)

اردو ادب کے مصنف تحریر کرتے ہیں کہ برصغیر کی علمی تاریخ میں اہل حدیث علماء ایک بلند مقام رکھتے ہیں اور 1857ء کے مصنف تحریر کرتے ہیں کہ سید صاحب اور ان کے خلفاء غیر مقلد اور وہابی تھے (1857ء ص 95' اردو ادب ج 5 ص 342)

وہابی تحریک انگریز کے خلاف تھی

ایک جدید مصنف اٹھارہویں صدی کے نصف دوم اور انیسویں صدی کے اواخر میں ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف مختلف شورشوں کی نوعیت کا جائزہ لیتے ہوئے وہابی تحریک کے متعلق رائے زنی کرتا ہے کہ "وہابی تحریک کی مقبولیت عام نے اپنی مضبوط و مربوط تنظیم سے ملک کے طول و عرض میں ڈھاکا سے پشاور تک کے رنگروٹ اور روپے حاصل کر کے اپنا بول بالا کر لیا۔ یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ ہندوستان میں آزادی کی تمام تحریکوں کی نسبت وہابی تحریک سب سے زیادہ بے دردی اور سختی سے مخالف انگریز تھی اور ان کی تمام جدوجہد میں یہ صورت قائم رہی۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص 359)

مولانا ولایت علی

خاندان پٹنہ کے چشم و چراغ تھے اور زبیری خاندان سے تعلق رکھتے تھے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بہت اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ جب شاہ اسمٰعیل و سید احمد شہید کا دور جہاد شروع ہوا تو پٹنہ کے تمام خاندان نے بیعت کی' گورنمنٹ آف انڈیا کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھئے مقدمات' سازش کی روداد یں پڑھئے سرحد اور ماورائے سرحد کی پہاڑیوں اور دشوار گزار گھاٹیوں سے پوچھئے کہ سید صاحب کی شہادت (1246ھ/1831ء) سے لیکر پورے سو برس تک مسلسل (1831-1934ء) اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح اس خاندان نے جہاد کا علم سربلند رکھا قربانی و سرفروشی کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ (اسلامی تحریک ص 33)

مولانا ولایت علی، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے شاگرد تھے سانحہ بالاکوٹ کے بعد تمام ملک پر اداسی چھائی ہوئی تھی جماعت منتشر ہوگئی اچھوں اچھوں کے قدم لڑکھڑا رہے تھے جہاد کا سارا کام درھم برھم ہوا چاہتا تھا۔ عظیم آباد پٹنہ محلہ صادق پور کے ایک فرد نے یہ گرتا ہوا علم اپنے ہاتھوں میں تھام لیا اور زندگی بھر اپنے سینے سے لگائے رکھا پھر اس مرد کامل کے بعد ان کے بھائیوں بھتیجوں، عزیزوں اور ماننے والوں نے جس طرح اپنے خون سے اس محل خزاں دیدہ کی آبیاری کی ہے وہ اسلامیان ہند کی ایک شاندار تاریخ ہے، (اسلامی تحریک ص 50)

خاندان صادق پور کا کارنامہ

یہ قابل توجہ حقیقت ہے کہ نصف صدی سے زیادہ ایک زبردست غیر ملکی حکومت کے خلاف ایک زور دار تحریک کی قیادت کا عملاً" سارا بوجھ خاندان اہل صادق پور نے اٹھایا۔ انہوں نے محاربین و غیر محاربین دونوں کے کاموں کی نگرانی کی اور دونوں مرکزوں میں کام کیا اور یہ سب کچھ انہوں نے اس زمانے میں کیا جب کہ انہیں کے بہت سے ہموطنوں کی طرف سے، تعاون تو درکنار، قدردانی کی بھی کوئی امید نہ تھی۔

مولانا ولایت علی نے سیدین شہیدین کے بعد تحریک کو زندہ رکھا اور خون جگر سے اس کی آبیاری کی۔ مولانا صاحب کو پیغام ملا کہ فضا سازگار ہے۔ لہٰذا اسلامی حکومت کے قیام کا بندوبست کریں۔ (سرگزشت مجاہدین ص 221)

اسلامی حکومت کا قیام

مولانا عبدالقادر قوم کٹرال حویلیاں (ہزارہ) نے بیان کیا کہ مولانا ولایت علی نے اسلامی حکومت قائم کی تھی اور سکھوں پر مسلمانوں کو فتح بھی نصیب ہوئی اور جب سکھوں نے انگریز سے مل کر حملہ کیا تو ہزارہ مجاہدین کے ہاتھوں نکل گیا لیکن سکھوں کا قبضہ بھی نہ ہو سکا اور جب انگریز آئے تو وہاں کے بڑے سردار حسن علی خاں نے مجاہدین کو بحفاظت نکل جانے کا مشورہ دیا تو مجاہدین ستھانہ چلے گئے۔ (مولانا فضل الٰہی، ص 67)

مولانا ولایت علی کے دور میں

انگریزوں نے راجہ گلاب سنگھ کے ہاتھوں کشمیر فروخت کر دیا۔ راجہ گلاب اور مجاہدین کے درمیان جنگ جاری تھی کہ راجہ شکست سے دوچار ہوگیا اور اس نے انگریزوں ـــ ائے میں پناہ لی۔ پھر درہ دب کے مقام پر مجاہدین اور انگریزی فوج کے درمیان لڑائی ہوئی۔ جس میں مجاہدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو شکست ہوئی اس لڑائی میں مجاہدین کے لیے قیام کی کوئی جگہ باقی نہ رہی کئی سال کے بعد جو مرکز بنایا تھا چھن گیا اور دونوں بھائی گرفتار ہو گئے۔ میر اولاد علی کسی طرح بچ کر نکل گئے اور مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ ستھانہ پہنچ گئے اور انہوں نے اسی کو اپنا مرکز بنا لیا۔ (اہل حدیث اور سیاست ص 223) مولانا کو بنگال بھیج دیا گیا وہاں آپ نے خاموشی کے ساتھ دوبارہ دورہ کر کے کئی ہزار مجاہدین کا لشکر مختلف ٹولیوں کی شکل میں مرکز بھیجا اور کچھ ایام کے بعد خود بھی ستھانہ پہنچ گئے۔ (اہل حدیث اور سیاست 227 تذکرہ صادقہ)

انگریز کا اعتراف

ہنٹر لکھتا ہے کہ مذہبی دیوانوں نے سرحدی قبائل کو انگریزی حکومت کے خلاف متواتر اکسائے رکھا ایک ہی واقعہ تمام حالات کو واضح کر دے گا یعنی 1850- 1857ء تک ہم علیحدہ علیحدہ سولہ فوجی مہمیں بھیجنے پر مجبور ہوئے جس سے باقاعدہ فوج کی تعداد 35 ہزار ہو گئی تھی۔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص 40)

مولانا ولایت علی کی وفات 1852ء کو ہوئی اور ستھانہ میں دفن ہوئے۔

1857ء کی جنگ آزادی میں اہل حدیث کا کردار

مولانا عنایت علی (صادق پور) کا دور

دور امارت حضرت مولانا عنایت علی

انگریز کی دعوت مصالحت: غالباً" 1853ء میں انگریز نے ایک مکتوب مجاہدین کے نام بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ جو شخص امن سے رہنا چاہے پشاور، ہزارہ، یوسف زئی یا راولپنڈی کے انگریز افسروں کے پاس پہنچ جائے ایک ماہ تک جو شخص اس کے مطابق عمل نہ کرے گا تو اسے مفسد سمجھا جائے گا اور اسے کم از کم تین سال کے لیے بیڑیاں پہنائی جائیں گی؟ مگر اہل حق میں سے کون اس پر عمل کر سکتا تھا۔ اس لیے یہ پیش کش حقارت سے ٹھکرا دی گئی۔ (سرگزشت مجاہدین ص 274، وہابی تحریک ص 223)

مولانا عنایت علی کا دورۂ بنگال

مولانا عنایت علی نے شمال مغربی سرحد سے لوٹنے کے بعد بنگال کے مشرقی اضلاع کے بے شمار گاؤں میں بڑے وسیع پیمانے پر تبلیغی دورے کیے۔ اس زمانہ کی پولیس کی رپورٹوں سے بھی ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے کاموں کی مفصل اور مستند اطلاعات ملتی ہیں۔ مارچ 1843ء میں زیریں صوبوں کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے حکومت کو علماء کے ایک گروہ کی موجودگی کی رپورٹ دی جو باراسٹیٹ جیسور' پٹنہ' راجشاھی وغیرہ کے اضلاع کے چکر لگاتے پھرتے' سکھوں اور حکومت کے حلیفوں کے خلاف جہاد کا وعظ کرتے اور اس غرض سے رنگروٹ اور روپے فراہم کرنے کی کوشش کرتے رہتے۔

"اس گروہ کا سردار ایک پٹنہ کا باشندہ عنایت علی نامی ہے" رپورٹ میں مزید یہ بھی درج ہے کہ رنگروٹ حاصل کرنے میں ان کو زیادہ کامیابی نہ ہوئی مگر روپے کی تحصیل زیادہ کامیابی سے جاری ہے۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک 137- 138' 1857ء خورشید علی ص 392)

ستھانہ

دریائے سندھ کے دائیں جانب کی سرزمین اور یوسف زئی کی وادی اور ٹوپی برطانوی سرحدی چوکی کے درمیان کے کنارے اور کوہ مہابن کی چھاؤں میں زمین کا ایک ٹکڑا ہے۔ برطانوی ہند کی حدود سے باہر یہ زمین عثمان زئی قبائل کی ملکیت تھی۔ اس میں کچھ اور بستیوں کے علاوہ' بالائی اور زیریں کیاہ اور خبال اور بالائی و زیریں ستھانہ کے گاؤں بھی شامل تھے' مدت دراز سے ستھانہ بطور تمغہ بنیر میں تخت بند کے سید ضامن شاہ کو عطا ہوا تھا۔ یہ ایک تارک الدنیا بزرگ تھے اور کسی جھگڑے میں ان کو اپنے ہی علاقے سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ ان کے پوتوں عمر شاہ اور اکبر نے شروع سے وہابی تحریک میں حصہ لیا تھا اور اکبر' سید احمد کے خازن کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ انہیں نے وہابیوں کو ستھانہ میں دعوت دی اور ان کو وہاں بسا دیا تھا۔ وہ 47ء- 1846ء میں زیریں ہزارہ میں سکھ دربار کے خلاف بغاوت میں قائد منتخب ہوئے تھے۔۔ جب ہزارہ انگریزی قبضہ میں چلا گیا وہ سوات لوٹ آئے اور وہاں پادشاہ منتخب ہو گئے۔ ان کی غیر حاضری میں عمر شاہ ستھانہ کے سردار تھے۔ انہوں نے اور اکبر شاہ دونوں نے کیاہ اور خبال کے گاؤں سے اپنی سیاسی بالادستی کی حیثیت سے اور وہاں وہابی مرکز کا خرچ چلانے کے لیے بھی کچھ عشر وصول کیا تھا' عثمان زئی نے اس لگان پر عذر کیا مگر اس کی مخالفت کے لیے اپنے آپ میں طاقت نہ پائی' بالخصوص اس لیے کہ دونوں گاؤں کے مقامی لوگوں نے ان سیدوں کی حمایت کی۔ اب کاٹن کی اس مہم کے موقع پر انہوں نے ان سیدوں کو کاٹن کی فوج کے ذریعے سے نکال باہر کرنے کا مفید موقع تصور کیا۔ کمشنر پشاور ایڈورڈز سرحدی قبائل سے بزور یہ معاہدہ لینا چاہتا تھا کہ سیدوں یا وہابیوں کو پناہ نہ دیں۔ چنانچہ عثمان زئی نے 30 اپریل 1858ء کو ستھانہ پر حملہ کر دیا اور عمر شاہ بھی دنیا سے جا چکا تھا۔ منگل تھانہ تباہ کر دیا گیا اس لیے کہ قبائلی اپنے ہی سردار مقرب خان کے خلاف ہو گئے تھے۔ اب ستھانہ کی تباہی کی نوبت تھی اس لیے کہ ٹھیک حملہ کے وقت عثمان زئی نے مدافعت کا دم باقی نہ چھوڑا تھا۔ انگریز کے لیے یہ حسن اتفاق مبارک لیکن قبائلیوں کی ذہنیت پر نفریں!

معرکہ ستھانہ

4 مئی 1858ء کو کاٹن کے زیر کمان انگریزی فوج ستھانہ کے خلاف بڑھی۔ انگریز سندھ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبور کر کے دکھن سے بڑھے' ادھر امب کے جہاں داد خاں کے رنگروٹوں نے شمالی پہاڑیوں پر پڑاؤ کیا۔ درمقال کے مصنف کے بیان کے مطابق مقامی قبائلیوں نے ستھانہ پر انگریزوں کی چڑھائی کی خبر مبارک شاہ کو دے دی تھی اور اول الذکر اپنے آپ کو مدافعت کے قابل نہ دیکھ کر اپنے اہل و عیال کے ساتھ ستھانہ سے پینتیس میل دور کوہ مہابن کی شمالی ڈھلوان پر ملکہ میں لوٹ گیا۔ صرف وہابیوں کی چالیس آدمیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اور کچھ قبائلی ستھانہ میں رہ گئے۔ انہوں نے ستھانہ سے کچھ دور آگے ایک پہاڑی شاہ نور پر پڑاؤ کیا اور انگریزوں کی آمد کا انتظار کیا۔ وہابیوں کی مختصر سی جماعت نے بڑی بہادری دکھائی اور جرات سے مقابلہ کیا۔

ستھانہ کی تباہی

تقریباً" تیس وہابی اپنے قائد سمیت شہید ہو گئے۔ انگریزوں کا بھی کچھ نقصان ہوا۔ منگل تھانہ کی طرح ستھانہ بھی بے رحمی سے تباہ کیا گیا۔ تمام تعمیرات کو منہدم کرنے کے لیے ہاتھی استعمال کیے گئے۔ حصار اور استحکامات اڑا دیے گئے۔ درخت کاٹ دیئے گئے دوسرے قبائل جیسے جادونوں کے خلاف تعزیری اقدامات کیے گئے' ان سے اور عثمان زئی سے اقرار نامے لئے گئے کہ وہابیوں کو واپس نہ آنے دیں اور ستھانہ میں پھر آباد نہ ہونے دیں۔ بظاہر انگریزوں نے ستھانہ کو مٹا دینے کے لیے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا' مگر وہابیوں کی استقامت اور تحمل کا وہ اندازہ نہ لگا سکے۔

معرکہ ستھانہ کے بعد سادات نے وہابیوں کو ملکہ میں دعوت دی کیونکہ وہ بھی انہیں کی ملکیت تھا مگر ویران پڑا تھا' اب سادات اور وہابیوں کے وہاں آباد ہو جانے سے بہت جلد ایک سرسبز و شاداب آبادی بن گیا۔ (سرگزشت مجاہدین ص 296 مہر' وہابی تحریک)

انگریزی علاقے پر حملے

1857ء کی تحریک نے مولانا عنایت علی کو ایک اور سنہرا موقع بخشا کہ پشاور کے بعض سرحدی گاؤں اور فوجی چوکیوں پر چھاپے مارنے کا انتظام کر کے انگریز حکام ضلع کو پریشان کر دیا۔ چنانچہ مولانا عنایت علی نے نارنجی پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ آپ نے دشمن وطن کو سرمیدان للکارا اور پھر مٹھی بھر مجاہدین کے ہمراہ بے سروسامانی میں دشمن سے جنگ کرتے رہے۔ (1857ء خورشید رضوی 393)

وہابی مجاہدین نے انتہائی دشوار گزار حالات میں نہ صرف جنگ کو جاری رکھا بلکہ دشمن پر وار کرنے میں پہل بھی کی۔ (1857ء پی۔ سی جوشی ص 100)

ہزارہ کے سیاسی حالات

ان واقعات پر اس وقت ہزارہ کی سرحد پر سیاسی حالات کے پس منظر میں نظر کرنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ منظر اگرچہ بظاہر ساکن اور خاموش نظر آتا تھا مگر تاریک اور خطرناک تھا یہ ضلع قبیلہ یوسف زئی کے علاقہ کی سرحد پر واقع تھا جہاں ہیجان کا خمیر اٹھ رہا تھا۔ سوات کا بے دخل کیا ہوا سردار مبارک شاہ جو انگریزوں سے آزردہ تھا۔ پڑوسی علاقہ پنج تار میں مقیم تھا۔ اس کے قریب ہی منگل تھانہ وہابیوں کا صدر مقام تھا۔ مولانا ولایت علی 1852ء میں وفات پا چکے تھے اور ان کے چھوٹے بھائی عنایت علی وہابیوں کے قائد تھے۔ یہ 1857ء کے واقعے سے فائدہ اٹھا کر انگریزوں پر جب کہ وہ دوسرے علاقوں میں الجھے ہوئے تھے سخت حملوں کے لیے بے چین تھے۔ دیسی فوجوں کی تیاری میں جو آس پاس متعین تھیں' مداخلت کی چالوں میں تیزی سے مصروف کار تھے۔

جنگ 1857ء

اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اس وقت تک 12 مئی 1857ء کی شورش اٹھ چکی تھی اور اس کے شعلے تیزی سے ایک چھاؤنی سے دوسری تک پھیل رہے تھے۔ پشاور ڈویژن کی مخصوص صورت یہ تھی کہ 1857ء کی عام تحریک اور وہابی تحریک کے علیحدہ علیحدہ اثرات بیک وقت اپنا اپنا کام کر رہے تھے اور ان کا رد عمل مختلف شعبوں پر مختلف تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نازک وقت میں واقعات کا رشتہ بہت الجھ گیا تھا اور اکثر اوقات اس زمانہ کے حالات پر وہابیوں کے اثر سے انکار کیا گیا ہے لیکن واقعات کے غائر مطالعہ سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ دونوں اثرات جدا جدا کام کر رہے تھے۔ مثلاً 51 ویں دیسی پیدل فوج کے سپاہی کارتوس کے معاملے پر بہت برافروختہ تھے اور اس سے وہابی کوئی واسطہ نہ رکھتے تھے اور بہت سی پلٹنیں خصوصاً" پچپن ویں دیسی فوج کی (جس کے دستے مردان اور نوشہرہ میں تھے) پشاور کی انسترویں دیسی فوج اور دسویں اور ریگولر رسالہ یقینی طور پر وہابیوں کے زیر اثر تھے۔ اس ڈویژن کے واقعات پر اپنی رپورٹ میں ایڈورڈز رائے زنی کرتا ہے کہ پچپن ویں اور چونسٹھویں دیسی پیدل پلٹنوں کے درمیان اور دسویں اور ریگولر رسالہ اور سوات اور پڑوس کی پہاڑیوں کے ہندوستانی مذہبی دیوانوں کے درمیان ایک مدت سے ساز باز جاری ہے اور مردان ککڑی میں وہابیوں کے ایجنٹ دو ہندوستانی مولوی ان جاسوسوں کے میزبان ہیں۔

پشاور میں وہابیوں کے خطوط کی ضبطی

1857ء میں دوسری کوشش پشاور میں کی گئی۔ ایک بار اور پٹنہ کے کچھ وہابیوں کے باغیانہ خطوط پشاور میں متعین چونسٹھویں دیسی پیدل فوج کے نائب شیخ کریم اللہ کے قبضے سے پکڑے گئے۔ وہ شیخ قدرت اللہ ساکن آرکی ضلع گیا کا بیٹا تھا۔ اس کے بہت سے رشتہ دار فوج کے متفرق عہدوں پر مامور تھے۔ اس کے قبضے سے جو خطوط برآمد ہوئے وہ ایک شخص نتھو کے لکھے ہوئے تھے۔ یہ سب خطوط 1857ء کی شورش کے موقع پر لکھے گئے تھے۔ کریم اللہ ان کو تھانہ کے وہابیوں تک پہنچا دیا کرتا اور اپنے لوگوں میں ان کا پیغام پھیلا دیا کرتا۔ ان خطوط کے ترجمے اور خلاصے کاتبوں کا پتہ لگانے کے لیے پٹنہ بھیج دیے جاتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبارک شاہ کا سوات سے اخراج

وہابیوں نے اپنی چھاؤنی سے نکل کر سیدھے سوات کا رخ کیا جہاں وہ سوات کے اکبر شاہ سے مل جانے کی امید رکھتے تھے۔ لیکن سوئے اتفاق کہ وہ ٹھیک میرٹھ کے ہنگامہ کے روز فوت ہو گیا اور اس کی وفات نے وہاں صورت حال کو بدل دیا۔ سوات میں ایک عجیب قسم کی دوگانہ حکومت تھی جس میں اکبر بادشاہ اور آخوند مذہبی پیشوا کے درمیان اقتدار برابر بٹا ہوا تھا۔ آخوند کو اس کے مذہبی تقدس اور بزرگی کے سبب خوش اعتقاد عوام پر زیادہ اثر حاصل تھا۔ اکبر شاہ کے زمانے تک آخوند کی بادشاہ سے اچھی بنتی رہی' لیکن اس کے بعد آخوند نے اس کے بیٹے مبارک شاہ کی جانشینی کی مخالفت کی اور اسے سوات سے نکلوا دیا۔ مبارک شاہ نے پہلے ستھانہ میں پناہ لی۔ اس کے بعد پنجتار میں اقامت پذیر ہو گیا جس کا سردار مقرب خاں تھا۔ منگل تھانہ اس سے قریب ہی تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد مبارک شاہ مولانا عنایت علی سے ملا اور دونوں نے مل کر قلعہ مردان پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ اس قلعہ سے تمام یوسف زئی علاقہ زیر نظر ہو جاتا تھا۔ اس اثناء میں پچپن ویں دیسی فوج آخوند کی مخالفت کے سبب سے سوات سے برخاست کر دی گئی اور یہ پلٹن کسی مخالف انگریز گروہ سے مل جانے کی تاک میں ماری پھرتی تھی۔ مولانا عنایت علی کے آدمیوں نے ان منتشر ٹولیوں کو اکٹھا کیا۔ اور پھر منگل تھانہ میں ان کے خیر مقدم کی پیش کش کی۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 223)

تحریک وہابیت

اس تحریک کو ختم کرنے کے لیے ایک طرف تو تشدد کیا جا رہا تھا اور دوسری طرف "تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر اس تحریک کو ختم کرنے کے پروگرام و منصوبے تشکیل پا رہے تھے اور اس کی حقیقت کو جاننے کے لیے ایک انگریزی کتاب جو خفیہ طور سے گورنروں کے درجے کے افسروں کو اپنی اس پالیسی پر عمل پیرا رہنے کے لیے پڑھائی جاتی تھی وہ 1923ء میں وائسرائے ہند کے کتب خانہ سے چوری کرا کر حاصل کی گئی تھی اور مرکز چمرقند سے جمال پاشا ترک کو بطور تحفہ پیش کی گئی تھی جو اس کتاب کے متلاشی تھے۔

55 ویں رجمنٹ مردان

مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں کہ سید صاحب کے خلیفہ مولانا عنایت علی اس تحریک کے ساتھ تھے بلکہ انگریزوں کا خیال ہے کہ 55 ویں رجمنٹ کی بغاوت' مولانا عنایت علی ہی کی کوشش کا نتیجہ تھی اور انہوں نے خود بھی تاریخی علاقہ سرحد میں محاذ قائم کر کے جنگ شروع کر دی تھی۔ (اسلامی تحریک' ص 69- مقدمہ اسباب بغاوت ہند' ص 75)

خط و کتابت سے سراغ ملا کہ دیسی پیادہ فوج کی چوتھی رجمنٹ مقیم راولپنڈی کو راہ وفا سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منحرف کرنے کی کوشش کی گئی اور تحقیقات سے پتہ چلا کہ تحریک بغاوت کا مرکز عظیم آباد صادق پور ہے جو مولانا ولایت علی' مولانا عنایت علی اور ان کے اقرباء کا وطن ہے' (سرگزشت مجاہدین ص 275)

انگریزوں سے مولانا عنایت علی کا آخری محاربہ

اس سے ہمیں وہابیوں کے علو ہمت اور صبر و استقامت کا کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ اس انتشار و پراگندگی اور بے بسی میں بھی وہ بے کار نہ بیٹھے بلکہ جنگ میں پہل کرتے رہے اکتوبر 1857ء میں شیخ جانا اور نارنجی کے باشندوں کی مدد سے جو سرحد پر دو تعزیری مہموں کے باوجود اب بھی وہابیوں کے ہمدرد تھے نوا کلا (قلعہ) ہکے گاؤں پر جہاں یوسف زئی علاقے کے اسسٹنٹ کمشنر ہورن نے چھاؤنی ڈال رکھی تھی۔ ایک دلیرانہ اور بے باکانہ شب خون مارا۔ یہ حملہ شریعۃ اللہ کی قیادت میں ہوا۔ حملہ آوروں کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہورن کے پانچ آدمی قتل ہوئے۔ مولانا عنایت علی اور انگریزوں کے درمیان یہ آخری محاربہ تھا۔

وہابیوں کا دور ابتلاء

وقت گزرنے کے ساتھ بعض متذکرہ بالا دشواریوں کی شدت میں اضافہ ہوگیا۔ فوج کی تنخواہوں میں تعویق ہوگئی۔ خود مولانا عنایت علی اور ان کے بیٹے عبدالمجید سخت علیل ہوگئے۔ اس کے کچھ ہی دن پہلے عبدالمجید کی بیٹی کا انتقال ہوگیا تھا۔ آخری کئی مہینوں میں کوئی غلہ دستیاب نہ ہوا اور فاقہ زدہ جماعت درختوں کی جڑیں اور پتے کھاتی رہی۔ ان میں سے زیادہ تر خونی پیچش میں مبتلا ہوگئے۔ خود مولانا عنایت علی کو تیز بخار ہوگیا اور دس دن کسی دوا یا غذا کے بغیر گزارے۔ مولانا

صاحب کے لیے حقیقتاً یہ ایک سخت آزمائش کی گھڑی تھی۔ پھر بھی ان کے قدم نہ ڈگمگائے اور انگریزوں کی تسلیم و اطاعت کی پیش کش کو قبول کرنے کی بجائے اپنے وسائل کی تنظیم نو کی کوششیں جاری رکھیں۔ بالآخر مارچ 1858ء کے اواخر میں ان کا انتقال ہوگیا اس طرح شدید مصائب میں اس مرد حق کے کارناموں کا اختتام ہوگیا جس نے اپنے ملک کو اغیار کی غلامی سے نجات دلانے کے مقصد عظیم کے لیے اپنی زندگی وقف کرکے اپنے پیچھے شاد و آباد وطن چھوڑا۔ ان کی یاد میں ان کا کم سے کم حق جو ہم پر عائد ہوتا ہے وہ آزادی وطن کے حصول کی تاریخ میں ان کے مقام و مرتبے کا اعتراف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1857ء کی جنگ آزادی اور شیخ الکل سید نذیر حسین کا فتویٰ جہاد

حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی کا شمار اس وقت کے نامور سیاسی و مذہبی رہنماؤں میں ہوتا تھا جن کو انگریز اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ میاں صاحب ابتداء ہی سے سید احمد کی تحریک سے متاثر تھے بلکہ مہر مرحوم نے لکھا ہے کہ 1831ء کے بعد مولوی نصیرالدین مرحوم کی قیادت میں جو کمیٹی بنائی گئی تھی' اس میں حضرت میاں صاحب کا نام بھی تھا۔ اس وقت میاں صاحب کی عمر بہت ہی کم تھی۔ اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اس وقت بھی لوگوں کی نظر میں ایک بلند مقام رکھتے تھے۔ حضرت میاں صاحب نے 1857ء کی جنگ آزادی کے حق میں فتویٰ دیا بلکہ فتویٰ پر اولین دستخط حضرت میاں صاحب کے ہیں۔ فتویٰ حسب ذیل ہے اور وہابی تحریک کا یہ نمایاں کارنامہ ہے

نقل استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلی پر چڑھ آئے ہیں اور اہل اسلام کی جان و مال لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس صورت میں اب اس شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں اور اگر وہ فرض ہے تو فرض عین ہے یا نہیں اور جو لوگ اور شہروں اور بستیوں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی جہاد کرنا چاہیے یا نہیں۔" بیان کرو اللہ تم کو جزا دے۔

جواب:- درصورت مرقومہ جہاد فرض عین ہے اوپر تمام اس شہر کے لوگوں کے اور استطاعت ضرور ہے اس کی فرضیت کے واسطے' چنانچہ اب اس شہر والوں کو طاقت مقابلہ اور لڑائی کی ہے۔ یہ سبب کثرت اجتماع افواج کے اور مہیا اور موجود ہونے والے آلات حرب کے تو فرض عین ہونے میں کیا شک رہا اور اطراف و حوالی کے لوگوں پر جو دور ہیں۔ باوجود خبر کے فرض کفایہ ہے ہاں اگر اس شہر کے لوگ باہر ہو جائیں مقابلہ سے یا سستی کریں اور مقابلہ نہ کریں تو اس صورت میں ان پر بھی فرض عین ہو جائے گا اور اسی طرح اور اسی ترتیب سے سارے اہل زمین پر شرقاً" اور غرباً" فرض عین ہو گا اور جو عدو اور بستیوں پر ہجوم اور قتل' غارت گری کا ارادہ کریں تو اس بستی والوں پر بھی فرض ہو جائے گا۔ بشرط ان کی طاقت کے۔

اس فتویٰ پر تقریباً" پینتیس علماء و مفتیان کے دستخط ہیں۔ جن میں سید نذیر حسین" کا نام سرفہرست ہے۔ (1857ء ایوب قادری' ص 405- یہ فتویٰ صادق الاخبار میں طبع ہوا۔)

حضرت میاں صاحب کا مجاہدین سے رابطہ

حضرت شیخ الکل اس قدر ہر دلعزیز تھے جب گرفتار ہوئے تو ان کے خلاف دہلی میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص بھی گواہی دینے کو تیار نہ تھا۔ آپ کا اثر و رسوخ اس قدر تھا کہ بادشاہ دہلی کے فرمان کے مطابق آپ کو لوگوں کے جھگڑوں میں عدالت کا کام کرنے کی خدمت سپرد کی گئی تھی۔ (تحریک مجاہدین' ص 131' جلد دوئم)

رابطہ اور جیل

میاں نذیر حسین نے امیر مولوی عبداللہ کو بھی متعدد خطوط لکھے تھے۔(ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 215- 1857ء کا تاریخی روزنامچہ' ص 170 تحریک مجاہدین ص 128' جلد دوم) حضرت شیخ اس سلسلہ میں راولپنڈی جیل میں چھ ماہ قید بھی رہے' مگر ثبوت نہ ملنے پر رہا کر دیئے گئے۔ (تحریک مجاہدین' جلد 2' 131)

وہابیوں کے خفیہ اجلاس پر پولیس کا چھاپہ

کمشنر پٹنہ کو اطلاع دی گئی کہ ممتاز وہابیوں کا ایک جلسہ سراج گنج میں منعقد ہوا۔ جہاں میاں نذیر حسین بھی اپنی بھانجی کی شادی کی شرکت کے بہانے سے گئے ہوئے تھے۔ اس تقریب نے وہابیوں کے اجتماع کے لیے آسان حیلہ مہیا کر دیا۔ سربرآوردہ حاضرین میں میاں نذیر حسین' مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا محمد ابراہیم آروی تھے جلسہ کے بانی و مہتمم جناب ابراہیم صاحب تھے۔ یہ فیصلہ کیا گیا چونکہ سرحد پر وہابی ریاست کا ہندوستان سے رابطہ و اعانت کا سلسلہ نسبتاً" کمزور ہو گیا ہے۔ اس لیے ہندوستان سے مزید رضا کاروں اور امداد کی ترسیل کی کوشش کرنی چاہیے۔ خفیہ اجلاس کی خبر حکام کو ملی اور مجسٹریٹ شرکائے اجلاس کو اچانک جا لینے کے لیے جھپٹا لیکن اس جگہ کوئی قابل مواخذہ چیز دستیاب نہ ہو سکی اس لیے کوئی گرفتار بھی نہ کیا جا سکا۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 335)

ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی من چلا کہہ دے کہ حضرت شیخ الکل کا تحریک آزادی میں حصہ نہیں تھا تو اس کے حق میں ہدایت کی دعا ہی کی جا سکتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ 1857ء سے قبل کی آزادی کی تحریکوں میں سید احمد شہید کی تحریک کو خاص مقام حاصل ہے۔ انھوں نے شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز کی تعلیمات سے متاثر ہو کر انگریز کے زیر نگین ہندوستان کو دارالحرب سمجھ کر جہاد کی تیاری ایسی لائنوں پر کی جو زمانہ حاضرہ میں سائنسی قرار دی جا سکتی ہیں۔ (شاہراہ انقلاب' ص 230)

یہ بھی حقیقت ہے کہ وہابی جدوجہد اتنی شدید تھی کہ انگریز مائیں اپنے بچوں کو وہابیوں کا نام لے کر ڈراتی تھیں اور اگر کہیں کوئی پتا کھڑکتا تھا تو انگریز کا دل دھڑکتا تھا کہ کہیں وہابی نہ آ گئے ہوں۔ یہ تحریک پورے برصغیر پر اثر انداز ہوئی۔ اس تحریک سے بہت سے بنگالی رضا کار سید احمد بریلوی کے جہاد میں شریک ہونے کے لیے ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں گئے اور 1857ء کی جنگ آزادی میں بھی اس تحریک کے بے شمار رضا کاروں نے شرکت کی۔ (شاہراہ انقلاب' ص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(228.

1857ء کے بعد وہابی مقدمات کے دوران جو کچھ ظاہر ہوا۔ وہ یہ ہے۔
(1) وہابیوں کی خوش تدبیری اور دانش مندی
(2) کمال راز داری (3) ایک دوسرے پر کامل وفاواری
(4) مرتے دم تک حصول مقصد میں ثابت قدم رہنے کا عزم اور اللہ پر بھروسہ۔

انگریز کے خلاف رائے عامہ تیار کرنا

1850ء سے 1857ء کے درمیان وہابیوں نے سرحدی قبائل کو انگریز کے خلاف خوب بھڑکایا۔ جس کا نتیجہ وہ سولہ برطانوی مہمات تھیں جس میں 33000 باقاعدہ فوج نے شرکت کی۔ نیز 1857ء میں سرحد پر واقع وہابی مرکز نے اپنے منصوبوں کو دہلی اور لکھنؤ کے باغیوں کے منصوبوں کے ساتھ مربوط کیا اور انگریزوں کے خلاف ملک گیر بغاوت کو منظم کرنے کی کوشش کی اس سلسلہ میں سوات کے حکمران اخوند نے سرحد اور پنجاب میں ہندوستانی فوجی دستوں کے ساتھ راہ و رسم پیدا کی اور صورت حال اتنی خطرناک ہو گئی کہ جنرل سرسڈنی کاٹن کو پانچ ہزار جوانوں کے ساتھ سرحد کی طرف کوچ کرنا پڑا۔ (1857ء پی سی جوشی ص 95)

لکھنؤ' پٹنہ' آگرہ' حیدر آباد دکن' الہ آباد' بھوپال' ٹانک وغیرہ کے تمام وہابیوں نے اس تحریک میں نمایاں حصہ لیا بلکہ بہت سے لوگ وہلی بھی آئے۔ (1857ء پی سی جوشی) دہلی آنے والے وہابی جے پور' جھانسی' حصار' بھوپال اور نصیر آباد کے چھ ہزار مجاہدین خاص طور پر قابل ذکر ہیں جبکہ ٹونک سے چھ سو کا دستہ اور دو ہزار کا وعدہ تھا۔ (1857ء پی سی جوشی ص 112)

خلیق احمد نظامی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ سید احمد شہید اور ان کے رفقاء کے خون سے آزادی کا پودا ہندوستان میں سینچا گیا انگریزوں نے ان کی تحریک کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ اس جذبہ سے بھی بے خبر نہ تھے جو جماعت مجاہدین کے قلب و جگر کو گرمائے ہوئے تھا۔ (1857ء تاریخی روزنامچہ ص 13)

وہابی 59 -1857ء کی تحریک میں

جنگ پلاسی 1857ء کے بعد ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی تدریجی توسیع ہوئی اور ساتھ ہی سازشوں' شورشوں اور عموماً" مختلف کیفیت کی انگریزوں کے خلاف تحریکوں نے سر اٹھایا۔ ان تحریکوں میں 1857ء کی تحریک اور وہابی تحریک سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں۔ ان میں اول الذکر وقوعہ کے فوراً بعد ہی سے وسیع النظر مطالعہ کا موضوع رہی ہے اور فی الحال بھی اس میں بیش بہا تحریروں کا اضافہ ہوا ہے لیکن آخر الذکر پر اب تک کافی کام نہیں ہوا۔

59 -1857ء کی تحریک کے بعض مستند مورخین نے وہابی تحریک کے صرف اس پہلو پر جس کا تعلق 59 -1857ء کی تحریک سے ہے بہت مختصر اور سرسری نگاہ ڈالی ہے مگر ان کے اسلوب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نگارش میں ایک اہم اور نمایاں نقص یہ ہے کہ بیان اصلی سیاق و سباق سے جدا ہوتا ہے۔ مثلاً وہابیوں کی بنیاد اور احوال ماضی' ان کی تحریک کے اغراض و مقاصد' ان کی تنظیم' ان کے پیشوا و قائدین اور ازیں قبل دوسرے نکات بالکل نظرانداز کر دیے گئے ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ انگریزوں کے خلاف وہابیوں کی لامتناہی کارروائیوں کے معنی و مقصد کی توضیح صحیح طور پر نہیں کی گئی۔ جب 1857ء کی عظیم آویزش شروع ہوئی تو اس سے تیس سال پہلے سے ہی وہابی اپنی تحریک چلا رہے تھے مگر اس حقیقت پر کسی نے صحیح طور پر زور نہیں دیا۔

وہابی تحریک سے متعلق ایک غلط فہمی

ایک غلط خیال عام طور پر اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ وہابی برطانوی ہند اور خصوصاً" بہار میں من حیث الجماعت 59 -1857ء کی تحریک سے الگ رہے تو یہ حقیقت حال کے سراسر خلاف ہو گا نیز یہ عجیب گمان دوہرے منطقی مغالطے پر مبنی ہے۔ اولاً" یہ فرض کر لینا پڑتا ہے کہ بہار کے وہابی پوری جماعت سے مختلف لوگ تھے اور یہ کہ پوری تحریک کا طرز عمل صرف 59 -1857ء میں ان کے رویہ کی بنا پر کرنا چاہیے۔ (مقدمہ کبریٰ) ثانیاً" یہ کہ انگریزوں کے خلاف کش مکش میں انہوں نے کوئی حصہ لیا ہی نہیں (مقدمہ صغریٰ) دونوں قضیے صریحاً" غلط ہیں۔ اور تمام صوبوں کی طرح بہار کے وہابی بھی ایک وسیع و ہمہ گیر کل کے جزو لازی تھے اور وہ سب کے سب ایک مرکزی نقشے کے مطابق کام کر رہے تھے۔ ایک ہی قسم کے لوگ اخوت کے مضبوط بندھن میں بندھے ہوئے بہار اور سرحد دونوں جگہوں میں کام کر رہے تھے' بلکہ ایک ہی شخص مثلاً براوران علی' یحییٰ علی' فیاض علی اور دوسرے حضرات باری باری دونوں مقامات پہ کام کرتے رہے' انگریزوں کے حق میں بہار کے وہابی سرحد کے وہابیوں کی طرح نرم نہ تھے۔ دونوں گروہوں نے اپنے اپنے مرکزوں میں حالات کے مطابق جنگ جاری رکھی۔ پالیسی کے بعض بنیادی اصولوں کی بنا پر بہار میں سرحد کی سی کھلم کھلا جنگ تو ممکن نہ تھی لیکن مادی وسائل' تو میسر آ رہے تھے جن کی ترسیل مجاہدین کیلئے بدستور جاری رہی۔

1857ء کے مرتب اور معروف عالم پروفیسر خلیق احمد نظامی حنفی کی یہ رائے کہ 1857ء کی تحریک میں وہابیوں نے حصہ نہیں لیا قطعاً" غلط ہے تاریخی شواہد سے یہ بات ثابت ہے کہ وہابی اس تحریک میں پیش پیش تھے اور انگریزوں نے اپنا تسلط قائم ہو جانے کے بعد وہابیوں کو جو سخت سزائیں دی تھیں اور اس مکتب خیال کے لوگوں کو بری طرح لتاڑا تھا تحریک آزادی میں ان کا حصہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ (1857ء کا تاریخی روزنامچہ ص 15)

1857ء کی تحریک میں وہابیوں کی حکمت عملی

1857ء کی تحریک کے حالیہ مورخین میں سے صرف ڈاکٹر ڈی این سین اور ڈاکٹر آر سی مجومدار نے یہ معنی خیز نکتہ پیش کیا ہے کہ یہ کہنا صحیح نہیں کہ 59 -1857ء کے نازک دور میں وہابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگریزوں سے بالکل نہیں لڑے۔ عنایت علی کے زیر کمان ان کی سرحدی جماعت نے اس زمانے میں انگریزوں سے برابر لڑائی کی ہے مگر انگریز نے جہاں اپنے عمدہ' بہتر اور منظم وسائل سے تمام شمالی ہند میں بغاوت کے منتشر مرکزوں سے چیلنج کا مقابلہ کیا وہاں ایک اور پریشانی کا بھی مقابلہ کیا کیونکہ انگریز کو ہندوستانیوں پر مادی اور فنی برتری حاصل تھی اور وہابیوں کی کارروائیوں سے اسے کوئی خطیر ضرر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ڈاکٹر سین کا متذکرہ خیال اس معنی میں البتہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اس نازک وقت میں اگر پورا پنجاب انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا۔ تو یہی نہیں کہ لارنس پنجاب کی فوجوں کو چکمے نہ دے سکتا بلکہ تحریک کی تاریخ کچھ اور ہوتی۔ مگر سارا پنجاب وہابیوں کے زیر اثر خطہ تو نہ تھا اور وہابی عام اہل پنجاب کے طرز عمل کے ذمہ دار نہیں قرار پا سکتے۔ دوسری طرف یہ سکھوں کا طرز عمل تھا (گورکھا کو چھوڑ کر) جس نے اس کش مکش کو اس انجام پر پہنچایا۔

1857ء اور مولانا پیر علی

مولانا کا اصل وطن لکھنؤ تھا وہابی سلسلہ میں پٹنہ پہنچ گئے۔ وہاں کتابوں کی دوکان کھولی۔ مولانا مہر نے لکھا ہے کہ ان کا اصل کام انگریزوں کے خلاف اچھے اور سرگرم کارکن پیدا کرنا تھا' تاکہ ان کے ذریعے سے قومی تحریک کو جابجا پھیلایا جائے۔ (1857ء کے مجاہد ص 297)

یہ معلوم نہیں کہ پیر علی خان نے کب سے پٹنہ میں کام شروع کیا تھا' مگر 1857ء کا ہنگامہ شروع ہو گیا۔ 3 جولائی 1857ء کو پیر علی خان نے کوئی دو سو دیندار مسلمانوں کو جمع کیا اور خود سبز جھنڈا لیکر ان کے آگے چلا اور نقارہ بجا کر اعلان کر رہا تھا کہ مسلمانو اٹھو اور میرا ساتھ دو۔ اس اثنا میں ایک انگریز ایجنٹ ڈاکٹر لی ایلی کو خیال آیا کہ لوگ یونہی تماشے کی غرض سے جمع ہو گئے ہیں وہ کسی انگریز کی صورت دیکھیں گے تو فوراً منتشر ہو جائیں گے چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور مجمع کے قریب پہنچ گیا اسے دیکھتے ہی مجمع کی طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ آئی کہ اسی وقت لی ایلی کا کام تمام ہو گیا۔ (1857ء کے مجاہد ص 298) وہابی تحریک کے مصنف انگریزی حوالہ سے رقم طراز ہیں کہ کئی جتھے حکومت کے خلاف کام کر رہے تھے لکھنؤ کے جتھے کا بڑا کارگزار پیر علی تھا جو 3 جولائی کی شورش کا ہیرو تھا اور پٹنہ کے تھانہ کوٹ گشت کے داروغہ مہدی علی کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک ص 253)

مزید لکھا ہے کہ جو وہابی دہلی کے جتھے کے نمائندے تھے وہ زیادہ عرصہ سے حکومت کے خلاف کام کر رہے تھے مگر ان کی کاروائیاں زیادہ تر مجاہدین کی جدوجہد کے اصل مرکز یعنی سرحد پر آزاد ریاست کے استحکام و ترقی کے لیے مخصوص تھیں پیر علی کا مقصد اپنے ساتھی مسیح الزمان کی ہدایت کے مطابق ان علیحدہ علیحدہ جتھوں کی کاروائیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا اور بے چینی کے نسبتا" منتشر احساسات کو جلا کر حکومت کے خلاف ایک زبردست متحارب قوت پیدا کرنا تھا۔

پیر علی کے نام مسیح الزمان کے بہت سے خطوط جو شورش دبنے کے بعد پکڑے گئے وہ اس عظیم جدوجہد کی بین دلیل ہیں۔ (وہابی تحریک ص 245)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاسوس و غدار لوگ

مجاہدین کی اطلاع دینے والے پٹنہ کے تین غدار مسلمان تھے (1) سید ولایت علی خان (2) مولا بخش نائب مجسٹریٹ (3) ہدایت علی جو سکھ فوج میں صوبیدار تھا' یہ لوگ رات دن پٹنہ کی گلیوں میں اس غرض کیلئے موجود رہتے تھے اور اس صلہ میں سید ولایت علی کو 1858ء کو تمغہ اور جاگیر عطا ہوئی۔ (تحریک مجاہدین 262 جلد سوئم تاریخ بہار ص 110)

چنانچہ اسی تناظر میں مولانا پیر علی کو چند ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتاری کے بعد جب ان سے سوال کیا گیا کہ آپ اپنے ساتھیوں کے نام بتا دیں تو انہوں نے بے توقف جواب دیا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ زندگی میں ایسے موقعے بھی آتے ہیں جن میں جان بچا لینا کار ثواب ہوتا ہے اور ایسے موقعے بھی آتے ہیں جن میں جان عزیز دے ہی دینا سب سے بڑی نیکی شمار ہوتی ہے' تم مجھے پھانسی دے سکتے ہو مجھ ایسے اور آدمیوں کی جانیں لے سکتے ہو لیکن اس سرزمین سے ہزاروں آدمی تمہارے خلاف اٹھتے رہیں گے اور اطمینان سے حکومت کرنے کا جو مقصد تمہارے سامنے ہے کبھی پورا نہ ہو سکے گا۔ (1857ء کے مجاہد ص 300)

پیر علی خاں ہی دراصل پٹنہ کا سب سے بڑا مجاہد کارکن تھا جو انگریزوں کے خلاف نفرت و حقارت کی آگ بھڑکا رہا تھا۔ (1857ء کے مجاہد ص 301)

سیلی سن انگریز لکھتا ہے کہ پیر علی خان دینی حمیت اور انگریزوں سے نفرت میں خاموش شہرت رکھتا تھا اور ڈاکٹر سن نے یہ بھی لکھا ہے کہ پیر علی خاں کا ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ شہر کے معزز افراد قید میں ہیں حکومت نے جور و ظلم شروع کر رکھا ہے سب لوگ حکومت پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ اور اسی جرم کی پاداش میں مولانا پیر علی کو پھانسی دے دی گئی مولانا مہر نے لکھا کہ کسی گھبراہٹ یا جزع فزع کے بغیر پھانسی کی طرف روانہ ہو گئے' ان کی جائیداد ضبط کر لی گئی' بچوں کو گھر سے نکال دیا گیا اور گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گی۔ (1857ء کے مجاہد 303- 1857ء خورشید رضوی ص 287) اور مولانا کے ساتھ جن کو پھانسی دی گی ان کی تعداد 21 تھی۔

1857ء کا جہاد اور مولانا عبدالجلیل شہید

مولانا عبدالجلیل نہایت متقی بزرگ تھے' شہر کے لوگ آپ سے گہری عقیدت رکھتے تھے' آپ نے باقاعدہ جہاد کا فتویٰ دیا اور انگریز سے ملاقات کرنا گوارانہ کرتے تھے (تحریک مجاہدین ص 255 ج 3) آپ کے پوتے کا بیان ہے کہ علی گڑھ انگریزوں سے خالی ہوا تو زمام قیادت آپ کے حوالے کی گئی' تقریباً" دو ماہ تک شہر کا نظم و نسق آپ نے سنبھالے رکھا۔ جولائی یا اگست میں انگریز تازہ دم فوجیں لے کر آگرہ کی جانب علی گڑھ پر حملہ آور ہوا تو مولانا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے سینہ سپر ہو گئے۔ ڈراک کی سڑک پر انگریز فوجوں سے تصادم ہوا۔ مدمقابل تازہ دم اور مسلح تھا اور اس طرف جوش آزادی اور ولولہ قربانی تھا جس نے آپ کو میدان جنگ میں ثابت قدم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھا یہاں تک کہ 72 ساتھیوں کے ساتھ آپ نے میدان میں جام شہادت نوش فرمایا۔ مولانا کی شہادت کے بعد انگریز خون خوار درندے کی طرح سارے شہر میں گھوم رہا تھا اور جہاں کوئی مسلمان ملا اسے شہید کر دیا۔ مجاہدین کے بیوی بچوں کو چن چن کر تہہ تیغ کیا جا رہا تھا گویا قیامت صغریٰ برپا تھی مولانا کی بیوی نے اپنے بچوں کو تین میل کے فاصلے پر رسول پور میں تین سال تک چھپائے رکھا اور جب پکڑ دھکڑ بند ہوئی تو گھر آکر دیکھا کہ مکان اور جائیداد کو کھدوا کر پھینک دیا گیا' نہ رہنے کی جگہ اور نہ ٹھہرنے کو مکان۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی ص 316 جلد 4 = تحریک مجاہدین ص 255 جلد 3- 1857ء کے واقعات ایوب قادری ص 193-)

مولانا صاحب نے انگریز کے ساتھ کئی ایک معرکے کئے اور ایک معرکے میں آپ کے ہمراہ 5 ہزار مجاہدین تھے۔ (1857ء خورشید رضوی ص 385)

مولانا لیاقت علی الہ آبادی اور 1857ء کا جہاد

مولانا لیاقت علی الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ وہی جگہ ہے جہاں مولانا محمد فاخر زائر الہ آبادی پیدا ہوئے جو حضرت شاہ ولی اللہ کے ہم عصر اور تحریک اہلحدیث کے ایک مقتدر قائد تھے۔ مولانا لیاقت علی بھی اسی مردم خیز سرزمین سے اٹھے اور انہوں نے یہیں کتاب و سنت کے چراغ روشن کئے۔

خلیق نظامی بیان کرتے ہیں کہ مولانا لیاقت نے ایک اشتہار میں 27 ایسے اشعار نقل کئے تھے جو سید صاحب کے مجاہدین میدان جنگ میں پڑھا کرتے تھے۔ میاں محمد شفیع رقم طراز ہیں کہ:
الہ آباد کا مسلمان ہر لحاظ سے ہندو کی نسبت بہت زیادہ ترقی یافتہ تھا۔ یہاں مسلمانوں نے اس تحریک آزادی کو ایسے خاموش اصولوں پر چلا کر بھڑکایا کہ انگریز کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور خود وہاں کے جج اور تمام سرکاری ملازم اس آگ میں شریک ہوئے۔ کچھ رجمنٹیں الہ آباد مجاہدین کا تسلط ہو جانے کے بعد دہلی آگئیں کیونکہ مولانا لیاقت علی نے کئی سال فوج میں بھی ملازمت کی تھی اور مولانا کا فوج میں اثر و رسوخ تھا جس وجہ سے یہ لوگ اس میں شریک ہوئے اور اپنے مریدوں کو بھی جہاد کی ترغیب دیتے رہے۔ شہر والے ہمہ تن فوجیوں کے ساتھ ہو کر پہلے دن انگریزوں کو قتل کرتے رہے' بنگلے جلاتے رہے اور انہوں نے تمام انگریزی نظم و نسق کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ چنانچہ انقلابیوں نے وہاں بہت جلد انگریزوں کا قلع قمع کر دیا کیونکہ مولانا کا فوج میں بھی اثر تھا۔ ایک عرصہ سے انگریزوں کے خلاف تحریک شروع ہو چکی تھی۔ عوام و خواص کے سوا فوج میں بددلی کے آثار تھے۔ میرٹھ میں انگریزوں نے جو سلوک فوجیوں کے ساتھ کیا تھا اس کا نتیجہ انقلاب 1857ء تھا اور اس کا اثر الہ آباد کی فوج 6 (رجمنٹ) پر بھی پڑا گو وہ خفیہ طور پر اشیا کا انتظام کر رہے تھے۔ ایک دستہ سپاہ پیدل جس کا افسر رام چند تھا۔ اپنے افسر سے توپ خانہ ہمراہ لے کر راج گھاٹ پر متعین ہوا۔ کپتان الگزینڈر نے پریٹ جا کر سرکاری فوج سے کہا جنگی سامان قلعہ میں بھیج دو۔ یہاں پہلے انگریز مع اہل و عیال پہنچ گئے تھے۔ فوج نے جنگی سامان بھیجنے سے انکار کر دیا۔ ادھر راج گھاٹ کی فوج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ کپتان الگزینڈر قتل کر دیا گیا تھا کپتان پرچ اجیٹن قلعہ کپتان بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ پریٹ سے جونہی بگل بجا عام فوج برسرپیکار ہو گئی۔ برل کی کوٹھی ڈاکخانہ اسمبلی ہیل صاحب کا بنگلہ میجر مور ہواس اور مسز ہملٹن اور باہر کے بنگلوں میں آگ لگا دی جس میں یہ لوگ جل کر خاکستر ہو گئے۔ بنگلوں کو بھی لوٹا گیا۔"

مولانا لیاقت علی امیر مقرر ہو گئے

اس کے بعد لوگوں میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ کسی کو امیر مقرر کر لیا جائے جس کی امارت میں باقاعدہ جنگ لڑی جائے تو سب کی نظر انتخاب متفقہ طور پر مولانا لیاقت علی پر پڑی جو اپنے علم و عمل اور تدبر و لیاقت کی وجہ سے مقبول ترین آدمی تھے۔ تمام علاقے کے زمینداروں' شہریوں اور فوجی رجمنٹوں نے ایک جلسہ عام میں مولانا کو بادشاہ کا نائب منتخب کیا۔ نائب مقرر ہونے کے بعد سبز جھنڈا بہادر شاہ کا لہرایا گیا اور مولانا نے اپنے آدمیوں کے ذریعے شہر کا انتظام کیا اور لوٹ کھسوٹ بند کی گئی۔ (مشاہیر جنگ آزادی ص 180) مولانا لیاقت علی نے اپنا مرکز خسرو باغ میں قائم کیا اور نظم و نسق کا آغاز کیا۔

الہ آباد میں حکومت قائم کی' تھانیدار اور تحصیل دار مقرر کئے میلی سن انگریز کے قول کے مطابق آہستہ آہستہ ایک منظم بغاوت کا آغاز ہو گیا۔ ایک آدمی مولوی کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے شہنشاہ دہلی کی حکومت بحال ہونے کا اعلان کر دیا اور سرکش آبادی اس کے گرد جمع ہو گئی۔ بہت تھوڑے آدمی اس وقت بتا سکتے تھے کہ وہ کہاں سے آیا۔ البتہ بعد میں معلوم ہو گیا وہ دوآبہ کے ایک مسلمان گاؤں کا باشندہ تھا جس نے سرکشی اختیار کر لی تھی۔

بہرحال مولانا نے جہاد کی قیادت سنبھال لی اور خسرو باغ کو اپنا مستقر بنا لیا۔ میلی سن کہتا ہے کہ ان کے حسب و نسب پوچھنے کی کسی کو کیا ضرورت تھی پیش نظر مقصد کے لیے یہی کافی تھا کہ مولانا انگریز سے سخت متنفر تھے اور مسلمانوں کو یہ یقین دلاتے تھے کہ اسلامی حکومت بحال ہو گئی ہے اور مولانا روزانہ اپنے ساتھیوں کو قلعے پر یورش کے لیے دعوت دیتے اور لوگ "وقتاً فوقتاً" کچھ مظاہرے کرتے بھی رہتے تھے لیکن انگریزی توپوں کی زد سے ہمیشہ باہر رہنے کا خیال رکھتے تھے۔

(1857ء کے مجاہد ص 215)

16 جون 1857ء کو انقلابیوں اور انگریزوں میں مقابلہ ہوا۔ انگریزوں کو فتح ہوئی۔ مولوی صاحب مع اپنی جماعت کے ناناراؤ کے پاس کانپور پہنچے اور وہاں زین العابدین کے ہاں قیام کیا۔

(1857ء ایوب قادری ص 574)

لاج پور میں خدمات

لاج پور میں اس وقت عبدالکریم خان دوئم نواب تھے جن کی وجہ سے علماء و صلحاء کا اچھا خاصا وہاں اجتماع ہو گیا تھا۔ مولانا لیاقت علی کی حیثیت ان سب میں ممتاز تھی۔ وہاں بھی آپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وعظ و تذکیر اور اصلاح و تبلیغ کا کام شروع کیا اور آپ فریضہ جہاد کے نام سے بیعت لیتے تھے۔ لاج پور میں مولانا لیاقت علی نے ایک شاندار مسجد بھی بنوائی۔ اس علاقہ میں ہندوانہ رسوم کا خاتمہ کیا۔ وہاں مستورات عام طور سے ہندوانہ لباس پہنا کرتی تھیں۔ آپ نے ہندوانہ لباس کے رواج کو کلیتہ" ختم کر دیا۔

1868ء میں نواب محمد ابراہیم محمد یاقوت خان دوئم تخت نشیں ہوئے۔ ان کے عہد میں ریاست کے تمام معاملات شریعت کے تابع ہوتے تھے۔ تمام مقدمات کے فیصلے مولانا لیاقت علی اور صوفی عبدالواحد سلیمان لاج پوری انجام دیتے تھے۔

مولانا صاحب کا لاج پور میں دس سال قیام رہا۔ آخر انگریزی حکومت کو مولانا صاحب اور ان کی سرگرمیوں کا علم ہو گیا۔ ادھر مولانا صاحب کو بھی حالات کا اندازہ ہو گیا۔ چنانچہ آپ لاج پور سے بمبئی پہنچے وہیں گرفتار ہو گئے۔ ان کو الہ آباد لایا گیا۔ مقدمہ چلا اور حبس دوام .عبور دریائے شور کی سزا ہوئی۔ مولانا لیاقت علی نے فیروز شاہ اور سرحد کے علماء سے بھی تعلقات پیدا کئے تھے۔ 1866ء میں اس علاقے میں بھی گئے تھے۔ یہ واقعات ہمیں ایک خط سے معلوم ہوئے ہیں جو الہ آباد کے ایک افسر پارسن نے پشاور کے کلکٹر مسٹر میکنب کو لکھا تھا۔ (1857ء ایوب قادری ص 577' 578)

حکومت برطانیہ کا ایک خفیہ خط جو محکمہ آثار قدیمہ پشاور میں محفوظ ہے نقل کیا جاتا ہے۔

مولانا لیاقت علی سے متعلق انگریز کا ایک خفیہ مکتوب!

مائی ڈیر میکنب! میں الہ آباد کے 1857ء کے باغی لیڈر لیاقت علی کا فوٹوگراف آپ کو بھیج رہا ہوں۔ وہ اس وقت جیل میں ہے۔ وہ غدر کے بعد سے صوبہ بمبئی اور آزاد علاقوں میں بغاوت پھیلاتا رہا اس کا تعلق سرحد کے مولویوں یا فیروز خان سے ہے۔ اگر زیادہ نہیں تو دو مرتبہ سرحد ضرور جا چکا ہے۔ ایک مرتبہ 1866ء میں' دوسری مرتبہ 1869ء میں جب وہ بمبئی میں گرفتار کیا گیا تو وہ تیسری مرتبہ جا رہا تھا۔ اس نے پہلے تین سانڈنیاں سید صاحب کابلی الٰہی بخش' عبدالرحیم' عبدالسبحان' عبدالرحیم کی نگرانی میں .بمشا سے بھیجی تھیں۔ سانڈنیاں تقریباً" مئی یا جون 1871ء میں براہ حیدر آباد سندھ روانہ ہوئی تھیں۔ وہ تجارتی سامان' روپے اور دیگر اشیاء سے لدی ہوئی تھیں جو جہاد کے مقاصد کے لیے تھا۔ دراصل اب ضرورت سے زیادہ تاخیر ہو گئی ہے کہ سانڈنیوں کے متعلق معلومات حاصل ہو سکیں لیکن آپ سے ملاقات چاہتا ہوں۔

اس کا ایک پیروکار جو اس کے ساتھ گرفتار ہوا ہے اس کا بیان ہے کہ ہم لوگ خراسان کے مقام روتی کی طرف جا رہے تھے۔ جہاں ایک مولوی صاحب کا قیام ہے وہاں ہمارے جانے کا مقصد نیم کافروں' ملحدوں یا مرتدوں سے لڑنا ہے۔ شاید روتی کے ملا سید امیر' یا ان کے ساتھی اسماعیل یا محمود فوٹو کی شناخت کر سکیں۔ لیاقت علی ہمیشہ دوران سفر اپنا نام بدل لیتا ہے اور سرحد میں وہ عبدالکریم کے نام سے مشہور ہے۔ "پارسن"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی دوستوں کو یاد ہونا چاہیے کہ وہابیوں پر اس دور میں مقدمات کی بھرمار کر دی گئی۔ جس میں پہلا مقدمہ سازش انبالہ قائم ہوا ان لوگوں کا یہی جرم تھا کہ ان کا تعلق سرحد کے مجاہدین سے تھا جن لوگوں کو سزا ہوئی ان میں سے مولانا یحییٰ علی، مولانا محمد جعفر تھانیسری، عبدالرحیم صادق پوری، عبدالغفار وغیرہ کو کالے پانیوں کی سزا دی گئی۔

دوسرا مقدمہ سازش پٹنہ 1865ء تیسرا سازش مالدہ 1870ء اور چوتھا مقدمہ سازش راج محل 1870ء اور پانچواں مقدمہ سازش پٹنہ 1871ء تھا اور ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور ان مردان راہ حق کے صبر و تحمل کی داستان اس قدر عظیم ہے کہ ہمیشہ کیلئے دعوت عزیمت کا پیغامبر بن گئی ہے۔

اولئک ابائی

آخر کار ان پر بغاوت کا مقدمہ چلا اور انڈمان بھیج دیئے گئے۔ کچھ دنوں بعد ان کا وہیں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یار لوگوں کو خبر ہونی چاہیے کہ کالے پانی کی وادیوں کو اہلحدیث سرفروشوں نے آباد کیا تھا۔ یہ لوگ ہر تحریک میں ہراول دستے کا کام کرتے رہے۔ ان کی خدمات کو کسی صورت فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ع

تجھ سے جو ہو سکے تو ان کا جواب پیدا کر

باب پنجم

وہابی مقدمات کی تفصیل

سزا اور ثابت قدمی کی روشن مثالیں

وہابی تحریک اور دور ابتلاء

وہابی تحریک جو انگریز کے لیے وبال جان بنی ہوئی تھی اور اس کے ناک میں دم کر رکھا تھا حتیٰ کہ انگریز عورتیں اپنے بچوں کو ان نام لیکر ڈرایا کرتی تھیں۔ 1864ء کے قریب اہل حدیث فدائیوں کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہوا اور جرم ثابت ہونے پر کالے پانی کی سزا کے ساتھ تمام جائداد ضبط کر لی جاتی تھی اور ان انتہائی دشوار کن حالات پر ستم کا ایک کوڑا یہ برسا کہ ایک حنفی مولوی محمد لدھیانوی نے فتویٰ داغ دیا کہ وہابیوں کو حنفی مساجد میں آنے سے روکا جائے۔ اس تعصب کی اس وجہ یہ تھی کہ 1831ء کو میدان میں صرف اہل حدیث ہی رہ گئے تھے باقی سب لوگ حجروں کی زندگی گزار رہے تھے انھوں نے اپنی خجالت کو مٹانے کے لیے یہ حربہ استعمال کیا تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح ہندوستان سے اہل حدیث کا بیج ختم ہو کر رہ جائے مگر اللہ کا فیصلہ کچھ اور تھا، واللہ متم نورہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں لکھی گئیں' فتویٰ لیا گیا اور اس ساری تگ و تاز میں نمایاں کردار مولانا محمد لدھیانوی اور مولوی فضل رسول بدایونی کا تھا۔

مقدمہ سازش (پٹنہ 1865ء)

انبالہ کے مقدمہ کے بعد حکومت اور اس کے ہوا خواہوں کو اس جماعت سے اور کد ہو گئی اور یاروں نے باقیماندہ ممتاز اشخاص سے انتقام لینے کی فکر شروع کر دی۔ ان انتقامی کاروائیوں کا پہلا شکار سید صاحبؒ کے خلیفہ مولانا احمد اللہ صادق پوری (مولود 1223ھ) کو بنایا گیا۔ مولانا احمد اللہ خلف مولوی الٰہی بخش صاحب (ف 1275ھ) اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ اس لیے عظیم آباد کے ممتاز رئیسوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

مولانا احمد اللہ

اوائل اکتوبر 1864ء میں حکومت پنجاب کے سیکرٹری نے حکومت بنگال کے سیکرٹری کے نام ایک چٹھی بھیجی جس میں ڈپٹی کمشنر انبالہ کے دو مراسلے مورخہ 16 اور 19 ستمبر 1864ء مولانا احمد اللہ کے حکومت کے خلاف سازش میں ملوث ہونے کے موضوع پر منسلک تھے۔ ان میں لکھا تھا کہ

انبالہ کے مقدمہ میں استغاثہ کے بعض گواہوں کے بیانات سے ظاہر ہوا کہ احمد اللہ اکثر ان خفیہ جلسوں میں موجود ہوتا تھا جن میں یحییٰ علی تقریر کرتا تھا۔ مقدمہ انبالہ کے ایک ملزم الٰہی بخش کے بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کچھ رقوم جو سرحد بھیجنے کے لیے اس کے پاس جمع کی جاتی تھیں۔ احمد اللہ ہی کی معرفت جمع ہوتی تھیں اور اسی کے حکم سے یہ رقوم بھیجی جاتی تھیں اور علاوہ ازیں الزام یہ بھی تھا کہ سازش پٹنہ میں شرکت اور رنگروٹ بھرتی کرتے وقت ان کا مکان بطور دفتر استعمال ہوتا تھا۔ لہٰذا انہیں گرفتار کر لیا جائے۔

آخر کار مقدمہ چلا اور 27 فروری 1865ء کو مولانا کو سزا کا حکم صادر ہوا پہلے ضبطی جائیداد کے علاوہ پھانسی کی سزا کا فیصلہ سنایا گیا۔ پھر اسے حبس دوام میں بدل دیا۔ یاد رہے ایک سال قبل مولانا کے چھوٹے بھائی یحییٰ علی کو انبالہ میں سزا ہو چکی تھی۔ (سرگزشت مجاہدین ص 386 مولانا مہر)

جائداد غیر منقولہ	58776-4-0 روپے
جائداد منقولہ	2517-12-9 روپے

(سرگزشت - مولانا مہر)

مکانات منہدم کر دیے گئے

صادق پور کا احاطہ پٹنہ میونسپلٹی کو دیا گیا تمام مکانات زمین کے بوس کر دیے گئے اور وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بازار بنا دیا گیا ہنٹر اور اوکسلی نے لکھا کہ اس سے زیادہ اچھا مصرف اس زمین کا نہیں ہو سکتا اور اب بھی وہاں پر پٹنہ میونسپلٹی کی عمارت موجود ہے۔ تاریخ قائم شدہ 1865ء

(وہابی تحریک ص 297)

قیمتی کتب خانہ ضائع ہو گیا

مولانا کا کتب خانہ جو قیمتی کتب پر مشتمل تھا ضائع ہو گیا۔ (اسلامی تحریک ص 126- 127- وہابی تحریک ص 291- 293)

قبرستان: مقامی افسروں نے صادق پور میں وہابی تعمیرات کو منہدم کرنے کے لیے حکومت کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے خاندان کے قبرستان کو بھی نہ بخشا۔ قبروں کو بھی کھود ڈالا گیا۔ (وہابی تحریک ص 276)

مولانا یحییٰ علی کی وفات 20 فروری 1868ء کو ہوئی۔ جزیرہ راس کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ مولانا احمد اللہ کی وفات 22 نومبر 1881ء کو ہوئی سب لوگ اس غم میں نڈھال تھے۔ عبدالرحیم اس ناگہانی صدمے سے بدحواس ہو گئے۔

آخری خواہش

مرحوم کی طرف سے ایک آخری درخواست ان کے چھوٹے بھائی یحییٰ علی کے پہلو میں دفن کرنے کی اجازت کے لیے دی گئی مگر مقامی حاکموں کو اس کے مرنے پر بھی اتنا رحم نہ آیا کہ ان کے لیے اتنی رعایت روا رکھتے۔ جزیرہ انڈمان کے ویرانوں میں بھی دونوں بھائیوں کو ایک جگہ دفن ہونا نصیب نہ ہوا۔ مولانا احمد اللہ جزیرہ دایپیر میں ڈونڈا میں سپرد خاک کئے گئے۔

مجھ کو دیار غیر میں مارا وطن سے دور
رکھ لی مرے خدا نے مری بے کسی کی شرم

(وہابی تحریک 289)

مقدمہ سازش (مالدہ 1870ء)

مالدہ اور راج محل کے مقدموں کی تفصیلی روداد نہیں مل سکی پھر بھی انبالہ اور پٹنہ کے دونوں مقدموں (1865ء اور 1871ء) کی رپورٹوں اور سرکاری کرم فرماؤں کی تحریروں سے جو کچھ معلوم ہو سکا' وہ درج ذیل ہے:

"مقدمہ انبالہ کے بعد وہابی اپنا پروپیگنڈا کرتے رہے تاآنکہ حکومت تشدد پر مجبور ہو گئی اور مختلف مقدمات چلائے گئے۔ 1865ء کا مقدمہ سازش پٹنہ بھی اسی سلسلے میں چلایا گیا تھا۔ پھر کچھ [illegible]غ ملا۔ 1870ء میں مالدہ اور راج محل کے مقدمے دائر ہوئے۔" 1870ء کے دو مقدموں میں'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا مقدمہ مالدہ میں مولوی امیرالدین پر چلایا گیا۔

(اسلامی تحریک ص 135)

امیرالدین کا تعارف

مولوی امیرالدین نے انتہائی سرگرمی سے کام جاری رکھا اور آپ مجاہدین کے لیے آدمی فراہم کرتے رہے جو ان کی گرفتاری تک جاری رہا اور ہنٹر کا بیان ہے کہ مولوی صاحب کا حلقہ کار مرشد آباد اور راج شاہی کے بعض علاقوں پر مشتمل تھا دریائے گنگا کے دونوں کناروں اور اس کے جزائر میں بسنے والے مسلمان مولوی امیرالدین کو بہت عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

گرفتاری

مولوی امیرالدین اور ان کے رفقاء کا راز مولانا احمد اللہ کے مقدمے میں فاش ہو چکا تھا مگر کافی تحقیق و تفتیش کے بعد مولانا گرفتار ہوئے اور ان کے خلاف بغاوت کا مقدمہ چلا۔ عبور دریائے شور اور ضبطی املاک کی سزا ہوئی۔ (سرگزشت مہر 394- وہابی تحریک ص 316- اسلامی تحریک 135)
انگریز نے لکھا کہ وہابی اپنے مالک کے ساتھ دغا کرنے کی بجائے مرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ (وہابی تحریک 316- تحریک مجاہدین ص 70 ج دوئم)

مقدمہ سازش انبالہ 1280ھ/1864ء

1858ء کی فوجی مہم نے اس راز کا انکشاف کیا کہ سرحدی مقتولوں میں ایسے لوگوں کی بڑی تعداد ہے، جو رنگ و روپ میں پورب (بنگال و بہار) کے باشندے معلوم ہوتے ہیں۔

1280ھ/1863ء کی مہم امبیلا کے بعد سرکار برطانیہ کو اور کد ہوئی۔ گو اس سے پہلے بھی بلکہ الحاق پنجاب (1265ھ/1849ء) کے بعد ہی سے حکومت کی نگاہ ان لوگوں پر تھی مگر اس "سازش" کا حقیقی انکشاف ایک ولایتی افغان غزن خان نامی نے کیا۔ راونشا صاحب فرماتے ہیں۔
مئی 1863ء کو چار بنگالی انبالہ جاتے ہوئے ضلع کرنال میں ایک سوار پولیس سرجنٹ غزن کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ غزن خاں یوسف زئی علاقے کا باشندہ تھا۔ اس نے چار بنگالیوں کو شکل و شباہت میں ان لوگوں کے مشابہ پایا، جو برطانوی فوج کے ہاتھوں استھانہ والی لڑائی میں گرفتار ہوئے تھے۔ یہ بنگالی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کئے گئے۔ لیکن بعد میں رہا کر دیے گئے۔ مولوی جعفر تھانیسری کے ذریعے سے مجاہدین کی اسلحہ و افراد کے ساتھ مدد ہوتی تھی۔ یہ اطلاع انبالہ کے ضلع سپرنٹنڈنٹ پولیس کیپٹن پارسن کو دی گئی۔ جس نے تفتیش شروع کی۔ الخ (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص 113- 114- 1857ء محمد شفیع ص 155 / سید بادشاہ کا قافلہ ص 211)۔
بنگالی مجاہدین کو غزن خان نے کہا ہم بھی سید بادشاہ کے مرید ہیں انگریز نے ہمارا وطن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھین رکھا ہے ہم ان سے بدلہ لینا چاہتے ہیں تو مجاہدین نے اس کی باتوں میں آ کر کہا کہ ہم ایک عظیم حملہ کی تیاری کر رہے ہیں آپ بھی شامل ہو جائیں اس بدبخت نے وعدہ کر لیا اندر کا شیطان اصل روپ سے غداری کر رہا تھا۔ مولانا یحییٰ علی نے مولانا ولایت علی کی قیادت میں افغانستان کا سفر کیا اور وہ لڑائیاں جو گلاب سنگھ والی کشمیر سے ہوئی تھیں اس میں آپ بھی شریک تھے۔ نہایت بہادرانہ و دلیرانہ کاروائیاں آپ نے کیں۔ (تذکرہ صادقہ ص 64) پھر آپ واپس وطن آ گئے! مولانا محمد یحییٰ علی برابر تحریک میں لگے ہوئے تھے انہوں نے سید احمد شہید کی شہادت کے بعد تحریک میں روح ڈال دی' (1857ء میاں محمد شفیع ص 153)

گرفتاری

جب انکشاف ہوا تو پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہوا تو مولانا کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمہ چلا مولانا یحییٰ علیؒ اور منشی محمد جعفرؒ صاحب کے ساتھ ان سب کو پھانسی کی سزا ہوئی بعد میں پنجاب جوڈیشنل کمشنر نے یہ سزا "حبس دوام بعبور دریائے شور" میں بدل دی۔ (اسلامی تحریک ص 119 تذکرہ صادقہ ص 69)

بند کوٹھڑی کی سزا

ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بند کر دیا گیا۔ وہ کوٹھڑی تقریباً" پانچ فٹ لمبی اور چار فٹ چوڑی ہو گی اور چھت کے اوپر ایک چھوٹا سا روشن دان تھا کہ انسان اس میں سانس لے سکے' نہایت تنگ و تاریک کوٹھڑی میں اڑھائی تین ماہ تک رہے جملہ گیارہ آدمی تھے شب و روز میں ایک بار اس کا دروازہ کھلتا اور ایک جمعدار اور تین سپاہی اور ان کے ساتھ ایک باورچی' جس کے ہاتھ میں روٹیاں اور دال ہوتی اور ایک سقہ کہ جس کی مشک میں پانی ہوتا اور ایک بھنگی ہاتھ میں گملا لئے ہوئے آتا اور ہر کوٹھڑی کو کھولتا۔ باورچی دو روٹیاں اور کچھ دال دے دیتا اور سقہ ایک کوزہ پانی دیتا اور بھنگی گملا صاف کر دیتا۔

تین ماہ کے بعد جب مقدمہ شروع ہوا اس وقت ہم گیارہ انسان گویا قبروں سے نکال کر ایک مکان نما حوالات میں آئے جو اسی جیل خانہ میں تھا اور تین ماہ کے بعد ہم لوگوں نے آسمان کی صورت دیکھی۔ (تذکرہ صادقہ ص 67- کالا پانی۔ سرگزشت مجاہدین ص 368 و اسلامی تحریک 154)
حسب دستور اسی جیل میں ہماری ڈاڑھی مونڈھ دی گئی اور مولانا یحییٰ اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر کہہ رہے تھے تو خدا کی راہ میں کٹ گئی ہے۔ (اسلامی تحریک 159 / 158 و سرگزشت مجاہدین ص 396- تذکرہ صداقہ ص 70)
ابھی آپ ڈاڑھی کا حال پڑھ چکے ہیں۔ اب تشدد اور مشقت پر بھی ذرا اس مرد مومن کی استقامت کا حال سنئے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"صبح کو کپتان ٹائی صاحب مجسٹریٹ و ڈپٹی کمشنر انبالہ و پارسن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جیل میں آئے اور داروغہ کو حکم دیا کہ مولانا سے سخت تر مشقت لی جائے۔ چنانچہ عین تمازت آفتاب میں رہٹ کو آٹھ دس قیدی چلا رہے تھے۔ آپ کو بھی اس میں لگا دیا گیا۔ آپ دو تین روز تک پورا پورا دن اس کو چلاتے رہے۔ آپ کو باعث حرارت خون آلود پیشاب آنے لگا۔ آپ نہایت صبر و شکر سے یہ کار مشقت انجام دیتے رہے۔ بعد میں جب جیل کا ڈاکٹر آیا' تو اس نے داروغہ جیل کو ازخود تنبیہ کی اور پھر مولانا کو ایک دوسرے ہلکے کام پر لگایا گیا انبالہ میں سزایابی کے بعد اسیران کو لاہور جیل منتقل کیا گیا' مگر کس شان سے؟ مولوی محمد جعفر صاحب لکھتے ہیں:

22 فروری 1865ء کو ہم جیل لاہور کو روانہ ہوئے۔ گیرو لباس جوگیانہ صورت' کمبل اوڑھے ہوئے بیڑی ہتھکڑی کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہم منزل در منزل کوچ در کوچ چلے جاتے تھے۔ دو ایک گاڑیاں بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ بقدر تیس چالیس قیدیوں کے ہم جیل انبالہ سے روانہ ہوئے تھے۔ سب پاپیادہ چلتے تھے۔ جب کوئی تھک جاتا تو اس کو گاڑی پر بھی سوار کر لیتے تھے۔ ورنہ پاپیادہ خلخال آہنی کو چھن چھناتے چلے جاتے۔"

لاہور پہنچ کر گرفتاران الم کی مصیبتوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ تقریباً" تین بجے شام ہم لوگ سنٹرل جیل لاہور کے دروازہ پر پہنچے اور ہمارے چالان کے کل قیدی ایک قطار میں دروازہ جیل پر بٹھا دیئے گئے۔ ایک کشمیری ہندو داروغہ آیا۔ اس نے ہمیں بغور دیکھا اور کسی قدر افسوس بھی کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر گرلے سپرنٹنڈنٹ جیل آیا اس نے سب سے پہلے ہم لوگوں کا حال ملاحظہ کیا اور اس نے بڑے غصے سے حکم دیا کہ ایک آڑا ڈنڈا بھی ان لوگوں کے پاؤں میں ڈال دو۔ چنانچہ ہمارے دونوں پاؤں کے دونوں کڑوں کے درمیان سے ایک ایک آڑا ڈنڈا جو ایک فٹ سے زیادہ لمبا نہ تھا۔ ڈال دیا گیا۔ یہ حکم ازراہ تعصب فقط ہم ہی لوگوں کے واسطے تھا اور تمام جیل میں ہم نے کسی قیدی کے پاؤں میں یہ ڈنڈا نہیں دیکھا جس سے چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا نہایت مشکل ہو گیا اور رات کو پاؤں پسار کر سونا بھی محال تھا۔"

یہ تو لاہور جیل کا عطیہ تھا۔ انڈمان جاتے ہوئے' ملتان اور کراچی کے درمیان ایک اور زنجیر کا اضافہ ہوا۔

www.KitaboSunnat.com

"سوا بیڑی' ہتھکڑی اور ڈنڈے کے' جو پہلے سے سب زیب تن تھے' یہاں ایک بڑی موٹی زنجیر آہنی بھی ہمارے بیڑیوں کے بیچ میں پہنائی گئی' جس سے اپنی اپنی جگہ سے کوئی ہل نہ سکتا تھا۔

جب تک ہم جہاز پر رہے' اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے اپنی حاجت کرتے رہے۔ اس وقت تقریباً" آدھا من لوہا ہمارے جسم پر تھا۔ باوجود اس قدر کثرت پانی کے کہ دریائے سندھ ہمارے زیر پا تھا۔ ہم پڑے پڑے تیمم سے نماز پڑھتے تھے۔" (تاریخ عجیب ص 49) اسی طرح یہ قافلہ کالے پانی پہنچ گیا۔ مولانا کی وفات آخر فروری 1864ء کو جزیرہ راس میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ (وہابی تحریک ص 287)

مولانا عبدالرحیم صادق پوری عمر 28 سال تقریباً" سولہ سال جزائر انڈمان میں رہ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1130ھ/1882ء میں رہا ہوئے اور بڑی عمر پا کر 1341ھ/1923ء میں وفات پائی۔ (اسلامی تحریک ص 117)' (اور سزا یہ تھی حبس دوام بہ عبور دریائے شور مع ضبطی جائیداد۔)

جائیداد	غیر منقولہ	12866 روپے
منقولہ		7-233 روپے

(سرگزشت مجاہدین ص 287 / حالات تذکرہ صادقہ ص 22)

محمد جعفر تھانیسری عمر 28 سال' ان تمام اسیران میں سب سے زیادہ معاملہ فہم تھے۔ پورے مقدمے کے دوران انہوں نے کوئی وکیل مقرر نہیں کیا اور بڑی قابلیت کے ساتھ گواہوں پر جرح کرتے رہے۔ مولوی عبدالرحیم کے ساتھ یہ بھی رہا ہوئے اور ایک عرصہ آزاد رہ کر 1905ء کو آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کو سزائے موت مع ضبطی جائیداد تھی بعد میں اس میں تبدیلی کر دی گئی تھی۔ (سرگزشت مجاہدین ص 374-366)

محمد شفیع انبالوی

یہ پیشے کے اعتبار سے قصاب تھے اور فوجی چھاؤنیوں میں گوشت سپلائی کیا کرتے تھے لاکھوں روپے کے کاروبار کے مالک تھے۔ ان کا مرکز راولپنڈی تھا اور مختلف چھاؤنیوں میں ان کے آدمی مقرر تھے اور استھانہ کی جہادی چھاؤنی کو روپے زیادہ تر انہیں کے ذریعہ ارسال ہوتے تھے۔

سزا : سزائے موت مع ضبطی جائیداد اور لاش گورستان جیل میں دفن کی جائے۔ (سرگزشت مجاہدین ص 374- اسلامی تحریک 118) انکی جائیداد پچاس لاکھ سے کم نہ تھی۔ (سرگزشت مجاہدین 366) ان کا خاندان آج بھی لاہور میں پرانی انار کلی کے قریب قیام پذیر ہے اور غالباً" ان کا ایک پوتا پروفیسر بھی ہے۔

عبدالکریم انبالوی کو شور عبور دریا مع ضبطی جائیداد کی سزا ہوئی۔ (ص 374- مہر)

عبدالغفور ولد شاہ علی خان عمر 25 سال۔ دس سال قید کی سزا سے دو چار ہوئے۔ (اسلامی تحریک۔ مہر 374)

حسینی ولد محمد بخش۔ عمر 25 سال مولانا عنایت علی کی زندگی میں شریک جہاد رہ چکے تھے بعد میں جماعت کے کاموں میں محمد جعفر صاحب کے معاون ہو گئے۔ انہوں نے سات سال قید برداشت کی۔ (اسلامی تحریک ص 120' مہر 367)

حسینی ولد میکھو ساکن پٹنہ۔ عمر 35 سال' دس برس قید رہے۔ 1871ء کے مشہور مقدمے میں ان کی بھی شہادت ہوئی تھی۔

الٰہی بخش ولد کریم بخش عمر 42 سال۔ انہیں حبس بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی۔

مقدمہ سازش راج محل اکتوبر 1870ء

راج محل' صوبہ بہار' بھاگلپور کمشنری میں واقع ہے اور اس کے بالکل قریب ہی مالدہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور راج محل کے نواح میں ایک قصبہ اسلام پور ہے۔ وہیں کے ایک بزرگ ابراہیم منڈل تھے۔ ان پر مقدمہ دائر کر دیا گیا اور پھر پولیس والے معلموں کا بھیس بدل کر پہنچے اور پولیس کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہاتھی پر سوار ہو کر آیا اور منڈل صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ (تحریک مجاہدین ج 2 ص 71)

ابراہیم منڈل صاحب کے ساتھ ناروا سلوک

ابراہیم منڈل راج محل میں قید کئے گئے وہ کافی عمر رسیدہ بزرگ تھے مگر وہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں رکھے گئے جو کہ مرطوب اور غیر ہوا دار تھی سونے کے لیے کوئی چارپائی نہیں تھی' اس کے متصل کوئی بیت الخلا بھی نہیں تھا پھر انہیں راج محل جیل سے مونگر جیل منتقل کر دیا گیا (وہابی تحریک ص 306) سزا کے بعد 1877ء کو رہا ہوئے۔ اول دریائے شور کی سزا ہوئی بعد میں تبدیل کر دی گئی۔ (سرگزشت مجاہدین۔ 394- تحریک مجاہدین ص 73)

منڈل صاحب کے ساتھ جو حضرات گرفتار ہوئے

1- نذیر احمد: علاقے کے تحصیل دار تھے تحریک میں بلاخوف حصہ لیتے تھے چندہ منڈل صاحب کے پاس جمع کرواتے تھے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ (تحریک مجاہدین ص 71)

2- امیر خان: پٹنہ کے مشہور سوداگر امیر خان جن کی آڑھت کلکتہ میں تھی وہ رقم کو اشرفیوں میں تبدیل کروا لیا کرتے تھے اور مجاہدین کی امداد کرتے تھے۔ (تحریک مجاہدین ص 72 دوئم)

3- مولا بخش: ضلع پٹنہ کے باسی پشتو روانی سے بولتے تھے بحری راستے سے چندہ مجاہدین کو بھیجا کرتے تھے۔

4- مولوی مبارک علی: حاجی پور مظفر پورہ کے رہنے والے تھے مولانا احمد اللہ کی گرفتاری کے بعد 1865ء میں جماعت کے نظم و نسق کے ذمے دار بنائے گئے۔ 1871ء کو گرفتار ہوئے۔ افشاء راز کے لیے ان کو اس قدر تکالیف دی گئیں کہ اسی حال میں جان بحق ہو گئے۔ (تحریک مجاہدین ج 2' ص 72)

ان حقائق و شواہد کے باوجود اگر کوئی یہ کہے کہ وہابی انگریز کے حق میں تھے تو۔۔۔ اسے اپنی عقل کا علاج کروانا چاہیے۔

مقدمہ سازش (پٹنہ 1871ء)

یہ آخری مقدمہ سازش پٹنہ میں دائر ہوا اور بعض حیثیتوں سے زیادہ اہم ہے یکم مارچ 1871ء میں مسٹر باربر (D.M.Barbour) آفیشینک جائنٹ مجسٹریٹ' پٹنہ کے اجلاس میں اس کی سماعت ہوئی۔ مجسٹریٹ نے 27 مارچ کو ملزموں پر فرد جرم عائد کر کے سیشن جج کے سپرد کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یکم مئی کو مقدمہ کھلنے پر کل 136 سرکاری گواہوں اور کچھ ملزموں کے گواہوں کو حاضری کا حکم دیا گیا اور مختلف احوال اور وقفوں سے یہ مقدمہ 19 جولائی تک جاری رہا۔ اس مقدمے میں کل سات ملزم تھے۔ پیر محمد' امیر خاں' حشمداد خاں' مبارک علی' تبارک علی' حاجی دین محمد' امین الدین۔ ملزموں میں جماعتی حیثیت سے سب سے زیادہ اہم مولوی مبارک علی صاحب تھے۔

مولوی مبارک علی: جماعتی حیثیت سے سب سے ممتاز تھے۔ مولانا احمد اللہ کی گرفتاری کے بعد جماعت کے نظم و نسق کے ذمہ دار ہوئے۔ انبالہ اور پٹنہ کے مقدموں کی پیروی میں مولوی محمد حسن المتوفی 1298 کی بڑی مدد کی اور انبالہ کا سفر بھی کیا۔ 1868ء کے آخر میں گرفتار ہوئے۔ 1871ء کے مقدمہ میں بھی دھر لئے گئے ان کو سخت اذیت دی گئی اور اسی حال میں 1288ء کو روح جسم خاکی سے پرواز کر گئی۔ (اسلامی تحریک ص 96- تحریک مجاہدین ص 246 ج 4)

گرفتاری کی وجہ: دوکان کی تلاشی کے دوران وہاں سے کچھ مشتبہ کاغذات ملے۔ 1284ھ / 1285ھ کو رقوم کی ترسیل کا پتہ چلا اور دسمبر 1868ء کو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ (وہابی تحریک ص 313) اور ان پر یہ بھی الزام تھا کہ انہوں نے جہاد پر ایک کتاب تالیف کی ہے۔ (اسلامی تحریک ص 96)

تبارک علی: مولانا مبارک علی کے بیٹے تبارک علی بھی اسی مقدمے میں ماخوذ تھے۔ ان پر الزام تھا کہ وہ مولوی عبداللہ کے ساتھ امبیلا کی مہم میں 1863ء میں شریک تھے اور ایک دستہ کی کمان ان کے ہاتھ میں تھی۔ (تحریک مجاہدین ص 246 ج 4' وہابی تحریک ص 314)

امیر خاں: ان کا معاملہ سب سے عجیب و غریب ہے۔ یہ پٹنہ' محلہ عالم گنج کے رہنے والے اور کروڑ پتی تاجر تھے ان کا چمڑے کا کاروبار بنگال اور بہار میں پھیلا ہوا تھا اور بڑے بڑے انگریز تاجر بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ ان کی تجارت تباہ کرنے اور ساری جائیداد ضبط کرنے کے لیے ان پر اتنا بھاری مقدمہ بنایا کہ جس میں 113 سرکاری گواہ پیش ہوئے اور مسٹر اوکنلے جیسے گرگ کو سرکاری پیروکار مقرر کیا گیا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ امیر خاں کو مجاہدین اور ان کے نصب العین سے لگاؤ تھا' خود حضرت سید شہیدؒ یا مولانا ولایت علیؒ صادق پوری سے بیعت تھے اور جہاد کے کاموں میں روپے سے مدد کیا کرتے تھے۔ زکوٰۃ کی رقم باضابطہ ادا کرتے۔ بنگال کے مشرقی اضلاع سے جو رقمیں آتیں' وہ بسا اوقات انہیں کے ذریعے کلکتہ سے پٹنہ اور پنجاب کو بھیجی جاتیں۔ مگر حکومت نے انہیں سزا دینے اور ان کی جائداد کی ضبطی کے لیے جو کاروائیاں کیں' وہ اسی حکومت کے قانون اور ہوا خواہوں کی نگاہ میں غیر منصفانہ اور خلاف قانون تھیں۔

"باقی پانچ آدمیوں (بشمول امیر خان) کو حبس دوام کی سزا ملی۔ معمر قیدی امیر خان نے اپیل کی' لیکن بے سود۔ آخر اتنی ترمیم ہوئی کہ انہیں ہندوستان ہی میں رکھا جائے۔ 1879ء میں رہا کئے گئے اور شاید رہائی کے ایک یا دو دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

امیر خان کے مقدمے کی ساری اہمیت ان کی کروڑوں روپے کی جائیداد کی وجہ سے تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخر کیا بات ہے کہ انبالہ' پٹنہ' مالدہ اور راج محل کے مقدموں میں دو چار گواہوں سے سرکار کا کام چل گیا۔ مگر اس آخری مقدمے میں سرکار کو ملک کے طول و عرض سے 113 گواہ بلانے پڑے۔ اس پر بھی خود ایک انگریز مبصر کے بقول "ملزموں کے خلاف گواہوں نے بہت کم کہا۔"

وہ بیچارے کیا کہتے؟ انہیں توڑنی ہوئی داستان سنانا تھی۔ 1871ء کے مقدمے کی پوری روداد ہمارے سامنے ہے۔ امیر خان کے "جرم" کے اعتراف کے باوجود یہ کہنا پڑتا ہے کہ مقدمے کی روداد سے ان کا جرم مشتبہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ حکومت امیر خاں کی جائداد ضبط کرنا چاہتی تھی۔ اور وہ اس نے کر کے دکھا دیا---- بعد میں "ضعیفی" کے باعث انہیں رہا کر دیا گیا۔ مگر جائیداد کا کچھ حصہ بھی واپس نہیں ملا۔ مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری لکھتے ہیں:

"______ اپنے معمولی پرانے گواہوں سے جو چاہا' گواہی دلوا کر بیچاروں کو کالے پانیوں کو روانہ کیا اور امیر خان کی چند کروڑ کی جائداد سے اپنا کل خرچہ پورا کر لیا اگرچہ اس امیر خان کو باوجود دائم الحبس کے چار برس بعد گورنمنٹ نے مفت کا احسان رکھ کے چھوڑ دیا اور ایک حبہ جائداد منضبط سے واپس نہ دیا۔ اگر چار برس پہلے الزام سے بری ہو کر چھوٹ جاتا تو اپنی کروڑوں کی جائداد منضبط بھی سرکار سے واپس لے لیتا۔"

اس مقدمے کے دوران پولیس نے کیا کیا بدعنوانیاں کیں اور کس کس طرح بے گناہوں کو تنگ کیا' اس کا ہلکا سا اندازہ مسٹر پرنسپ (Mr.Princip) سیشن جج پٹنہ (1871ء) کے مندرجہ ذیل ریمارکس سے ہو گا۔

"مصاحب علی (امیر خان کا ملازم) اور امیر خاں خانہ تلاشی کے بعد رات کو مسٹر ریلی کے گھر لے جائے گئے۔ امیر خان سے ضمانت لی گئی اور باقی اسی شام کو میجر پارسن کے ساتھ انبالہ بھیجے گئے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر ریلی کے گھر پر چند مہینے حاضر رہنے کے بعد امیر خان کو چھوڑ دیا گیا اور ان کے خطوط و کاغذات جو مسٹر ریلی کے ہاتھ سے آگے نہیں بڑھے' واپس کئے گئے۔ میں ان کارروائیوں کا ذکر کر رہا ہوں اس لیے کہ یہ سب بالکل غیر قانونی تھیں اور گو موجودہ مقدمے پر ان کا فوری اثر نہیں پڑتا' ان کا نظر انداز کرنا مناسب نہ ہو گا۔ اس لیے کہ اگر ہندوستان میں سراغ رسانی کی پولیس رکھنا مطلوب ہے' تو اس کے افسروں کو پولیس افسروں کے عام قانون سے اپنے کو برتر نہیں سمجھنا چاہیے اور بہت ممکن ہے کہ ان معاملات میں بے لگام آزادی اختیارات کے غلط اور ناروا استعمال پر منتج ہو۔" (وہابی ٹرائیل ص 166' اسلامی تحریک 148)

ایک طرف پولیس افسروں کی یہ زیادتیاں ہیں اور دوسری جانب سرکار کی ان پر خاص نوازش کا بھی حال سن لیجئے۔ لشری پرشاد' پولیس انسپکٹر' پٹنہ 1864ء جس نے انبالہ 1864ء پٹنہ 1865ء کے مقدموں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور اسیران بلا کو دوبارہ ("پھانسنے" کے لیے اس نے انڈمان تک سفر کیا) کی ترقی کی سفارش خود راونشا نے اپنی یادداشت (دفعہ نمبر 34 میں کی تھی۔ جو قبول ہوئی اور غالبا" انہیں ڈپٹی کلکٹر بنایا گیا۔ نیز لیفٹیننٹ گورنر بنگال بہادر نے مزید اڑھائی ہزار کے نقد انعام کی سفارش کی (مراسلہ مسٹر A.Eden) سیکرٹری گورنمنٹ بنگال بنام کمشنر پٹنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈویژن مورخہ 26 جولائی 1865ء)' (اسلامی تحریک ص 148)

اولاد : امیر خان کی ایک بیٹی زیب النساء تھی ان کی وفات 27 دسمبر 1882ء کو ہوئی اس نے ایک لڑکا محمد زکریا چھ لڑکیاں وارث چھوڑی تھیں۔ (تحریک مجاہدین ص 200 ج 2)

وفات : 1879ء کو رہا ہوئے بہت بوڑھے ہو گئے تھے رہائی کے دو دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ (تحریک مجاہدین ص 247)

حاجی دین محمد

دانا پور بھی ایک بڑا مرکز تھا اہم انکشاف یہ تھا کہ بعض ملوث افراد 1857ء میں بھی سرگرم کارکن پائے گئے تھے پتہ چلا کہ اردلی بازار دانا پور کے ایک اور باشندے حاجی دین محمد اور کچھ اور آدمیوں کو وہابی قائد سرحد محمد عبداللہ نے راولپنڈی میں متعین کر رکھا تھا۔ راولپنڈی وہابی کار پردازوں کا ایک اہم مقام تھا دین محمد کے ذمے یہ کام تھا کہ پٹنہ سے آنے والی رقوم وصول کر کے ان کو سرحد منتقل کر دے۔ دانا پور جیسے اہم مقام پر جہاں دیسی رجمنٹوں کی چھاؤنی تھی اس دوران پیر محمد کو ضابطہ نمبر 3 کے تحت گرفتار کر لینے کی درخواست کی گئی۔ حاجی دین محمد جب شمال مغربی سرحد سے دانا پور آئے ہوئے تھے کہ وہیں انہیں گرفتار کر لیا گیا مگر جب دو کانسٹیبلوں کی حراست میں انہیں دھلی بھیجا جا رہا تھا کہ چلتی ریل سے کود کر بھاگ گئے۔ (وہابی تحریک ص 318)

امین الدین کے نام شہزادہ فیروز کا خط

امین الدین باقرگنج کے رہنے والے تھے۔ امیر علی نے ایک اور معنی خیز اطلاع دی کہ ایک روز جب میں امین الدین کی دوکان پر بیٹھا تھا کئی آدمی امین الدین سے ملنے آئے ان کے بارے میں دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ وہ شہزادہ فیروز شاہ کے پاس سے آئے ہیں اور سرحد میں رہتے ہیں۔

فیروز شاہ کی طرف سے دکن کے بعض راجاؤں کے نام خطوط لائے ہیں شہزادہ نے ان کو مدد کے لئے ان وعدوں کی بھی یاددہانی کرائی جو انہوں نے غدر 1857ء میں ان سے کئے تھے اور درخواست کی کہ دریائے آکسس (جیحون) پر آکر ملیں اور ان خطوط پر فیروز شاہ کی مہریں بھی تھیں۔ یہ فیروز شاہ اکبر ثانی کے بھتیجے اور بہادر شاہ ثانی کے کزن تھے اور 1852ء کو سفر حج سے واپس آئے تو ملک میں ہنگامے بپا تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان میں نمایاں حصہ لیا اور کچھ عرصہ سید احمد کے پاس بھی رہے۔ (وہابی تحریک ص 314) اور ان کے خط سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ان کے تحریک آزادی کی جنگ لڑنے والوں کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد عبداللہ صادق پوری کا دور

انگریز سے جنگ اور اس کے نتائج

مولانا عبداللہ 1862ء کو امیر منتخب ہوئے زمام کار ہاتھ میں لیتے ہی تن دھی اور مستعدی کے ساتھ جماعت کی فوجی تربیت میں لگ گئے۔ ہنٹر تحریر کرتا ہے کہ ابھی دو سال بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ باغی نو آبادی نے پہاڑی علاقوں میں خاصا اثر رسوخ حاصل کر لیا 1861ء میں یہ سلکا سے آگے بڑھے اور ستھانہ کے اوپر مقام پر قلعہ بند ہو گئے۔ (بحوالہ اسلامی تحریک ص 80)

سلکا: مجاہدین کا مرکز تھا اور ستھانہ ان کا اولین مرکز رہا جس کو انگریزوں نے تباہ کر دیا۔ مولانا عبداللہ کے دور میں 1863ء میں دوبارہ ستھانہ پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ انگریز لکھتا ہے کہ 1863ء کے موسم بہار میں قتل کی دو وارداتوں کی اطلاع ملی پھر خبر پہنچی کہ مجاہدین نے یکایک ستھانہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ (سرگزشت مجاہدین ص 311)

مولانا کے دور میں انگریزوں کے ساتھ تین چار لڑائیاں ہوئیں اور شب خون کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا' جس کی وجہ سے انگریز خوب سٹ پٹائے اور انگریز کی طرف سے مسلمانوں پر مظالم بدستور جاری و ساری تھے ایک طرف مجاہدین کے مراکز کو تباہ کیا گیا اور دوسری طرف مقامی قبائل کو طرح طرح کے معاہدوں میں جکڑ کر ان پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا۔ مگر اس کے باوجود وہ مجاہدین ضرب حق سے باز نہ آئے اور ہر موقعہ پر انگریز کو زچ کرتے رہے۔

معرکہ امبیلہ 1863ء

معرکہ امبیلہ وہابیوں کے خلاف انگریز کا واحد زبردست اور خطرناک معرکہ تھا جو آدمی اور روپے ہر دو اعتبار سے وہابیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی انگریزوں کی سخت ترین سازشی جدوجہد کی نشان دہی کرتا تھا۔ یہ خالصتاً" وہابیوں کے استیصال کے لیے لڑا گیا۔ (وہابی تحریک ص 234)

انگریزی سپاہ کا بھاری نقصان

خدا کی قدرت یہ معرکہ انگریزوں کو آدمی اور روپے ہر دو اعتبار سے بہت مہنگا پڑا۔ ان کے 847 آدمی مقتول و مجروح ہوئے بلکہ پوری فوج کی چوتھائی تک ان کا نقصان جا پہنچا اور یہ صرف درے میں نقصانات کا ذکر ہے' علاوہ ازیں جو سردی اور بیماری سے بھی کئی ایک ہلاک ہوئے اور دوسری طرف کا نقصان قبائلیوں سمیت تین ہزار تھا۔

ہنٹر لکھتا ہے کہ 16 تاریخ کو ہم نے امبیلا گاؤں کو جلا دیا اور قبائل کے دو سو آدمی جنگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہلاک اور مجروح ہوئے۔ (ہندوستانی مسلمان ص 61- سرگزشت مجاہدین ص 332)
ہنٹر مزید لکھتا ہے کہ ہم نے مغربی صوبوں سے اتنی فوج منگوائی کہ پہلے سے دگنی ہو گئی۔ (ص ہندوستانی مسلمان 65) یہ معرکہ بہت بڑا تھا مجاہدین نے پورے ملک میں ایک آگ سی لگا دی تھی۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے سرگزشت مجاہدین ص 328)

مسلم لیگ کا قیام اور فرزندان اہل حدیث

مسلم لیگ کا قیام 1906ء میں عمل میں آیا اس کا اجلاس ڈھاکہ میں ہوا۔ اس کے بانیوں میں نواب سلیم اللہ خان' نواب محسن الملک اور نواب وقارالملک وغیرہ تھے نواب محسن الملک اہل حدیث تھے۔ اہل حدیث میں سے نواب محسن الملک وغیرہ نے اپنی روشن خیالی کی بنا پر اگر انگریزی تعلیم کے حصول کے باب میں سرسید کی حمایت کی تھی تو اس کا نتیجہ انگریز کی حمایت کیوں کر ہوا۔؟ (ہفت روزہ الاعتصام 6 ستمبر1957ء)

اہلحدیث کے بہت بڑے وکیل عبدالعزیز مالواڈہ کو بھی نواب سلیم اللہ وغیرہ نے دعوت دی تھی مگر وہ کسی عارضہ کی وجہ سے اس اجلاس میں شریک نہ ہو سکے اور انہوں نے لکھا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ (حیات عبدالعزیز)

"المعارف" میں چھپا ہے کہ 30 دسمبر1906ء میں خان بہادر نواب سلیم اللہ خان کی تجویز سے ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت میاں عبدالعزیز اپنی علالت کی بنا پر شامل نہیں ہو سکے۔ اس کے لیے انہوں نے کام شروع کر دیا۔ (المعارف دسمبر1992ء ص 95)

1906ء ہی میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا قیام عمل میں لایا گیا اس کے پہلے صدر مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری اور سیکرٹری مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔

مولانا بشیر احمد مرحوم امیر مجاہدین

مولانا کی پیدائش 1885ء کو ہوئی ان کے والد محترم کا نام رحیم بخش تھا۔ مولانا رحیم بخش حضرت میاں صاحب کے شاگرد تھے۔ مولانا نے کتب کا کاروبار کیا تھا جو بہت اعلیٰ پیمانے پر تھا سینکڑوں روپے کی آمدنی تھی۔ ان کے بچے چھوٹے چھوٹے تھے۔ بھائی نیا نیا ملازمت میں داخل ہوا تھا یہ ظاہرا" کاروبار کے جاری رہنے یا بال بچوں اور اہل خانہ کے گزارا چلنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ لیکن مولانا نے جہاد کا راستہ اختیار کیا۔ بعد میں مولانا کو برابر معلوم ہوتا رہا کہ بچوں کی گزران کی کوئی اچھی صورت نہیں وہ سخت تکلیف میں ہیں تاہم انہوں نے خدا سے جو عہد کر لیا تھا اس کی پابندی میں فرق نہ آنے دیا۔ من المومنین رجال صدقوا ماعاھدوا اللہ علیہ کی جیتی جاگتی مثال بنے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا بشیر احمد امیر بنا دیئے گئے۔ انگریزی مقبوضات پر ہر مقام سے مسلسل حملوں کا سلسلہ جاری رکھا اور انگریز کی ناک میں دم کئے رکھا۔ مولانا نے امیر کابل سے کافی اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا کئی ایک لڑائیوں میں امیر کی انگریز کے خلاف مدد کی۔ چنانچہ مولانا نے انگریز کے خلاف بغاوت کی اور وہاں سے سرحد اسلحہ بھیجا تاکہ وہاں زیادہ سے زیادہ انگریز کو تنگ کیا جائے۔ واقعۃً مولانا نے ہر مقام پر انگریز کو زچ کیا۔ (سرگزشت مجاہدین ص 542- 245) بقول مولانا محمد علی قصوری: مولانا حیران کن شخصیت کے مالک تھے ان کی انتظامی قابلیت اور سیاسی سوجھ بوجھ بے مثال تھی۔ (ص 562 سرگزشت مجاہدین)

انگریز رپورٹ اور مولانا بشیر احمد

انگریز لکھتا ہے کہ مولانا کا اصلی نام عبدالرحیم ہے۔ پسر مولوی رحیم بخش سابق امام چینیاں والی' کتب کا بیوپاری۔ انتہائی متعصب اور جہادی تحریک کا بڑا سرگرم ممبر ہے لاہور کے جہادی طلبہ کے سرحد فرار کرنے کے لیے خاص ذمہ داری اسی کی ہے۔ مجاہدین کی حال ہی میں چمرقند میں جو آبادی قائم ہوئی ہے عبدالکریم کی غیر حاضری میں یہ گورنر کے فرائض انجام دیتا رہا ہے کابل میں خاص شازشیوں سے اس کا رابطہ ہے (رئیس المجاہدین) سردار نصراللہ خاں کے خاص ایلچی کا کام کرتا ہے کئی مرتبہ کابل جا چکا ہے۔ 1915ء کی سرحدی جنگ میں حصہ لے چکا ہے دراصل اسی شخص نے نیر سوات کے قبائل اور مہمندوں کو برطانوی سرحد پر حملہ کرنے کے لیے اکسایا اس مقصد کے لیے وہ سردار نصراللہ خان سے روپیہ اور گولہ و بارود مجاہدین کو پہنچاتا ہے۔ اب سرحد کے علاقے میں قبائل کو جہاد پر اکسانے میں خوب سرگرم ہے۔ (تحریک شیخ الہند ص 409)

قاضی کوٹ کا بم کیس (خوفناک دھماکا)

جون 1920ء کو مولانا بشیر احمد کے ذریعے سے اسلحہ جو کہ مولانا فضل الٰہی مرحوم کو بھجوایا

جاتا تھا اس کا مقصد انگریزی تھانوں پر حملہ کرنا تھا اور مجاہدین انگریزی حکومت کے خلاف بم پھینک رہے تھے۔ بہرحال یہ کیس کسی کی مخبری پر پکڑا گیا۔ مولانا بشیر احمد نے جو اسلحہ بھیجا تھا اس میں بم' ریوالور' بندوقیں اور کارتوس تھے۔

حالات زمانہ

یہ وہ زمانہ تھا جب ملک بھر میں سیاسی ہل چل بپا تھی مارشل لاء اگرچہ ختم ہو چکا تھا مگر جلیانوالہ باغ میں بہنے والے خون نے چاروں طرف جذبات کی آگ بھڑکا رکھی تھی جلسے و جلوس اور ہڑتالیں زوروں پر تھیں۔ تحریک خلافت بھی جاری تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

افغانستان میں انقلاب آ چکا تھا۔ امیر حبیب اللہ قتل ہو چکا تھا۔ امیر امان اللہ خان تخت نشین ہوا اور وہ انگریزوں کا جانی دشمن تھا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی ان سے جنگ چھیڑ دی اور تھل کا علاقہ فتح کر لیا بعد ازاں جنگ بند ہو گئی لیکن ان واقعات کے نتیجے میں ہندوستان میں لوگوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ افغانستان کے ساتھ اس کش مکش میں مجاہدین کے نام اکثر سننے میں آ رہے تھے اور ایسے عالم میں اسلحے کا انکشاف ایک خوفناک دھماکا تھا۔ (سید بادشاہ کا قافلہ ص 378- سرگزشت مجاہدین ص 602) بہرحال پولیس رات کے اندھیرے میں بھاری جمعیت کے ساتھ چپ چپ گاؤں میں داخل ہوئی نماز صبح کے بعد کارروائی شروع ہوئی قاضی عبدالرؤف کے گھر سے یہ سامان ملا اور قاضی عبیداللہ اس میں برابر کے شریک تھے۔ (سرگزشت مجاہدین ص 379)

اس مقدمے کے دوسرے گرفتار شدگان

خواجہ عبدالعزیز دفتر اکاؤنٹنٹ۔ مولانا الٰہی بخش بمبانوالہ' محمد رمضان مستری' حافظ عنایت اللہ اثری' حاجی بشیر احمد جوتے والے اور خلیفہ اسحاق۔ ان حضرات نے بہت تکالیف اٹھائیں لیکن شرکت جرم کا کوئی ثبوت نہ ملنے کے باعث رہا کر دیئے گئے۔ (سرگزشت مجاہدین ص 603)

تکالیف کی ہلکی سی جھلک

انہیں دھوپ میں کھڑا کیا جاتا' ذہنی تکالیف دی جاتیں' الٹا لٹکایا جاتا' بلکہ بعض کے ناخن تک نوچ لیے گئے تھے مگر کسی نے بھی ہمت نہ ہاری جبکہ یہ سب لوگ اس پروگرام میں شریک تھے۔ واقعی یہ لوگ عزم کے پہاڑ تھے۔

مولانا قاضی عبدالرؤف کو زیر دفعہ 120- بی 302 تعزیرات ہند چار سال قید چار سو روپیہ جرمانہ زیر دفعہ 20 قانون اسلحہ چار سال قید کا حکم سنایا گیا۔

احمد عرف خان بہادر کو زیر دفعہ 120- بی 302 تعزیرات ہند سات سال قید' ایک ہزار روپے جرمانہ اور زیر دفعہ 20 قانون اسلحہ سات سال قید۔ یہ سزا بہادر گنگا رام سیشن جج نے 21- اپریل 1921ء کو سنائی۔ (سرگزشت مجاہدین ص 606)

محمد حسین ----- انہیں سات سال قید ہوئی۔ مولانا فضل الٰہی اور مولانا بشیر احمد کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ یہ لوگ جہاد کی طرف آئے۔

تحریک مجاہدین اور برطانوی ریکارڈ کی جھلک

یہاں صرف چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے کیونکہ اگر تفصیل سے ذکر کریں تو ایک دفتر درکار ہے۔ قارئین اس سے بخوبی اندازہ لگالیں گے کہ وہاں کیا تھے؟

ھارڈی کے تجزیہ کے مطابق اس تحریک نے سب سے زیادہ پڑھے لکھے اور معززین کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متاثر کیا جن کا تعلق اس نچلے متوسط طبقے سے تھا جو ابتدائی صنعتی سماج کا حصہ تھا۔ ان میں علماء' ٹیچر' دوکاندار' کاریگر' چھوٹے ملازمین' چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاشت کار شامل تھے۔ پنجاب میں اس تحریک نے پروفیشنل لوگوں یا وکیلوں' بڑے زمینداروں' انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کو کم متاثر کیا مگر اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ 1870ء کو پنجاب میں مسلمانوں میں یہ طبقات تھے ہی کم۔

یہ صرف ایک رپورٹ ہے جس کا تعلق پنجاب کی تاریخ کے ایسے عہد سے ہے جس میں انگریز پنجاب کو نہ صرف اپنی حکومت میں شامل کر چکے تھے بلکہ پورے ہندوستان پر بغیر شرکت غیرے قابض تھے۔ 1849ء کے بعد اٹھنے والی یہ پہلی یا آخری تحریک نہیں تھی جس کا ریکارڈ پنجاب سیکرٹریٹ کی فائلوں میں دفن ہے بلکہ ایسی ہزاروں فائلیں موجود ہیں جن سے پنجاب میں اٹھنے والی اور اہل پنجاب کو متاثر کرنے والی ان گنت تحریکوں' سلسلوں اور پارٹیوں کے بارے میں انگریزی حکمرانوں کا نقطہ نظر مدفون ہے جو بہرحال ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔

برطانوی حکمران ہر مسئلے پر تین فائلیں تیار کرتے تھے۔ ایک فائل صوبے کے پاس رہتی تھی اور دو کاپیاں وائسرائے ہند کو ارسال کر دی جاتی تھیں۔ جبکہ ان میں سے ایک کاپی وائسرائے کے دفتر میں محفوظ کر لی جاتی اور تیسری کاپی لندن میں انڈیا آفس کو ارسال کر دی جاتی تھی برطانوی حکومت نے ریسرچ سکالروں کے لیے یہ ریکارڈ کافی عرصہ پیشتر اوپن کر دیا تھا۔ بھارت میں بھی 1940ء تک کا سارا ریکارڈ اوپن کر دیا گیا ہے۔ کوئی بھی سکالر 1940ء تک کی کوئی بھی فائل دیکھ سکتا ہے۔ وہابی تحریک والی فائل نمبر 210 بھی اسی ریکارڈ کا حصہ ہے۔ اس تحریک پر اور بھی کئی فائلیں موجود ہیں جن میں ہم اپنے روشن ماضی کی طرف جھانک سکتے ہیں۔

تحریک مجاہدین' جنگ 1857ء' تحریک حریت گوگیرہ' 1907ء کی کسان تحریک' قادیانی مذہب' غدر پارٹی' ریشمی رومال تحریک' رولٹ ایکٹ کے خلاف جدوجہد' مسلم لیگ' خلافت کمیٹی' شدھی' سنگھٹن' اکالی تحریک' گوردوارہ لہر' مجلس احرار' خاکسار تحریک' کانگریس' نوجوان بھارت سبھا' بم پارٹی' انڈین سوشلسٹ ری پبلکن پارٹی۔ ہوم رول لیگ' پشاور کیس پی ریسی کیس' لاہور کیس پی ریسی کیس' میرٹھ سازش کیس' تحریک حریت کشمیر اور ان گنت دوسری تحریکیں اور افراد ہیں جن کے بارے میں سول سیکرٹریٹ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ریکارڈ موجود ہے جو انگریزی حکمرانوں نے ترتیب دیا۔ یہ سارا مواد پنجاب کی ہی نہیں پاکستان کی تاریخ کا حصہ بھی ہے جسے اہل وطن یقیناً" جاننا چاہیں گے یہ انتہائی بنیادی ذریعہ ہے جو قومی تاریخ کی تدوین میں کام آئے گا' اس لیے برطانیہ اور بھارت کی طرح یہاں بھی اہل علم و دانش کے لیے اس ریکارڈ کو اوپن کر دینا ضروری ہے۔

سید احمدؒ اور شاہ اسماعیلؒ کے ہم خیال مسلمانوں کو وہابی' اہل حدیث یا غیر مقلد کا نام دیا گیا۔ معرکہ بالا کوٹ سے منتشر ہونے والوں نے اپنی تحریک کو کسی نہ کسی طرح جاری رکھا۔ ہندوستان یعنی یو پی وغیرہ میں ان کی افرادی اور مالی اعانت کے مراکز قائم تھے۔ 1870ء کی جنگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادی کی ناکامی پر انگریز نے مسلم اشرافیہ کے خلاف جو بدترین تشدد اور ظلم روا رکھا اس کے اثرات سوات کے علاقوں میں مقیم تحریک کے بانی حضرات پر بھی پڑے۔ جب ایک بار تلوار باہر آ جائے تو پھر اسے آسانی کے ساتھ نیام میں بند نہیں کیا جا سکتا۔

ہندوستان کے بعد اس تحریک کے اثرات پنجاب میں بھی پھیلنا شروع ہو گئے اور پنجاب کے تقریباً ہر شہر میں ان کا فکری اثر پھیلنے لگا جس کی وجہ سے یوپی کی بجائے مالی امداد کے زیادہ تر مراکز پنجاب میں قائم ہو گئے' جس سے انگریزوں کا تشویش میں مبتلا ہونا یقینی تھا۔ "وہابی" کے نام سے برٹش حکومت نے کئی فائلیں کھول رکھی تھیں۔ جس میں اس مذہبی تحریک کی نقل و حرکت' تبلیغ' اشاعت' افراد' مساجد اور مدرسوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ انہی فائلوں میں سے ایک فائل کو (Punjab Civil Secretariate confidential Annual File 210) کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں ان قابل ذکر وہابیوں کی تفصیل دی گئی ہے جو انیسویں صدی کے ساتویں عشرے میں پنجاب میں سرگرم عمل تھے۔

ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے ایک گشتی مراسلہ 28 اپریل 1876ء کو پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنروں' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹوں' سپرنٹنڈنٹوں اور کمشنروں کو ارسال کیا۔ مراسلہ بھیجنے والے کرنل' ایچ این ملیر انڈر سیکرٹری ٹو گورنمنٹ پنجاب ہوم (پولیس) تھے۔ مراسلے میں یہ ہدایت کی گئی تھی کہ ہر ضلع میں موجود قابل ذکر وہابیوں کی تفصیلات فراہم کی جائیں۔

اس وقت پنجاب 20 اضلاع پر مشتمل تھا۔ دیسی ریاستوں اور قبائلی علاقوں کے سوا دہلی اور فرنٹیر کے علاقے بھی پنجاب میں شامل تھے۔ ہر ضلع سے جوابات موصول ہونے پر فائل نمبر 210 ترتیب دی گئی۔ رپورٹ میں مندرج معلومات کو نو کالموں میں تقسیم کیا گیا۔

(1) ڈویژن (2) ضلع (3) نمبر شمار (4) وہابی کا نام (5) ولدیت (6) پیشہ یا پیشہ ورانہ عرفیت (7) اقامت' گاؤں' محلّہ' تھانہ' (8) اصلی اقامت گاہ میں مقیم ہے یا غیر حاضر۔ اگر موجود نہیں تو کہاں ہے (9) ریمارکس۔

فائل نمبر 210 کو سامنے رکھ کر ڈاکٹر پی ہارڈی نے ایک مضمون لکھا جو جرنل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان آف یونیورسٹی لاہور کی پہلی جلد کے دوسرے شمارے میں شائع ہوا۔ یہی مضمون اب پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ کے شعبہ مطالعہ تاریخ کے "ریسرچ جرنل پنجاب پاسٹ اینڈ پریذنٹ" کے اکتوبر 1981ء کے شمارہ نمبر 30 میں طبع ہوا ہے۔

فائل کے ریمارکس والے کالم میں فرد کی اہمیت' اس کی مالی حالت' جائداد 1857ء میں اس نے کوئی کردار ادا کیا یا نہیں وہ اپنے آپ کو وہابی کہلانے سے انکار تو نہیں کرتا' کے بارے میں مختصر جائزہ درج ہے۔ جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے۔ یہ رپورٹ قابل ذکر وہابیوں کے بارے میں ہے۔ اس میں غیر اہم افراد شامل نہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ رپورٹ اس وقت کے پنجاب میں بسنے والے تمام اہل حدیث حضرات کی مردم شماری نہیں ہے۔ اس میں ان افراد کی تفصیل درج ہے جو سید احمد صاحب کے ساتھی ہیں اور ان کے افکار کی تبلیغ میں بھی مصروف رہے۔ صوبہ سرحد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود مجاہدین کے لیے پیسے جمع کرتے یا انہیں وہاں بھیجنے میں مصروف رہے ہیں یا حکومت برطانیہ کے خلاف ایسا ہی کوئی عملی کام کر رہے تھے۔ مورخین کے لیے یہ رپورٹ کئی حیثیتوں سے اہم ہے (1) کسی خاص علاقے میں ان کی تعداد کتنی ہے (2) کس کس پیشے کے لوگ شامل ہیں اور کس پیشے کے لوگوں میں ان کی اکثریت ہے (3) طبقاتی تقسیم اور اس کا رول (4) قابل ذکر کردار اجرت پیشہ حضرات کا ہے یا زمینداروں کا۔

ضلع اور تفصیل حسب ذیل ہیں۔

1- دہلی ضلع: وہابی مبلغ' 14- چمڑے کے تاجر' 11- یورپ سے درآمد کنندگان' 3- جوتوں کے بڑے تاجر' 8- کتابوں کے بڑے تاجر' 4- سرکاری سکولوں میں انگلش ٹیچر ایک۔ عطار ایک۔ محکمہ نہر میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ' ایک۔ شاہ دہلی کا مہرساز ایک اور ایک ٹیچر دہلی کالج

2- گوڑگاؤں ضلع: مولوی مبلغ 3

3- انبالہ ضلع: وہابیت کا پروپیگنڈا کرنے والے 4- کتب فروش' 2- منشی' 4- دوکاندار' 2- نائب تحصیل دار ایک۔ کوئی پیشہ درج نہیں ایک' کل = 14

4- لدھیانہ ضلع: کاشت کار 5 تاجر 4' کتب فروش 2' جوتا فروش 1 اور کل = 12

5- فیروز پور ضلع: وہابی مبلغ 14' ٹیچر 7' طالب علم 5' یکے بان 9' کاشت کار 30' پنشنر 3' کتب فروش 1 (وہابی کہلانے سے منکر) ڈاکٹر 1' انگریز 1' پارچہ باف 2' ترکھان 1 اور کل = 73

6 جالندھر ضلع: مزدور 3' جلد ساز 1' کیمسٹ 2' ٹیچر 1' ملازم 1' اپیل لکھنے والا 1' کپھور تھلہ ریاست میں ملازم 1 شیخ (کوئی پیشہ درج نہیں) ارائیں 1 اور کل = 19

7- ہوشیار پور ضلع: ٹیچر 4' زراعت پیشہ لینڈ لارڈ 10' ڈپٹی انسپکٹر پولیس 2' ڈاکٹر 2' فارسی پڑھانے والے 1' مولوی 1' دوکاندار 1' چیف محرر محکمہ تعلیم 1' پیش منشی 2' فقیر 1' پارچہ باف 1 کل = 26

8- امرتسر ضلع: ملا 3' کپڑے کے تاجر 1' تاجر شال 1' پارچہ باف 1' جلد ساز 1' نائب ضلع دار 1' پٹھان (پیشہ درج نہیں) 1 کل = 10

9- گورداسپور ضلع: مولوی/ قاضی 11' معمار 5' کاشت کار 5' سپاہی (جمعدار) 1' جلد ساز 2' جوتا ساز 1' پارچہ باف 2' چمرنگ 1' نمبردار 1' ملازم 1' قصاب 1' لوہار 1' مختار کار 1 فقیر 1' پیشہ درج نہیں 3 کل = 37

10- لاہور ضلع: مولوی/پیش امام 12' ویکسی نیٹر 1' سوداگر و تاجر 4' سرکاری ملازم (ایک وہابی کہلانے سے انکاری ہے) 5' کلرک 2' قاضی 1' کتب فروش 1' چمڑے کا ڈیلر 1' پلیڈر 1' پیغام رساں 4' مقامی ڈاکٹر 1' محکمہ تعلیم کا سابق ملازم نیا (کوئی پیشہ درج نہیں 1' کل = 34

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

11- ملتان ضلع : مولوی 1' پارچہ باف' اون اور دھاگے کے تاجر 2' پاپڑ میکر 1 پیشہ درج نہیں 1 کل = 6

12- منٹگمری ضلع (اب ساہیوال) : ملا 5' کاشت کارگر 9' بھکاری 3' ٹیچر 3' ملازمین حکومت 5' کتب فروش کل = 25

13- سیالکوٹ ضلع : ہیڈ ٹیچر 2' زمیندار 1' ملا 4' کل = 7

14- گوجرانوالہ ضلع : مولوی 12' نمبردار 2' کتب فروش سابق ملازم سرکار 1' کل = 15

15- راولپنڈی ضلع : ملا 1' قصاب 2' چوہدری 3' کتب فروش 2' دوکاندار 2' حاکم شہر (شیرف میونسپل کمشنر 1' چرنگ 1' خادم 1' کل = 13

16- شاہ پور ضلع : مولوی علماء 6' لوہار 2' تاجر 1' کل = 9

17- ڈیرہ اسماعیل خان ضلع : مولوی 4' پارچہ باف 1' پٹھان (پیشہ درج نہیں) 1' مزدور 1' کوتوال 1' سوداگر 1' نمبردار 1' کل - 10.

18- پشاور ضلع : ڈاکٹر 12' ملا/پیر 3 پنشنر سرکاری ملازم 2' کتب فروش 1' سوداگر/ڈیلر 5' رکن بلدیہ 1' کل = 34

19- ہزارہ ضلع : مولوی 11' جاگیر نمبردار / 16' گورنمنٹ پنشنر 2' ڈپٹی پوسٹ ماسٹر 1' مقامی ڈاکٹر 1' وکیل 1' پیش نماز 1' کل = 54

20- گجرات ضلع : ٹیچر 4' امام مسجد 1' کلاتھ پرنٹر 1' قانون گواہ 1' کل = 7

یہ کل تعداد 455 بنتی ہے۔ سب سے زیادہ تعداد فیروز پور میں ہے جو 73 ہے۔ جب کہ دوسرے نمبر پر ضلع ہزارہ ہے۔ ہزارہ کی بات تو سمجھ آ سکتی ہے کہ وہاں وہابی مجاہدین نے لڑائی لڑی۔ بہت سے لوگ وہاں آباد ہو گئے لیکن فیروز پور ضلع میں سب سے زیادہ تعداد کا سبب معلوم نہیں۔ کیا اسے "لکھوکے" میں مقیم مولانا حافظ بارک اللہ اور حافظ محمد صاحب تفسیر محمدی (پنجابی) اور احوال الآخرت (پنجابی) کی تبلیغ کا نتیجہ قرار دیا جائے گا یا اور کوئی سبب ہے؟ اگر یہی وجہ ہے تو پھر لکھوکے" میں علماء کی تبلیغ امرتسر میں مقیم غزنوی خاندان اور گوجرانوالہ میں قلعہ میاں سنگھ کے مولوی غلام رسول کے مقابلے میں کہیں زیادہ موثر رہی ہے۔ اس کے بعد ترتیب میں دہلی (45) گورداسپور (37) لاہور (35) ہوشیار پور (26) منٹگمری (26) آتے ہیں۔

لاہور۔ ہوشیاپور۔ منٹگمری کے اضلاع کی سرحدیں ضلع فیروزپور کے علاقوں سے ملتی ہیں جس کی وجہ سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ ملحقہ علاقوں میں بھی حافظ محمد لکھوی کی تدریسی اور تحریری جدوجہد کی وجہ سے گنتی میں اضافہ ہوا مگر گورداسپور کا تعداد کی وجہ سے چوتھے نمبر پر آنے کا سبب معلوم نہیں ہو سکا۔ کیا وہاں کسی پنجابی شاعر کی شعری تخلیقات رنگ لائیں یا کسی عالم دین کی تبلیغ؟ دہلی میں سید نذیر حسین کے علاوہ کئی اور بھی علماء موجود تھے۔ صرف مبلغین ہی کی تعداد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14 ہے لیکن دہلی کے نواحی ضلع گوڑگاؤں میں (جس میں اس وقت رہتک' حصار اور کرنال کے کئی حصے بھی شامل تھے) تعداد بہت ہی کم (13) ہے ملتان میں اس فکر کے حاملین کی تعداد صرف چھ ہے اور اس کے بارے میں رپورٹ میں بھی تجزیہ موجود ہے کہ اس ضلع میں نہ تو یہ لوگ سرگرم ہیں اور نہ ہی ملتانی مسلمانوں میں ان کے لیے کوئی خاص جذبہ موجود ہے۔

اس تمام گنتی کو ایک اور طرح سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ ہے طبقاتی تقسیم اس رپورٹ کو اس انداز میں دیکھنا ضروری تھا مگر پتہ نہیں مرتب نے اپنی رپورٹ کو اس انداز سے دیکھنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ اگر طبقات کی تقسیم سے دیکھا جائے تو وہ حسب ذیل ہو گی۔

طبقہ	کل تعداد	فی صدی شرح
مذہبی طبقے	100	21.9
سوداگر و تاجر	58	12.7
کاشت کار	63	13.8
سرکاری ملازم۔ ریونیو آفیسر سرکاری پنشنرز	34	74
ہنرمند۔ کاریگر	26	5.7
زمیندار۔ جاگیردار	17	3.7
مزدور۔ کوچبان	13	2.8
پروفیشنل (منشی سمیت)	9	1.9
قانون	2	5.43
پیشہ درج نہیں	42	9.2

مسطورہ بالا اعداد اور شرح فی صد سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس تحریک میں سب سے زیادہ لوگ وہ تھے جن کا تعلق مذہبی تبلیغ اور مساجد سے تھا۔ ان میں مذہبی مدارس میں پڑھانے والے علماء بھی شامل تھے۔ اگرچہ دوسرے نمبر پر کاشت کار آتے ہیں لیکن اصل موثر قوت نمبر 2 ہے۔ اور وہ جس میں دوکاندار' تاجر اور سوداگر طبقہ شامل ہیں جن سے چندہ جمع ہو کر سرحد میں موجود مجاہدین کے پاس پہنچتا تھا۔ وکیل صرف دو تھے۔ البتہ ڈاکٹروں کی تعداد 14 ہے جن میں سے دو مقامی ڈاکٹر ہیں۔ جب کہ بارہ ڈاکٹر مقامی یعنی اردو بولنے والے ہیں اور ہندوستانی سرکاری ملازم' پنشنرز ہندوستانی ہیں۔

جاگیرداروں اور زمینداروں کی تعداد صرف 17 ہے۔ جن میں سولہ صرف ہزارہ کے ہیں۔

پاکستان انہی لوگوں کی کوششوں سے قائم ہوا

1946ء میں جب مسلم لیگ اور کانگریس کی متحدہ ہندوستان میں مخلوط حکومت قائم ہوئی تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت مولانا عبدالخبیر کی خدمت میں کانگریس کے زعماء نے حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ یہ لکھ دیں کہ اہل صادق پور نے جو جنگ آزادی لڑی تھی وہ صرف سیاسی تھی تو ہم آپ کے آباؤ اجداد کی وہ تمام ملکیت واپس کرا دیں گے۔ جو وہابی تحریک کے خلاف مقدمات کے فیصلے ہونے کے بعد حکومت نے ضبط کر لی تھی۔ مولانا نے فرمایا وہ جنگ صرف اور صرف مذہبی تھی اگر میں اس کو صرف سیاسی لکھوں تو یہ اپنے مشن اور حقیقت کے خلاف ہو گا۔ جس کے لیے میں قطعاً" تیار نہیں۔

دوسری دفعہ اگست 1947ء کے بعد کانگریس کے زعماء نے یہ مطالبہ پھر کیا مگر مولانا نے اس دفعہ بھی کانگریس کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ (علماء احناف اور تحریک مجاہدین ص 91) اس تحریک کے آخری لیڈر شہزادہ برکت اللہ 1948ء میں جنگ کشمیر میں شامل ہو کر جہاد کرتے رہے۔ (ترجمان القرآن فروری 1983ء تحریک مجاہدین اور انگریز)

نامور اہل حدیث

چند ایک نامور اہل حدیث کے اسماء گرامی جن کے خون و جگر سے اس تحریک کو شباب ملا درج ذیل ہیں۔ ویسے تو ایک فہرست پہلے ذکر کر دی گئی ہے۔ مگر ان حضرات کا علیحدہ تذکرہ بھی ضروری تھا۔

1- محمد عبداللہ پشاوری (انگریز دشمن)
2- قاضی محمد سلیمان منصور پوری (صاحب رحمۃ اللعالمین)
3- مولانا عبدالتواب (ملتانی)
4- مولانا سلطان احمد (ملتانی)
5- مولانا عبدالحق ملتانی
6- مولانا احمد (احمد پور شرقیہ)
7- مولانا محمد علی لکھوی
8- مولانا عبداللہ (فیروز پور)
9- صوفی محمد سلیمان (روڑی والے)
10- میاں غلام حسین (فتوحی والے)
11- علماء بڈھی مال ---
12- نور محمد صراف (والد مولانا عبیداللہ احرار)
13- مولانا سلطان احمد
14- عبدالحق (لاہور)
15- حاجی عطاء اللہ (اوڈانوالہ)
16- مولانا عین (لکھنوی)
27- زین العابدین (ڈھاکہ)
18- مولانا لیاقت (الوری)
19- ڈاکٹر نذیر احمد
20- مولانا عبداللہ (سیتا مڑھی)
21- مولانا عبدالحسان
22- حافظ شریف جھکا
23- حافظ اسحاق (دہلی)
24- شیخ عطاء الرحمان مدرسہ رحمانیہ (دہلی)
25- حافظ حمید اللہ
26- ابراہیم بنارسی
27- سیٹھ عبدالمتین (بنارس)
28- سیٹھ داؤد (دہلی)
29- حاجی ابراہیم ماڑی اتاری
30- محمد صاحب (راوی والے)
31- اور ملک کے نامور بزرگ صوفی محمد عبداللہ مرحوم اور قیوم نظامی جو اب بھی بقید حیات ہیں اور لاہور میں قیام پذیر ہیں سیاسی میدان میں ان کے خاندان کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواب صدیق الحسن بھوپالی

نواب صدیق الحسن تقریباً" 232 کتب کے مصنف تھے جو عربی' فارسی اور اردو میں تھیں یہ کتب ہندوستان کے علاوہ آج بھی عرب ممالک میں تالیفات الشیخ صدیق القنوجی البخاری کے نام سے مشہور اور علم و بصیرت کی منبع سمجھی جاتی ہیں۔

علامہ جمال الدین افغانی' مفتی عبدہ مصر اور سید احمد شہید کے رفقاء کار سے آپ کا قریبی ربط و تعلق تھا اور آپ پان اسلام ازم کی تحریک کے بڑے حامی تھے چنانچہ اسی بنا پر برطانوی حکومت نے آپ سے نوابی کا خطاب واپس لے لیا تھا اور انہیں کچھ عرصہ تک نظربند بھی رکھا گیا۔ (اقبال اور بھوپال ص 57- 58) اس حوالہ سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیں جو اہل حدیث کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

حافظ عبداللہ غازی پوری

یہ شیخ الکل سید میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے مجاہدین کی ہر طرح مدد کرتے تھے چنانچہ معاونین میں ان کا نام سرفہرست ہے۔

انگریز رپورٹ کے مطابق : مشہور وہابی مولوی ہے جو زیادہ تر بہار و اڑیسہ میں مصروف رہتا ہے مولوی عبداللہ 1906ء میں احمدیہ مدرسہ شاہ آباد میں معلم تھا اور 1907ء میں آرہ مدرسہ کا صدر مولوی اور سیکرٹری بن گیا۔ علاوہ ازیں آپ اہل حدیث کانفرنس کے صدر تھے جو 1906ء کو قائم ہوئی تھی۔ (سرگزشت مجاہدین ص 637' تحریک شیخ الہند ص 402)

مولانا عبدالعزیز رحیم آباد

حضرت شیخ الکل کے نامور شاگرد تھے' مشہور عالم دین' معروف مناظر اور صاحب تصنیف بزرگ اور اپنے علاقے کے رئیس بھی تھے۔ مجاہدین چمرقند کی مالی اعانت کرتے رہتے تھے اور صوبہ بہار میں مجاہدین کی خفیہ تنظیم کے سرگرم رکن تھے۔

انگریز رپورٹ میں لکھا ہے کہ معروف وہابی مولوی ہے شمالی ہند میں سفر کرتا رہتا ہے اور وہابیوں کے جلوسوں میں شریک ہوتا ہے۔ اس کو لیفٹیننٹ جنرل کی حیثیت حاصل ہے۔ (ریشمی تحریک ص 396- ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ 1918ء) ان کی وفات اپریل 1919ء کو ہوئی۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

بقول انگریز : محی الدین' کنیت ابوالکلام آزاد "الہلال" کا بدنام ایڈیٹر' انجمن حزب اللہ اور کلکتہ دارالارشاد کا بانی دلی کا باشندہ ہے تعلیم عرب میں پائی انتہا درجہ میں اتحاد اسلامی کا حامی ہے نہایت کٹر انگریز دشمن اور بے حد متعصب ہے۔ (بحوالہ تحریک شیخ الہند 338)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواب ضمیرالدین احمد

انگریز رپورٹ میں لیفٹیننٹ جنرل ہے شاید یہی نواب ضمیرالدین احمد وہابی مولوی ہے جو کہ دلی میں ضمیر مرزا کے نام سے مشہور ہے وہ نواب لوہارو کا بھائی ہے------ 1916ء تک آپ اہل حدیث کانفرنس کے صدر رہے۔ جبکہ خرابی صحت کی بنا پر مستعفی ہو گئے۔ (تحریک شیخ الہند ص 485)

مولوی ولی محمد

انگریز رپورٹ میں لکھا ہے کہ جنود ربانیہ میں کرنل ہے یہی مولوی ولی محمد عرف موسیٰ ساکن فتوحی والا تھانہ گنڈا سنگھ لاہور ہے' نہایت متعصب وہابی مولوی ہے جو سرگرمی سے جہاد کے نظریہ کی تبلیغ کرنے اور اس مقصد کے لئے روپے اور آدمی جمع کرنے میں مصروف ہے لاہور فیروز پور' گوجرانوالہ اور سیالکوٹ اضلاع میں اس کے بہت سے پیرو ہیں۔ روپے اور آدمی اکٹھے کر کے دوسرے نمائندوں کے ذریعے سرحد پار پہنچا دیتا ہے۔

وہ 1915ء کو وہابی اور سرحدی سازشوں میں بہت زیادہ ملوث تھا لیکن گرفتاری سے بچتا ہوا فرار ہو گیا اور سرحد پار کر کے مولوی موسیٰ نام اختیار کر لیا۔ سرحد پار لڑائیوں میں حصہ لیا۔ (شیخ الہند ص 483) چنانچہ اس شخص نے پنجاب میں ایک آگ سی لگا دی تھی اور گاؤں گاؤں میں انگریز کی مخالفت کا بیج بویا تھا۔ (کابل اور یاغستان ص 113)

محمد الٰہی

یہ حضرت مولانا فضل الٰہی کا بھائی تھا 1915ء میں ہری پور میں پرمانٹ انسپکٹر تھا اس نے جہادی طلبہ کو سرحد پار کرنے میں مدد دی تھی اب اس کا تبادلہ سکھر ضلع میں کر دیا گیا ہے۔ (تحریک شیخ الہند ص 454)

مولانا برکت اللہ بھوپالی

وہی بدنام مولوی برکت اللہ ہے جو ٹوکیو میں اردو کا سابق پروفیسر تھا مخالف برطانیہ پروپیگنڈہ کی وجہ سے جاپان میں مشہور ہو گیا بھوپال کے مفتی قدرت اللہ کا بیٹا ہے۔ بڑی سرگرمی کے ساتھ افغانستان کو برطانیہ کے خلاف اکسانے میں مصروف ہے۔ (کابل میں سات سال ص 42- ریشمی رومال ص 417)

مولانا محمد حنیف ندوی

مولانا کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ملک کے نامور اہل علم و فراست میں ان کا شمار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تھا آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی رہے۔ جامعہ سلفیہ اور مرکزی جمعیت کے بانیوں میں سے تھے۔ مولانا بہت سی کتب کے مصنف بھی تھے۔

مولانا ندوۃ العلماء لکھنؤ سے 1930ء سے فارغ ہوئے اور اپنے وطن گوجرانوالہ میں کام شروع کر دیا۔ وہ دور ہندوستان میں سیاسیات کا ہنگامہ خیز دور تھا۔ انگریز حکومت کی مخالفت میں اور آزادی وطن کے لئے ملک میں کئی تحریکیں جاری تھیں پنجاب کے جن علاقوں اور شہروں کے لوگ ان تحریکوں میں زیادہ سرگرم عمل تھے ان میں گوجرانوالہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ وہاں نوجوانوں میں ایک سیاسی جماعت نوجوان بھارت سبھا کا بہت زور تھا مولانا ندوی اس میں شامل ہو گئے اور انگریزی حکومت کے خلاف تقریریں کرنے لگے۔ گرفتار ہوئے' مقدمہ چلا چھ ماہ قید کی سزا ہوئی اور قصور جیل میں قید کاٹی۔ (ارمغان حنیف ص 96)

عبید اللہ احرار

ان کے والد نور محمد صراف تحریک مجاہدین کے بہت بڑے مد تھے یہ بھی باپ کی ریت پر چلے اور انگریز کے خلاف کام کرتے رہے۔ قیام پاکستان کی مجلس احرار کے صدر بھی رہے اور جامعہ سلفیہ کی تعمیر میں ان کا خاص ہاتھ ہے۔

محمد اسحاق بھٹی صاحب

بقول مولانا عزیز زبیدی اسحاق بھٹی صاحب ہماری جماعت کے ذھبی ہیں مولانا بھٹی صاحب عالم دین' صاحب ذوق' دوستوں کے دوست اور ہر فن مولا ہیں۔ آپ نے آزادی وطن کی تحریک میں بھرپور حص لیا' کئی دفعہ قید ہوئے اور بہت زیادہ مصائب و تکالیف برداشت کیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے (نقوش عظمت رفتہ ص 533 سے پڑھیں)

تحریک پاکستان میں اہلحدیث کا کردار

تقسیم ہند اور اہل حدیث کی مساعی

مولانا عبدالحلیم شرر تلمیذ حضرت الشیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی' ایک سیاسی رہنما بھی تھے تقسیم برصغیر کا نظریہ سیاسی طور پر سب سے پہلے انہوں نے پیش کیا اس باب میں وہ علامہ اقبال اور چوہدری رحمت علی کے پیش رو ہیں مسلم انڈیا اور ہندو انڈیا 1890ء کی اصطلاحات بھی غالباً سب سے پہلے انہوں نے استعمال کیں۔ (ثانی اثنین ص 17) الخ کے بعد تقسیم ہند کا فارمولا خیری برادران نے پیش کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہلی کے انقلاب پسند اور شمع اسلام کے سیماب وار پروانے خیری برادرز ڈاکٹر عبدالجبار خیری اور پروفیسر عبدالستار خیری نے 1917ء میں پہلی بار حکومت برطانیہ سے مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کے قیام کا مطالبہ کیا تھا۔ خیری برادرز نے اسٹاک ہوم کانفرنس (جو 1917ء میں منعقد ہوئی تھی) میں شرکت کی تھی اور اس کانفرنس میں جو ہندوستانی حضرات حب الوطنی کے نمائندوں کی حیثیت سے شریک ہوئے' انہوں نے اس کانفرنس میں ہندوستان کے مسائل پر ایک نمائندہ تحریر پیش کی اور کھلے الفاظ میں مطالبہ کیا کہ تقسیم ہند مسلم انڈیا کی شکل میں کی جائے۔ (نوائے وقت میگزین 21 مارچ 1990ء)

"مولانا غلام رسول مہر مدیر روزنامہ "انقلاب" نے علامہ اقبال کے خطبہ الہ آباد سے پہلے اسلامیان ہند کے لیے ایک الگ خطہ زمین کا مطالبہ کیا' البتہ ایک قومی پلیٹ فارم سے یہ مطالبہ پہلے علامہ اقبال نے پیش کیا' 1928ء میں "انقلاب" نے ہندی مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے عنوان سے مولانا مرتضیٰ احمد کے مقالات کا ایک سلسلہ شائع کیا۔ (افادات مہر ص 52)"

یہ سب اہل حدیث حضرات تھے مگر جب علامہ اقبال نے 1930ء میں یہ مطالبہ کیا تو فرزندان اہل حدیث اس میں بھی پیش پیش تھے! انہی بنیادوں پر قیام پاکستان کا عمل وجود میں آیا جس کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

قصوری خاندان --- تحریکوں کا بانی

مولانا عبدالقادر قصوری

مولانا عبدالقادر قصوری ایک نادر الوجود بزرگ تھے قومی تحریکوں سے پیشتر بھی وہ سالہا سال تک مجاہدین کی تحریک سے وابستہ رہے اور برابر انہیں مالی امداد بھجواتے تھے اسلام اور ملت کے لیے انہوں نے بے پناہ کام کیا' جس کی مثالیں بہت کم ملیں گی' پھر وہ عقیدہ کے پختہ اور مقاصد و عزائم کے پہاڑ تھے۔ آج ویسی شخصیتیں کہاں نظر آتی ہیں؟ جو بے لوث و بے غرض کام سرانجام دیتی ہوں۔ علامہ اقبال کے ان سے بڑے اچھے مراسم تھے اور علامہ ان کی اصابت رائے کے قائل تھے۔ (انوار اقبال' ص 89) مولانا بشیر احمد شہید جو تقریباً" بیسویں صدی کے آغاز میں برصغیر کے انتہائی اہم مسلمان بزرگ گزرے ہیں۔ عبدالکریم چمرقندی صاحب سے کہا کرتے تھے کہ اگر ان کے پاس ان جیسے چھ افراد ہوں تو وہ ہندوستان سے انگریز کو نکال دیں۔ ان میں وہ مولانا عبدالقادر قصوری اور ڈاکٹر محمد اقبال کا نام لیا کرتے تھے (سرگزشت مجاہدین' 9) اور انگریز انہیں جنود ربانیہ کی فہرست کا لیفٹیننٹ جنرل قرار دیتا تھا۔ (ریشمی رومال' 407) مولانا عبدالقادر پنجاب کے مسلمان راہنماؤں میں سے ایک بڑے بزرگ تھے ان کا مسلک اہلحدیث تھا۔ آپ ثقہ' متین' مدبر' شفیق'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرسکون اور ہمہ صلاحیت کے حامل تھے۔ تقریر بڑی مدبرانہ کرتے تھے۔ (دیدہ و شنیدہ' ص 227)
مولانا عبدالقادر صاحب علمائے حق کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو سلسلۃ الذھب کی ایک کڑی تھا۔ یہ خاندان اپنی عزت و وجاہت کے لیے بے حد مشہور تھا۔ بیسویں صدی کی دوسری دھائی میں مولانا عبدالقادر مطلع سیاست پر اس شان کے ساتھ نمودار ہوئے کہ دنیا ان کی فراست و تدبر' شخصیت کی رنگینیوں اور سیرت کی دلربائیوں کے نظارے میں محو ہو گئی۔ وہ تقریباً" ربع صدی تک اسلامی ہند کی سیاسی و دینی راہنمائی کے منصب پر فائز رہے۔ (تحریک نظم جماعت' 138' 139)

یہ وہ مرد قلندر تھے کہ جن کی پوری زندگی اسلام اور ملت کے لیے گزری۔ ایک موقر روزنامہ آپ کے متعلق لکھتا ہے کہ "سیاست اس گھر کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ مولانا عبدالقادر جنہوں نے تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس خاندان سے محمد علی قصوری اور محی الدین نے آزادی کی تحریک میں عملی حصہ لیا اور یوں اس خاندان کے افراد آزادی اور جمہوریت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ (نوائے وقت 25 جولائی 1983ء)۔

مجاہدین سے تعاون

مجاہدین چمرقند کی امداد میں وہ پنجاب میں مرکزیت کے حامل تھے۔ (نظم جماعت 139) مولانا محمد علی نے بیان کیا کہ والد محترم کے پاس ایسے آدمی کثرت سے آیا کرتے تھے۔ جنہیں جماعت مجاہدین ہی کے رکن سمجھا جا سکتا تھا لیکن مولانا صاحب کی اس سلسلہ میں کمال احتیاط ورازداری ملاحظہ ہو کہ حقیقت حال کبھی اپنے عزیز فرزندوں پر بھی ظاہر نہ ہونے دی حالانکہ انہیں تمام مشوروں میں شریک رکھتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی ولی محمد فتوحی والے مولانا محی الدین کی موجودگی میں آئے اور والد صاحب سے کہا کہ اتنے پونڈ دے دیجئے' میں ایک خاص رقم پوری کر کے مجاہدین کو بھیجنا چاہتا ہوں' مولانا نے غالباً" دو دفعہ خلافت کے سرمایہ سے بھی خاص رقم جماعت مجاہدین کو بھجوائی۔ مجاہدین چمرقند کی ہر قسم کی اعانت کے لیے قصور کا یہ گھرانہ ایک مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ تحریک مجاہدین میں مولانا نے ہر ممکن تعاون کیا۔ آزاد قبائل علاقے میں مجاہدین چمرقند جو برطانوی سامراج کے خلاف سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے ان کے ساتھ مولانا کا گہرا تعلق اور رابطہ تھا اور ان کی مالی امداد بھی فرماتے تھے۔ (وہ صورتیں الٰہی' 256)

ہجرت: 1920ء میں تحریک ہجرت چلی تو وہ پنجاب میں اس کے روح رواں تھے (تحریک نظم جماعت 139) 1920ء میں تحریک ہجرت کے نظم و بیعت کے لیے وہ مولانا آزاد کی جانب سے ماذون و مامور تھے' وہ بلا تفریق مذہب و ملت پنجاب کے ہر طبقہ خیال میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ (سرگزشت مجاہدین 615) آپ نے اس تحریک میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

خلافت: مولانا عبدالقادر قصوری خلافت کمیٹی کے بھی ایک سرگرم لیڈر تھے' تحریک خلافت کا آغاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا تو مولانا نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پنجاب خلافت کمیٹی کے صدر رہے۔ مرکزی خلافت کمیٹی میں معاملہ فہمی، تدبر اور علم و دانش کی وجہ سے آپ کو ایک بلند مقام حاصل تھا۔ مولانا آزاد، اور علی برادران آپ کی علمی وجاہت و تدبر اور حکمت سے کافی متاثر تھے۔ خلافت کمیٹی جب تک رہی اس کے صدر رہے۔ اس میں آپ نے بہت کام کیا۔ (اقبال کا سیاسی کارنامہ)

ترک موالات

ترک موالات کی تحریک کے دوران آپ نے وکالت چھوڑ دی جس سے آپ کو ہزاروں روپے ماہوار آمدنی حاصل ہوتی تھی۔ 25-1924ء میں تحریک ترک موالات ختم ہو گئی تو دوستوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر کہا کہ آپ وکالت شروع کر دیں، مگر آپ نے جواب دیا جس کو میں حرام جانتا ہوں اسے میں کیسے کر سکتا ہوں؟ (تحریک نظم جماعت /142)

مولانا عبدالقادر مرحوم سالہا سال تک کانگرس میں بھی رہے اور پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی کے صدر رہے۔ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں کانگرس کو ان سے زیادہ مخلص، صاحب ایثار اور بے غرض رہنما آج تک نہیں ملا۔ (تحریک نظم جماعت 143)

مولانا نے قومی سرمایہ سے کبھی ایک پیسہ بھی نہ لیا۔ قومی کاموں کے سلسلے میں سارے مصارف خود برداشت کرتے رہے۔ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بہت سی خدمات انجام دیں۔

مسلم لیگ

مولانا نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں اور آل انڈیا مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے ممبر بنے۔ جو 1936ء کے انتخاب کے لیے بنایا گیا تھا۔ (رسالہ فکر و نظر ج 20 شمارہ 6 صفحہ 32) مولانا مجلس احرار کے بانیوں میں سے تھے۔ وہ ان مسلمان راہنماؤں میں شامل تھے جو سامراج کے مخالف تھے۔ ان کا نقطہ نگاہ یہ تھا کہ جب تک برطانوی سامراج کو شکست نہ دی جائے گی، دنیائے اسلام غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہو گی اور نہ ہی برصغیر کے مسلمانوں کی نجات کا سامان ہو گا۔ وہ سامراج کے خلاف جنگ کے لیے متحدہ محاذ کے قائل تھے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سیاسی شعور اور بیداری کی جس زمین پر تحریک پاکستان کا قصر تعمیر ہوا اسے ابتداً اسی راہنما نے ہموار و تیار کیا تھا کیونکہ انہوں نے لوگوں کے دلوں سے انگریز کا خوف نکال باہر کیا اور ان کے سینوں میں آزادی کی جوت جگائی (وہ صورتیں الٰہی 250) مولانا مسلک اہلحدیث کے نامور عالم دین تھے اور جماعتی کاموں میں آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ ان کا اصل مسکن گوجرانوالہ تھا۔ پھر قصور میں آباد ہو گئے اور وکالت شروع کر دی اس میں ناموری حاصل کی، اور تحریک آزادی کا یہ روشن آفتاب 1942ء کو غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (مکتوبات رئیس الاحرار 287)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد علی قصوری ایم اے کنٹب

برطانوی سی آئی ڈی کی رپورٹ کے مطابق مولانا محمد علی جنود ربانیہ کی فہرست میں میجر جنرل ہے عبدالقادر پلیڈر کا لڑکا اور محی الدین عرف برکت علی کا بھائی ہے' ڈگری لینے کے بعد سول سروس کا امتحان دینے انگلینڈ گیا تھا لیکن امتحان پاس نہ کر سکا۔ 1914ء میں ہندوستان واپس آ گیا۔ ایم عبیداللہ کی سازش سے 1915ء میں حبیبیہ کالج کابل کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ اسے اور شیخ ابراہیم سندھی کو عبیداللہ نے خاص طور سے کابل طلب کیا تھا تاکہ وہ نوجوان افغانوں کو جہاد کے لیے تیار کر سکیں وہ شازش کا سرگرم رکن تھا۔

سول لائنز کابل میں جرمن مشن کے ساتھ خفیہ ملاقاتوں میں نمایاں طور پر شریک ہوتا تھا اور متوقع حکومت ہند کے بانیوں میں سے ایک ہے یہ بھی تجویز تھی کہ محمد علی اور شیخ ابراہیم سندھی کو جرمنی اور ترکی روانہ کیا جائے تاکہ پچاس ہزار نفری پر مشتمل جرمن ترک بھیجنے کی درخواست کریں جو ہندوستان پر حملہ کے وقت افغان فوج کی رہنمائی کریں۔

1916ء کو سرحد کے تمام ملاؤں اور خانوں کے لیے سردار نصراللہ خاں کے خطوط لے کر انقلابی پارٹی کے ہمراہ مجوزہ علاقہ کے لیے روانہ ہو گیا۔ جن میں ان سے متحد ہونے اور برطانیہ کے خلاف جنگ کرنے پر اصرار کیا گیا' (تحریک ریشمی رومال 451- طبع لاہور)

مولانا 1892ء میں قصور میں پیدا ہوئے' بی اے پنجاب سے نمایاں حیثیت سے کیا' 1911ء میں مزید تعلیم کے لیے انگلستان کیمبرج یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ تین سال وہاں رہے ریاضیات میں اول پوزیشن حاصل کی' کیمبرج میں وہ طلبہ کی مسلم ایسوسی ایشن کے صدر تھے (قصوری خاندان ص 116-115)

1914ء کو جب وطن واپس آئے تو یہ زمانہ بڑا پر آشوب اور نہایت نازک تھا۔ جنگ عظیم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ہندوستانی رہنما انگریز کی خونی آنکھوں میں آنکھیں ڈال چکے تھے' ادھر افغانستان موت و حیات کے دوراھے پر کھڑا تھا ان حالات میں ان کی ملاقات افغانستان کے ایک جلاوطن لیڈر ڈاکٹر عبدالغنی سے ہو گئی' محمد علی مزید تعلیم کے لیے انگلستان جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے' ڈاکٹر عبدالغنی نے آپ کا راستہ روک لیا اور کہا کہ حبیبیہ کالج کابل کیلئے ایک لائق و ذہین اہل علم کی ضرورت ہے اور آپ ہر لحاظ سے موزوں ہیں چنانچہ آپ نے وہاں جانے کا ارادہ کر لیا۔ (الاعتصام 20 جنوری 1956ء)

1916ء کو آپ وہاں سے چلے آئے کیونکہ آپ پر بغاوت کا الزام لگایا گیا جس کے بعد آپ نے جمال الدین افغانی کے گھر پناہ لی۔ وہاں سے آپ ثمرقند تشریف لے آئے اور انگریز کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران ایک یہ بھی سکیم بنائی گئی کہ ہندوستان سے انگریز کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے چار آدمی جرمنی بھیجے جائیں جن میں ایک مولانا محمد علی قصوری بھی تھے لیکن ایک بڑی سیاسی اور مذہبی شخصیت نے اس راز کو منکشف کر دیا اور یہ خفیہ سکیم پایہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکمیل کو نہ پہنچ سکی" (الاعتصام 20 جنوری 1956ء)

آزاد حکومت کا قیام

مشن نے اس بات پر خاص زور دیا کہ افغانستان فوراً انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دے اور اس کے لیے یہ طے پایا کہ ایک آزاد حکومت قائم کی جائے جو افغانستان کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کرے اور پھر اسے ہندوستان پر حملے کی دعوت دے چنانچہ حسب ذیل ارکان پر مشتمل یہ حکومت قائم کی گئی۔

1- راجا مہندر پرتاپ	صدر
2- مولانا عبیداللہ سندھی	نائب صدر
3- مولانا برکت اللہ	وزیراعظم
4- مولانا محمد علی قصوری	وزیر خارجہ
5- مولانا بشیر احمد	وزیر دفاع

یاد رہے کہ مذکورہ نمبر 3- 4- 5 کا تعلق مسلک اہل حدیث سے تھا' مولانا بشیر احمد کا اصل نام عبدالرحیم تھا جو لاہور چینیانوالی مسجد کے خطیب تھے" (خاندان قصوری ص 120) حملہ کی تیاری ہونے لگی لیکن امیر حبیب اللہ انگریز نواز تھا' انگریز نے توپیں بے کار کر دیں بعدازاں بہت سے جنگی ہتھیار غائب کر دیئے' (کابل و یاغستان) انگریز نے ایک پیر صاحب کی خدمات حاصل کیں اور اس نے استخارہ کے ذریعہ امیر حبیب اللہ کو بتایا کہ اس وقت حملہ کرنا موجب ہلاکت ہے' بقول مولانا محمد علی قصوری انگریز نے امیر حبیب اللہ کو آٹھ کروڑ روپے کا لالچ دیا جس میں سے پچاس لاکھ روپے مذکورہ بالا کارکردگی کے صلے میں پیر صاحب کی نذر کیے گئے۔

بہرحال مولانا ایک عرصہ تک یاغستان میں رہ کر تمام قبائل کو اکٹھا کرتے رہے اور انگریز حکام کو ناکوں چنے چباتے رہے مولانا کے دور میں انگریز کا بہت زیادہ نقصان ہوا جس کی تفصیل "کابل و یاغستان" نامی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مولانا محمد علی قصوری نے انگریز کے ایک باغی گھرانے میں جنم لیا تھا آپ نے متعدد تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' (الاعتصام 20 جنوری 1956ء) افغانستان میں رہ کر آپ انگریز کے خلاف جہاد بالسیف کرتے رہے یہ جنگ عظیم کا زمانہ تھا ادھر حالات نے کچھ پلٹا کھایا کہ جرمن ہار گیا اور برطانیہ اور اس کے اتحادی جیت گئے' اب چونکہ حالات کا رخ اور تھا اس لیے آپ نے ملک کے نامور لوگوں سے مشورہ کر کے وطن میں ہی کام کرنے کا فیصلہ کیا۔

سر جارج روس کیپل سے ایک ملاقات

یہ ملاقات جناب عبدالقیوم' حضرت مولانا اور کیپل کے درمیان ہوئی اور جو مذاکرہ ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ نذر قارئین ہے۔

کیمپل: آپ کو کوئی نہایت عمدہ عہدہ دیا جائے تاکہ آپ کی قابلیت ضائع نہ ہو۔

مولانا: مجھے سرکاری خدمت سے معذور ہی سمجھئے۔

سرجارج (: مسکرا کر) کیوں؟ ابھی تک آپ کے دماغ میں اسلامی حکومت کے قیام کا خیال بسا ہوا ہے؟

مولانا: یہ خیال تو میرے رگ و ریشے میں پیوست ہو چکا ہے میں کسی طور بھی انگریز کی ملازمت قبول نہیں کر سکتا۔

سرجارج: مجھے بہت افسوس ہو گا آپ جیسا ہونہار نوجوان اپنی قابلیت اور عمر ایک بے کار خیال کی تحصیل کے لیے ضائع کر دے' مجھے تو یقین ہے کہ سرکاری رہنمائی میں آپ ہندوستانی مسلمانوں کیلئے دوسرے سرسید احمد خان بن سکتے ہیں۔

مولانا: میں آپ کی عنایت کا مشکور ہوں لیکن میں ہندوستانی مسلمانوں کیلئے دوسرا سرسید بننے کی بجائے دوسرا سید احمد شہید یا سید اسماعیل شہید بننا چاہتا ہوں۔

سرجارج: مولانا! ذرا سوچئے کہ ہم نے کیونکر مسلمانوں کے انہی علماء و مشائخ کی مدد سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کو فنا کر دیا ہندوستان میں سید احمد کی تحریک کو ملیا میٹ کر دیا' ترکی و ایران میں جمال الدین افغانی اور مدحت پاشا کی تحریک کو کچل دیا۔ یہ سب کام آپ کے اپنے علماء' مشائخ اور رہنماؤں نے کئے' اگر آپ بھی سرکار انگریزی کے خلاف چلیں گے تو آپ کا بھی وہی حشر ہو گا۔ ہم آپ کو بڑی ملازمت پیش کر سکتے ہیں تاکہ آپ کی قابلیت چمکے اور آپ دنیا کی ممتاز ترین ہستیوں میں شمار ہونے لگیں۔

مولانا: ایسی ملازمت پر مجھے معذور ہی خیال کیجئے۔ (کابل 60-161)

اس پر سرجارج نے دو سو طلائی اشرفی کی ایک تھیلی دی مگر انہوں نے بالکل انکار کر دیا۔ (195 کابل)

ان کی وفات پر نوائے وقت نے لکھا کہ آپ دنیا بھر کے مسلمانوں میں واحد شخصیت تھے جن کا بی بی سی لندن نے تذکرہ کیا۔ (15 جنوری 1956ء)

ان کی وفات 12 جنوری 1956ء کو ہوئی۔ (خاندان قصوری 163)

مولانا محی الدین قصوری

مولانا محی الدین کا تعارف بہت وسیع و عریض ہے مگر اس بات سے ہی ان کی تگ و تاز زندگی کی غمازی ہو جاتی ہے کہ انہوں نے ایک روزنامہ "اقدام" نکالا تھا' جس کے ذریعے انہوں نے پورے ہند کے مسلمانوں کو بیدار کیا' حکومت برطانیہ نے اس کو بند کر کے ہی دم لیا پھر بھی آپ انگریز حکومت کے خلاف آگ برساتے ہی رہے' قید ہوئے' گھر کا نقصان اٹھایا' کتب ضائع ہوئیں مگر اس راہ حق میں کبھی آپ کے قدم نہ ڈگمگائے۔ الحمد اللہ۔ آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پہلے ناظم تعلیمات بھی تھے"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میاں محمود علی قصوری

1910ء کو قصور میں پیدا ہوئے۔ 1932ء میں بیرسٹری کے کورس کے لیے لندن چلے گئے۔ امتحان میں اول آئے اور یہ پہلے ایشیائی تھے جنھوں نے بار کے امتحان میں اول آنے کا اعزاز حاصل کیا۔

آپ مولانا آزاد کے کہنے پر مسلم لیگ میں داخل ہوئے، مسلم لیگ میں شمولیت کے بعد آپ نے تحریک پاکستان کے لیے بے پناہ جدوجہد کی اور اس سلسلے میں پورے ملک کے دورے کیے۔

8- اگست 1942ء کو جب کانگرس نے بمبئی میں ہندوستان چھوڑ دو قرارداد ریزولیشن پاس کی پھر اس کے نتیجے میں ملک میں انگریز حکومت کے خلاف تحریک شروع ہوئی تو حکومت نے میاں افتخار الدین کی جائیداد اور کاریں ضبط کر لی تھیں، میاں صاحب اس وقت مسلم لیگ میں تھے انہوں نے ایک کانگرسی رہنما کے خلاف کی گئی کارروائی کو عدالت میں چیلنج کیا۔ لاہور میں اس وقت دو ہی بڑے وکیل تھے میاں عبدالعزیز اور میاں محمود علی قصوری، ان دونوں کا تعلق جماعت اہل حدیث سے تھا (خاندان قصوری 181 و 200)

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رقمطراز ہیں کہ پہلے آپ کانگرس میں داخل ہوئے، عملی سیاست کا آغاز وہیں سے کیا، گرفتار ہوئے، مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی اور تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ 1970ء میں پاکستان کے وزیر قانون رہے، 1970ء کے انتخابات کے دوران مفتی مولانا ثناء اللہ کی دعوت پر آپ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں بھی تشریف لائے۔ "مشرق" نے لکھا کہ آپ جمعیت اہل حدیث کے ممتاز رہنما تھے مرحوم شہری آزادیوں کے تحفظ کے لیے ساری عمر لڑتے رہے اور اخبار نے مزید لکھا کہ "مولانا عبدالقادر قصوری کا نعم البدل ملا اور نہ ہی محمود علی کا ملے گا۔" (روزنامہ "مشرق" 24 اپریل 1987ء)

جنگ آزادی کے عظیم سالار ---- مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ

شورش کاشمیری لکھتے ہیں کہ: آپ تحریک خلافت میں سیاسی زندگی کی راہ پر نکلے اور اس وقت حق کی آواز کو بلند کیا جب آزادی کا نام لینے پر زبانیں کاٹ دی جاتی تھیں اور "انقلاب زندہ باد" کہنے کی پاداش میں کوڑے لگتے تھے۔ (سیدی و ابی ص 66)

مولانا نے تقریباً 22-23 برس کی عمر میں سیاست کے میدان خارزار میں قدم رنجہ فرمایا۔ 1918ء کے کرسمس میں حکومت نے جشن فتح منانے کا فیصلہ کیا۔ کارپردازان سرکار جشن منانے لگے جبکہ دہلی سے علماء کرام نے جشن فتح کے بائیکاٹ کی ہدایت کی بلکہ اس کے خلاف فتویٰ بھی دیا۔

مولانا جیسے نوجوان حکومت کی مخالفت میں سنگین اقدام پر مستعد نظر آنے لگے، یہ اس دور کی بات ہے کہ جب بسا اوقات جانے پہچانے والے بزرگ ایسے ہی سربکف نوجوانوں کو بازاروں میں پکڑ کر کھڑے ہو جاتے اور کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے ترکوں کو شکست ہو گئی، جرمنوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکست ہو گئی' آسٹریا کو شکست ہو گئی' اب تم نہتے بہادر اٹھے ہو جو انگریز کو ہندوستان سے نکالو گے' ہوش بھی ہے یا نہیں' کیا تمہاری عقل جواب دے چکی ہے؟ اور ایسے سوالات کا جواب اور ایسی ہی صورتحال کا سامنا مولانا صاحب کو کئی مرتبہ کرنا پڑا۔ (ص 57 مولانا غزنوی) جناب شورش تحریر فرماتے ہیں کہ اس حقیقت سے شاید کم لوگ ہی واقف ہوں گے کہ پنجاب کے علماء میں سے وہ پہلے عالم دین تھے جنہوں نے تحریک خلافت کے زمانہ میں انگریز حکومت کے خلاف اپنا پرچم کھولا' وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے امرتسر میں انگریز حکومت کے خلاف وعظ و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا' یہ شرف تاریخ نے ان کے سپرد کیا اور وہ وہابی تحریک کی گمشدہ تصویروں میں سے ایک تھے جنہیں انگریزوں نے دار پر کھینچا اور ان کی بدولت برصغیر میں ولولہ حریت پیدا ہوا معنوی طور پر وہ شاہ اسمٰعیل شہید کی جان باز فوج کے ایک سپاہی تھے۔ (سیدی و ابی 64)

مولانا کا موقف تھا کہ انگریزوں کو سرزمین ہند سے نکال باہر کیا جائے' چنانچہ انہوں نے ایک مجاہد کی سی آن بان کے ساتھ برطانوی امپیرلزم کے سنگین حصار کے خلاف معرکہ میں حصہ لیا اس راستے کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے قید و بند کی آزمائشوں میں ثابت قدم رہے۔ (ص 79)

مولانا غزنوی ایک عالم دین ہونے کے باوجود تحریک آزادی ملک کے سربراہ و علمبردار تھے اور ملک و ملت کی خدمات کے سلسلہ میں مولانا مرحوم کا نام ہمیشہ یاد رہے گا۔ (ص 95 و 120)

انگریز دشمنی کا عجب عالم تھا کہ ہر وہ چولھا جس میں انگریز کے خلاف آگ جل رہی ہوتی تھی مولانا اس میں ایندھن جھونکتے تھے اور اسے اپنے دامن سے ہوا دیتے تھے (حیات غزنوی : 246) مولانا انگریز دشمنی میں بہت ہی آگے تھے چنانچہ ان کے متعلق لکھا گیا ہے کہ مولانا غزنوی نے اس وقت تحریک آزادی کی حمایت کی جب پنجاب کانگرس کے بڑے بڑے اپنے گھروں کے گوشہ ہائے عافیت میں چھپے بیٹھے تھے اور بیرون پنجاب کے سیاسی راہنما پنجاب کا رخ بھی نہیں کرتے تھے استخلاص وطن کی جدوجہد میں کانگرس' جمعیت علماء ہند' مجلس احرار' ہر حریت نواز اور آزادی خواہ نے تحریک کا ساتھ دیا۔ (تحریک نظم جماعت ص 203)

ایک عظیم کارنامہ

آپ کی کوششوں سے پانچ سو علماء کرام کے دستخطوں سے ایک فتویٰ شائع ہوا جس میں اجنبی اقتدار کے تحت فوج اور پولیس کی ملازمت کو حرام قرار دیا گیا اگرچہ حکومت نے خلاف قانون قرار دے کر فتویٰ کو ضبط کر لیا تھا مگر مولانا نے انگریز سامراج کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ (ص 45 داؤد غزنوی)

مولانا مختلف جماعتوں کے اہم عہدوں پر!

تحریک خلافت کمیٹی کے (ناظم اعلیٰ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجلس احرار کے بانی " " قیام 1929ء
جمعیت علماء ہند کے (نائب صدر)
کانگرس کمیٹی پنجاب کے (صدر) پنجاب مسلم لیگ کے قائم مقام صدر۔
خضر وزارت کے خلاف مسلم لیگ کی تحریک کے ڈکٹیٹر۔۔۔۔
1953ء کی تحریک ختم نبوت کی قائم کردہ مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ
مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے امیر اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد کمیٹی کے صدر رہے (نقوش عظمت رفتہ ص 10)

مولانا نے مختلف جماعتوں میں تحریک آزادی کے لیے نمایاں کام کیا اور 1946ء کے انتخابات میں پنجاب کانگرس کے ٹکٹ پر آپ واحد امیدوار تھے جو کامیاب ہوئے اور 1946ء کو آپ نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ مولانا نے تقریباً 12 سال کا عرصہ قید و بند میں گزارا۔

مولانا بحیثیت خطیب

بقول صاحب عقد الفرید' اعلیٰ خطابت کے لیے چار چیزیں لازمی ہیں۔
(1) خطیب کی وجاہت 2- فصاحت و بلاغت
(3) خطیب کی گونج دار آواز اور مجمع شناسی (4) وسائل اثر آفرینی

میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت غزنوی کی خطابت میں چاروں اوصاف موجود تھے۔ (ص 48 سیدی و ابی) الہ آباد کانفرنس میں سکھ' ہندو اور مسلم لیڈر سبھی موجود تھے' مولانا کو خاص طور پر بلایا گیا تھا کانفرنس میں سکھوں نے اعلان کیا کہ اگر پنجاب میں ہمیں مناسب مراعات نہ دی گئیں تو ہم خون کی ندیاں بہا دیں گے مختلف تقاریر کے بعد حضرت مولانا غزنویؒ سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے اپنی قوت ایمانی اور جلال بھری آواز میں گرجتے ہوئے فرمایا

"میں خیالی خون کی ندیوں میں تیرتا ہوا صلح کے ساحل کی امید لے کر الہ آباد پہنچا ہوں اگر کوئی منصفانہ صلح کی تجویز سامنے آئے تو انشاء اللہ ہم اسے قبول کرنے کو تیار ہیں اگر نہ ہو سکے تو خون کوئی ہماری تاریخ میں نئی چیز نہیں اور نہ ہی ہم اس سے ناواقف ہیں ان الفاظ کے بعد پھر کیا تھا کہ مولانا صاحب مجمع پر چھا گئے۔ مولانا ظفر علی خان وہاں موجود تھے' تقریر ختم ہوئی تو مولانا ظفر علی خان نے فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے۔

قائم ہے ان سے ملت بیضا کی آبرو اسلام کا وقار ہیں داؤد غزنوی
رجعت پسند کہنے لگے ان کو دیکھ کر آیا ہے سومنات میں محمود غزنوی
کلکتہ میں ایک اور بھی ہیں ان کے ہم لقب یہ ہے ھست غزنوی اور وہ ہیں بود غزنوی

(سید داؤد غزنوی ص 50)

امرتسر کی سرزمین سیاسیات کا گہوارہ تھی اس شہر میں جلیانوالہ باغ کا المناک سانحہ پیش آیا جس نے ہندوستان کی تحریک آزادی کو نئی جلا بخشی' مولانا نے سیاسی زندگی میں قدم رکھا اور اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتش بیانی سے امرتسر کی فضا کو منور کر دیا مولانا غزنوی کا عنفوان شباب تھا وہ تقریر کرتے تو مجمع کو لوٹ لیتے' وہ بڑے شعلہ نوا خطیب تھے جب کسی جلسے سے خطاب کرتے تو ایک سماں بندھ جاتا اور حاضرین میں جوش و خروش پیدا ہو جاتا مولانا کا شمار ملک کے نامور خطیبوں میں ہوتا تھا وہ بڑے فصیح اور آتش بیان خطیب تھے ان کی زبان میں دریا کی روانی تلوار کی کاٹ اور صبا کی لطافت تھی ان کی تقریر میں بلا کا درد اور سوز ہوتا تھا تقریر کرتے تو محسوس ہوتا کہ ان کی زبان لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کر رہی ہے وہ لوگوں کی نگاہوں سے اپنی تقریر کے عنوانات چنتے' اور انگریزوں کے خلاف انگارے برساتے (کارون شوق 491) اور اسی کتاب میں رقم ہے کہ ان کی تقریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی صور اسرافیل ہاتھ میں لے کر انسانوں کو خواب غفلت سے بیدار کر رہا ہے۔

سندھ صوبائی انتخابات اور مولانا غزنوی

سندھ میں صوبائی اسمبلی کے دوبارہ انتخابات ہوئے تو مولانا غزنوی ؒ نے سندھ کا دورہ کیا اور اپنے پر مغز خطابات سے سندھ کے عوام میں نئی روح پھونک دی اور سندھ کے انتخابات میں مسلم لیگ کو سو فی صد کامیابی حاصل ہوئی (کاروان شوق ص 492)

22 اگست 1990 کو روزنامہ "مشرق" کے ایک مضمون نگار "تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اہل حدیث علمائے دین نے بھی تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس سلسلہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا فضل الہی وزیر آبادی' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولانا محمد داؤد غزنوی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور تحریک پاکستان میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

سائمن کمیشن اور مولانا غزنوی صاحب

برطانوی حکومت نے 1927ء کو سات ارکان پر مشتمل ایک سائمن کمیشن ہندوستان روانہ کیا تاکہ اس وقت تک ہندوستان میں جو اصلاحات ہو چکی تھیں ان کے نتائج اور مزید اصلاحات کی رپورٹ برطانوی پارلیمان کے سامنے پیش کرے' مگر ہندوستانی عوام خود اپنے مطالبات حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے' چنانچہ اس کمیشن نے کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کی مخالفت کے باوجود دو سال کی تحقیق کے بعد اپنی رپورٹ برطانوی پارلیمان میں پیش کر دی۔ (فیروز انسائیکلوپیڈیا ص 565) یہ کمیشن 3 فروری کو دہلی پہنچا ہندوستان کی آزادی خواہ جماعتوں نے اس کا بائیکاٹ کیا جب کہ وائسرائے ہند اور دیگر حکام کا اصرار تھا کہ اس کمیشن کا شان دار طریقہ سے استقبال کیا جائے۔

30- اکتوبر 1927ء کو یہ کمیشن لاہور ریلوے اسٹیشن پر اترا تو ایک جلوس کالی جھنڈیوں کے ساتھ اس کے استقبال کے لیے دہلی دروازے سے لنڈے بازار کے راستے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریلوے اسٹیشن کی طرف بڑھا جلوس میں ہندو اور مسلم شامل تھے۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر جن میں سے مولانا ظفر علی خان' مولانا عبدالقادر قصوری' میاں عبدالعزیز اور مولانا محمد داؤد غزنوی جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔ پولیس نے جلوس پر زبردست لاٹھی چارج کیا۔ (المعارف ص 107' دسمبر 1992ء) اللہ کی شان کہ ان میں تمام نامور لیڈر اہل حدیث ہی تھے یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کی آزادی میں یہی لوگ ہراول دستہ کے طور پر کام کرتے رہے' تاریخ کے اوراق آج بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ وہابی تحریک کی وجہ سے قیام پاکستان معرض وجود میں آیا۔ مولانا غزنوی' سید اسمٰعیل شہید و احمد شہید کی تحریک سے بھی وابستہ رہے۔

یاد رہے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کو میدان سیاست میں لانے والے حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی مرحوم ہی تھے اور جیل میں مولانا سے شاہ جی نے حجۃ اللہ کا درس حاصل کیا۔

مولانا سید داؤد غزنوی مسلم لیگ میں

مولانا کانگرس کے جلیل القدر رہنما تھے پنجاب کانگرس کمیٹی کے صدر رہے' جون 1946ء میں دہلی میں قوم پرست مسلمانوں کا اجتماع ہوا جس میں مولانا بھی شریک تھے قوم پرست مسلمانوں نے مسلمانوں کی مساوی نیابت کا مطالبہ پیش کیا کانگرس نے قوم پرست مسلمانوں کے اس مطالبے کو نظرانداز کر دیا اور وزارتی مشن کے سامنے کانگرس نے جو مطالبات رکھے وہ قوم پرست مسلمانوں کے مطالبات کی ضد تھے۔

اس صورت حال نے مولانا پر کانگرس کی حقیقت آشکار کر دی انہوں نے کانگرس سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اگست 1946ء کو مولانا غزنوی نے کانگرس سے استعفٰی دے دیا ایک اخباری بیان میں قوم پرست مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ کانگرس کی مسلم کش پالیسی کے پیش نظر مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں' مولانا کے اس اعلان سے کانگرس کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا اور ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی مولانا مشہور عالم' معروف سیاسی رہنما اور پنجاب کانگرس کے صدر تھے" انہوں نے جب مسلم لیگ میں شامل ہونے کا اعلان کیا تو دہلی کے اخبارات نے بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع کی اور بی بی سی لندن نے بھی اسے نشر کیا یہ اقدام مولانا نے استخارہ کے ذریعے کیا تھا---- (قومی ڈائجسٹ دسمبر 1987ء ص 135)

مسلم لیگ کے حلقوں نے مولانا کا پرجوش خیر مقدم کیا' مولانا کی تابناک شخصیت کا دلاویز پہلو یک رنگی تھا وہ مرد قلندر تھے ان کی زبان ان کے دل کی رفیق تھی وہ کسی کام کا عزم کرتے تو اس میں دل و جان سے شریک ہو جاتے مسلم لیگ میں شامل ہوئے تو ان کے شب و روز تحریک پاکستان کے لیے وقف ہو گئے انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا اور عوام کو کانگرس کے بارے میں صحیح حقائق سے روشناس کرایا۔ (کاروان شوق ص 492) سید عبداللہ آف پنجاب یونیورسٹی مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ اس خاندان کے بزرگوں نے جو کچھ کیا وہ ایک الگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داستان ہے' مولانا غزنوی نے تحریک خلافت اور اس کے بعد آزادی وطن اور تحریک پاکستان تک تمام تحریکوں میں اس روایت کو زندہ رکھا۔ (سیدی و ابی ص 49)

میاں محمد شفیع مرحوم نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ مولانا نے مسلم لیگ میں داخل ہو کر' قائداعظم کے شانہ بشانہ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے بھرپور حصہ لینے کا اعلان کیا تو ان کے اس اعلان سے مسلم لیگ کو بے حد تقویت حاصل ہوئی۔

سول نافرمانی ---- اور مولانا غزنوی

پنجاب کی سیاسی تاریخ میں مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی کو بڑی اہمیت حاصل ہے شہری آزادیوں کے حصول' برطانوی سامراج اور کانگرس کی ساختہ و پرداختہ غیر نمائندہ وزارت کے خلاف اسلامیان پنجاب نے جو بھرپور عوامی تحریک منظم کی' پنجاب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی' یہ انقلابی تحریک پنجاب کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی تھی اس نے ایسے عوامی سیلاب کی صورت اختیار کر لی تھی جس کی لپیٹ میں کانگرس یونینسٹ وزارت خس و خاشاک کی طرح بہہ گئی' (کاروان شوق ص 483)

مسلم لیگ کی سول نافرمانی کے پہلے روز ہی نواب ممدوٹ' دولتانہ اور ملک فیروز خان نون' شوکت حیات خان' میاں افتخار الدین اور سید امیر حسین شاہ جیسے تمام ارکان گرفتار کر لئے گئے ان کے بعد تحریک چلانے کی ذمہ داری حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے کندھوں پر آ پڑی۔ (کاروان شوق ص 485)

جلوس

موچی گیٹ لاہور کے باغ میں ہر روز جلسہ ہوتا اور جلوس نکالا جاتا جو اسمبلی ہال کی طرف رخ کرتا' پنجاب کے ہر قصبے و شہر میں جلوسوں کا انتظام ہوتا' کانگرس یونینسٹ وزارت نے بڑا ظلم و تشدد کیا کئی مسلمان شہید ہوئے مگر تحریک پرامن رہی' علماء' طلبہ اور مشائخ نے اہم کردار ادا کیا۔

کامیابی کا سہرا

26 جنوری 1947ء کو حکومت پنجاب نے ہتھیار ڈال دیئے پبلک سیفٹی آرڈیننس منسوخ کر دیا جلسوں و جلوسوں پر سے پابندی ہٹالی اور نظربندوں کو رہا کرنے کا اعلان کر دیا اس طرح یہ تحریک پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑی تحریک قرار پائی۔ اس عہد آفرین عوامی تحریک کی کامیابی و کامرانی مشہور رہنما مولانا داؤد غزنوی کی قیادت کی رہین منت تھی' (کاروان شوق 487)

وزارت سے گفتگو!

مولانا نے وزارت سے گفتگو کی اور اپنی ذہانت و جرأت سے حریفوں کو گفتگو کے میدان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بھی شکست دی' عام طور پر مسلمان میدان جنگ میں تو جیت جاتے ہیں مگر گفتگو میں ہار جاتے ہیں مولانا دونوں میدانوں میں یکتائے روزگار ثابت ہوئے"

یہ مولانا کا ہی کمال تھا کہ تحریک بھی جاری تھی اور گفتگو کا سلسلہ بھی بلکہ گفتگو کے ایام میں وہ تحریک میں زیادہ شدت پیدا کرتے۔ مولانا جانتے تھے کہ صلح کی شرائط کا فیصلہ قوت سے ہوتا ہے۔ قریشی صاحب لکھتے ہیں کہ تحریک کے دوران مولانا سے ملاقات ہوئی تو ان میں بردباری' حلم اور صبر و سکون نمایاں تھے۔ مولانا علماء و طلبہ سے گفتگو بھی کرتے' جلوسوں کا پروگرام بھی مرتب کرتے' صوبہ بھر کی مسلم لیگ کی سرگرمیوں کا جائزہ بھی لیتے اور انہیں ہدایات بھی جاری کرتے۔ قائداعظم کے نمائندوں کی حیثیت سے خواجہ ناظم الدین اور ان کے رفقاء آتے تو ان سے بھی ملاقات کرتے اور مسلم لیگ کے گرفتار لیڈروں سے بھی نام و پیام رکھتے۔

بیڈن روڈ کا جلوس اور مولانا غزنوی

بیڈن روڈ (لاہور) ہندوؤں کا علاقہ تھا' ایک نوجوان اینٹ لگنے سے شدید زخمی ہو گیا۔ ہزاروں کا جلوس تھا؛ مولانا نے جلوس میں نظم و ضبط پیدا کیا' کسی شخص نے ہنگامہ تک نہ کیا اور جلوس اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتا ہی چلا گیا اغیار بھی حیران تھے کہ مسلمانوں میں اس قدر نظم و ضبط پیدا ہو گیا ہے۔ ان تمام تر سرگرمیوں کے باوجود اپنی حفاظت کا سامان بھی کیا تھا' پولیس انہیں گرفتار نہ کر سکتی تھی پھر حکومت پنجاب سے مفاہمت کی شرائط پر گفتگو کرنا آسان کام نہ تھا وہ ہر معاملہ میں تفصیل دریافت کیا کرتے' بڑی جرح و قدح کرتے اور بڑے بڑے لیڈر ان سے گفتگو کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔

قائداعظم سے مولانا غزنوی کی ملاقات

قائداعظم سے گفتگو اور اجازت کے لیے مولانا سید داؤد غزنوی کو چنا گیا ان کی قائد سے برسوں سے ملاقات تھی وہ ملاقات کیلئے کراچی پہنچے کیونکہ قائد ان دنوں کراچی میں تھے' قائداعظم نے تحریک سول نافرمانی میں پنجاب کے بہادر جیالے عوام کے ایثار و قربانیوں پر انہیں ہدیہ تبریک پیش کیا اس تحریک نے برطانوی سامراج کے تابوت میں آخری میخ گاڑ دی تھی آپ نے قائد سے باعزت مفاہمت کی منظوری لے لی' برصغیر میں سول نافرمانی کی یہ اولین تحریک تھی جو کامیاب ہوئی اس سے قبل تحریک موالات' نمک سازی اور ہندوستان چھوڑ تحریک۔ سب ناکام ہوئی تھیں اس کے برعکس پنجاب کے مسلمانوں کی سول نافرمانی کی تحریک کامیاب ہوئی اس کا سہرا مولانا داؤد غزنوی کے سر تھا۔

قائداعظم کا اعتراف

سیاسیات کے میدان میں قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت بڑی بلند و بالا تھی' چنانچہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی مولانا غزنوی اہلیت و قابلیت کے معترف ہوئے' کچھ عرصہ بعد ہندوستان کی مجلس دستور ساز میں مولانا غزنوی کو مسلم لیگ کی جانب سے منتخب کیا گیا' مولانا اس اجلاس کے لیے دہلی تشریف لے گئے۔ (کاروان شوق 489- 490) مولانا کا انتخاب قائداعظم محمد علی جناح نے کیا تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

کشمیر اور سید داؤد غزنوی

کشمیر کی تحریک میں مولانا کا اہم کردار ہے۔ کیونکہ تحریک کشمیر احرار نے شروع کی تھی' مولانا اس زمانے میں احرار کے ناظم اعلیٰ تھے۔ آپ نے ڈوگرہ فوج کے خلاف بہت سعی کی اور اس تحریک میں قید بھی ہوئے۔ (سیدی وابی ص 66) تحریک مسجد شہید گنج' میں بھی آپ پیش پیش تھے۔

قیام پاکستان کے بعد

آپ 1951ء کے انتخاب میں کامیاب ہوئے' ان کا تعلق جناح مسلم لیگ سے تھا جب پنجاب میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد میاں دولتانہ کی وزارت کو ختم کر کے ملک فیروز خان نون کو اقتدار سونپا گیا اس سے قبل مولانا حزب اختلاف کے بنچوں پر حزب اقتدار کے آمنے سامنے بیٹھا کرتے تھے۔ دولتانہ کے رخصت ہوتے ہی اپوزیشن کے وہ تمام اراکین جن کا تعلق جناح مسلم لیگ یعنی محدوث گروپ سے تھا راتوں رات حزب اختلاف سے حزب اقتدار کے قالب میں ڈھل گئے اور سرکاری بنچوں پر جا بیٹھے' جن لوگوں نے میاں عبدالباری مرحوم کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ان میں سے مولانا سید داؤد غزنوی بھی شامل تھے۔

اس اپوزیشن کے قائد عبدالباری اور سیکرٹری راقم الحروف (میاں محمد شفیع) تھا اس ننھی منھی اپوزیشن نے اکثریتی پارٹی کو بارہا ناکوں چنے چبوائے' اس ڈیڑھ دو سال کے عرصے میں مولانا کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ان کے انداز فکر اور طرز عمل سے بے حد متاثر ہوا۔

جب پنجاب اسمبلی کے اراکین کو آئین ساز اسمبلی کے اراکین منتخب کرنے کے لیے کہا گیا تو مولانا کی خدمت میں بڑے بڑے سرمایہ دار کورے چیک لے کر حاضر ہوئے لیکن مولانا نے ان کی بات سننا بھی گوارا نہ کی بلکہ میاں عبدالباری کو کہا میرا ووٹ مولانا عبدالستار نیازی کے لیے وقف ہے۔ (سیدی و ابی ص 80- 81) اس کے علاوہ قرار داد مقاصد کو آئین کا حصہ بنانے اور اس کو کامیاب کروانے کے لیے بہت سعی کی۔

ایوبی دور

ایوب خان نے فوجی انقلاب کے بعد ایک دستور ساز کمیشن بنایا تھا جس نے ایک سوالنامہ جاری کیا۔ مولانا غزنوی نے ملک کے سرکردہ علماء کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں 5- 6 مئی 1960ء کو جمع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا اور کمیشن کے سوالنامہ کا متفقہ جواب بھجوایا۔ (تذکرہ علماء پنجاب ج 1 ص 182) مولانا عالم اسلام کی نامور یونیورسٹی (جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔ السعودیہ) کی مشاورتی کونسل کے رکن بھی تھے۔

تحریک ختم نبوت 1953ء اور مولانا غزنوی

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ تھے۔ اس کی کامیابی کا سہرا حضرت مولانا داؤد غزنویؒ کے سر تھا۔ چنانچہ آفتاب قریشی صاحب لکھتے ہیں کہ تحریک ختم نبوت میں مولانا نے جلیل القدر خدمات سرانجام دیں۔ حکومت نے تحقیقاتی عدالت قائم کی۔ تحقیقاتی عدالت کے روبرو مجلس عمل اور مسلمانوں کا نقطہ نگاہ پیش کرنا ضروری تھا اس ذمے داری کو مولانا غزنویؒ اور مولانا مرتضیٰ احمد میکش نے سنبھالا' مجلس عمل کے وکیل حسین شہید سہروردی تھے' مسٹر سہروردی نے بڑی قابلیت سے وکالت کی۔ ایک ماہ تک کام جاری رہا' حسین سہروری کے کراچی تشریف لے جانے کے بعد وکالت کے فرائض مولاناؒ غزنوی اور میکش نے اس خوبی سے سرانجام دیئے کہ عدالت کے ارکان جسٹس منیر احمد اور جسٹس ایم آر کیانی متحیر رہ گئے۔

جسٹس کیانی مولانا کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے مولانا سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے بس میں ہوتا تو میں آپ کو وکالت کا لائسنس دے دیتا۔ جسٹس منیر کوشش کرتے تھے کہ مسلمانوں کے اختلافات و تکفیر پر زور دیا جائے لیکن مولانا ذہانت و فطانت میں جسٹس منیر سے برتر تھے۔ انہوں نے ایسے مسکت جوابات دیئے کہ جسٹس منیر منہ دیکھتے رہ گئے۔ (کاروان شوق ص 494)

گولڈ میڈل

1987ء میں حکومت پاکستان نے مختلف شخصیات کو تحریک پاکستان میں کام کرنے کی وجہ سے گولڈ میڈل دینے کا اعلان کیا ان میں سے چند ایک زندہ اور باقی سب اللہ کو پیارے ہو چکے تھے مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ ایسے عظیم اہلحدیث سپوت کا انعام ان کی والدہ نے وصول کیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ آخر کار علم و فضل کا یہ پہاڑ' عالم اسلام کے دل کی دھڑکن اور تحریک پاکستان کے نامور سالار اور بے تاج بادشاہ سید داؤد غزنوی 16 دسمبر 1963ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا سید محمد اسمٰعیل غزنوی رحمہ اللہ

مولانا محمد اسماعیل غزنوی عالم دین اور مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ ملی و سیاسی تحریکات میں بھرپور حصہ لینے والی شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنے خاندان کے دیگر تمام ناموروں کی طرح پوری زندگی دین و ملت کی خدمت میں گزاری' قید و بند کی آزمائش سے بھی گزرے ایک مدت تک کانگرس میں شریک رہے پھر 1930ء میں اختلاف کی بنا پر اس سے الگ ہو گئے تھے۔ (مکتوبات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رئیس الاحرار ص 248 طبع کراچی 1978ء)

تحریک پاکستان

سیاست سے آپ کا دلی لگاؤ تھا' آپ خلافت کمیٹی کانگرس سے ہوتے ہوئے مسلم لیگ میں آئے' سیاسیات میں ممدوح کو خاص دل چسپی رہی' خلافت اور کانگرس کی تحریکوں میں نمایاں حصہ لیا۔ (الاعتصام ص 4- 17 جون 1960ء)

مولانا ضلع امرتسر کی مسلم لیگ کے صدر تھے۔ حکیم آفتاب قرشی مولانا غلام رسول مہر کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں کہ وہ مشہور قومی رہنما مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی کے رفیق و دمساز تھے۔ (کاروان شوق ص 395) اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نوائے وقت 1990ء کے میگزین میں مولانا کے متعلق لکھا گیا ہے کہ مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی' مولانا محمد داؤد غزنوی سابق صدر آل انڈیا کانگرس پنجاب جو بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے کے بھائی تھے' انہوں نے ضلع امرتسر کے بے شمار دیہاتوں میں اور ہر تحصیل میں مسلم لیگ کو منظم کیا اس سلسلہ میں مختلف قصبوں اور دیہاتوں میں جلسے منعقد کیے۔ مسلمانوں کے دلوں میں پاکستان کے حصول کے لیے لگن اور جذبہ پیدا کیا۔ یہ ہمیشہ محنت اور لگن سے کام کرتے رہے' (تحریک پاکستان کے مخلص کارکن۔ 29 اکتوبر 1993ء۔ ص 17 نوائے وقت لاہور)

گوھرط' یہ پتوکی کے قریب کا علاقہ ہے' جہاں احرار کا بہت زور تھا' بہت سے اہل حدیث احرار سے متعلق تھے' جب مولانا داؤد غزنوی مسلم لیگ میں آ گئے تو ان لوگوں نے اپنی ہمدردیاں مسلم لیگ سے منسلک کر لیں۔ 1946ء کے انتخاب میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری وہاں تشریف لائے اور مولانا محمد اسحاق رحمانی سابق ناظم اعلیٰ (عبوری) مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ہاں قیام کیا۔ شاہ جی نے کہا جناب اسحاق صاحب آپ نے کیوں ہم سے منہ موڑ لیا؟ مولانا اسحاق صاحب نے شاہ جی سے کہا! جناب ملک تقسیم ہونا چاہیے تاکہ ہم کھل کر عبادت کر سکیں۔ مثلاً اگر اسمبلی میں بل پاس ہوتا ہے کہ گائے کی قربانی نہیں کرنی چاہیے۔ جب کہ ہمارے ممبر تو ایک اور ان کے تین یا چار ہوں گے تو فیصلہ ان کا تسلیم کیا جائے گا' شاہ جی اس بات پر خاموش ہو گئے۔ تاہم شاہ جی نے زور دیا کہ آپ احرار کے امیدوار سردار محمد شفیع کو ووٹ دیں کیونکہ اس علاقہ میں اہل حدیث کثیر تعداد میں تھے۔ اس کے بعد جماعت نے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی کو دعوت دی اور انہوں نے آ کر مسلم لیگ کی حمایت پر زور دیا اور شاہ جی کی تقریر پر پانی پھیر دیا۔ مسلم لیگ کے امیدوار محمد حسین تھے اہل حدیث نے ان کا ساتھ دیا۔اور وہ کامیاب ہو گئے۔

مولانا مرحوم انگریز دشمنی میں کسی حریت پسند سے کم نہ تھے استخلاص وطن کے سلسلے میں ان کی مساعی قابل قدر ہیں' تحریک خلافت اور انڈین کانگرس کے نظم میں باقاعدہ شریک رہے اس سلسلہ میں بارہا قید و بند سے بھی دو چار ہوئے اور اس امر سے تو عاجز اچھی طرح آگاہ ہے کہ قیام پاکستان کی تحریک میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور امرتسر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے صدر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے آپ نے بڑی جرات اور جانبازی سے کام کیا اور مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے کے لیے آپ نے دور دراز دیہات کا سفر بھی کیا۔

(حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری ایڈیٹر "تنظیم" 24 جون ص 3' 1960ء)

یاد رہے کہ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے بھی تحریک پاکستان میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا۔

1918ء کو عارضی طور پر ترکوں اور دول مغرب کے درمیان صلح ہوئی اب مسئلہ یہ تھا کہ اس پر خوش ہوا جائے' کہ نہ؟ بہت سے علماء نے فتویٰ دیا کہ اس جشن میں شریک ہونا قطعاً" ناجائز ہے' جن علماء نے یہ فتویٰ دیا ان میں سے مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی کا نام بھی تھا۔ (برصغیر پاک و ہند میں علماء کا کردار ص 151)

محمد علی جناح پر قاتلانہ حملہ ہوا تو ان کا دفاع بھی جماعت اہل حدیث کے نامور مجاہد جناب عبدالغنی وغیرہ نے کیا۔ شیخ صادق حسن کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی نے قائداعظم کی صحت و تندرستی اور درازی عمر کے لیے دعا کا ریزولیوشن پیش کیا جو مولوی سراج الدین احمد ایڈووکیٹ کی تائید سے پاس ہوا۔ (عظیم قائد' عظیم تحریک ص 344)

سعودی حکومت سے تعلقات

مولانا محمد اسماعیل غزنوی بن عبدلواحد بن عبداللہ غزنوی' خاندان غزنویہ کے نامور فرزند تھے موصوف برصغیرپاک و ہند کی واحد شخصیت تھے جو سلطان عبدالعزیز بن سعود کے معتمد علیہ تھے۔ حجاج کے مسائل ان ہی سے متعلق تھے' موصوف 1927ء تا 1959ء ہر سال حج کے لیے تشریف لے جاتے رہے۔ (قلمی مسودہ ص 238) آخر وہ 1960ء کو 13 اور 14 جون کی درمیانی شب کو انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ مولانا داؤد غزنوی نے پڑھائی۔

اسی خاندان کے مولانا عبدالغفار غزنوی' عبدالرحیم غزنوی اور عمرفاروق غزنوی کی سیاسی و ملی خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اسی خاندان سے مولانا عبدالحق غزنویؒ نے سب سے پہلے مرزا قادیانی سے مباہلہ کیا۔

چوہدری افضل حق مرحوم

چوہدری افضل حق پاک و ہند کی ایک عظیم سیاسی' سماجی اور ادبی شخصیت تھے ان کے علم و عمل سے لوگ واقف تھے۔ سیرت نگار تحریر کرتے ہیں کہ ابھی چھٹی یا ساتویں جماعت میں تھے کہ اپنے گھر کے مذہبی رجحانات کے باعث ان میں عبادت کا شوق پیدا ہو گیا ان کے والد چوہدری امیر خاں' مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بے حد ثنا خواں اور اہل حدیث مسلک کے سختی سے پابند تھے' چوہدری افضل حق پر ان کے مذہبی غلبے کا اثر لازمی تھا۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ ان کے خیالات و عقائد اہل حدیث کے مسلک کی طرف راجح تھے۔ وہ پیرپرستی قبہ و قبرپرستی اور تصوف کے یکسر مخالف تھے۔ (چوہدری افضل حق ص 456-464) ویسے بھی انہوں نے اپنی تصانیف میں اہل حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات کی تعریف کی ہے۔

چوہدری صاحب پولیس سے استعفیٰ دے کر سیاسی زندگی کی طرف آئے' کیونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی بہت زبوں حالی تھی۔ ان کا شمار احرار کے بانیوں اور مفکرین میں ہوتا ہے اور یہی لوگ احرار کا دماغ تھے۔ احرار کی بنیاد 1929ء کو رکھی گئی تھی۔

چوہدری صاحب ممبر اسمبلی بن گئے

روزنامہ "جنگ" نے لکھا کہ: 1937ء کے انتخابات میں ضلع ہوشیار پور کی ایک نشست پر مشہور احراری رہنما چوہدری افضل حق کا مقابلہ یونیسٹ پارٹی کے نامزد امیدوار رانا نصراللہ کے درمیان ہوا چوہدری صاحب آزاد امیدوار کے طور پر کھڑے ہوئے تھے اس انتخاب میں سرکاری امیدواروں کو سرکاری سہولتیں میسر تھیں مگر چوہدری صاحب اپنے حلقے میں اتنے مقبول تھے کہ ووٹروں نے سرکاری امیدوار کی ٹرانسپورٹ استعمال کی مگر ووٹ چوہدری صاحب کو دیئے۔ چوہدری صاحب پہلا اور آخری انتخاب جیت گئے۔ (روزنامہ جنگ 15 اکتوبر 1993ء)

جنگ عظیم ثانی: جب مرکزی اسمبلی میں یورپی جنگ کے امکانات کے پیش نظر آرمی بل پیش کیا گیا تو چوہدری صاحب نے اس بل کے خلاف ایک زبردست تحریک کا آغاز کیا۔ سکندر حیات انگریز دوست اور صوبہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ تھا۔ چوہدری صاحب کو پیغام کے ذریعے جنگی بھرتی کے خلاف تقاریر پر احتساب کی طرف نظر ڈالنے کو کہا مگر چوہدری صاحب انگریز کو بھرتی دینے کے معاملہ میں سب سے زیادہ مخالف تھے۔ جب کانگرسی چپ سادھے ہوئے تھے تو احراریوں نے فوجی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ یہ لیڈر فی الحقیقت بڑے سخت جان اور پختہ ایمان تھے' اپنی شعلہ بیانی سے انگریز کے خلاف آگ برساتے رہے' آج کی نسل شاید یہ باور بھی نہ کر سکے کہ ان لوگوں نے اپنی زندگیاں کس طرح خطرے میں جھونک دی تھیں؟ (حیات افضل حق ص 186- 187)

لارڈ لارنس کا مجسمہ اور چوہدری صاحب!

2 مارچ 1925ء کو کونسل میں لارڈ لارنس کے مجسّمے کے بارے میں بحث ہو رہی تھی لارڈ لارنس کا یہ مجسمہ مال روڈ لاہور ہائی کورٹ بلڈنگ کے قریب نصب کیا گیا تھا مجسّمے کے نیچے یہ عبارت درج تھی۔

"اے ہندوستان کے غلامو! تم پر تلوار یا قلم سے حکومت کی جائے گی"

ادھر کونسل میں یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ اس عبارت نے اہل ہند کی سخت توہین کی ہے۔ اس لیے اس مجسّمے کو یہاں سے ہٹا دیا جائے اور عجائب گھر میں رکھا جائے اس کے متعلق چوہدری صاحب نے پورے جوش سے تقریر کی۔

چوہدری صاحب نے کہا کہ اس مجسّمے کو گورنمنٹ ہاؤس میں منتقل کر دیا جائے کیونکہ وہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی مناسب جگہ ہے اور اس شدت احساس کا حکومت اس صورتحال سے اندازہ کرے کہ اگر ہم بھی لارڈ لارنس کے بت کے ساتھ اپنے کسی فوجی رہنما کا مجسمہ نصب کر دیں جس کے نیچے یہ مرقوم ہو۔ (کیا تم امن و امان سے حکومت ہمارے حوالے کر دو گے یا تمہیں مار مار کر یہاں سے بھگایا جائے) لہٰذا حکومت اور سرکاری ممبروں کو اس سے بخوبی اندازہ لگانا چاہیے کہ ہمارے دل و دماغ کی کیفیت کیا ہے؟ ہم مسلمان دنیا میں بت شکن کی حیثیت سے کافی مشہور ہیں۔ (حیات افضل حق۔ ص 212-213)

الحمد للہ! یہ بت بقول محمد اسحاق بھٹی عجائب گھر میں اوندھے منہ پڑا ہے اس بت کے ہٹانے میں دو اہم شخصیات نے رول ادا کیا۔ جناب عبدالعزیز صاحب وکیل لاہور جنہوں نے کمیٹی سے قرار داد منظور کروائی۔ اور جناب چوہدری افضل حق صاحب۔ ان دونوں کا مسلک اہل حدیث تھا۔

حکومت الہیہ

چوہدری صاحب نے ایک موقعہ پر کہا کہ ہم ہندوستان کی آزادی کے ساتھ اسلامی دنیا کے مفادات کو نظرانداز نہیں کر سکتے' ہم ہندوستان میں حکومت الہیہ کے داعی ہیں۔ ہم اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کی حکومت کے داعی ہیں۔ (حیات افضل حق۔ 422-)

تحریک پاکستان اور قائداعظم کی حمایت!

1940ء کو جب چوہدری صاحب راولپنڈی جیل میں تھے انہوں نے ہندوستان کی سیاست کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ کانگرس متحدہ قومیت کا جو نعرہ بلند کر رہی ہے وہ ایک ڈھونگ کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ (حیات فضل حق 192-) اور دوسری جگہ یوں تحریر ہے کہ ہندوستان کی سیاست میں متحدہ قومیت کا نظریہ ایک دجل و فریب کی حیثیت رکھتا ہے' ہندو جب مسلمانوں سے ایسا ہتک آمیز سلوک روا رکھتا ہے تو کانگرس کے رہنماؤں کی زبان کیوں بند ہو جاتی ہے کہ وہ ہندو کے اس طرز عمل کی مذمت نہیں کرتے۔ (حیات افضل حق 193) ہندو مسلمانوں کو اچھوت تصور کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے اس سلوک سے یہ بات دنیا کے سامنے ایک واضح حقیقت بن چکی ہے کہ ہندوستانی قطعاً" ایک قوم نہیں ہیں اور قائداعظم مسٹر محمد علی جناح علیحدگی کا جھنڈا بلند کرنے میں حق بجانب ہیں۔ (پاکستان اور اچھوت' حیات چوہدری صاحب 194)

پاکستان کی حمایت!

لیگی رہنما ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دینے کا مطالبہ پیش کرتے تھے اور انہیں کامل یقین تھا کہ مسلمان ان کا ساتھ دیں گے' مسلمان لیگی لیڈروں کے حکم پر جان کی بازی بھی لگا دیں گے کیونکہ ہندو کے طرز عمل سے وہ بے حد دکھی تھے ہندو بنیا مسلمان قرض خواہ سے بدترین سلوک روا رکھتا تھا اور اپنے ہمسایہ کو اچھوت سے بھی برا خیال کرتا تھا ہندوؤں کے سیاسی لیڈروں کی کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک ان کے لیے کشش نہیں رکھتی کیونکہ روزمرہ کی زندگی میں ہندو کی تنگ نظری اظہر من الشمس تھی (پاکستان اور اچھوت ص 91 ص 92 حیات چوہدری ص 196)

ہندوؤں کے اسی مجلسی بائیکاٹ کے خلاف چونکہ قائداعظم نے جہاد کا اعلان کیا ہے اس لیے وہ مسلمانوں کی آنکھ کا تارا بن گئے' مسلم عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کا اب یہی واحد حل ہے کہ ہندو کے خلاف ابھارا جائے" (پاکستان اور اچھوت ص 97- 98' حیات ص 198) چوہدری صاحب نے وفات سے چند ایام قبل قصور میں آخری خطبہ صدارت پڑھا جس میں انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر یہ اعلان کیا کہ دیکھنا پاکستان کے نعرے کی مخالفت نہ کرنا۔ یہ دکھی دلوں کی فریاد و فغاں ہے۔

ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی کیسے انکار کر سکتا ہے کہ جماعت اہل حدیث یا افراد اہل حدیث کا تحریک پاکستان میں حصہ نہیں؟ ●

امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

مولانا میر سیالکوٹی کے متعلق خفیہ رپورٹ یہ ہے کہ مولوی محمد ابراہیم بن قادر بخش سکنہ سیالکوٹ مشہور اور نہایت با اثر متعصب وہابی مبلغ ہندوستان میں سفر کرتا رہتا ہے اور وہابیوں کے جلوسوں میں اور دوسرے فرقوں سے مناظروں کے دوران نہایت پرجوش تقریریں کرتا ہے اس لیے اس کی ہر وقت مانگ رہتی ہے ظفر علی خان کا کٹر حامی اور ثناء اللہ امرتسری مولوی عبدالرحیم عرف بشیر احمد اور عبداللہ پشاوری کتب فروش کا ساتھی ہے۔ جنگ طرابلس' جنگ بلقان اور کانپور کی مسجد کے واقعہ پر اس نے سیالکوٹ میں کافی بے چینی اور شورش پھیلا دی تھی ایم ابراہیم کے بارے میں شبہ ہے۔ برطانیہ کے خلاف مسلم پروپیگنڈہ میں اس کا ہاتھ ہے۔ (تحریک شیخ الہند ص 387)

مصر میں تقریر

حرمین اور مصر سے واپسی: مولانا حرمین سے فارغ ہو کر مصر گئے وہاں جامعہ ازھر کے رئیس کے مہمان ٹھہرے۔ اس وقت مصر میں آزادی کی تحریک زوروں پر تھی اور مصری انگریز کے خلاف جہاد میں مصروف تھے مولانا نے وہاں چند معرکۃ الاراء تقریریں کیں۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اس سرزمین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے غرور کو خاک میں ملا دیا تھا لیکن آج مصری انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کیوں نہیں کر سکتے؟

گرفتاری

چنانچہ جب آپ بمبئی پہنچے تو ان باغیانہ تقریروں کی وجہ سے گرفتار کر لئے گئے۔ (الاعتصام 20 جنوری 1956ء) مولانا کو 1916ء یا 1917ء میں اس الزام میں گرفتار کیا گیا کہ وہ مولانا عبیداللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سندھی کو مواد مہیا کرتے ہیں آپ کو 20 دن کے قریب سیالکوٹ جیل میں رکھا گیا اور پھر لاہور منتقل کر دیا گیا اکثر وکلاء آپ کے عقیدت مند تھے بالآخر ضمانت پر رہا ہوئے۔ (مجلہ جامعہ ابراھیمیہ ص 46' 1985ء)

اقبال سے تعلق اور خطبہ الہ آباد

علامہ اقبال اور مولانا ایک ہی استاذ کے شاگرد تھے ان کی مجالس ہوتی رہتی تھیں۔ (تاریخ اہل حدیث ص 414) خطبہ الہ آباد (1930ء) میں مولانا میر' علامہ اقبال کے ساتھ شریک تھے (حیات میر سیالکوٹی 159)

تحریک پاکستان اور میر صاحب

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی سعی و جہد سے 1919ء کے اواخر میں ہندوستان کے علماء کرام کی جمعیت علماء ہند قائم ہوئی مولانا اس میں شامل تھے پھر وقت آیا کہ ملکی سیاست میں جمعیت علماء ہند کانگرس کی ہم نوا ہو گئی مولانا سیالکوٹی کو اس سے اتفاق نہ تھا وہ مسلم لیگ کے حامی اور تحریک پاکستان کے موید تھے' (علماء الاسلام ص 33 محمد اسحاق بھٹی) 1918ء میں مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں شرکت کی' (تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار ص 283) قرار داد پاکستان لاہور (1940ء) کے اس تاریخی جلسہ میں مولانا محمد ابراہیم بھی شریک تھے جب جداگانہ قومیت و حق خوداریت کا غلغلہ ہوا اور پاک و ہند کی فضاؤں میں حصول پاکستان کا نعرہ بلند ہوا تو مولانا محمد ابراہیم نے پیرانہ سالی کے باوجود جوش ملی سے اس تحریک میں حصہ لیا۔

جمعیت علماء اسلام کی بنیاد

نومبر 1945ء کو کلکتہ میں ایک اجتماع مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی زیر صدارت ہوا جس میں جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کو اس کا صدر منتخب کیا گیا

اس کانفرنس میں متفقہ طور پر مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا گیا اور ایک قرار داد کے ذریعے مسلم ووٹروں سے اپیل کی کہ مسلم لیگی نمائندہ کے سوا کسی دوسری جماعت کے نمائندہ کو ووٹ نہ دیں اور اعلان میں کہا گیا کہ جمعیت علماء اسلام کسی سیاسی جماعت کا ضمیمہ نہیں بلکہ ایک مستقل جماعت ہے چونکہ اس وقت مسلم لیگ اسلامیان ہند کی بہتری کے لیے کوشاں ہے اور دشمنان اسلام کا مقابلہ کر رہی ہے اس لیے ہم مسلم لیگ کی حمایت کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص 436 -712-

تحریک آزادی پاکستان میں مولانا محمد ابراہیم میر کا جو مقام ہے تاریخ نے سنہری حروف سے اسے اپنے اندر سمویا ہوا ہے ابتداء" جلیانوالہ کا خوفناک حادثہ جس سے مولانا بھی خاصے متاثر ہوئے اور یوں ملکی سیاست میں اترے 1919ء میں مسلم لیگ کا اجلاس' 1930ء میں خطبہ الہ آباد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1940ء کی تاریخی قرار داد پاکستان میں گرم جوشی سے حصہ لیا 1940ء میں لاہور میں ایک تاریخی جلسہ ہوا مولانا اس میں پیش پیش تھے اہل حدیث کے اس نامور سپہ سالار سے کون واقف نہیں؟ تحریک پاکستان کا ہر قاری اسے سراہنے پر مجبور ہے (مشرق 22- اگست 1991ء) کلکتہ میں مسلم لیگ کے حق میں فضاء کو ہموار کرنے میں مولانا کا بہت بڑا کردار ہے' (نوائے وقت 6 جون 1997ء)

مولانا میر صاحب نے ملکی سیاست اور تحریک آزادی ہند میں نمایاں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا مولانا اپنے زمانہ میں میونسپل کمشنر بھی منتخب ہوئے جبکہ یہ ایک بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ وہ انگریز سامراج کے خلاف برسرپیکار رہے شاہ اسمٰعیل شہید کے قافلہ کے مجاہدین سے ان کا گہرا رابطہ رہا اور ان کو رقم بھی فراہم کرتے رہے۔ (حیات مولانا میر99)

دو قومی نظریہ جس کا ذکر چل رہا ہے کہ 1945ء میں موالات و معاملات کفار کے موضوع پر نصوص قرآنی کی روشنی میں مضمون تحریر کیا جو "عصر جدید" اور "نوائے وقت" لاہور نے اہتمام کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی ہو سکتا ہے اسے یو' پی اور بنگال کے کئی اخبارات نے نقل کیا اور بنگال میں انگریزی ترجمہ کر کے شائع کیا۔

"نوائے وقت" ایک مضمون میں اہل حدیث کی خدمات کو یوں خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ مسلمانوں کا تیسرا اہم مکتب فکر اہل حدیث مسلک رکھنے والوں کا ہے یہ درست ہے کہ مولانا غزنوی 1945ء میں پنجاب کانگرس کے صدر تھے لیکن کانگرس کی مسلم دشمنی آشکار ہونے پر انہوں نے کانگرس کی بنیادی رکنیت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

اس زمانہ کی سب سے بڑی اہل حدیث شخصیت استاذ الاساتذہ مولانا میر کی تھی وہ زبردست مسلم لیگی تھے ان کی زوجہ محترمہ نے بھی پاکستان کے حق میں جذبات سے لبریز پنجابی شاعری کی۔ اس لیے اہل حدیث کی پاکستان سے وفاداری کبھی مشکوک نہیں رہی۔ اس میں سعودی عرب سے ہم نوائی بھی ایک سمت قرار دی جا سکتی ہے انہوں نے ہمیشہ بھارت نواز قوتوں سے خود کو الگ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ (نوائے وقت 17 اگست 1993ء) مولانا میر نے بنارس و لکھنؤ میں کئی کئی دن قیام فرمایا اور مختلف مقامات پر مسلم لیگ کے زیر اہتمام جلسوں میں پاکستان کی حمایت میں خطاب فرمایا' قائداعظم کے ہمراہ بھی ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں گئے ہر مقام پر پاکستان کے لیے فضاء کو سازگار کرتے رہے اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع گروئنڈ میں مولانا کی پرتاثیر تقاریر نے پاکستان کی راہ ہموار کرنے میں بے مثال کردار ادا کیا' (رسالہ "الفیصل" فیصل آباد ص 22)

مولانا تحریک آزادی کے بہت اچھے مقرر تھے۔ (20 اپریل 1983ء) تحریک کشمیر اور تحریک پاکستان میں سیالکوٹ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ مولانا معاملہ فہم انسان تھے تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (روزنامہ مشرق 25 دسمبر 1983ء)

لکھوی خاندان------ مولانا محمد علی

برعظیم پاک و ہند میں اہل حدیث کے ایک مشہور لکھوی خاندان کی رفیع الشان خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ لکھوی بزرگوں نے ہند کے ظلمت کدوں میں توحید کا غلغلہ بلند کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(انسائیکلوپیڈیا ص 1339) مولانا محمد علی ہر لحاظ سے مقدم تھے' ان کی سیاسی بصیرت بھی احیاء اسلام کے لیے تھی۔ مولانا کے متعلق تحریر ہے کہ مولانا مرحوم نے ہند میں ہر ایسی تحریک کا ساتھ دیا جس کا بنیادی مقصد احیاء اسلام اور انگریز کو اس ملک سے نکالنا تھا تحریک مجاہدین جس کے بانی سید احمد و شاہ اسمٰعیل شہید تھے میں آپ نے کٹھن سے کٹھن منازل میں مجاہدین اسلام کی اعانت کی۔

تحریک آزادی کشمیر

تحریک خلافت اور تحریک کشمیر میں آپ نے بھرپور حصہ لیا' پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے 86 سال کی عمر میں وہاں انتقال فرمایا۔

1946ء کے الیکشن میں مولانا معین الدین لکھوی نے مجلس احرار کے ٹکٹ پر نواب ممدوٹ مسلم لیگی امیدوار کے مقابلہ میں کاغذات جمع کروا دیئے۔ مولانا محمد علی لکھوی کو جب مدینہ منورہ میں اس صورت حال کا پتہ چلا تو فوراً مولانا معین الدین کو حکماً" لکھا کہ مسلم لیگی امیدوار نواب ممدوٹ کے مقابلہ سے کاغذات واپس لے لو اور تحریک پاکستان کی دل و جان سے حمایت کرو مولانا نے اپنے باپ کے حکم سے نواب ممدوٹ کے مقابلے سے دست کش ہونے کا اعلان کر دیا اور دل جمعی کے ساتھ تحریک پاکستان کی حمایت کی۔ (سیاسیات میں اہل حدیث کا حصہ ص 78 از قاضی محمد اسلم سیف)

بابائے لائل پور

لائل پور کے نامور فرزند حکیم نورالدین مرحوم

حکیم نوردین : یہ اولین اہل حدیث تھے جنھوں نے لائل پور میں سکونت اختیار کی۔ حکیم صاحب کا تعلق ضلع گجرات کے ایک قصبے جلال پور جٹاں سے تھا۔ جب ڈپٹی کمشنر لائل پور نے ساندل بار کی بنیاد رکھی تو حکیم صاحب کو سرکاری طبیب بنا دیا گیا۔ منشی محلہ کی قدیم ترین مسجد میں حکیم صاحب خطبہ دیا کرتے تھے' حکیم صاحب نے تمام عمر اسی مسجد میں درس قرآن دیا حکیم صاحب پہلے شخص تھے جنھوں نے اس شہر میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔

تحریک خلافت

وہ اپنے دور میں تحریک خلافت کے روح رواں تھے انہوں نے ہر باطل طاقت سے ٹکرلی۔ (17 جون 1960ء ہفت روزہ الاعتصام ص 4) جو پروگرام ایک دفعہ مرتب کر لیا اس پر عمل کرنے سے باز نہ آئے درحقیقت برصغیر پاک و ہند کی آزادی کا باعث یہی لوگ تھے۔ جب جنگ بلقان ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مغربی طاقتوں نے ترکوں پر چڑھائی کی تو برصغیر میں اس کا شدید ردعمل ہوا لوگوں نے انگریز حکومت کی مخالفت شروع کر دی۔

حکیم صاحب نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا جب ہر طرف سے آہنی زنجیریں ہی نظر آ رہی تھیں حکیم صاحب بھی ملازمت چھوڑ کر سیاست کے میدان میں آ گئے وہ بہت اچھے مقرر اور سلجھے ذہن کے مالک تھے لائل پور میں وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے انگریز حکومت کے خلاف تقریریں کیں اور لوگوں کو سیاست کی راہ پر لگایا۔

1- انہوں نے رولٹ ایکٹ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو انھیں ڈیڑھ سال کی قید ہوئی اور زمین ضبط کر لی گئی۔

2- تحریک آزادی میں وہ گرفتار ہوئے اور ایک سال جیل میں رہے۔

3- حریت وطن کے لیے مختلف اوقات میں انہوں نے کئی سال جیل کی تاریک کوٹھڑیوں میں گزارے۔

ڈاکٹر سید معین الرحمان تحریر کرتے ہیں کہ لائل پور میں خلافت' کانگریس اور پھر احرار کی سرگرمیوں کا مرکز رہا حکیم نورالدین ایک درویش صفت انسان تھے انہوں نے کانگریس اور مجلس احرار کے رہنما کی حیثیت سے بڑی خدمات انجام دیں لیکن قیام پاکستان سے چند برس پہلے اسی شہر کے تمام قابل ذکر لوگ مسلم لیگ میں شامل ہو چکے تھے۔ (قائداعظم لائل پور ص 46) یہ سب حکیم صاحب کا کارنامہ تھا کہ لوگوں کو اس نے پٹڑی پر چڑھایا۔ حکیم صاحب نے ملک کی ہر اس تحریک میں نمایاں حصہ لیا جس کا مقصد انگریز حکومت کی مخالفت اور اسلام کی سربلندی تھا۔ انہوں نے موجودہ حبیب بینک لائل پور کے مقام پر کھڑے ہو کر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ مسلمانوں کی موت و حیات کا مسئلہ ہے ہم ہر حال میں اس کو آزاد کروا کے دم لیں گے اگر کسی میں جرات ہے تو میں یہاں کھڑا ہوں مجھے شکار کرے۔

تعلیمی کارنامے

حکیم صاحب کے تعلیمی کارناموں کی فہرست بہت طویل ہے' بانی جامعہ سلفیہ' جو ملک و بیرون ملک ایک نمایاں شہرت کا حامل ادارہ ہے۔ بانی انجمن اسلامیہ لائل پور' طبی بورڈ کے صدر' اسلامیہ کالج لاری اڈہ۔ گورنمنٹ ہائی سکول طارق آباد' یتیم خانہ لائل پور' صادق آباد۔

آخر یہ مرد قلندر تقریباً" سو سال کا عظیم عرصہ گزار کر 1960ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میر عبدالقیوم

میر صاحب لائل پور کے نامور وکیل اور سیاسی رہنما تھے پنجاب لٹریری لیگ کے صدر تھے' (وہ صورتیں الٰہی ص 28) ملکی سیاست میں ان کا ایک مقام تھا۔ میر صاحب کی سیاسی خدمات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دائرہ خاصا وسیع ہے حتی کہ آپ سابق ری پبلکن پارٹی کے جنرل سیکرٹری کے اہم منصب پر بھی فائز رہے جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے میر صاحب بااصول سیاست دان تھے۔ (تنظیم 24 جون 1960ء ص 4)۔ انہی کے بیٹے پاکستان کے نامور قانون دان ایم اے رحمان ہیں۔ میر عبدالقیوم ادبی و علمی مجالس کے میر کاروان ہوتے تھے' ان کی وفات 1969ء کو ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

مولانا ابتداء" اس وقت کی سب سے بڑی جماعت آل انڈیا نیشنل کانگرس میں حصول آزادی وطن کی غرض سے شامل ہوئے تھے اور کئی سال ملک اور اہل ملک کی سیاسی خدمات بجالاتے رہے۔ (سیرت ثنائی ص 370) مولانا اکثر کانگرس کے جلسوں اور جلوسوں میں شریک ہوتے' تقاریر بھی کرتے اور کانگرس کے بعض لیڈروں سے تبادلہ خیالات بھی کرتے۔ ان کی اداؤں پر نکتہ چینی بھی کرتے۔ (سیرت ثنائی ص 374) مولانا مسلم حقوق کے تحفظ کے لیے کانگرس میں شامل ہوئے تھے' نہرو رپورٹ نے مولانا کو بددل کر دیا۔ (کاروان شوق 122)

مسلم لیگ میں شمولیت

1906ء میں مسلمانوں نے اپنی علیحدہ جماعت مسلم لیگ کی تشکیل کی اور بہت سے مسلمان لیڈر کانگرس سے علیحدگی اختیار کر کے مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ مسلمان عمائدین کا اولین مقصد حصول آزادی کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار اور نظام شریعت کا قیام تھا خود مولانا کا بھی مطمع نظر یہی تھا اس لیے آپ نے بھی کانگرس کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ (ہفت روزہ الاعتصام 8 مارچ 1985ء ص 18)

ملک کے نامور سیاسی رہنما حکیم آفتاب قرشی تحریر کرتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ نے مسلم لیگ سے ایسا رشتہ جوڑا کہ زندگی کے آخری لمحات تک اس جماعت سے وابستہ رہے سیاسیات میں مختلف ادوار آئے مگر مسلم لیگ سے ان کی وابستگی میں کوئی فرق نہ آیا انہوں نے اپنی بھرپور اور طویل سیاسی زندگی کے ہر موڑ پر مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی مولانا نے دوسری سیاسی جماعتوں کانگرس اور جمعیت علماء ہند میں بھی کام کیا مگر بنیادی وفاداری ملت کے اجتماعی مفاد کے لئے مسلم لیگ سے تھی۔ (کاروان شوق 222) مولانا نے تقریر و تحریر کے ساتھ عوام الناس کے اذہان کو تبدیل کر دیا یہی وجہ تھی کہ لوگ مسلم لیگ کے حامی و ناصر نظر آنے لگے۔

تحریک پاکستان اور مولانا امرتسریؒ

1940ء میں مسلم لیگ نے قرارداد پاکستان منظور کر کے اپنی منزل متعین کر لی تو مولانا ثناء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ بڑے مسرور و شادان تھے ان کی تمام تر صلاحیتیں مسلم لیگ کے لیے وقف تھیں وہ اخبار میں مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں مقالے لکھتے تھے اور اجتماعات میں پاکستان کے محاسن بیان کرتے انہوں نے بالخصوص اہل حدیث حضرات کو ترغیب دی کہ وہ اجتماعی طور پر تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کا ساتھ دیں آپ کی تحریک پر 1946ء میں جماعت اہل حدیث کلکتہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان کانفرنس ہوئی جس میں ہندوستان بھر کے اکابر علماء شریک ہوئے نامور عالم دین مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی صدر مجلس تھے اس جلسہ میں مولانا ثناء اللہ کی تجویز پر اتفاق رائے سے فیصلہ ہوا کہ جماعت اہل حدیث و مسلم لیگ متفق ہیں۔ مسلم لیگ میں شمولیت کو نہ صرف جماعتی مفاد میں سمجھتی ہے بلکہ اسے اسلامیان ہند کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرتی ہے اس تاریخی فیصلے کا سہرا مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کے سر تھا۔ یہ تاریخی فیصلہ تحریک پاکستان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اہل حدیث پرجوش' سرگرم اور زبردست حامی کارکن ہیں اس فیصلہ سے مسلم لیگ کو برصغیر کے گوشہ گوشہ میں مخلص اور فعال سیاسی کارکن میسر آئے۔ (کاروان شوق 223)

1945ء کے انتخابات اور اہلحدیث

1945ء کے انتخابات کے متعلق جماعت اہل حدیث ہند کی پالیسی متعین کرنے کے لیے مولانا ثناء اللہ نے اہل حدیث میں تحریک پیدا کی تھی کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس اور موتمر اہل حدیث ہند' دونوں کی ایک مشترکہ شوریٰ کر کے متفقہ فیصلہ کریں چنانچہ ایک تاریخی اجلاس مورخہ 3 اکتوبر 1945ء مرکزی دفتر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس واقعہ صدر بازار دہلی میں زیر صدارت مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی منعقد ہوا۔ مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر چار گھنٹے بحث و تمحیص کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن بڑی کثرت آراء سے پاس کیے گئے۔

1- آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس اور موتمر اہل حدیث ہند کی یہ مشترکہ شوریٰ قرار دیتی ہے کہ آنے والے مرکزی اور صوبائی انتخابات میں ان امیدواروں کی حمایت کی جائے گی جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہوں نیز یہ اجلاس مسلم لیگ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قانون شریعت میں اہل حدیث مسلک یعنی قرآن و حدیث کا پورا پورا تحفظ کرے۔

2- آل انڈیا اہل حدیث و موتمر اہل حدیث ہند کا یہ مشترکہ اجلاس قرار دیتا ہے کہ ریزولیوشن نمبر 1 کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حسب ذیل بارہ ممبران کا انتخابی بورڈ مرتب کیا جائے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث 19 اکتوبر 1945ء ص 8)

1- مولانا شرف الدین دہلوی تلمیذ حضرت شیخ الکل 2- حافظ حمید اللہ سیکرٹری
3- حافظ محمد صدیق ملتانی میونسپل کمشنر 4- مسٹر ایس ایم عبداللہ میونسپل کمشنر
5- حاجی عبدالکریم ملتانی 6- حاجی بشیر الدین
7- حاجی شیخ محمد دین بالٹی والے 8- میاں حفیظ الرحمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9- شیخ عبداللہ شمیم کھوریہ　　　10- حافظ عبدالغفار خیری
11- حافظ شیخ محمد یحیٰی سوت والے چھابڑے　　　12- مولانا محمد یونس دہلوی

مرسلہ: حافظ حمیداللہ نائب ناظم اہل حدیث کانفرنس انڈیا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر 19 اکتوبر 1945ء ص 8) یہ پورے ملک کا اجتماع تھا جس نے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا۔

جمعیت علماء ہند کے بانی

جمعیت علماء ہند کی بنیاد 1918ء میں رکھی گئی' اس کے بانی مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ تاریخ نے صرف اہل حدیث کو یہ شرف دیا ہے کہ جمعیت کی پہلی مجلس منتظمہ پنجاب سے جو تین نام تھے وہ بھی صرف اہل حدیث کے تھے۔

صوبہ پنجاب و دیگر صوبوں' دہلی سے مفتی کفایت اللہ' حکیم اجمل خان

صوبہ یوپی' عبدالماجد' سید محمد فاخر الہ آبادی' مولانا سلامت اللہ وغیرہ

بنگال سے مولانا اکرم خان' مولانا منیرالزمان دونوں اہل حدیث تھے۔

صوبہ پنجاب سے مولانا ثناء اللہ' مولانا داود غزنوی' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔ (علماء کا کردار ص 202-227 = 190)

اجلاس دسمبر 1918ء میں علماء کی شرکت: مسلم لیگ کا گیارہواں اجلاس مقام دہلی زیر صدارت مسٹر فضل حق منعقد ہوا صدر استقبالیہ ڈاکٹر انصاری تھے جن کا خطبہ گورنمنٹ صوبہ متحدہ پنجاب نے ضبط کر لیا۔ اس اجلاس میں جو حضرات شامل ہوئے ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسری مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا عبدالباری' مفتی کفایت اللہ وغیرہ نے تقاریر کیں اور ان علماء نے نمایاں حصہ لیا۔ (مسلمانوں کا روشن مستقبل ص 401)

امرتسر میں مسلم لیگ کا جلسہ اور مولانا ثناء اللہ

1919ء میں امرتسر ہندوستان میں سیاسیات کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ 13 اپریل 1919ء کو امرتسر جلیانوالہ باغ میں قیامت برپا ہوئی اس سے تحریک آزادی کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ 1919ء کو امرتسر میں مسلم لیگ کا جلسہ ہوا۔ مسلم لیگ کے اجلاس کے پہلے روز مولانا ثناء اللہ صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ تار سے اطلاع ملی کہ علی برادران رہا کر دیے گئے اور وہ جلسہ میں شرکت کے لیے امرتسر آ رہے ہیں جلسہ کے صدر مسیح الملک حکیم اجمل خان نے یہ تار پڑھ کر حاضرین کو سنایا اور فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ علی برادران ان دنوں بے تاج بادشاہ تھے ان کا استقبال مسلم لیگ کے جلسہ میں لاکھوں عوام نے کیا۔

علامہ اقبال نے وہاں کھڑے ہو کر شعر پڑھتے ہوئے خیر مقدم کیا اور اسی اجلاس میں محمد علی جناح کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا گیا مسلم لیگ کا جلسہ انتظامات اور کارکردگی کے اعتبار سے بہت بہتر تھا جلسہ ختم ہوا تو تمام اکابر نے انتظامات پر مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مبارک باد دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلسہ کے بعد یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ مولانا ایک بڑے منتظم بھی ہیں صدر استقبالیہ کی حیثیت سے ان کا خطبہ پکار کی حیثیت رکھتا تھا مولانا' مسلم لیگ سے پہلے ہی وابستہ ہو چکے تھے۔

مولانا کی سیاسی بصیرت

1920ء کو ایک نمائندہ وفد ہندوستان بھر سے وائسرائے کو ملا جس میں محمد علی جناح' حکیم اجمل خان' پنڈت نہرو اور مولانا ثناء اللہ امرتسری شامل تھے' اس نے وائسرائے سے ترکی اور خلافت کے بارے میں مطالبات پیش کئے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مولانا کا سیاست میں کس قدر بلند مقام تھا۔ (کاروان شوق 222)

1930ء خطبہ آلہ آباد

علامہ اقبال نے 1930ء میں الہ آباد میں ہندوستان میں اسلامی حکومت و ریاست (پاکستان) کا تصور پیش کیا تو مولانا نے اپنے اخبار میں اس کی پرجوش حمایت کی اور کئی مقالات اس کی تائید میں لکھے یہ حقیقت بڑی خوش کن ہے کہ علامہ اقبال کی تجویز کا خیر مقدم کرنے والوں میں علماء اور نوجوان پیش پیش تھے۔ (کاروان شوق 223) اس کی تفصیل ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر کی فائل میں دیکھی جا سکتی ہے۔

علامہ اقبال سے مراسم

مولانا ثناء اللہ کے حکیم مشرق علامہ اقبال سے بھی گہرے مراسم تھے۔ (کاروان شوق 224)

قائد اعظم اور مولانا ثناء اللہ امرتسری

1919ء کے جلسہ میں مولانا صدر استقبالیہ تھے قائد اعظم محمد علی جناح معزز مہمان تھے مولانا نے ان کو بہت قریب سے دیکھا۔ جناح کی ذہانت' فراست' اخلاص' دردمندی اور معاملہ فہمی سے بے حد متاثر ہوئے۔ مولانا نے اپنی زندگی میں ہمیشہ قائد اعظم کی بھرپور حمایت کی۔ (244 کاروان شوق) جب بابائے قوم محمد علی جناح نے تصور اقبال کو اصلی صورت میں ظاہر کرنا چاہا تو مولانا نے اس کی زور دار حمایت کی۔ 1940ء کی قرار داد پر مولانا نے اپنے پرچے "اہلحدیث" میں بہت سے مضامین لکھے اس کی شہادت مولانا کے رسائل دے رہے ہیں۔ صاحب نزھۃ الخواطر تحریر کرتے ہیں کہ "سیاسی طور پر انہوں نے وطن کی آزادی کی خاطر بہت کام کیا۔ (جلد 8 ص 96) تکبیر کے کالم نگار اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مولانا کا شمار امرتسر کی اہم شخصیات میں ہوتا تھا۔ (کیا قافلہ جاتا ہے ص 248-)

مولانا کو تقسیم ہند کے موقعہ پر بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ جوان بیٹا قتل کر دیا گیا اور ساتھ ہی ان کے بہت بڑے کتب خانہ کو آگ لگا دی گئی۔ جو مولانا کے لیے ناقابل تلافی نقصان تھا۔

مولانا کی وفات 1948ء کو سرگودھا میں ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادی کا سالار اعظم

مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی

انگریز سے بغاوت

مولانا فضل الٰہی کا شمار ملک کے ان چند گنے چنے لوگوں میں ہوتا ہے جن کی پوری زندگی اسلام کی سربلندی، انگریز دشمنی اور تحریک پاکستان کو کامیاب کروانے میں گزری، مولانا کو انگریز سے دلی نفرت تھی۔ سی، آئی، ڈی کی رپورٹ کے مطابق یہی شخص ہے جس نے چینیاں والی مسجد کے مولوی عبدالرحیم کے اشتراک و تعاون سے لاہور کے جہادی طلبہ کے فرار کا انتظام کرنے میں نمایاں حصہ لیا اس پارٹی کے ہمراہ ہری پور ہزارہ تک گیا۔ (تحریک شیخ الہند ص 419) اور پھر خود آزاد قبائل میں مولانا عبدالرحیم سے جا ملا اور قبائل کو آمادہ جہاد کرنے میں مدد دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے شب قدر پر حملہ میں حصہ لیا تھا' (شب قدر سرحد کا اب ایک نہایت پر رونق علاقہ' پشاور سے آزاد قبائل کو جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہے۔ مولانا کے متعلق انگریز لکھتا ہے کہ مولوی فضل الٰہی ہر اس شخص میں جہاد کی روح پھونک دیتا تھا جو اس سے ملتا تھا' (معارف لاہور ص 11 جون 1982ء)

گرفتاری

برطانوی حکومت نے 7 نومبر 1915ء کو مجاہدین کو چندہ بھیجنے کے جرم میں گرفتار کر کے جالندھر میں نظربند کر دیا لیکن مولانا صاحب کا نشہ ایسا نہ تھا جس سے اسیری کی ترشی اتر سکتی۔ انہوں نے جیل میں ولی محمد نامی ایک وارڈر کو اپنا ہم نوا بنا لیا اس کے ذریعے تمام رفیقوں کا سرگری کے ساتھ کام جاری رکھا جب گورنمنٹ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ (سرگزشت مجاہدین 569 خلاصہ)

پابندی اٹھنے کے بعد مولانا فضل الٰہی نے چاقو چھریاں بیچنے کے بہانے مجاہدین کے لیے دوبارہ چندہ فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ 1920ء میں وہ رتلام میں معاونین کی ایک میٹنگ میں شرکت کر رہے تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے ہیں اور پولیس ان کی تلاش میں ہے۔ مولانا 17 اگست 1920ء کو (خفیہ) طور پر چمرقند پہنچ گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں انگریز سرکار نے ان کی جائیداد نیلام کر دی۔ (مولانا فضل الٰہی ص 104)

مولانا وزیرستان میں

مولانا نے فقیر ایپی کی دعوت پر تین سال وزیرستان میں گزارے جہاں وہ فقیر صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیتے رہے "کیونکہ" فقیر ایپی نے وزیرستان کے علاقہ میں انگریز کے خلاف جہاد شروع کر رکھا تھا۔ (المعارف ص 17۔ 1982ء جون سید بادشاہ کا قافلہ ص 428 فضل الٰہی ص 140)

مولانا کے گھر کی نگرانی سخت کر دی گئی محلے والے پل پل کی خبر پولیس تک پہنچاتے تھے ریلوے اسٹیشن پر سی آئی ڈی کے افراد موجود رہتے جو ہر اجنبی مسافر پر کڑی نظر رکھتے تھے کہ وہ کہیں مولانا کا قاصد نہ ہو۔ (المعارف لاہور جون 1982ء ص 12) ایک سپیشل پولیس کا آدمی مولانا کے گھر کے سامنے قصابوں کے گھر رہنے لگا کہ جب مولانا آئیں تو اطلاع دی جائے۔ (مولانا فضل الٰہی ص 105) تحریک جہاد کے سلسلہ میں بہت سے قاصدین کو تختہ دار پر چڑھایا مگر مجاہدین اپنے عزم سے باز نہ آئے مولانا کا تحریک خلافت 1919ء میں ہندوستان کا داخلہ برٹش گورنمنٹ نے ممنوع کر رکھا تھا۔ مولانا آزاد نے ایک قرار داد پیش کی جس کا مقصد یہ تھا کہ انگریز مولانا سے تمام پابندیاں ختم کر دے تاکہ وہ واپس وطن آ سکیں۔ (حیات مولانا فضل الٰہی 159)

انگریز کو مولانا سے خطرہ

حضرت مولانا فضل الٰہی کے لیے 1930ء تا 1934ء کا دور بہت پر خطر دور تھا اس کے باوجود آپ نے جذبہ دینی کے تحت قبائل کو متحد کرنے میں گزارا۔ 1936ء تا 1938ء تک یاغستان کا دورہ کرتے رہے انگریزوں کے ساتھ کئی جھڑپیں ہوئیں۔ (سید بادشاہ ص 427)

حکومت افغانستان سے تعاون لینا چاہتے تھے

حضرت صاحب قبائل کے اتحاد میں حکومت افغانستان سے بھی تعاون حاصل کرنا چاہتے تھے ایک دفعہ 27- اگست 1926ء اور 1932ء میں ایک وفد کی صورت میں حضرت افغانستان پہنچے۔ صدر افغانستان سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کے اخلاص سے بہت متاثر ہوا۔ چنانچہ نادر شاہ نے حضرت صاحب سے کہا کہ حکومت برطانیہ خواہش مند ہے کہ آپ واپس چلے جائیں آپ سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کی جائے گی۔ جا کر امن و آسائش کی زندگی بسر کریں اگر خیال ہو تو آپ کو بھجوا دیا جائے۔ مولانا نے فرمایا میں نے وطن کو دنیا کی خاطر نہیں چھوڑا۔ صرف دین کی خاطر اور انگریز دشمنی کے لیے ہجرت کی ہے اسی لیے تمام تکالیف برداشت کر رہا ہوں۔ انکار پر نادر شاہ نے ستر جریب زمین گزارہ کے لیے اور تین صد روپیہ ماہوار کی پیشکش کی کہ آپ کابل میں رہیں مگر آپ نے انکار کر دیا۔ (مولانا فضل الٰہی 140)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ' انگریز نے ایک شخص حاجی روئیداد خاں کو بھیجا کہ فقیر صاحب سے ہماری صلح کی بات چیت کراؤ کیونکہ اس وقت جرمن سے جنگ چھڑ چکی تھی۔ کیونکہ مولانا' فقیر کے ساتھ ہوتے تھے۔ مولانا نے ایسے مطالبات (سفیر) کو لکھ دیئے جو انگریز کے لیے نہایت ذلت آمیز تھے۔ انگریز نے یہ تحریر پہچان لی انہیں اور بھی تشویش ہوئی چنانچہ انہوں نے حکومت افغانستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو کہا انہیں اپنے پاس بلاؤ جس قسم کا لالچ مانگیں ہم دے دیں گے۔ چنانچہ حکومت افغانستان کی طرف سے وزیراعظم محمد ہاشم خاں اپنے علاقے خوست کے حکمران کی معرفت دو دفعہ پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آ جائیں ہر قسم کی سہولت میسر ہو گی باقی ماندہ زندگی آرام سے گزاریں آپ کی عمر کا تقاضا یہی ہے۔ مولانا نے ایسا جواب دیا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔

ہم وطن سے آرام کی خاطر نہیں آئے کیونکہ آرام وطن میں بہت مل سکتا تھا ہم تو وطن غیروں سے آزاد کرانے کے لیے آئے ہیں خدا آپ کو خوش رکھے اگر کبھی فرصت ہوئی تو حاضر ہو جائیں گے اور مولانا نے کہا آپ نے تو اپنے ملک کو آزاد کرا لیا (بچہ سقہ سے) ہم بھی کوشش کر رہے ہیں اگر کامیاب ہو جائیں یا شہید ہو جائیں مقصد پورا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ (حیات مولانا فضل الٰہی ص 150)

سفر حج اور اٹلی سے رابطہ

مولانا نے عبدالرزاق کابلی کے نام پر حج کیا۔ برطانوی انٹیلی جنس عام دنوں میں چوکس رہا کرتی تھی اب تو جنگ کے ایام تھے دوران سفر ایک بوڑھا مولانا کے ساتھ ہو لیا اس نے کہا میں نے آپ کو پہچان لیا ہے آپ فضل الٰہی تو نہیں ہیں؟ 1914ء میں میں نے آپ کو گرفتار کیا تھا آپ تین سال جالندھر جیل میں رہے: مولانا نے بڑی بے نیازی سے کہا وہ کوئی اور ہو گا میرا نام حمید الدین ہے اجمیر شریف کا ملنگ ہوں حج پر جا رہا ہوں۔ (سید بادشاہ کا قافلہ ص 435) اس سفر میں مولانا کے ساتھ غازی عبدالغنی قصوری بھی تھے۔

امیر المجاہدین نے عبدالغنی سے آہستہ سے فرمایا بیٹا گرفتاری کا خطرہ ہے آپ لوگ ہوشیار رہیں پھر آپ نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اپنے رب کے آگے دست استمداد پھیلا دیا کہ اے پروردگار تیرے گھر کی زیارت کے لیے نکلا ہوں ہندوستان کے دارا لکفر کو دارالاسلام بنانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جب جدہ کی بندرگاہ پر اترے تو مولانا فضل الٰہی بھیس بدل کر حاجیوں کے ہجوم میں چھپتے چھپاتے بندرگاہ سے نکلے۔

سفیر سے ملاقات

مولانا محمد دین صاحب جو اب بھی بقید حیات ہیں' نثار کالونی فیصل آباد میں مولانا عبدالعزیز راشد کے ہاں قیام پذیر ہیں اور وہ مجاہدین کے درمیان یعقوب کے نام سے مشہور تھے۔

مولانا فضل الٰہی نے بیان کیا کہ میں اٹلی کے سفیر سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں محمد یعقوب نے کہا اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ آپ میری بیوی بن جائیں اور برقعہ پہن لیں۔ مولانا نے یہ فارمولا تسلیم کر لیا۔ مولانا کو لیکر محمد یعقوب چل پڑے۔ راستے میں کسی نے سوال کیا آپ کدھر جا رہے ہیں' یعقوب نے کہا یہ میری بیوی بیمار ہے اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جا رہا ہوں اس کے دفتر میں پہنچ کر مولانا نے اپنا مدعا بیان کیا۔ تو وہ فوراً سمجھ گئے کیونکہ آزاد ریڈیو سے اقبال شیدائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیالکوٹی اکثر ان کا تذکرہ کرتا رہتا تھا' مولانا مسولینی اور ہٹلر سے ملنا چاہتے تھے۔ اطالوی سفیر ان کے نام سے اور کام سے پہلے ہی واقف تھا کہ وہ انگریز کے خلاف وطن کی آزادی اور اسلام کی سربلندی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور تین افراد کے لیے ہوائی سفر کا انتظام کر دیا۔ (سید بادشاہ کا قافلہ = 435)

مولانا کی جب ملاقات ہوئی ان کے ساتھ یعقوب مجاہد تھے' مجاہد یعقوب بہت لمبے تڑنگے تھے ان کا قد و قامت دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گیا بے ساختہ پکار اٹھا۔ (Camel of Mujahidin) مجاہدین کا اونٹ۔ یہ ملاقات جدہ میں ہوئی۔ اس کا ذکر خود مولانا محمد دین عرف یعقوب مجاہد نے ایک ملاقات میں کیا۔ (سید بادشاہ کا قافلہ)

ہٹلر سے ملاقات

رومۃ الکبریٰ سے مولانا برلن پہنچے وہاں ہٹلر سے ملاقات ہوئی اور مجاہدین چمرکند کے امیر کی حیثیت سے انہوں نے جرمنی کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے۔

"امیرالمجاہدین نے ہندوستان کو آزاد کرانے کا ایک ہمہ پہلو منصوبہ ہٹلر کے سامنے پیش کیا تھا جسے دیکھ کر وہ خود اور اس کے فوجی مشیر اس مرد درویش کو فوجی معاملات پر ماہرانہ نگاہ کے قائل ہو گئے۔ (سید بادشاہ ص 436)

مولانا اٹلی میں

ملاقات کے بعد امیرالمجاہدین اور ان کے ساتھی طیارے کے ذریعے اٹلی پہنچے۔ اس کی روداد بابا محمد دین عرف مجاہد یعقوب کی زبانی سنئے۔

بابا جی نے کہا کہ ان سے جو معاہدہ ہوا اس میں یہ طے پایا کہ ہم آپ کی مالی امداد کچھ اس طرح کریں گے کہ آپ کو طلہ بھیج دیا جائے آپ اس کو فروخت کر کے مالی مدد لے لیں' ان کے بقول اس کی ایک کھیپ انہوں نے روانہ بھی کی۔ مگر بعد میں حالات تبدیل ہو گئے۔

سلطان عبدالعزیز آل سعود سے ملاقات

مولانا اٹلی میں ملاقات کے بعد حج کے لیے جدہ پہنچے پھر احرام کا کفن بدن پر لپیٹے ہوئے لبیک اللھم لبیک' کہتے ہوئے رب کی چوکھٹ پر حاضر ہوئے۔ اب ظلم و ستم کے اندھیرے پھر چھا رہے تھے طرابلس' لیبیا' سوڈان' الجزائر' عرب' ہندوستان اور عالم اسلام کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے افراد امت سے ملاقاتیں اور مذاکرات کرتے رہے۔ امیرالمجاہدین نے والئ نجد و حجاز سلطان عبدالعزیز آل سعود سے بھی ملاقات کی۔ سلطان آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے اور کئی روز تک سرکاری مہمان رکھا۔ (سید بادشاہ کا قافلہ ص 437)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک پاکستان اور امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی

مولانا پر ہندوستان آنے پر پابندی تھی مگر وہ ہر خطرہ کو مول لیکر ہندوستان وارد ہوئے سید بادشاہ کا قافلہ کے مصنف تحریر کرتے ہیں کہ انگریز حکومت کو خبر مل چکی تھی کہ وہ چمرقند سے ہندوستان منتقل ہو چکے ہیں۔ قدم قدم پر اجنبی متجسس آنکھیں انہیں گھورتی ہوئی ملتیں لیکن سارے خطرات کے باوجود انہوں نے اپنا کام جاری رکھا۔ (438 سید بادشاہ)

1940ء کے اجلاس میں مولانا کی شرکت

23 مارچ کو برصغیر کے مسلمان اپنی تاریخ کا ایک اہم فیصلہ کرنے والے تھے وہ فیصلہ جو پورے برصغیر کی تاریخ کا دھارا بدل دینے والا تھا شاہی مسجد کے سائے تلے منٹو پارک کی وسعتوں میں خیبر سے راس کماری تک پھیلی ہوئی امت مسلمہ کی امنگوں کا شعور خیمہ زن تھا ایک لاکھ کے اس تاریخی اجتماع میں وہ تاریخی قرار داد منظور کی گئی جو مسلمانوں کا نصب العین بنی اور جو "قرار داد پاکستان" کے نام سے مشہور ہے۔

پنڈال کے ایک گوشے میں ایک ملنگ بھی بیٹھا تھا لمبی ڈاڑھی، بڑی بڑی مونچھیں، کندھوں پر لٹکتی ہوئی زلفیں، نصف پنڈلیوں کو چھوتا ہوا کرتا، سر پر درویشی کلاہ، ہاتھ میں موٹے دانوں کی مالا اور پاؤں میں دیسی جوتے دیکھنے میں بالکل ان پڑھ لگتا تھا جیسا کہ ملنگ ہوا کرتے ہیں لیکن ان تاریخی لمحات کا فسوں اس کے چہرے سے اتنا گہرا نقش تھا کہ صاف پڑھا جاتا تھا اس کی نگاہ دور اسٹیج پر جمی ہوئی تھی جہاں ایک دبلا پتلا شخص کرسی صدارت پر جلوہ افروز تھا پنڈال میں موجزن ذوق و شوق کے زیر و بم کے ساتھ ساتھ ملنگ کے چہرے کا اتار، چڑھاؤ دل میں امڈنے والے جذبات کی غمازی کر رہا تھا جب یہ تاریخی اجلاس برخاست ہوا تو وہ ملنگ لاکھوں کے ہجوم میں غائب ہو گیا۔ یہ حضرت مولانا فضل الٰہی مرحوم امیر المجاہدین تھے، (سید بادشاہ کا قافلہ 428، 429)

روزنامہ "قومی دلیر" اپنی 21 اگست 1962ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ حضرت مولانا صاحب قیام پاکستان کے مشوروں میں برابر کے شریک رہے جب دہلی میں تقسیم ہند پر بحث ہو رہی تھی تو اس وقت آپ دہلی میں موجود تھے اور جب شملہ مشن سے گفتگو ہو رہی تھی اس وقت آپ شملہ میں موجود تھے۔ (حیات مولانا فضل الٰہی 162- سید بادشاہ = 440) مولانا نے تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے ہتھیلی پر جان رکھ کر پورے ملک کا دورہ کیا۔ مولانا نے سارے خطرات کے باوجود اپنا کام جاری رکھا۔ راجپوتانہ، بنگال، بہار، سی پی، یوپی اور حیدر آباد دکن تک دورہ کیا ان علاقوں میں جگہ جگہ جماعت مجاہدین کی شاخیں قائم کیں، مولانا راغب احسن بنگال کے امیر تھے۔

دکن میں نواب بہادر جنگ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی امیر المجاہدین نے انہیں دکن کا امیر جماعت بنایا۔ (سید بادشاہ۔ 439) مولانا راغب احسن تحریر کرتے ہیں کہ مولانا ایک طرف دورے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رہے تھے دوسری طرف انگریز حکومت ان کی تلاش میں تھی۔ برٹش گورنمنٹ کو ان کے داخلہ کی خبر مل چکی تھی شمالی ہندوستان کے ریلوے اسٹیشنوں پر رئیس المجاہدین مولانا فضل الٰہی کے فوٹو لگا دیئے گئے تھے اور ان کی گرفتاری و نشان دہی کے لیے بھاری انعامات کے اشتہارات بھی شائع کر دیئے گئے تھے دوسری طرف کانگریس ان کے داخلہ ہند اور تبدیلی عقیدہ و حمایت پاکستان سے بے خبر تھی سوائے مولانا آزاد کے جن سے رئیس المجاہدین بار بار مل چکے تھے کوئی کانگریسی واقف نہ تھا۔ (ہفت روزہ الاعتصام ص 6' 8 جولائی 1960ء)

مولانا عبداللہ الکافی سے ملاقات

مولانا نے عبداللہ الکافی سے طویل ملاقات فرمائی ان کو حالات سے آگاہ کیا مولانا عبداللہ الکافی نے کانگرس سے علیحدگی اور تحریک پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا باضابطہ بیعت کے ساتھ تحریک مجاہدین میں شریک ہوئے اور ان کے برادر اکبر مولانا عبداللہ الباقی بھی کانگرس سے علیحدہ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ (ہفت روزہ الاعتصام 8 جولائی 1960ء ص 6)

محمد علی جناح سے ملاقاتیں اور تحریک پاکستان

تحریک پاکستان کے مجاہد قائداعظم کے عظیم دوست بیان کرتے ہیں کہ مسلم لیگ اور مجاہدین میں رابطہ و تعاون مضبوط تھا' راقم کئی بار رئیس المجاہدین کو قائداعظم اور اکابر مسلم لیگ سے ملا چکا تھا کلکتہ مسلم لیگ کے اکثر اکابر بیعت کر کے جماعت مجاہدین میں شامل ہو چکے تھے' جس زمانہ میں حیدر آباد دکن کے نواب نے بیعت کی تو اسی زمانہ میں محمد علی جناح دوسرے مسلم لیگی رہنماؤں سے کئی ملاقاتیں کیں۔ 1948ء کے شروع میں محمد علی جناح سے ملاقات ہوئی۔ جس میں پاکستان کے مستقبل اور اس کے قائم ہونے والے نظام حکومت پر گفتگو ہوئی۔ (مشرق 22- اگست 1990ء) امیر المجاہدین نے اس سلسلے میں نظام کار پیش کیا جس کی غرض و غایت پاکستان کو اسلامی مملکت بنانا اور سید بادشاہ اور ان کے ساتھیوں نے جس مقصد کے نذرانے دیئے تھے اسے پورا کرنا تھا۔ (مولانا فضل الٰہی ص 164)

لیاقت علی خان اور جناح سے ملاقات

مولانا محمد عبدہ صاحب جو ملک کے نامور عالم دین ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ

ایک دن مجاہد اعظم مولانا فضل الٰہی مرحوم اپنے خادم مجاہد عبدالغنی قصوری اور مولانا عبدالحکیم رحمانی قصوری کے ساتھ دارالحدیث رحمانیہ دہلی آ گئے اور پنجابی ہونے کی نسبت میرے کمرہ میں تین دن قیام فرما رہے دہلی میں گھومنے کے لیے مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے اور مختلف مقامات پر دوستوں سے تعارف بھی کرواتے راقم ان کے قیام پر بہت خوش ہوا تاہم مولانا روپوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے اس دن اچانک تین بجے سہ پہر تشریف لائے اور اپنا سامان خود ہی قلی کی طرح کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور مجھے دوسرے دن محلہ کشن گنج کی ایک مسجد میں حاضر ہونے کو کہا۔ بندہ وقت مقررہ پر مسجد میں پہنچ گیا مولانا اس وقت چائے کا اہتمام کر رہے تھے پیالیاں پرانی ٹوٹی پھوٹی تھیں اور ادھر سے لیاقت علی خان رفقاء سمیت تشریف لے آئے سب نے بیٹھ کر مسجد میں چائے پی ان دنوں مولانا روپوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ نواب زادہ نے مولانا سے عرض کیا پاکستان منظور ہو گیا ہے اب روپوشی کی ضرورت نہیں آپ کھلے آزادانہ چل پھر سکتے ہیں۔

دوسرے دن جناح کی ملاقات کے لیے دعوت دے گئے۔

ایک دفعہ دہلی میں گھومتے ہوئے ہم اوکھلے گئے اوکھلاایک تاریخی مقام ہے جہاں پر صد سالہ جوبلی منائی تھی جس میں دارالحدیث کے اساتذہ و طلبہ بھی مدعو تھے ہمارے لیے خیمہ بھی لگایا گیا اس اجلاس میں کانگریں و مسلم لیگ کے چوٹی کے زعماء شریک تھے قائداعظم اور مولانا آزاد پہلی صف میں براجمان تھے۔ (تعلیم الاسلام دسمبر1994ء)

مولانا نے بتایا لیاقت علی خان کے ساتھ سردار عبدالرب نشتر وغیرہ بھی تھے۔ مولانا سے مسلم لیگ کی حمایت کی اپیل کی گئی۔ خصوصا" سرحد کے ریفرنڈم کے لیے تو مولانا نے حمایت کا یقین دلایا۔ یہ تمام باتیں مولانا نے فیصل ہال جامعہ سلفیہ میں ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے فرمائیں راقم اس موقعہ پر موجود تھا۔

سید حسین شہید سہروردی سے ملاقات

اس مسودے پر سہروردی سے کلکتے میں ان کی کوٹھی پر رات ایک بجے سے صبح چار بجے تک بحث ہوتی رہی پھر اس پر دہلی میں قائداعظم کی کوٹھی پر غور و خوض ہوا اور آخر کار جماعت مجاہدین اور قائداعظم کے درمیان معاہدہ طے پا گیا۔ (سید بادشاہ کا قافلہ۔ 439- نوائے وقت 6 نومبر 1993ء) قائداعظم پر قاتلانہ حملہ ہوا تو غازی عبدالغنی کی روایت کے مطابق ایک مجاہد غازی عبدالکریم نے اس حملے کو ناکام بنایا۔ (سید بادشاہ۔ 440)

1945ء کے انتخابات اور اہل حدیث

جماعت مجاہدین پوری طرح مسلم لیگ کی حمایت کرتی رہی۔ 1945ء سے مسلم لیگ کی حمایت میں قریبا" تمام مجاہدین کو پاکستان بنانے کے لیے میدان ہموار کرنے پر لگا دیا گیا بالاخر دسمبر 1945ء میں اسمبلی کے انتخاب کے نتائج کا جب اعلان ہوا تو مسلم لیگ کو حیرت انگیز کامیابی ہوئی یعنی سو فی صد نتائج مسلم لیگ کے حق میں تھے جس کی خوشی میں قائداعظم نے یوم فتح منایا۔ (حیات مولانا 162) اس شاندار کامیابی کے بعد قائداعظم نے پاکستان کے مطالبہ سے کم، کسی قسم کی گفتگو کرنے سے انکار کر دیا بلکہ مسلم لیگ کی قرار دادوں میں کچھ نئے الفاظ کا اضافہ ہو گیا بشرط ضرورت طاقت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال' بغاوت' ڈائرکٹ ایکشن وغیرہ (مولانا فضل الٰہی 162)
انہی کی خفیہ تگ و دو سے اہل حدیث کی غالب ترین اکثریت نے اپنا وزن پاکستان کے پلڑے میں ڈالا اور مجاہدین نے ووٹوں کی یہ جنگ جیتنے میں بڑا کردار ادا کیا۔ (سید بادشاہ۔ 440)

جمعیت علماء اسلام کا قیام

جمعیتہ علماء اسلام کا قیام بھی امیرالمجاہدین کی پس پردہ کوشش کا ثمرہ تھا۔ (سید بادشاہ 439)

مولانا کو قتل کروانا

1926ء کے زمانے سے انگریزوں نے کئی بار اپنے ایجنٹوں کے ذریعے انہیں قتل کروانے کی کوشش کی لیکن وہ ہر بار بچ نکلے۔ (المعارف 1982ء جون ص 13)

مسئلہ کشمیر' مولانا اور سردار عبدالقیوم

1947ء میں پاکستان بنا تو امیرالمجاہدین لاہور میں تھے تاریخ کا عظیم موڑ مڑ چکا تھا انگریز برصغیر سے رخصت ہو گیا تھا اور اسلامی مملکت وجود میں آ چکی تھی۔ آگ اور لہو کے دریا سے گزر کر قافلے پاکستان کے ساحل مراد پر پہنچ رہے تھے اور روح و بدن کے گھاؤ رس رہے تھے کہ بھارت کی حکومت نے کشمیر کے مہاراجہ کے ساتھ ساز باز کر کے پاکستان کی اس شہ رگ پر ہاتھ ڈال دیا اور اس سازش کا تار و پود بکھیرنے کے لیے کشمیری' سردار عبدالقیوم کی قیادت میں اٹھ کھڑے ہوئے سردار عبدالقیوم نے امیرالمجاہدین کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی ہوئی تھی ادھر پاکستان کی مسلح افواج بھی حرکت میں آ گئی تھیں سرحد اور آزاد علاقہ کے ہزاروں قبائلی بھی میدان میں اتر آئے۔
سرینگر کی طرف بڑھنے والوں میں سید بادشاہ کے مجاہدین بھی تھے (سید بادشاہ ص 440)
مولانا موصوف خود مجاہدین کے لیے اسلحہ اور رسد کی فراہمی میں مصروف رہے جب لیاقت علی خان نے کشمیر میں جنگ بندی کا معاہدہ کیا تو انہیں اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ (المعارف 1982ء جون ص 15)
یاد رہے آج جو آزاد کشمیر کا نقشہ نظر آتا ہے یہ صرف اور صرف مجاہدین کا مرہون منت ہے۔ کاش لیاقت علی خان یہ غلط فیصلہ نہ کرتے تو سب کشمیر مسلمانوں کی ریاست ہوتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
بنگلہ دیش میں مولانا کے نائب راغب احسن اور مغربی پاکستان اب صرف پاکستان میں صوفی محمد عبداللہ تھے۔ سلہٹ کے ریفرنڈم میں مولانا کا مرکزی کردار رہا اس کی تفصیل غازی عبدالغنی کے حالات میں دیکھیں۔

وفات

مولانا کی وفات 5 مئی 1951ء کو ہوئی نماز جنازہ مولانا محمد یوسف گکھڑوی نے پڑھائی۔ 6 مئی کو 129 برس بعد انہیں دریائے کنہار کے کنارے شہداء بالاکوٹ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیرالمجاہدین مولانا فضل الٰہی کو تاریخ و تحریک پاکستان کا آخری سالار اعظم مانا جاتا ہے۔

مولانا فضل الٰہی کے یار غار۔۔۔۔ جناب غازی عبدالغنی، مجاہد قصوری

تحریک پاکستان میں ایسے نوجوان افراد بھی تھے جنھوں نے انگریز اور ہندوؤں سے مقابلہ کرنے میں اپنی جان و مال کی پرواہ نہ کی۔ مسلمانوں کے وطن کی آزادی کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ان مجاہدین میں غازی عبدالغنی خاں قصوری کا نام سرفہرست ہے۔ (نوائے 6 نومبر 1993ء)

ماں کی تمنا

غازی کی والدہ مرحومہ عالمہ اور قرآن و حدیث کی بہت بڑی مبلغہ تھیں۔ قصور شہر میں ان کی علمیت کا ڈنکا بجتا تھا کئی نامور پادریوں اور سکھوں کے ساتھ مناظرے ہوئے مرحومہ نے مخالفین اسلام کو علمی طور پر شکست فاش دی اور اسلام کا پرچم بلند رکھا۔ غازی صاحب ابھی دو سال کی عمر کو پہنچے تھے کہ والدہ کا انتقال ہو گیا مرحومہ نے وفات کے وقت اپنے ورثا کو وصیت کی کہ میرے اس ننھے بچے عبدالغنی کو سید احمد شہید و شاہ اسمٰعیل شہید کی تحریک مجاہدین میں بھیج دیا جائے اور اس کے دل میں وطن کی آزادی اور اسلام کی خاطر جہاد کی خواہش بھر دیں تاکہ روز قیامت میں ایک غازی یا شہید کی ماں بن کر اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہوں۔ (نوائے وقت 6 نومبر 1993ء غازی صاحب نے اپنی تعلیم کو پورا کیا اور 25 سال کی عمر میں اپنی والدہ کی وصیت کے مطابق گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔

غازی عبدالغنی کی تحریک مجاہدین میں شمولیت

غازی عبدالغنی کا اپنا بیان ہے کہ 1941ء کے شروع میں کلکتہ میں ایک بیگ بنانے والے کارخانہ میں کام کرتا تھا اہل حدیث ہونے کی وجہ سے کسی اہل حدیث مسجد کا متلاشی تھا چنانچہ محلہ کولو ٹولہ کی ایک مسجد میں مولانا محمد یوسف خطیب تھے اور روزانہ درس قرآن دیتے تھے ان سے مراسم پیدا ہو گئے ایک دن انہوں نے کہا آؤ تمہیں ایک بزرگ سے ملائیں یہ حضرت مولانا رئیس المجاہدین فضل الٰہی تھے ملنگ کی شکل اختیار کر رکھی تھی مولانا یوسف صاحب نے فرمایا اس کی بیعت کرو میں نے کہا کہ اہلحدیث ہوں ہم ایسے مشرک ملنگوں کی بیعت نہیں کرتے جو قبروں کے مجاور ہوں چند ایام کے بعد بیعت کر لی ملنگ نے کہا کہاں سے ہو؟ جواب دیا قصور سے پھر آپ نے فرمایا: شرک نہ کرنا خواہ کتنی مصیبت کیوں نہ آئے (2) نماز کی پابندی کرنا۔ (3) جب میں نے وظیفہ پوچھا تو فرمایا۔ سب سے بڑا وظیفہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک انگریز ضرور قتل کرنا۔ انہیں چند ایام کے بعد جاپان نے کلکتہ پر بمباری کی، افراتفری کے عالم میں سب لوگ بھاگ رہے تھے میں بھی وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نکلا ایک کوٹھی میں انگریز مع اہل و عیال رہتا تھا میں نے وہاں داخل ہو کر دیکھا کہ صاحب خانہ ڈر کر میز کے نیچے چھپا بیٹھا تھا اور دیوار پر پستول لٹک رہا تھا میں نے جاتے ہی پکڑ کر انگریز کو قتل کر دیا اور ملنگ کو پستول دے دیا تو حضرت سجدہ میں گر گئے۔

رئیس المجاہدین کی نگاہ

مولانا نے غازی کی صلاحیتیں بھانپتے ہوئے اپنے ساتھ رکھنے کا پروگرام بنایا تاکہ اس مرد میدان کی صلاحیتوں کو مزید نکھارا جا سکے پھر حضرت غازی صاحب مولانا کے ساتھ اٹلی اور دوسرے مقامات پر ساتھ رہے جیسا کہ مولانا کے حالات میں ذکر ہو چکا ہے۔ (نوائے وقت 6 نومبر 1993ء ص 41)

تحریک پاکستان میں مولانا عبدالغنی مجاہد کا کردار

تحریک پاکستان کو کامیاب کروانے کے لیے غازی عبدالغنی رئیس المجاہدین کے ساتھ ساتھ رہے۔ بنگال میں حسین شہید سہروردی وزیراعظم تھے جو مسلم لیگ کے زبردست حامی تھے چنانچہ سہروردی نے اپنے ساتھ رکھنے کے لیے بطور معاون و محافظ حضرت مولانا صاحب سے ایک آدمی مانگا تو آپ نے غازی عبدالغنی کو ان کے ساتھ کر دیا جن کی وجہ سے بنگال میں کافی کام ہوا۔

سلہٹ کا ریفرنڈم

تحریک پاکستان کے دوران 1946ء کے عام انتخابات کے دوران سلہٹ و دیگر مقامات پر ہندوؤں نے کانگرسی علماء سے مل کر مسلم لیگ کو شکست دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اسی دوران امیر المجاہدین نے غازی عبدالغنی کو حسین شہید سہروردی مرحوم کے ہمراہ سلہٹ بھیجا گیا۔ دس ہزار رضا کار غازی صاحب کے ہمراہ تھے جب کانگریس نے مسلمانوں کا جوش و خروش دیکھا تو حیران و پریشان رہ گئے۔ حسین سہروردی مرحوم کانگریس کے حربوں سے بہت پریشان تھے۔ غازی جیسے جری اور بہادر نوجوان نے ان کا حوصلہ پست نہ ہونے دیا ان کے رضا کاروں نے مسلم لیگ زندہ باد بن کر رہے گا پاکستان کے نعروں سے تمام علاقہ میں ایک گونج پیدا کر دی' (نوائے وقت 6 نومبر 1993ء ص 11)۔

"مولانا فضل الٰہی" کے مصنف نوائے وقت کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ غازی عبدالغنی نے سلہٹ کے ریفرنڈم میں بہت جواں مردی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کی وجہ سے قریباً" ڈیڑھ لاکھ ووٹ مسلم لیگ کو زیادہ ملے۔ (سید بادشاہ کا قافلہ ص 440 ص 162) جس کی تفصیل نوائے وقت 23 اکتوبر 1964ء کوہستان 29 مارچ 1965ء میں دیکھی جا سکتی ہے۔

غازی صاحب بھاگلپور میں

غازی عبدالغنی کی ذہانت اور منصوبہ بندی نے سلہٹ کا ریفرنڈم جیت لیا اور کانگریس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاروں شانے چت پڑی بعدازاں غازی صاحب کو بھاگلپور میں مسلم لیگی رہنما مقبول احمد کی حمایت کے لیے بھیجا گیا۔ اس مرحلہ پر غازی صاحب نے عبدالغفار خان سرحدی گاندھی کے ایک ہم نوا کی حیثیت سے کانگریس کے سٹیج سے تقریر کی اور لباس بھی وہ زیب تن کیا تقریر شروع کرنے کے بعد پاکستان کی حمایت میں بولنے لگے اس موقع پر لاٹھی بردار کانگرسی انہیں مارنے کے لیے دوڑے لیکن مسلم لیگ کے رضاکاروں نے انہیں غنڈوں کے چنگل سے نجات دلائی بالآخر انتخابات میں مسلم لیگ کو نمایاں کامیابی ہوئی اس طرح غازی عبدالغنی فاتح سلہٹ ریفرنڈم کہلائے۔ (نوائے وقت 6 نومبر 1993ء ص 11)

سردار عبدالرب نشتر کی حمایت

سردار عبدالرب نشتر ہماری تاریخ کے ایک اہم فرد ہیں ان کو بھی جماعت مجاہدین کی حمایت حاصل تھی۔ ایک دفعہ اجمیر میں سردار عبدالرب نشتر کے ساتھ فقیرانہ لباس میں مسلم لیگ کے سٹیج پر غازی عبدالغنی نے مسلم لیگ کی حمایت میں زبردست تقریر کی۔ (روزنامہ کوہستان 14 فروری 1965ء' بحوالہ حیات مولانا فضل الٰہی جلد اول ص 162)

تحریک کشمیر

جب مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان نے کشمیر کی آزادی کے لیے پہلی گولی چلائی تو غازی عبدالغنی وہاں موجود تھے کشمیری حریت پسندوں کے شانہ بشانہ جنگ کی برستی ہوئی گولیوں اور ہوائی جہازوں کی بمبارمنٹ کے اندر فریضہ نماز ادا کرتے رہے اس موقع پر اس مجاہد نے اپنے گھر کا تمام سامان مجاہدین کی نذر کر دیا اور اللہ و رسول اور وطن کی محبت کو اپنے پاس رکھا قرآن کریم اور ایک عدد رائفل تھری ناٹ تھری لے کر گھر سے نکلے عملاً جہاد کشمیر میں سردار عبدالقیوم کی قیادت میں حصہ لیا جہاد سے فارغ ہو کر اس مجاہد نے لاکھوں مجاہدین اور شہیدوں کے لیے گھر گھر جا کر چندہ جمع کیا اور ان بہنوں کے سروں پر دوپٹے ڈالے جو جہاد میں اپنے بیٹوں' باپوں اور خاوندوں کو قربان کر چکی تھیں۔ (روزنامہ نوائے وقت 6 نومبر 1993ء ص 11)

1965ء- 1971ء کی جنگ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ 1970ء میں حج پر گئے تو شاہ فیصل مرحوم نے اپنی میزبانی کا شرف بخشا غازی صاحب نے مکہ و مدینہ میں بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا۔ (نوائے وقت 98- 1993ء 6 نومبر ص 11) غازی صاحب سقوط ڈھاکہ کو برداشت نہ کر سکے اس غم کی وجہ سے طبیعت ناساز رہنے لگی بالآخر 30 مئی 1983ء کو یہ چراغ گل ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

غازی عبدالغنی کے بڑے بھائی عبدالحکیم ندوی کا کردار

عبدالحکیم ندوہ سے فارغ تھے بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نامور فرزند تھے۔ مصنف "حیات مولانا فضل الٰہی" بیان کرتے ہیں کہ غازی عبدالغنی کے بڑے بھائی مولوی عبدالحکیم کلکتہ گئے اور حضرت مولانا فضل الٰہی کے حکم سے مسلم لیگ اور قرار دادِ پاکستان کی حمایت کے لیے مبلغ مقرر ہوئے۔ (حیات مولانا فضل الٰہی ص 160 اول) مولانا عبدالحکیم بہت سی کتب کے مصنف بھی ہیں ان کی چند کتب جامعہ سلفیہ کے مکتبہ میں موجود ہیں۔

مولانا فضل الٰہی مرحوم اپنی کتاب سلسلہ جہاد کشمیر میں ان کے تعارف کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ نوجوان ایک ہی وقت میں تبلیغ اسلام کا فریضہ اور قتال فی سبیل اللہ کی خدمات بجالا رہا ہے۔ علامہ فہامہ مولانا عبدالحکیم خان ندوی برادر کلاں عبدالغنی خاں' مذکور برما' سیام اور حدود چین میں مدت مدید سے مرکز چمرقند کی طرف سے جہاد فی سبیل اللہ کی تبلیغ میں مشغول ہیں۔ الیکشن کے زمانے میں مرکز کی طرف سے خضر حیات اور کانگرس کی تحریکات کی بیخ کنی میں انہوں نے بہت حصہ لیا۔ (مسئلہ جہاد کشمیر ص 121-122)

تحریک پاکستان کے ہیرو میاں عبدالعزیز مالواڈہ

1857ء سے 1920ء تک کا زمانہ ہندوستان میں انگریز حکومت کے عروج کا زمانہ تھا اس دور میں انگریزوں نے اس ملک کے باشندوں کو دائرہ عیسائیت میں داخل کرنے کے لیے عیسائی مشنریوں کا وسیع جال بچھا رکھا تھا انگلستان یا دوسرے ملکوں سے یہاں پادری آتے اور آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پادری شہروں' دیہات اور قصبات میں چاروں طرف پھیل جاتے تھے۔ لاہور میں کئی پادری عیسائیت کی تبلیغ میں مشغول تھے ان میں سے ایک کا نام فورمین تھا جو بہت اچھی اردو بولتا تھا۔ دور دراز سے لوگ اس کی تقریر سننے کے لئے آتے تھے۔ وہ دہلی دروازے کے باہر لنڈے بازار کے بالکل شروع میں سٹیج لگا لیا کرتا تھا۔

مولانا حافظ ولی اللہ و الٰہی بخش مرحومین

لاہور کے نامور عالم دین اور حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب کا پادری فورمین سے مباحثوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ مولانا الٰہی بخش ان کے ساتھ ہوتے تھے حافظ صاحب کی گرفت بہت مضبوط اور انداز بیاں شیریں تھا۔ لوگ بہت ہی متاثر ہوتے تھے۔ حافظ صاحب نے پادری جتنے مناظرے کئے' سب میں کامیاب رہے۔ اس قسم کی بحثیں اور باتیں سنتے سنتے الٰہی بخش دینی معاملات میں پختہ ہو گئے تھے غالباً" حافظ ولی اللہ کے کہنے پر انہوں نے دہلی جا کر میاں سید نذیر حسین صاحب کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ (المعارف دسمبر 1992ء' ص 82' تاریخ لاہور) مولوی الٰہی بخش مرحوم نے دین کے ساتھ وکالت میں بھی نام پیدا کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ 5 دسمبر 1891ء کو رات کی ٹرین میں اگلے دن ایک مقدمے کی پیشی کے لیے ساہیوال جا رہے تھے کہ اوکاڑہ کے نزدیک ریل ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ مولوی صاحب کو سخت چوٹیں آئیں۔ مولانا نے حکومت کے خلاف مقدمہ درج کروا دیا۔ حکومت' مولانا سے سودا بازی کر رہی تھی کہ آپ کو تین ہزار روپے دیتے ہیں' آپ مقدمہ واپس لے لیں۔ مولوی الٰہی بخش صاحب نے انکار کر دیا اور کہا میرا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو حکومت کے خلاف اپنا حق مانگنے کا حق مل جائے۔ یہ انگریز کے خلاف پہلا مقدمہ تھا جو مولوی صاحب نے 1895ء میں جیتا' ڈگری مع خرچہ 20 ہزار ہوئی۔ مولوی صاحب نے حکومت کے خلاف مقدمہ جیت کر عوام کے حوصلے بلند کر دیئے اور ان کے دلوں میں انگریز کا ہوا کم ہو گیا اور آزادی کی طرف ایک قدم اور آگے بڑھ گیا۔ (میاں عبدالعزیز ص 27) تاریخ نے یہ اولین شرف ایک اہل حدیث فرزند کو دیا کہ اس نے انگریز جیسے جابر حکمران سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی۔ مولانا' انجمن حمایت اسلام کے بانیوں میں سے تھے۔ (المعارف 87- 1992ء دسمبر' عبدالعزیز ص 28) تحریک مجاہدین اور تحریک تجدید دین کی تحریک سے بہت متاثر تھے (عبدالعزیز 26) ان کی وفات 1920ء میں ہوئی۔

میاں عبدالعزیز

میاں صاحب کی پیدائش 1872ء- 19 اگست کو اپنے ننھیال امرتسر میں ہوئی۔ 1892ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ میاں شاہ دین' میاں محمد شفیع' میاں فضل حسین' شیخ عبدالقادر' میاں شاہ نواز اور ڈاکٹر محمد اقبال ڈگریاں لے کر ملک واپس آئے تھے مولانا الٰہی بخش نے بھی اپنے بیٹے کو باہر بھیجا اور ڈگری لے کر واپس آئے۔

جناح سے دوستی

نومبر 1895ء کو وہاں قانون کی مشہور درس گاہ لنکزان میں داخلہ لیا۔ محمد علی جناح (قائداعظم) بھی اس وقت اس درس گاہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ جناح صاحب سے پہلی ملاقات وہاں ہوئی جو بعد میں دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ (المعارف ص 89' 1992ء دسمبر)

مسلم لیگ کا قیام

30 دسمبر 1906ء کو خان نواب سلیم اللہ خان کی تجویز پر ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ میاں صاحب اپنی مصروفیات کی بنا پر شامل نہ ہو سکے لیکن ان کے لیے انہوں نے کام شروع کر دیا 30 دسمبر 1907ء کو پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی بنیاد رکھی جس کے صدر میاں شاہ محمد' سیکرٹری محمد شفیع تھے۔ میاں صاحب اس اجلاس میں ہوشیار پور کے نمائندے کی حیثیت سے شامل ہوئے (المعارف 1992ء' ص 95)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم لیگ پنجاب کے صدر

آپ مسلم لیگ کے بڑے سرگرم اور سرکردہ رکن تھے آپ 1921ء تا 1924ء صوبائی مسلم لیگ پنجاب کے صدر رہے۔ (میاں عبدالعزیز 67)

انگریز دشمنی!

قیام لندن کے زمانے میں آپ کو انگریز قوم سے شدید نفرت ہو گئی - پہلی جنگ عظیم کے بعد 1919ء میں رولٹ ایکٹ کا نفاذ ہوا تو میاں صاحب نے اس کی سخت مخالفت کی۔ انگریز نے اہل ہند پر شدید مظالم ڈھانا شروع کر دیئے 1914ء تا 1918ء سے پہلے جو وعدے کئے تھے ان سے انگریز قوم منحرف ہو گئی۔ میاں صاحب نے 1919ء کے ایکٹ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا اس لیے حکومت جب چاہے گرفتار کر سکتی تھی۔ (المعارف ص' 96- 1992ء)

ہوشیار پور میں میاں صاحب کا مکان سیاست دانوں کا مرکز

اس زمانے میں کانگریس' مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی باہم متحد تھیں۔ان سب کے اجلاس میاں صاحب کے مکان پر ہوتے تھے یعنی ہوشیار پور میں میاں صاحب کا گھر سیاست دانوں اور انگریز دشمنوں کا مرکز تھا۔ (المعارف ص 96' 1992ء) ہوشیار پور میں ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ وہاں کی میونسپل کمیٹی کے انتخابات میں ہمیشہ ان کے ہم خیال اور انگریز کے مخالف مسلمان اور غیر مسلم کامیاب ہوتے تھے۔ 1898ء میں وکالت شروع کی۔ 1900ء میں پہلی دفعہ میونسپل کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1919ء تک ہر بار انتخاب میں کامیاب ہوئے۔ (المعارف 1992ء ص 96) جب لاہور میں ہائی کورٹ قائم ہوا تو آپ لاہور تشریف لے آئے۔ 14 اپریل 1919ء کو گورنر پنجاب سرمائیکل اڈوائر نے جلیانوالہ باغ میں نہتے لوگوں پر گولی چلوا دی۔

یہ 1913ء تا 1919ء پنجاب کا گورنر رہا۔ یہ دونوں بڑے ظالم اور ہندوستانی دشمن تھے اس حادثہ کے بعد اہل ہند کے دلوں میں انگریز کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوئی اور وہ اس کی مخالفت میں متحد ہو گئے۔ اڈوائر بھی سخت غصے میں تھا اور انگریز حکومت کے مخالفوں کو ختم کرنے پر تلا ہوا تھا دوسری طرف پوری دنیا کے انصاف پسند لوگ اس سے متاثر ہوئے اور انگریزوں کے متعلق ان کے جذبات بھڑک اٹھے۔

یہ عجیب زمانہ تھا ان دنوں مولانا ابوالکلام آزاد' گاندھی جی' حکیم اجمل خان' مولانا شوکت علی و محمد علی جوہر بڑے بڑے لیڈر لاہور آئے تاکہ اس المیے کے خلاف احتجاج کیا جائے مگر اڈوائر نے اس قدر دہشت پھیلا رکھی تھی کہ ان لیڈروں کو کوئی شخص اپنے گھر میں ٹھہرانے کو تیار نہ تھا۔ ایک میاں عبدالعزیز صاحب تھے جنہوں نے انگریز کے مخالف رہنماؤں کے لیے اپنی کوٹھی (جو یکی دروازہ کے باہر سرکلر روڈ پر واقع تھی) وقف کر دی تھی اس میں رات دن ان کی میٹنگیں ہوتی تھیں اور ہر طبقہ خیال کے لوگ ان سے آ کر ملاقاتیں کرتے تھے گویا انگریز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت کے خلاف ہیڈ کوارٹر تھا۔ قیام و طعام کا وہاں وسیع انتظام تھا (المعارف 97- 98 دسمبر 1992ء)

1920ء کا انتخاب لاہور!

میاں صاحب نے انتخاب میں حصہ لیا آپ جیت ہی نہیں گئے بلکہ میونسپل کمیٹی کے سینئر وائس پریذیڈنٹ بھی چنے گئے۔ یہ عہدہ اس زمانہ میں ڈپٹی کمشنر کا ہوتا تھا' (حیات عبدالعزیز 43' المعارف 98- 1992ء)

1923ء شاہ جارج پنجم

حکومت نے چاہا کہ برطانیہ کے فرزند پرنس آف ویلز_ولی عہد) کو خوش آمدید کہا جائے تو میاں عبدالعزیز نے کہا ہم ہند کے عوام کے قاتلوں کا استقبال نہیں کریں گے۔ ہم ان کا مکروہ چہرہ بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔ یہ حکومت کی بہت بڑی شکست اور میاں صاحب کی بڑی کامیابی تھی۔ (ص 45)

سر کا خطاب

انگریز گورنر نے میاں صاحب کے لیے سر کا خطاب دینے کی سفارش کی میاں صاحب نے خطاب لینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ اعزازی سند بھی رد کر دی۔ (ص 106 المعارف دسمبر 1992ء) حیات میاں صاحب 75- 76- 83-

علامہ اقبال سے تعلقات

میاں صاحب کے علامہ اقبال سے دیرینہ تعلقات تھے۔ جب 1923ء میں میاں صاحب نے انتخابات میں حصہ لینا چاہا تو پتہ چلا کہ حضرت علامہ صاحب بھی آمادگی رکھتے ہیں تو میاں صاحب' علامہ صاحب کے حق میں بیٹھ گئے بلکہ بھاری اکثریت سے انہیں کامیاب کروایا۔ (ان کے تعلق کی زندہ مثال آج بھی عجائب گھر میں بیماری کے ایام کا نقشہ بیان کرتا ہے کہ حضرت علامہ صاحب' میاں صاحب کا سر اپنے ہاتھ پر رکھ کر تیمارداری کرتے نظر آتے ہیں۔)

اس انتخاب میں حضرت علامہ پر مولوی دیدار علی نے کفر کا فتویٰ لگایا۔ علامہ کے مقابل ملک محمد دین تھے' (روزنامہ جنگ میگزین' 29 دسمبر 1990ء) جن لوگوں نے حمایت کی' ان میں میاں نظام الدین' مولوی ممتاز علی' مولانا غلام رسول مہر و سالک' عبدالرحمٰن چغتائی' مولانا ظفر علی خان' سیف الدین کچلو' عطاء اللہ شاہ بخاری اور میاں عبدالعزیز بیرسٹر شامل تھے (روزنامہ جنگ 29 نومبر 1990ء ص 5) اس کے بعد حضرت میاں عبدالعزیز منتخب ہوتے رہے اور آخری میئر بھی میاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاقوامی میدان میں شہرت حاصل کر چکے تھے۔ڈاکٹر عبدالحفیظ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کوشاں اور اتحاد عالم اسلام کے زبردست داعی تھے۔ 1904ء میں علی گڑھ سے ایف، ایس، سی کیا۔ 2 ستمبر 1904ء کو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے۔

انگریز دشمنی

آپ نے برمنگھم یونیورسٹی سے بی ایس، سی پھر ایم ایس، سی معدنیات و طبقات الارض میں کیا اور ساتھ وظیفہ بھی حاصل کیا اور اسی علوم میں ڈاکٹریٹ کے لئے تحقیقی مقالہ بھی لکھا۔ اسی دوران آپ نے انگلستان میں انقلابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا اور چند آزاد خیال انگریز دشمن ہندوستانی اکٹھے کر لیے۔ انگریز کو ہندوستان سے باہر نکالنے کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ (حیات عبدالعزیز ص 90، 92)

تحقیقی مقالے پر ابھی ڈگری نہیں ملی تھی کہ آپ نے مقالہ شائع کر دیا اور اس کا انتساب انگریز کو چڑانے کے لیے امیر حبیب اللہ خان' (والی افغانستان) جو ایک روشن خیال حکمران تھے' کے نام کر دیا جب انگریز کو خبر ہوئی تو انہوں نے ڈگری روک لی۔ (ص 91 حیات) پھر آپ نے جرمنی کی لائپ یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور وہاں ایک انقلابی انجمن بھی بنائی۔ (تاریخ آرائیاں ص 441- 412)

عبدالحفیظ کی سرگرمیوں کی وجہ سے ہندوستان کی انگریز حکومت نے بیرون ہند سرگرمیوں کو بغاوت اور ملک کے خلاف شازش قرار دے کر ان کا ہندوستان میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا تھا اور آپ چالیس سال تک ملک بدر رہے۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ صحیح معنوں میں عظمت کے مینار اور ملت اسلامیہ ہند کے ایک عظیم سپوت تھے آپ اپنے والد محترم کے خیالات اور تمناؤں کی مکمل تصویر تھے۔ (حیات 90)

انور پاشا اور ترکوں کو اسلحہ فراہم کرنا

ان کی انگریز دشمنی کی وجہ سے غازی انور پاشا نے ڈاکٹر صاحب کو ترکی میں طلب کیا۔ آپ استنبول پہنچے وہاں تمام سرکردہ قائدین سے ذاتی طور پر متعارف تھے۔ انور پاشا نے کہا آپ آسٹریا کے کارخانہ میں جاکر کام کریں چونکہ وہاں کوئی سول افسر نہیں بھیجا جا سکتا تھا اس لیے آپ کو کیپٹن کا عہدہ دے کر وردی آنا بھیجا جاتا ہے۔ جہاں آپ پہلی جنگ عظیم کے اواخر تک ترکی کو اسلحہ و بارود فراہم کرتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شہرت عالم اسلام میں پھیل چکی تھی' ان کے ایک سوانح نگار تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ایک لائق اور ماہر اسلحہ ساز سائنس دان تھے جس کی شہرت بین الاقوامی سرحدوں تک پہنچ چکی تھی۔ ان کی ذات ترکوں کی جدوجہد میں بڑا سہارا تھی۔

کمال اتاترک!

کمال اتاترک نے انہیں ترکی میں مستقل قیام اور ترکی کی تعمیر نو میں ترکوں کا ہاتھ بٹا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاقوامی میدان میں شہرت حاصل کر چکے تھے۔ڈاکٹر عبدالحفیظ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کوشاں اور اتحاد عالم اسلام کے زبردست داعی تھے۔ 1904ء میں علی گڑھ سے ایف' ایس' سی کیا۔2 ستمبر 1904ء کو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے۔

انگریز دشمنی

آپ نے برمنگھم یونیورسٹی سے بی ایس' سی پھر ایم ایس' سی معدنیات و طبقات الارض میں کیا اور ساتھ وظیفہ بھی حاصل کیا اور اسی علوم میں ڈاکٹریٹ کے لئے تحقیقی مقالہ بھی لکھا۔ اسی دوران آپ نے انگلستان میں انقلابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا اور چند آزاد خیال انگریز دشمن ہندوستانی اکٹھے کر لیے۔ انگریز کو ہندوستان سے باہر نکالنے کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ (حیات عبدالعزیز ص 90' 92)

تحقیقی مقالے پر ابھی ڈگری نہیں ملی تھی کہ آپ نے مقالہ شائع کر دیا اور اس کا انتساب انگریز کو چڑانے کے لیے امیر حبیب اللہ خان' (والی افغانستان) جو ایک روشن خیال حکمران تھے' کے نام کر دیا جب انگریز کو خبر ہوئی تو انہوں نے ڈگری روک لی۔ (ص 91 حیات) پھر آپ نے جرمنی کی لائپ یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور وہاں ایک انقلابی انجمن بھی بنائی۔ (تاریخ آرائیاں ص 441- 412)

عبدالحفیظ کی سرگرمیوں کی وجہ سے ہندوستان کی انگریز حکومت نے بیرون ہند سرگرمیوں کو بغاوت اور ملک کے خلاف شازش قرار دے کر ان کا ہندوستان میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا تھا اور آپ چالیس سال تک ملک بدر رہے۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ صحیح معنوں میں عظمت کے مینار اور ملت اسلامیہ ہند کے ایک عظیم سپوت تھے آپ اپنے والد محترم کے خیالات اور تمناؤں کی مکمل تصویر تھے۔ (حیات 90)

انور پاشا اور ترکوں کو اسلحہ فراہم کرنا

ان کی انگریز دشمنی کی وجہ سے غازی انور پاشا نے ڈاکٹر صاحب کو ترکی میں طلب کیا آپ استنبول پہنچے وہاں تمام سرکردہ قائدین سے ذاتی طور پر متعارف تھے۔ انور پاشا نے کہا آپ آسٹر[یا] کے کارخانہ میں جاکر کام کریں چونکہ وہاں کوئی سول افسر نہیں بھیجا جا سکتا تھا اس لیے آپ کو کیپٹن [کا] عہدہ دے کر وی آنا بھیجا جاتا ہے۔ جہاں آپ پہلی جنگ عظیم کے اواخر تک ترکی کو اسلحہ و بارو[د] فراہم کرتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شہرت عالم اسلام میں پھیل چکی تھی' ان کے ایک سوانح نگا[ر] تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ایک لائق اور ماہر اسلحہ ساز سائنس دان تھے جس کی شہرت بین الاقوامی سرحدوں تک پہنچ چکی تھی۔ ان کی ذات ترکوں کی جدوجہد میں بڑا سہارا تھی۔

کمال اتاترک!

کمال اتاترک نے انہیں ترکی میں مستقل قیام اور ترکی کی تعمیر نو میں ترکوں کا ہاتھ بٹا[نے]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی پیش کش کی۔ آپ نے قومی خدمت کے لیے صرف ساٹھ لیرا تنخواہ قبول کر لی۔ (96 حیات)

امریکی پیش کش

جنگ عظیم میں ان کی خدمات کا علم اتحادیوں کو ہو چکا تھا چنانچہ امریکہ نے 26 ہزار ڈالر سالانہ مشاہرے کی پیش کش کر دی مگر آپ نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ میں مسلمانوں کو چھوڑ کر تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا خواہ مجھے لاکھوں ڈالروں کی پیش کش کیوں نہ کی جائے۔ اگر میرا بنایا ہوا اسلحہ میرے ہی ہم مذہب یعنی مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو گا تو مجھے کیا ثواب ہو گا بلکہ میرے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہو گا۔ میں دم آخر تک ترکوں کا ساتھ دوں گا۔ جب اس واقعہ کا علم ترکان احرار کو ہوا تو کمال اتا ترک نے بلا کر شکریہ ادا کیا۔ (حیات عبدالعزیز ص 96) ہمارا دعویٰ ہے کہ تاریخ میں ہمیں لوگ اسلامی اخوت اور انگریز دشمنی میں پیش پیش تھے۔

آج بھی ان کا نام آتے ہی ترکوں کے سر اوب سے جھک جاتے ہیں۔ (حیات ص - 90)

افغانستان میں

حضرت ڈاکٹر صاحب امیر افغانستان غازی امان اللہ خان کی دعوت پر افغانستان تشریف لے گئے۔ امیر صاحب کی خواہش تھی کہ آپ افغانستان کے معدنی ذخائر کا سروے کریں اور پھر کابل میں اسلحہ اور بارود کا کارخانہ قائم کریں۔ آپ ضروری سامان اور مشینیں وغیرہ خریدنے کے لیے فرانس گئے آپ نے فرانس میں مشینوں کے سودے کر رکھے تھے کیونکہ امیر امان اللہ کے خسر محمود طرزی انگریز کے پٹھو تھے اور رقم بھیجنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح یہ کھیل ختم ہو گیا۔ (ص- 99)

قیام فرانس کے دوران آپ نے سوئٹزر لینڈ کا بھی دورہ کیا۔ چونکہ ان کی سرگرمیاں انگریز کے مفاد کے خلاف تھیں اس لیے ان کو مجرم قرار دے کر گرفتاری کے احکام صادر کر دیئے مگر آپ بچ کر دوبارہ ترکی پہنچ گئے۔ (ص 99)

انگریز رپورٹ

میاں عبدالعزیز مرحوم کا بیان ہے کہ قیام یورپ کے دوران ان کی تمام سرگرمیوں کی رپورٹ ہندوستان میں مرتب ہوتی رہی اور آخر اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل سی آئی' ڈی سرچارلس نے مجھے شملہ بلوا کر مسل دکھائی جو بلا مبالغہ کاغذوں کا ایک انبار تھا ڈاکٹر کی بیرون ملک مصروفیات کو ہندوستان میں انگریز کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کا نام دیا گیا میں خاموش رہا اس دوران جنگ عظیم دوئم ختم ہو چکی تھی۔ سب باغیوں کو واپس آنے کی اجازت مل گئی تھی مگر عبدالحفیظ پر وطن کے دروازے بند تھے۔ پنجاب اسمبلی میں بھی اس سلسلہ میں سوالات کئے گئے مگر حکومت خاموش رہی۔ (ص- 99) میاں صاحب نے 28 جون 1967ء کے ایک انٹرویو کے دوران واقعہ بیان کیا کہ جب سوندھی نے پٹیل سے عبدالحفیظ کی واپسی کی درخواست کی تو سردار پٹیل نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے انکار کیا پھر از راہ تفنن کہا۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ کو بلا کر مجھ پر بم پھینکنا چاہتے ہو؟ بہرحال 1946ء کو ملک میں واپسی ہوئی۔ (ص 100)

قیام پاکستان

واہ فیکٹری میں انگریز پرانے اسلحہ کی خرید کر کے روپیہ ضائع کر رہے تھے اور اس کے ساتھ ' آٹھ ' دس ہزار کے قریب تنخواہ بھی حاصل کر رہے تھے۔جب رپورٹ حکومت کو پہنچی تو انہوں نے کوئی خاطر خواہ انتظام نہ کیا۔ آپ اس کمیشن سے مستعفی ہو گئے۔ جب کہ غلام محمد نے ان کو اسلحہ کے سلسلہ میں بورڈ کا ممبر بنایا تھا۔ (حیات عبدالعزیز ص 102) پھر آپ چار سال تک پنجاب یونیورسٹی میں ترکی زبان کی تعلیم دیتے رہے۔ آخر ملت اسلامیہ کا عظیم سپوت انگریز کا زبردست دشمن' تحریک اسلام کا داعی اور تحریک پاکستان کا ہیرو اس وقت کے پورے برصغیر میں کیمسٹری کا واحد سائنس دان پاکستان کی سرزمین میں 1964ء کو داغ مفارقت دے گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔!

اولاد اور تعمیر مینار پاکستان

ڈاکٹر صاحب کا ایک بیٹا جس کا نام عارف ہے۔ اس وقت فارن سروس میں تھا۔ (ارائیاں' ص 414) بیٹی حمیدہ خاوند کا نام نصیرالدین مراد تھا۔

مینار پاکستان کا نام آتے ہی 1940ء کا نقشہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ابھرنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی جگہ سے مجاہدین سیدین کی تحریک کی وجہ سے عالم اسلام میں اسلام کے نام پر ایک ملک معرض وجود میں آیا۔ اس وقت اس پروگرام میں ملک کے نامور اہل حدیث شامل تھے۔ شیربنگال مولوی فضل الحق' بقول مولانا محمد عبدہ صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد و استاذ جامعہ رحمانیہ دہلی' مولوی صاحب کا تعلق بھی مسلک اہل حدیث سے تھا۔ اس نے قرار داد پیش کی اور اس کی تائید حضرت استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے نامور شاگرد مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے کی۔ اس جگہ کا موجودہ نقشہ بھی ایک اہل حدیث نے اس کی عکاسی کرتے ہوئے پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب کے داماد مراد صاحب جنہوں نے مینار پاکستان کی تعمیر کا خاکہ تیار کیا تھا اپنی نگرانی میں اس کی تعمیر بھی کرواتے تھے۔ الحمد للہ۔ (تاریخ آرائیاں' ص 414)

بلاشبہ پاکستان کی تکمیل و تعمیر میں اہل حدیث کا اہم رول ہے۔ یاد رہے کہ ان کے والد محترم مولانا الٰہی بخش' حضرت شیخ الکل کے شاگرد تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا غلام رسول مہر (ایڈیٹر انقلاب) لاہور

15 اپریل 1895ء کو آپ پھول پور ضلع جالندھر، مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام چوہدری محمد علی تھا۔ مہر صاحب نے بی اے 1915ء میں کیا۔ آپ 1917ء کے اوائل میں دکن تشریف لے گئے۔ وقار الامراء میں انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے۔ 1920ء میں پھول پور واپس آ گئے۔ (حیات مہر، 47)

آپ دوران تعلیم امام الھند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی جماعت حزب اللہ کے باقاعدہ رکن تھے۔ یہ رابطہ آخری دم تک رہا۔ مولانا آزاد نے فرمایا کہ جب مہر صاحب بی اے کے آخری سال کے طالب علم تھے تو میرا نظریہ یہ تھا کہ اگر غفلت کا شکار نہ ہوئے تو آپ کے اندر عظیم الشان مستقبل کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ (انسائیکلو پیڈیا شاہکار، 1393ء نظم جماعت ص 225) آپ کی پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

تحریک خلافت

بیسویں صدی کے ابتدائی دو عشرے مسلمانوں کی عظیم سلطنت اور اس کے تمدن و تہذیب کی اجتماعی حیثیت کو ختم کرنے کی کامیاب سازشوں سے عبارت تھے۔ اس وقت تحریک خلافت کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔ یہاں برطانوی حکومت نے مسلمانوں کو جس طرح برباد کیا اس اعتبار سے یہ ایک فطری بات تھی کہ مسلمانوں کی باقی ماندہ مرکزی حیثیت ختم کرنے کے خلاف ہندوستان میں جدوجہد شروع کی جائے۔ اس طرح دیکھا جائے تو تحریک خلافت پورے عالم اسلام کی تحریک تھی۔ اس کی ابتداء 1919ء میں ہوئی۔ (آزادی کی تحریکیں، ص 123)

ان دنوں تحریک خلافت زوروں پر تھی۔ مہر صاحب جالندھر میں خلافت کمیٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ (کاروان رفتہ، 175) ان کی وفات پر روزنامہ "مشرق" نے لکھا کہ مولانا مہر نے اپنی زندگی کو محض مطالعہ تک محدود نہیں رکھا بلکہ انہوں نے برعظیم کی عوامی تحریکوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کا فلسفہ تحصیل علم عملی تھا۔ انہوں نے تحریک خلافت میں حصہ لیا اور ایک مدت تک انگریز کے قیدی رہے۔ (افادات مہر، 60)

انگریز دشمنی

وہ سامراج دشمنی کو جزو ایمان سمجھتے تھے اور آخری وقت تک اس مورچے پر ڈٹے رہے۔ (افادات مہر، 60) جب آپ "نے زمیندار" کی ادارت قبول کی، اس زمانے میں " زمیندار" کی ایڈیٹری پھولوں کی سیج نہیں تھی بلکہ پکڑ دھکڑ کا زمانہ تھا۔ "زمیندار" خاص طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگریز حکومت کے نزدیک گردن زدنی قرار پا چکا تھا۔ (وہ صورتیں الٰہی' 243)

روزنامہ زمیندار سے تعلق

1921ء میں مولانا ظفر علی خان کے مشہور روزنامہ "زمیندار" سے وابستہ ہو گئے۔ مولانا ظفر علی خاں اور مولانا سالک کی گرفتاری پر آپ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ (افادات 50)

روزنامہ "انقلاب" کا اجراء

1927ء میں روزنامہ "انقلاب" جاری کیا جو 1948ء تک جاری رہا۔ (کاروان رفتہ' ص 176) علامہ اقبال سے مدیران انقلاب کے تعلقات بہت گہرے تھے۔ (کاروان رفتہ' 178) اقبال سے دونوں کی دوستی تھی۔ برسوں یہ معمول رہا کہ سالک اور مہر' علامہ کے ہاں حاضر ہوتے تھے۔ (افادات مہر' 76)

علامہ اقبال سے تعلق

علامہ محمد اقبالؒ سے انہیں بڑی عقیدت تھی۔ ایک مدت تک علامہ مرحوم سے دوستانہ تعلقات اور ہم مجلسی کا شرف رہا۔ گول میز کانفرنس میں مولانا مہر' علامہ صاحب کے ساتھ تھے۔ علامہ اقبال سے ان کے قریبی روابط تھے۔ اقبال آپ کے علم و فضل اور اصابت رائے کے قائل تھے۔ اکثر اہم امور میں ان سے مشورہ کرتے تھے۔ آپ کے نام اقبال کے خطوط اس بات پر شاہد ہیں۔ (افادات مہر' 53) مہر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مجھے اور علامہ صاحب کو موتمر اسلامی فلسطین میں شریک ہونا تھا۔ علامہ کو روما بلایا گیا تو انہوں نے مجھے دعوت میں شامل کر لیا۔ (تحریک نظم جماعت 224' افادات مہر 76)

مہر' اقبال کے بڑے رمز شناس' ان کے حالات' تاریخ' ان کے کلام' اور ان کی تلمیحات کی شرح و تحقیق میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ (کاروان رفتہ 178' پرانے چراغ 201) 1922ء کی بات ہے کہ مولانا مہر نے اقبال کے چند اشعار چوہدری محمد حسین سے سن کر اخبار زمیندار میں نقل کر دیئے۔ جس پر ان سے جواب طلبی ہوئی مگر بعد میں تعلقات کی یہ نوعیت ہو گئی کہ جب تک شاعر مشرق اپنا تازہ کلام مہر صاحب کو سنا نہیں لیتے تھے۔ اس وقت تک چین نہیں آتا تھا۔ مہر صاحب کے ذخیرہ علمیہ میں اقبالیات پر خاصا مواد ہے۔ انہوں نے بانگ درا' بال جبریل اور ضرب کلیم کے مطالب لکھے۔ علامہ اقبال کا بکھرا ہوا کلام سرود رفتہ کے نام سے مرتب کیا۔ علامہ پر کتاب لکھنے کا ارادہ تھا۔ معلوم نہیں وہ کس مرحلہ میں رہی۔ (کاروان رفتہ' ص 178)

نہرو رپورٹ اور مہر صاحب

نہرو رپورٹ کے خلاف اور مسلمانوں کے حقوق کی حمایت میں بہت سے اداریے اور مضامین لکھے۔ (تاریخ ادبیات' 238 - 10) مشہور مسلم لیگی مورخ ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی تحریر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ نہرو رپورٹ کو ختم کرنے اور مسلمانوں میں جداگانہ حقوق کا شعور پیدا کرنے میں جس تواتر اور تسلسل سے "انقلاب" نے زوردار مقالے لکھے۔ اس کی نظیر ہندوستان کا اور کوئی اردو اخبار پیش نہیں کر سکا۔ (سرگزشت / رو میں ہے رخش عمر306)

"انقلاب" کے عروج کا زمانہ تھا۔ جب ہندوستان میں نہرو رپورٹ کا ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا سارا نیشنلسٹ پریس نہرو رپورٹ کا حامی تھا لیکن "انقلاب" نے مخالفت کی اور اس کی مخالفت نے آہستہ آہستہ ایسا رنگ اختیار کیا کہ "انقلاب" جداگانہ انتخاب کا سب سے بڑھ کر علمبردار بن گیا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ بہت سے مسلمان لیڈر اس بات پر آمادہ ہو گئے تھے کہ مختلف صوبوں میں آبادی کے تناسب سے نشستیں مخصوص کر دی جائیں تو مخلوط انتخاب قبول کر لینا چاہیے۔ اس طرح پنجاب و بنگال' سرحد و سندھ کی مسلم اکثریت کا امن و عن تحفظ ہو سکتا تھا۔ لیکن "انقلاب" نے اس موقع پر ایک نئی شرط لگا دی کہ ہمیں کمیت ہی نہیں کیفیت بھی درکار ہے۔ مطلب یہ تھا کہ ہمیں اپنی نشستوں کی تعداد ہی عزیز نہیں بلکہ ہم ان نشستوں کے لیے ممبر بھی وہ منتخب کرنا چاہتے ہیں۔جن پر صرف ہمیں اعتماد ہو' تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسلمانوں میں جداگانہ انتخاب میں حقوق کا شعور غلام رسول مہر کے زوردار قلم ہی نے پیدا کیا تھا۔ (افادات مہر' 52)

تحریک کشمیر

آزادی کشمیر کے سلسلے میں "انقلاب" کا مرکزی کردار رہا ہے۔ آپ اس بات سے اندازہ کر لیں کہ "انقلاب" اس زمانے میں کیسی آگ برسا رہا ہو گا کہ "انقلاب" کا داخلہ کشمیر میں تو بند ہی اب سرحد میں بھی بند کر دیا گیا۔ اس لیے کہ کشمیر اور صوبہ سرحد کے مسلمانوں کے قتل و قتال اور حکومتوں کے جبر و تشدد کے خلاف اس اخبار نے پیہم جہاد شروع کر رکھا تھا لیکن داخلہ کی بندش کا نتیجہ یہ ہوا کہ کشمیر کی طرح صوبہ سرحد میں بھی "انقلاب" کے صدہا پرچے خفیہ طور پر پہنچ جاتے تھے۔ (312 سرگزشت سالک)

چوہدری غلام عباس اپنی خود نوشت میں لکھتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کا نہ اپنا پریس تھا نہ اخبار۔ اشتہارات سیالکوٹ سے طبع کرائے جاتے تھے۔

"انقلاب"

"انقلاب" لاہور نے مسلمانوں کی نمایاں خدمت سرانجام دی۔ جسے دیکھ کر حکومت نے چند یوم کے بعد ہی "انقلاب" کا داخلہ ریاست میں بند کر دیا۔ مہر و سالک نے ثابت قدمی دکھائی اور نوجوانوں کے حوصلے پست نہ ہونے دیئے۔ چنانچہ "انقلاب" کی انتظامیہ نے ایک ہی دن میں چار پانچ اخبارات کے ڈیکلیئریشن حاصل کر لیے۔ ایک اخبار ریاست میں بند ہوتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔ اس طرح حکومت عاجز اور بے بس ہو گئی۔ "انقلاب" متواتر ہماری داستان مظلومیت کی نشر و اشاعت کر رہا تھا۔ (مہر25 - 111) کشمیری ادیب کلیم اختر تحریر کرتے ہیں۔ مولانا مہر و سالک نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقعتاً" مسئلہ کشمیر کو اپنا ذاتی معاملہ بنا لیا تھا۔ (رو میں رخش 308) شیخ عبداللہ ' نے کہا کہ تحریک کشمیر میں جو انہوں نے شاندار قلمی پارٹ ادا کیا ہے۔ وہ ہم کبھی نہیں بھولیں گے۔ احرار کے 50 ہزار کارکن گرفتار ہوئے۔ (309) مہر کی وفات پر شیخ عبداللہ نے لکھا کہ میں ہوں تمہارا شیخ عبداللہ (رو میں رخش عمر' 309)

الگ وطن اور اقبال و مہر

"انقلاب" نے علامہ اقبال کے خطبہ الہ آباد سے پہلے اسلامیان ہند کے لیے الگ خطہ زمین کا مطالبہ کیا۔ البتہ قومی پلیٹ فارم سے یہ مطالبہ پہلے اقبال ہی نے پیش کیا۔ 1928ء میں " انقلاب" نے ہندی مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے عنوان سے مولانا مرتضیٰ حسن کے مقالات کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ برصغیر کے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور ہندوؤں کے عزائم کو بے نقاب کرنے اور ناکام بنانے کے سلسلے میں انہوں نے بہت کام کیا۔ ان موضوعات پر آپ کی تصانیف آل انڈیا مسلم لیگ نے شائع کیں۔ (افادات مہر 52) (حیات 213)

فارن کمیٹی اور مولانا مہر

1938ء میں محمد علی جناحؒ نے غیر ممالک میں لیگ کے موقف کی نشر و اشاعت کے لیے ایک فارن کمیٹی نامزد کی۔ جس کے صدر سیٹھ عبداللہ ہارون اور سیکرٹری پیر علی محمد راشدی تھے۔ اس کمیٹی کی فرمائش پر مولانا مہر نے مسلمانان ہند کی سیاسی جدوجہد اور مسلم لیگ کے موقف پر ایک کتابچہ لکھا۔ جس کا عربی ترجمہ مختلف ممالک میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے بعد قائد اعظم نے مسلم لیگ کی ایک کمیٹی اس مقصد کے لیے قائم کی کہ برعظیم کی تقسیم کے سلسلے میں جو منصوبے دانشوروں نے تیار کر رکھے تھے۔ ان کی چھان پھٹک کر کے اپنی سفارشات پیش کریں۔ مولانا مہر نے اس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ (366' وہ صورتیں الٰہی)

مسلم لیگ کی صلح اور مولانا مہر

1928ء میں آل انڈیا مسلم لیگ دو متوازی جماعتوں میں بٹ چکی تھی۔ ایک کو جناح مسلم لیگ کہتے تھے اور دوسری کو شفیع مسلم لیگ۔ جناح مسلم لیگ کے صدر محمد علی جناحؒ تھے اور سیکرٹری ڈاکٹر سیف الدین کچلو جب کہ شفیع مسلم لیگ کے صدر سر محمد شفیع اور سیکرٹری علامہ محمد اقبال تھے۔ (رو میں رخش عمر' 306) ان دونوں کو متحد کرنے میں جن بزرگوں نے نمایاں حصہ لیا۔ ان میں غلام رسول مہر اور ان کے ساتھ مولانا سالک بھی شامل تھے۔ اس صلح کو مبارک اقدام قرار دیا گیا۔ (حیات مہر 204) (حیات مہر 205؛ وہ صورتیں الٰہی 365)

چودہ نکات اور مولانا مہر

1929ء کی آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں نمایاں حصہ لیا۔ جس میں مختلف زاویہ ہائے نگاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے تعلق رکھنے والے مسلمان رہنماؤں نے سر آغا خان کی قیادت میں وہ قومی مطالبات مرتب کیے جو بعد میں قائد اعظم کے چودہ نکات کے نام سے مشہور ہوئے۔ (وہ صورتیں الٰہی' 365)
اس کی تائید میں مہر مرحوم نے زبردست اداریے اور مقالات لکھے۔

خطبہ الہ آباد اور غلام رسول مہر

"انقلاب" کا یہ کارنامہ بھی اہمیت رکھتا ہے کہ اس دور میں ہندوستان کے وسیع و عریض ملک میں اسلامی سلطنت کے تصور کی دل و جان سے تائید و حمایت کی۔ جب ہندوستان کے شمال مغربی حصے کو اسلامی مملکت سے تعبیر کرنا شاعر کے خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا تھا۔ جولائی' اگست 1930 سے اوائل 1931ء تک "انقلاب" میں مسلسل ایسے اداریے اور مضامین چھپتے رہے۔ جن میں شمال مغربی ہند کے چاروں صوبوں کو اسلامی مملکت سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

خطبہ الہ آباد اور علامہ اقبال سے تعلق

جس زمانہ میں خطبہ الہ آباد پیش کیا گیا' اس وقت علامہ اقبال اور مدیران انقلاب میں نہایت قریبی تعلقات قائم ہو چکے تھے۔ خطبہ الہ آباد کا متن مسلم لیگ کے اجلاس میں پیش کیے جانے سے قبل ہی وہ دیکھ چکے تھے۔

شرکت کی اپیل

تمام مسلمانان ہند کو لازم ہے کہ الہ آباد کے اجلاس میں جوق در جوق شامل ہوں۔ اللہ کا شکر ہے کہ وقت کی نزاکت ملت کی پیچیدہ ضروریات اور اجلاس کی اہمیت کو محفوظ رکھتے ہوئے صدارت کے لیے بھی موزوں ترین شخصیت منتخب ہوئی۔ یعنی حضرت علامہ اقبال جن سے بڑھ کر آج حقائق حیات ملت کا رمز شناس کوئی نہیں۔

ہندو پریس کی مخالفانہ روش کا "انقلاب" نے زوردار الفاظ میں رد کیا۔ مہر صاحب نے لکھا کہ اگر سندھ' سرحد' بلوچستان اور پنجاب کو بہ استثنائے قسمت انبالہ ملا کر ایک سلطنت یا ایک صوبہ بنا دیا جائے تو اس صوبے میں مسلمانوں کا تناسب شاید سترفی صد سے بھی زائد ہو جائے گا۔ اس صورت میں اولاً" ہندو اور سکھ خود بخود جداگانہ انتخاب پر جمے رہیں گے لیکن اگر ان کی طرف سے مخلوط انتخاب کا مطالبہ ہوگا تو پھر مسلمانوں کو اس کے قبول کرنے میں قطعاً" کوئی تامل نہیں ہوگا۔

غرض شمال و مغربی ہند میں اسلامی حکومت کا قیام پہلے سے طے شدہ ہے۔ "انقلاب" مسلم مفادات اور حقوق کے لیے جہاد کرتا رہا اور مولانا مہر کی ان عظیم الشان خدمات کو بے حد سراہا گیا۔

اجلاس الہ آباد میں شرکت کے لیے مسلم لیگ نے صوبہ پنجاب سے جن لوگوں کو نامزد کیا تھا۔ ان میں مولانا غلام رسول مہر کا نام بھی شامل تھا۔ (206 - 209 حیات مہر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"انقلاب" کے دور اول کی سیاسی پالیسی کا جائزہ لیتے ہوئے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ "انقلاب" نے اپنے اوراق میں ہر موقع پر ان مطالبات و حقوق کی ترجمانی کی جو آگے چل کر پاکستان کی اساس ثابت ہوئے۔ (حیات مہر' 209) خطبہ الہ آباد کی خوب تشہیر کی گئی اور اس بات پر زور دیا گیا کہ لوگ زیادہ تعداد میں شامل ہوں۔ ان دنوں ہر روز صفحہ اول پر کانفرنس کا ایک اشتہار مفت چھاپا جاتا تھا۔ جس کا عنوان تھا۔ پنجاب' سرحد' بلوچستان اور سندھ ایک اسلامی ملک ہے۔ ان میں اسلام کا علم بلند کرو۔ خطبہ الہ آباد کا پورا متن چھاپا اور ساتھ ہی ہندو اخبارات کے پروپیگنڈہ کا مسکت جواب دیا۔ (رو میں رخش 306)

پاکستان کا پہلا ترجمان

مولانا مہر نے برصغیر میں پاکستان کے حق میں سب سے پہلی آواز بذریعہ "انقلاب" بلند کی۔ مہر مرحوم کو پاکستان سے خاص نسبت اور خصوصی الفت تھی۔ پاکستان کا خواب سب سے پہلے جس نے بھی دیکھا ہو۔ اس کی تعبیر ایک قابل عمل سیاسی فارمولے کی صورت میں مہر کے دماغ نے ہی فراہم کی۔ انہوں نے ثابت کر دکھایا کہ پاکستان بن سکتا ہے پاکستان بننا چاہیے اور پاکستان بنانے کے لیے نقشہ پیش نظر رہنا چاہیے۔ (پاکستانی سکیم' 38)

تحریک پاکستان کا پس منظر

- ☆ 1936ء میں مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کی حیثیت سے ابھرنے لگی۔
- ☆ 1937ء کے انتخاب میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہوئی۔
- ☆ سرحد میں کانگریس۔
- ☆ پنجاب میں یونینسٹ۔
- ☆ سندھ میں خان بہادر اللہ بخش' بنگال میں پروجا پارٹی۔

اخبارات میں چند ایک تجاویز۔

برصغیر کے تین چار فیڈریشن قائم کیے جائیں۔ انہیں باہمی طور پر منسلک رکھنے کے لیے ایک ہلکی سی مرکزی حکومت کا وجود ہونا چاہیے۔

ایک سکیم حیدر آباد کے ڈاکٹر سید عبداللطیف نے پیش کی تھی۔دوسری علی گڑھ کے دو پروفیسر حضرات ڈاکٹر ظفر الحسن' ڈاکٹر افضال حسین نے مرتب کی جبکہ تیسری نواب شاہ نواز خان والی ممدوٹ نے اور چوتھی سر سکندر حیات خان نے کی تھی۔

ان تجاویز کا پاکستان یا برصغیر کے بٹوارے میں کہیں ذکر تک نہیں تھا۔ قائد اعظم کا ان اسکیموں سے کوئی واسطہ نہ تھا اور مسلم لیگ نے کبھی ان کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی اور نہ ہی قابل غور قرار دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا مہر کا نقطہ نظر

مولانا مہر غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کی ہندوؤں سے نہیں بنے گی۔ انگریز جلد یا بدیر ضرور چلا جائے گا۔ ہندوستان میں جمہوریت قائم ہوگی۔ جس میں ہندوؤں کی اکثریت ہوگی۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کی نمایندگی' کمی بیشی یا سرکاری ملازمتوں میں زیادہ بھرتی سے بنیادی حقوق کا تحفظ نہیں ہو سکے گا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا معاملہ ہوگا۔ لہٰذا یہی وقت ہے کہ مسلمان نئے اور انقلابی خطوط پر سوچیں اور الگ وطن کے لئے تگ و دو کریں۔

راہ کی مشکلات

دو تین ملاقاتوں کے بعد سر عبداللہ ہارون اور مولانا مہر میں کامل اتفاق ہو گیا کہ حصول پاکستان کے لیے مہم کا آغاز کر دیا جائے۔ البتہ چند رکاوٹیں اس کام میں ان کو نظر آ رہی تھیں۔ جن کا ذکر اکثر و بیشتر کرتے رہتے تھے۔

1- قائد اعظم کو کس طرح آمادہ کیا جائے کہ وہ یہ مطالبہ خود اپنا کر مسلم لیگ سے بھی منوا لیں؟

2- مسلم عوام میں اس نصب العین کو کس طرح مقبول بنایا جائے؟

3- مسلم اکثریت کے مختلف صوبوں کی وزارتوں اور قیادت کو کس طرح اس کا قائل کیا جائے؟

4- مسلم اقلیت والے صوبوں کے مسلمانوں کو تقسیم ملک پر کس طرح رضامند کیا جائے؟

5- مہم چلانے اور نصب العین کو مقبول بنانے کے لیے وسائل کہاں سے آئیں گے؟۔ مسلمانوں کے پاس پریس نہ پیسہ اور مسلم لیگ بھی اس نصب العین سے ناآشنا۔

6- نصب العین کے لیے کوئی جامع سکیم بھی مرتب نہیں ہوئی ہے مگر دشواریوں کے باوجود فیصلہ یہ ہوا کہ کچھ نہ کچھ ابتداء کر دی جائے۔ مہر صاحب کے الفاظ یہ ہیں:- (سکیم 46)

LET US SET THE BALL ROLLING

کانفرنس کا خطبہ استقبالیہ

مولانا مہر مرحوم نے میرے گھر (پیر راشدی) بیٹھ کر سر عبداللہ ہارون کا خطبہ لکھا۔ جو اب تاریخ پاکستان کی زینت ہے۔ اس خطبے کی تان اس پر آ کر ٹوٹی کہ ہندوستان کے لیے کوئی ایسی سکیم اس وقت تک کامیاب نہیں ہوگی۔ جب تک اس میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ HOME LAND قائم کرنے کا انتظام نہیں ہوگا۔

تاریخی قرارداد

کانفرنس کے لیے شیخ عبدالحمید سندھی نے ایک مفصل قرارداد کا مسودہ تیار کیا تھا جس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو اکثریت کی زبردستیوں اور مسلم اقلیت سے بے انصافیوں کی تفصیل تھی۔ جب یہ مسودہ مولانا مہر کو دکھایا گیا تو انہوں نے اس میں اضافہ کر دیا تاکہ قرارداد اور سر عبداللہ ہارون کے خطبہ استقبالیہ کے مندرجات میں مطابقت رہے۔ ادھر اہل سندھ کانگریس پارٹی کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آئے ہوئے تھے اور ہندو ممبروں کی دخل اندازیوں اور زبردستیوں سے نجات کی راہیں تلاش کر رہے تھے۔

عبداللہ ہارون

وہ ملکی پائے کے مسلمان رہنما تھے۔ مرکزی اسمبلی میں منتخب تو سندھ سے ہوئے تھے مگر ان کی ہمدردیاں برصغیر کے تمام مسلمانوں سے تھیں۔ وہ حال ہی میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے۔ (سکیم 41)

لیگ کانفرنس' (کراچی)

12 - 13 اکتوبر 1938ء کو عیدگاہ میدان' کراچی میں صوبائی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت قائد اعظمؒ نے فرمائی۔ مولوی فضل حق مرحوم (وزیر اعلیٰ بنگال)' سر سکندر حیات (وزیر اعلیٰ پنجاب)'مولانا شوکت علی اور مسلم انڈیا کے چوٹی کے رہنما تشریف لے آئے۔

مجلس استقبالیہ کے چیئرمین سر عبداللہ ہارون اور جنرل سیکرٹری پیر علی محمد علی راشدی تھے۔ یہ کانفرنس مسلمانوں کی تاریخ میں سب سے اہم کانفرنس ثابت ہوئی۔ (سکیم 42) کانفرنس بلانے کا کام ستمبر سے شروع ہوا۔ آخر ستمبر یا شروع اکتوبر ایک روز راشدی صاحب کو عبداللہ ہارون نے اپنی کوٹھی پر بلایا تو وہاں ایک اور صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ قد آور' نہایت وجیہہ' رنگ گورا' جسم متناسب' لباس شیروانی' شلوار اور نرم ترکی ٹوپی۔ تعارف کروایا گیا کہ یہ ہیں مولانا غلام رسول مہر' ایڈیٹر انقلاب' لاہور۔ انہوں نے اپنے ساتھی عبدالمجید سالک سے مل کر موجودہ دور کے مسلمانوں کی تاریخ بنائی ہے۔ ہندوستان اور خاص طور پر مسلمانوں کی سیاست کے یہ دور حاضر کے سب سے بڑے ایکسپرٹ ہیں۔ ان کو میں نے یہاں آنے کی تکلیف اس مقصد سے دی ہے کہ ہماری کانفرنس کے پیش نظر ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کے بارے میں ان سے مشورہ کیا جائے اور استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین کا خطبہ بھی انہی سے لکھوایا جائے۔ ہو سکے تو چند ضروری قراردادوں کے مسودات بھی تحریر فرمائیں۔

مہر صاحب جامع شخصیت

روانہ ہونے سے قبل ہارون صاحب نے ایک کونے میں جاکر مجھ سے کہا۔ بھائی میں نے ہندوستان کے مسلمانوں میں بہت سے قابل آدمی دیکھے ہیں مگر مہر صاحب کے مقابلہ اور پائے کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ ان کی رائے صائب ہوتی ہے۔ بے مثل اہل نظر اور صاحب فکر ہیں۔ (سکیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص 44) سندھ پراونشل مسلم لیگ کے اس اجلاس کی رائے ہے کہ ہندوستان کے وسیع براعظم میں مستقل امن و امان قائم رکھنے' یہاں بسنے والی دو قوموں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کے اپنے کلچر کو فروغ دینے' انہیں کسی رکاوٹ کے بغیر اپنی اقتصادی و معاشرتی اصلاح کرنے اور انہیں سیاسی طور پر حق خوداراوی عطا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہندوستان میں دو مختلف فیڈریشن قائم کیے جائیں۔ جن میں ایک فیڈریشن مسلمانوں کا ہو دوسرا ہندوؤں کا۔

چنانچہ یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ایک ایسے کانسٹی ٹیوشن کا خاکہ مرتب کرے۔ جس کی رو سے مسلمانوں کی اکثریت کے صوبے' مسلم اکثریت رکھنے والی ریاستیں اور وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے' متحدہ طور پر ایک فیڈریشن کی صورت میں مکمل آزادی حاصل کر سکیں۔اس فیڈریشن کو اس امر کی آزادی ہونی چاہیے کہ اگر ضرورت محسوس ہو تو بیرون ہند کی کسی اسلامی مملکت کو بھی فیڈریشن میں شریک کر سکے۔ اس فیڈریشن میں غیر مسلم اقلیتوں کو اس قسم کے تحفظات عطا کیے جائیں گے جیسے ہندوستان کے غیر مسلم فیڈریشن میں مسلم اقلیتوں کو حاصل ہوں گے۔ یہ قرارداد کانفرنس میں 11 اکتوبر 1938ء کو منظور ہوئی۔

1940ء کی قرارداد لاہور

قرارداد لاہور سے ڈیڑھ سال پہلے ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی جو خود اس زمانے میں مسلم لیگ کے سرگرم رکن تھے نے تسلیم کیا کہ قرارداد گویا پیش خیمہ تھی اس قرارداد پاکستان کی جو آگے چل کر 23 مارچ 1940ء میں لاہور میں منظور ہوئی۔ (سکیم پاکستان' ص 47' حیات مہر' 222)

یہ قرارداد مہر مرحوم نے مرتب کی تھی۔ (سکیم پاکستان' ص 49) پاکستان کے منصوبہ بنانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ وہ مسلم لیگ کی ایک خصوصی کمیٹی کے رکن تھے۔ (رو میں ہے رخش عمر' 317)

دہلی میں پروپیگنڈہ کمیٹی کا قیام

اس اجلاس میں سر عبداللہ ہارون چیئرمین اور پیر علی محمد راشدی سیکرٹری بنے۔

کمیٹی کا اجلاس

کمیٹی کا پہلا اجلاس لاہور ممدوٹ ولا میں ہوا۔ نواب سر شاہ نواز خان' مولانا محمد عرفان سیکرٹری آل انڈیا خلافت کمیٹی' سر سکندر حیات خان' ملک فیروز خان نون وغیرہ شریک ہوئے۔ موضوع گفتگو پاکستان رہا۔ بہت سے لوگ محض ہندوؤں کو چھیڑنے کے لیے ایک مذاق سمجھتے تھے۔ مولانا مہر اور عبداللہ ہارون البتہ مطمئن تھے کہ ایک روز اس نظریئے کے سامنے سر جھکا دینا پڑے گا۔ باقی کام راقم الحروف پر چھوڑ دیا۔ روپے ہارون کے' دماغ مہر کا۔ (حیات مہر' ص 224)

نظریہ پاکستان کے سربراہ مہر صاحب

نظریہ پاکستان کے جواز میں شائع شدہ جملہ سکیموں و تجویزوں کا جائزہ لے کر نیا مواد اکٹھا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ایک جامع سکیم مرتب کی جائے۔ اس کے سربراہ مولانا مہر ہوں۔ اسکیم مرتب کرنے کے لیے مولانا مہر کو بہت وقت دینا پڑا۔ مولانا مہر نے سات مہینے کی محنت کشی اور مشقت جھیلنے کے بعد سکیم بنائی تھی۔ ہندوستان کے جغرافیے اور سیاست پر شاید ہی کوئی کتاب ہو جس کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ ہندوستان کے تمام اضلاع کے گزیٹرز کے علاوہ مردم شماری کی رپورٹیں بھی غور سے پڑھ ڈالیں۔ سر عبداللہ ہارون مرکزی اسمبلی کے ممبر تھے اور ان کو حق حاصل تھا کہ وہ اسمبلی لائبریری یا مرکزی حکومت سے جو کتاب چاہیں' عاریتا" لے سکتے تھے۔ اس سہولت سے مولانا نے خوب فائدہ اٹھایا۔ مولانا بے کار گفتگو یا لوگوں سے ملنے میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ صبح سے رات 12 بجے تک مطالعہ میں مستغرق رہتے تھے۔ (سکیم' ص 91) مولانا مہر بعض مواقع پر جسٹس سر شاہ سلیمان سے بھی مشورہ کرتے۔ (ص 74)

مسلم لیگی لیڈر

سکیم کی تیاری کے سلسلے میں مولانا مہر دہلی میں تھے کہ سندھ کے ایک بہت بڑے لیگی لیڈر دہلی میں عبداللہ ہارون کے ہاں ٹھہرے۔ شام کو وہ کناف سرکس کی سیر کرنا چاہتے تھے۔ مجھے بھی ساتھ چلنے کو کہا۔ (پیر راشدی) میں نے کام چھوڑ کر ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ وہ خفا ہو کر فرمانے لگے۔ "تم اور مہر خواہ مخواہ پاکستان جیسے Non - Sense کے لیے اپنا سر کھپا رہے ہو۔ یہ چیز کبھی ہوئی اور نہ ہوگی۔ (ص 77)

قرارداد پاکستان اور مولانا غلام رسول مہر

مولانا مہر کو پاکستان سکیم کو آخری صورت دینے میں سات ماہ کا عرصہ لگا۔ ان کی تیار کردہ رپورٹ فروری 1940ء میں مرکزی مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے سامنے رکھ دی گئی اور اس کو دیکھ کر اس کی روشنی میں وہ قرارداد مرتب ہوئی۔ جو 1940ء میں لاہور کے اجلاس میں منظور ہو کر قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ (حیات مولانا غلام رسول مہر' 222' ص 77) یہ شرف تاریخ نے صرف اور صرف اہلحدیث کے نامور فرزند کو دیا کہ اس نے مسلمانوں کی فلاح کے لیے اتنی بڑی محنت شاقہ کے بعد سکیم تیار کی۔ پھر انہی بنیادوں پر قیام پاکستان وجود میں آیا۔

پاکستان سکیم کا خلاصہ

1- ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی کے تناسب کے مطابق ہی ان کو رقبہ ملنا چاہیے اور یہ پاکستان ہوگا۔

2- اسی اصول کے تحت ان کو مغرب میں ایک طرف تو آگرہ تک کا علاقہ ملنا چاہیے اور دوسری طرف سارا راجپوتانہ' مشرق میں ان کا علاقہ سارے بنگال' آسام اور بنگال کے متصل بہار کے ان اضلاع پر جہاں ان کی آبادی نصف کے قریب ہو' مشتمل ہونا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3- اس نقشے کے مطابق مجوزہ پاکستان میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب 65 فی صد کے قریب بنتا تھا اور سارے ہندوستان کی مجموعی آبادی کی تین چوتھائی پاکستان میں آ جاتی تھی۔

4- جنوب میں حیدر آباد دکن کو اسلامی ریاست تسلیم کیا جائے اور ہندوستان کے جنوبی اضلاع کے مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ اگر چاہیں تو وہاں آ کر بس جائیں۔

5- باقی ریاستیں جن کے حکمران مسلمان ہوں یا جہاں مسلم آبادی کی کثرت ہو' آزاد ریاستیں ہوں۔

6- اقلیتوں کو ہندوستان اور پاکستان میں خاص تحفظات حاصل ہوں تاکہ کسی بڑے پیمانے پر لوگوں کے لیے بے گھر ہونے یعنی تبادلہ آبادی کا اہتمام یا ضرورت باقی نہ رہے۔

مولانا مہر کی پاکستان سکیم اور قائد اعظم!

مولانا کی سکیم کی بنیاد پر لاہور کی قرارداد پاکستان مرتب ہوئی مگر بعد میں اس سکیم کو لیگ ہائی کمانڈ نے منظر عام پر لانے سے روک دیا۔ عبداللہ ہارون کا انتقال ہو گیا۔ کمیٹی میں کوئی جان نہ رہی۔ البتہ ڈاکٹر عبداللطیف حیدر آباد لیگ کے کنٹرول سے آزاد تھے۔ انہوں نے ایک کاپی کانگریس کے صدر راجندر پرساد کو بھیج دی۔ بلکہ پمفلٹ کی شکل میں چھپوا دی۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ اقدام قائد اعظم کو اچھا نہ لگا۔ انہوں نے اعلان کر دیا کہ یہ سکیم مسلم لیگ کی نہیں ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ قائد اعظم نے کن مصلحتوں کے پیش نظر یہ پالیسی اختیار کی۔ پیر راشدی صاحب نے لکھا ہے کہ غالباً" وہ مسلم لیگ کو جملہ پابندیوں اور بندھنوں سے آزاد رکھنا چاہتے تھے۔ (سکیم 95)

موجودہ پاکستان

جہاں تک اس پاکستان کا تعلق ہے جو مسلم لیگ نے 1947ء میں حاصل کیا۔ وہ پاکستان کے اس تخیل سے صریحاً" ہٹا ہوا تھا۔ جس تخیل کے زیر اثر مولانا مہر نے سکیم مرتب کی تھی۔ جس وقت قرارداد لاہور مرتب ہوئی تو ہمارے لیڈروں کے پیش نظر یہی سکیم تھی۔ (سکیم 97)

قرارداد لاہور کی ایک اہم ترمیم اور محمد علی جناح

مولانا مہر کی سکیم کی بنیاد پر جب قرارداد لاہور کا مسودہ تیار ہو کر سبجیکٹس کمیٹی کے سامنے آیا تو اس میں ایک کمی محسوس ہوئی یعنی مولانا مہر کی سکیم کے تحت تو ہیں ہماری اکثریت والے صوبوں کے علاوہ کئی اور علاقے بھی پاکستان میں شامل کرانے تھے۔ مثلاً" دہلی' آگرہ' مغربی یو پی کے کچھ اضلاع راجپوتانہ' بہار کے کچھ اضلاع نیز آسام وغیرہ۔ مگر قرارداد کے اصل مسودے میں اس کے بارے میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی لہٰذا جب حضرت قائد اعظم کمیٹی کے سامنے قرارداد کا اصل مسودہ پڑھنے لگے تو میں نے کاغذ کے ایک پرزے پر تصحیح لکھ کر ان کے ہاتھ میں دے دی جو انہوں نے بلا تامل اصل مسودے میں شامل فرما دی تھی۔ اس اضافے کا حقیقی مقصد یہی تھا کہ ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی واضح اکثریت والے صوبوں کے علاوہ چند ایک اور علاقے بھی حاصل کر لیں مگر افسوس یہ ہے کہ بعد میں انہیں تصحیح والے الفاظ سے ہماری اپنی اکثریت والے صوبوں بنگال اور پنجاب کی قطع و برید کے لیے جواز نکالا گیا۔ (سکیم 95)

قرارداد کے مسودہ میں آخری وقت تک جو درستگی میں نے پیش کی تھی اور قائد اعظم نے منظور فرما کر مسودے میں شامل کر لیا تھا۔ اس کا مقصد بھی یہ تھا کہ مولانا مہر کے تیار کردہ تقسیم کے نقشے پر عمل کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ (درستگی کے الفاظ' 97)

ملک کتنا؟

میری پیش کردہ اس درستگی کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا کہ ہماری تسلیم شدہ اکثریت کے صوبوں بنگال اور پنجاب کو کاٹا اور توڑا جائے اور اس کا جواز خود میری اس درستگی کے الفاظ سے نکالا جائے۔ بہرحال جو پاکستان 1947ء میں بنا وہ پاکستان نہیں تھا جس کا تصور مولانا مرحوم کی سکیم کی وجہ سے ابھرا تھا۔ مسلمان صرف لفظ پاکستان نہیں چاہتے تھے۔ وہ ایسا پاکستان مانگتے تھے جو ہندوستان کے مقابلے میں برابر کا طاقتور ملک ثابت ہو۔ (سکیم 97)

آج بھی عجائب گھر' لاہور میں "انقلاب" کے وہ پرچے پاکستان گیلری میں نظر آتے ہیں۔ جس میں مہر مرحوم نے پاکستان کی حمایت میں "انقلاب" میں مضامین یا کوئی نظم شائع کی تھی۔

مولانا غلام رسول مہر کا فقہی مسلک

مولانا غلام رسول مہر مسلک اہلحدیث کے بہت بڑے ترجمان تھے۔ جیسے ان کے افکار سے تصدیق ہوتی ہے۔ سید نذیر حسین اور مسئلہ رفع یدین ________:

شیخ محمد اکرام موج کوثر نے سرسید کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مہر صاحب نے لکھا یہ سراسر غلط ہے۔ خود میرا مسلک بھی یہی ہے۔ (یعنی رفع یدین کرنا) (افادات مہر' 234) مولانا ابوالحسن ندوی تحریر کرتے ہیں کہ مہر صاحب سلفی المسلک مسلمان تھے۔ (پرانے چراغ' 2/197) مولانا مہر مرحوم کو مرکزی جمعیت اہلحدیث' پاکستان کی اہم میٹنگوں میں بطور خاص بلایا جاتا تھا اور تاریخ اہلحدیث لکھنے کی بھی درخواست کی گئی تھی۔ تحریک مجاہدین پر انہوں نے مولانا بشیر احمد' عبدالرحیم' خطیب جامع مسجد اہلحدیث چینیانوالی' لاہور کی تحریک پر لکھی۔ مولانا مہر خالص اہلحدیث مسلک کے ترجمان تھے۔

شیخ الاسلام حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمتہ اللہ علیہ

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی' استاذ العلماء مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری اور استاذ پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آباد کو عالم اسلام سے سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ نامور شاگرد ملے ان کے بعد حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی کا اسم گرامی آتا ہے۔

آپ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد گوندلانوالہ' عمر آباد' مدراس' گوجرانوالہ' اوڈانوالہ' جامعہ سلفیہ اور سعودی عرب کی نامور درسگاہ جامعہ اسلامیہ میں مدرس رہے' مولانا مصنف اور مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ واضح سیاسی موقف بھی رکھتے تھے۔ اور تحریک پاکستان کے زمانہ میں آپ کی صدارت میں مسلم لیگ کے اجلاس ہوتے تھے' چنانچہ ان کے ایک شاگرد' ان کے سیاسی موقف کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت کا طبعی مزاج سیاسی نہ تھا اور نہ آپ نے سیاست کو اپنا محور عمل بنایا تھا' چونکہ سیاست بھی دین کا ایک اہم شعبہ ہے اس شعبہ میں بھی مسلمانوں کی اجتماعی بہبود کی فکر ایک عالم دین اور ایک داعی حق کے پروگرام میں شامل ہے تحریک پاکستان جب زوروں پر تھی اور یہ آپ کا عہد شباب تھا اس وقت کانگرس متحدہ قومیت کا نعرہ لگا رہی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ انگریز کے رخصت ہو جانے کے بعد زمام حکومت ان کے ہاتھ میں ہو گی' جبکہ مسلمانوں کی سیاسی جماعت مسلم لیگ دو قومی نظریہ کے تحت برصغیر کی تقسیم چاہتی تھی۔ حضرت حافظ صاحب دو قومی نظریہ کے زبردست حامی تھے اور مسلم لیگ کے سیاسی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے آپ کچھ عرصہ گوجرانوالہ مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔ حضرت حافظ صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر بھی رہے۔

آخر یہ آفتاب 1985ء کو سرزمین گوجرانوالہ میں غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان

ظفر علی خان کی اسلامیت کا اندازہ ایک اسی واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1933ء میں جب کراچی میں کانگریس کا اجلاس ہو رہا تھا اور ظفر علی خان اس میں شریک تھے۔ تو نماز عصر کا وقت آ جانے کے باعث ظفر علی خان نے ادائیگی نماز کے لیے اجلاس ملتوی کرنے کا مطالبہ کیا مگر ہندو رہنماؤں کا تعصب اس کے تسلیم کئے جانے پر رضامند نہ ہوا۔ جس پر وہ نہ صرف اس اجلاس بلکہ کانگریس کو بھی خیرباد کہہ کر نکل آئے۔

یہ واقعہ ان کی شخصیت کا ایک ایسا نقش پیش کرتا ہے۔ جس سے درحقیقت ان کی زندگی عبارت تھی۔ 1935ء میں جب اکابرین مجلس احرار سے ظفر علی خان کا اختلاف ہوا تو انہوں نے تحریک مسجد شہید گنج کے دوران مجلس اتحاد ملت قائم کی جسے بعد میں خود اپنی رائے تبدیل ہونے کے باعث مسلم لیگ میں مدغم کر دیا اور قائد اعظم کی دعوت پر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور حصول پاکستان کے لیے شب و روز کوشاں ہو گئے۔

1937ء میں بعض دوستوں کے اصرار پر آپ نے مرکزی اسمبلی کے لیے الیکشن لڑا اور کامیاب ہو کر اسمبلی میں پہنچے تو بھی ان کی کوششوں کا مرکزی نقطہ پاکستان ہی رہا۔ اس انتخاب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم نے ان کی حمایت کا اعلان کیا تھا۔ (مولانا غلام اللہ ؒ)

حصول آزادی کے لیے ان کی خدمات کی فہرست اس قدر طویل ہے کہ آج ان کا منضبط کرنا بھی دشوار ہے۔ مگر یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت کے بعد تحریک پاکستان میں قائدانہ کردار ادا کیا اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو حصول پاکستان کے لیے وقف کیے رکھا اور اس راہ میں انہوں نے اپنی صحت کو بھی تج دیا اور پھر یہ ان جیسے قائدین کی ہی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ تھا کہ 14 اگست 1947ء کو برصغیر کو آزادی نصیب ہوئی اور وطن عزیز پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ حصول پاکستان کی جدوجہد میں مولانا کے اخبار "زمیندار" نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ (مکاتیب ظفر علی خان، ص 55 - 56)

انہوں نے مسلم لیگ کے ابتدائی دور میں گرانمایہ خدمات انجام دیں۔ وہ کسی دوسرے مسلمان لیڈر کو (سوائے مولانا شوکت علی) نصیب نہیں ہوئیں۔ سب سے پہلے قائد اعظم کی اپیل پر اپنی جماعت (اتحاد ملت) مکمل طور پر اور بلا شرط مسلم لیگ میں مدغم کر دی۔ ایسی جماعت سے پنجاب میں ان کی وجہ سے بالخصوص اور یو۔ پی و صوبہ سرحد میں بالعموم مسلم لیگ کو ابتدائی کارکن میسر آئے اور پھر قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں خود مولانا نے مسلم لیگ کا پیغام سنایا۔

مولانا مرحوم آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے جلسوں میں انتہا پسند مانے جاتے تھے۔ مسلم لیگ کے لیے مولانا مرحوم بے حد محبت رکھتے تھے۔ اور ان کی مڈبھیڑ اکثر قائد اعظم سے ہو جاتی تھی مگر قائد اعظم ان کی بے حد عزت کرتے تھے۔ وہ مسلم لیگ کو صحیح معنوں میں مسلمانان ہند کی جماعت دیکھنا چاہتے تھے۔ فرماتے ہیں ؎

جنہوں نے چھوڑ کر اپنوں کو رشتہ غیر سے جوڑا
سنا دے ان کو یہ پیغام مسلم لیگ کا کوئی
سواد اعظم ملت سے کٹ کر تم نے کیا پایا
بجز اس کے کہ توقیر اپنی اپنے ہاتھ سے کھوئی

مولانا مرحوم کی زیادہ کوشش مسلم لیگ کے سیاسی نظریہ کو اجاگر کرنے پر مرکوز رہی۔ (ص 357) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کے لیے مولانا نے کس طرح شب و روز وقف کرکے اسے عوامی جماعت بنایا۔ کس طرح 1946ء کے فیصلہ کن انتخابات میں ملک کے چپے چپے اور قریہ قریہ مسلم لیگ اور قیام پاکستان کا پیغام پہنچایا۔ (مولانا ظفر علی اور ان کا عہد، ص 270)

مولانا نے 1937ء کے بعد ممبر منتخب ہو کر مرکزی اسمبلی کے اندر اور باہر مسلم لیگ کا پورا ساتھ دیا۔ 1940ء میں لاہور کے مسلم لیگی سیشن میں قرارداد پاکستان آپ ہی نے پیش کرنا تھی مگر بعد میں کسی خاص مصلحت کی بنا پر قائد اعظم نے اسے مسٹر اے کے فضل الحق کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ جس کی تائید کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا "کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ آزاد پاکستان وجود میں آ چکا ہے اور میں اس کی آزاد فضا میں سانس لے رہا ہوں" مولانا نے فوراً قرارداد لاہور کا اردو ترجمہ کیا۔ قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد مولانا نے باوجود پیرانہ سالی کے اپنے شب و روز آزاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے قیام کے لیے وقف کر دیئے اور پورے ہندوستان کے مختلف صوبوں بہار' بنگال' یو۔ پی' مدراس' بمبئی' سی پی' سرحد اور سندھ کا دورہ کرکے مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں اور نصب العین سے آگاہ کیا۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے طلباء میں تحریک پاکستان کے لیے جو تڑپ پیدا ہوئی۔ دیگر ممتاز رہنماؤں کے ساتھ ساتھ مولانا کا بہت بڑا حصہ ہے۔ پنجاب میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ارکان کی پوری پوری ہمت افزائی کی اور ان کا پوری طرح ساتھ دیا۔ (مولانا ظفر علی خان اور ان کا عہد' 264)

بہرحال مولانا ہر محاذ پر جنگ کرتے نظر آتے ہیں۔ جنگ بلقان اور طرابلس میں مرکزی کردار' سانحہ مسجد کان پور' حادثہ جلیانوالہ باغ اور عالم اسلام کے نامور ہیرو شاہ سعود (سعودی عرب) کی زبردست حمایت بھی کرتے تھے۔ مولانا کا پرچہ "زمیندار" کھل کر انہدام قبور کے بارے میں اہم رول ادا کر رہا تھا۔ آخر یہ صحافت کا باوا 1956ء کو اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مولانا غلام رسول جنڈیالوی' (ایڈیٹر روزنامہ "ایام" فیصل آباد)

مولانا غلام جنڈیالوی بلند پایہ عالم' شعلہ بیان خطیب' صاحب طرز ادیب اور دردمند سیاسی رہنما تھے اور ان کا دائرہ علم و فضل بڑا وسیع تھا۔ حافظہ بڑا حیرت انگیز تھا۔ جب کسی موضوع پر گفتگو کرتے تو ان کی وسیع معلومات سن کر حیرت ہوتی۔ انہیں بے شمار اشعار یاد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں گوناگوں صفات سے نوازا تھا۔ وہ بے حد فیاض اور متواضع انسان تھے۔

سیاسی زندگی

مولانا نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا تھا۔ تحریک خلافت میں انہوں نے بڑی قربانیاں دیں۔ امرتسر سیاسی سرگرمیوں کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ مولانا ان سرگرمیوں میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ وہ تحریک آزادی کے پرجوش سپاہی تھے۔

تحریک پاکستان

کانگریس کی مسلم کش پالیسی سے بیزار ہو کر وہ مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور قائد اعظم کی قیادت میں سرگرم عمل ہوئے۔ مشہور قومی رہنما مولانا اسماعیل غزنوی کے رفیق و دمساز تھے۔ مولانا غلام رسول نے تحریک پاکستان میں بڑا کام کیا۔ انہوں نے ہندوستان کا دورہ کیا۔

مسلم لیگ کونسل کے رکن

وہ کئی سال آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن رہے۔ انہوں نے قائد اعظم سے بارہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاقات کی اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔ (کاروان شوق' 395)

مولانا نے ملک کے علاوہ امرتسر کے دیہات کا دورہ کیا۔ مولانا نے حضرت مولانا اسمٰعیل غزنوی جو ڈسٹرکٹ مسلم لیگ' امرتسر کے صدر تھے' کی رفاقت میں ضلع بھر کے تحریک پاکستان کے سلسلے میں بھرپور دورے کیے۔ چھوٹے بڑے قصبات و مقامات پر جا کر انہوں نے دھواں دار تقاریر کیں۔ اس جانفشانی کے باعث پاکستان سے محبت اور مسلم لیگ سے وابستگی ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر گئی تھی۔ پاکستان اور مسلم لیگ کے خلاف اندرونی و بیرونی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے ان کا قلم و زبان ہروقت آمادہ و تیار رہتے تھے۔

آفتاب قرشی تحریر کرتے ہیں کہ مولانا غلام رسول کی سیرت کا درخشاں جوہران کی حق گوئی تھی۔ وہ بہت جری انسان تھے۔ جب قلم شل اور زبانیں گنگ تھیں تو انہوں نے آواز حق و صداقت بلند کی اور اس طرح خاموش فضا میں ارتعاش پیدا کیا۔ ان کی وفات پر نوائے وقت نے ادارتی نوٹ لکھا کہ وہ پرانی اور نئی نسل کے درمیان ایک ربط تھے۔ (کاروان شوق 395)

قیام پاکستان کے بعد وہ فیصل آباد' آباد ہو گئے۔ یہاں سے ایک روزنامہ "ایام" جاری کیا جو آج بھی جاری و ساری ہے۔ (ہفت روزہ اہلحدیث' 18 فروری 1983ء' ص 15)

مولانا اپنے پرچے کے ذریعے باطل کی خوب خبر لیتے تھے۔ راقم کو کئی بار کچہری بازار میں دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ منظراب تک ہمارے سامنے ہے کہ اچکن' سفید قمیض' پاجامہ میں ملبوس سر پر جناح کیپ ہاتھ میں چھڑی اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ 1983ء میں اس دنیاء فانی سے کوچ کر گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

میاں فضل حق مرحوم' (ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث' پاکستان)

امرتسر سیاسیات کا مرکز رہا ہے۔ تقسیم ہند سے قبل ہی یہ شہر فسادات کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔ جماعت اہلحدیث کی مرکزی شخصیات کا تعلق بھی کچھ اس شہر سے تھا۔ امرتسر کے لوگ دلیر اور بہت بہادر ہوتے ہیں۔ میاں فضل حق نے ابتدائی تعلیم مولانا محمد عبداللہ ویروالوی (بانی کلیہ دارالقرآن فیصل آباد) سے حاصل کی۔ ان کے والد علماء کے خادم تھے اس لیے بیٹے کا تعارف جلد ہو گیا۔

تحریک پاکستان

قرارداد پاکستان کے بعد تحریک پاکستان ایک نئے موڑ میں داخل ہوئی اور مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دیہات کی سطح پر مسلم لیگ کی شاخیں قائم ہوئیں۔ مرکز امرتسر رہا۔ ضلع میں بھی اس تحریک نے زور باندھا اور نوجوانوں نے بالخصوص اس میں حصہ لیا۔ میاں فضل حق بھی جن کی عمر اس وقت اکیس برس تھی اس تحریک سے متاثر ہوئے اور اس ضمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جو خدمات انجام دے سکتے تھے' انجام دیں۔ مالی اعتبار سے یہ آسودہ حال گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔

میاں صاحب نے اپنے نوجوان رفقاء کی معیت میں اپنے علاقے میں گھوم پھر کر اس تحریک کے لیے بڑا کام کیا۔ نوجوانوں کے علاوہ اپنے بزرگوں کے ساتھ بھی دیہات کا چکر لگاتے اور مسلم لیگ کی مقامی شاخیں قائم کرتے تھے۔ (حیات میاں فضل' سیاسی زندگی' ص 8) جیسے ذکر کیا گیا ہے امرتسر' اعلان آزادی سے کئی ماہ قبل ہی فسادات کی لپیٹ میں آگیا تھا البتہ دیہات میں کچھ اچھی فضا قائم تھی۔ اس کا شیرازہ 14 اگست کے اعلان کے ساتھ ہی درہم برہم ہوگیا۔

مسلمانوں کو بالکل نہتے کر دیا گیا لیکن سکھ پوری طرح مسلح تھے' حالات نے دوسرا رخ اختیار کر لیا۔ اس وقت بہت بڑی خدمت مسلمانوں کو سکھوں کے نرغے سے نکال کر محفوظ مقامات تک پہنچانے کے لیے کوشش کرنا تھا۔ چنانچہ میاں فضل حق نے اپنے دیگر نوجوان ساتھیوں کے تعاون سے یہ خدمت انجام دینا شروع کی اور سکھوں میں گھرے ہوئے مسلمانوں کو کیمپوں میں پہنچانے کا فریضہ سرانجام دینے کا تہیہ کیا۔ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر حتی المقدور مسلمانوں کی خدمت کی۔

مولانا محمد رفیق پسروری کا واقعہ

مولانا جماعت کے نامور عالم دین اور کامیاب مناظر تھے اور کئی کتب کے مصنف بھی تھے۔ ان کی کتب دلائل کے لحاظ سے بہت دقیع ہیں۔ جناب اسحاق بھٹی نے لکھا ہے کہ مولانا ایک دن دفتر "الاعتصام" بمقام گوجرانوالہ تشریف لائے انہوں نے بیان کیا کہ تقسیم ملک کے زمانے میں ضلع امرتسر کے مشہور مقام جنڈیالہ گورو میں ان پر حملہ کیا تو مولانا کا بازو کٹ گیا۔ پھر میاں فضل حق اور ان کے ساتھیوں نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر مولانا ممدوح کو سکھوں کے گھیرے سے نکال کر امرتسر کے ہسپتال پہنچایا مولانا کچھ دن وہاں رہے۔ ان کا تعلق غرباء اہلحدیث سے تھا۔ جمعیت اہلحدیث کے مشہور مقرر رانا محمد شفیق خاں پسروری' مولانا محمد رفیق کے فرزند ارجمند ہیں۔ (حیات میاں فضل حق' ص 10) قیام پاکستان کے بعد وہ جماعت کے اہم عہدے پر فائز رہے اور متحرک قسم کے انسان تھے۔ کام کے دھنی تھے جس کام کا عزم ایک دفعہ کر لیتے پھر کر گزرتے تھے جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

علامہ محمد یوسف کلکتوی مرحوم

مولانا محمد یوسف کلکتوی کا آبائی وطن دینا نگر' ضلع گورداس پور تھا۔ 1900ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کے بعد کاروبار کے سلسلے میں کلکتہ گئے۔ کلکتہ میں طویل قیام کے سبب کلکتوی مشہور ہوئے۔ (الاعتصام' 11 ستمبر 1970)

1941ء' مولانا عبدالغنی مجاہد بیان کرتے ہیں کہ مولانا محمد یوسف محلّہ کولوٹولہ میں خطیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ (مولانا فضل الٰہی' ص 159) مولانا ہر اتوار کو مسجد کولو ٹولہ میں درس دیا کرتے تھے۔

مولانا محمد یوسف صاحب مجاہدین کو تیار کرتے تھے اور ان کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے لیے ان کو شوق دلاتے تھے۔ مولانا عبدالغنی کو بھی مولانا یوسف نے تحریک پاکستان کے لیے تیار کیا اور بے شمار لوگوں کو اپنے خطاب سے تحریک پاکستان کی حمایت کے لیے آمادہ کیا۔ مولانا محمد یوسف نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی سے وابستہ ہو گئے تھے۔ (ہفت روزہ الاعتصام' 1970ء)

قیام پاکستان کے بعد انہوں نے مختلف علاقوں میں قیام کیا اور پھر کراچی تشریف لے گئے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں مرکزی کردار ادا کیا۔ آخر یہ آفتاب 1970ء میں کراچی میں غروب ہو گیا۔

مولانا ابو حفص عثمانیؒ

مولانا ابو حفص عثمانی علمی حلقوں میں متعارف انسان ہیں۔ مولانا ہر فن مولا تھے۔ انگریزی' عربی' ہندی' اردو' پنجابی اور سندھی زبان کے ماہر تھے۔ وہ ایک عرصے تک جامعہ سلفیہ کے ناظم بھی رہے۔ مولانا' داجل' ڈیرہ غازی خان میں رہائش پذیر تھے اور داجل مسلم لیگ کے صدر بھی تھے۔ یہ بات قیام پاکستان سے قبل کی ہے' مولانا میونسپل کمشنر داجل بھی رہے اور حضرت نے عبداللہ ہارون کے ساتھ مل کر پورے سندھ کا دورہ کیا۔ مسلم لیگ کو منظم کیا اور پاکستان کے حق میں فضا ہموار کی۔ سندھ کی تاریخ میں مولانا کا کردار ایک مدبر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ یہ تمام باتیں مولانا کی خود نوشت سوانح سے ذکر کی جا رہی ہیں۔ جو ان کے بیٹے ادریس عثمانی نمائندہ خصوصی روزنامہ نوائے وقت' ڈی جی خان کے پاس محفوظ ہیں۔

شیخ محمد اشرف

شیخ محمد اشرف مرحوم عرصہ تک مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ناظم طبع و تالیف' جامع مسجد چینیانوالی لاہور کے سیکرٹری اور ہفت روزہ "اہلحدیث" پرنٹر و پبلشر رہے۔ انہیں قائداعظم محمد علی جناح کی سب سے پہلی سوانح حیات شائع کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ تحریک پاکستان میں انہوں نے بھرپور حصہ لیا۔ 1940ء میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح سے ذاتی مراسم تھے۔ پیرانہ سالی کے باوجود ذاتی و جماعتی کاموں میں بڑے سرگرم رہتے تھے۔

خاندان روپڑی

روپڑی خاندان کا تعارف پورے پاک و ہند میں نمایاں ہے۔ ان کی دینی اور سیاسی خدمات کا زمانہ معترف ہے۔ یہاں مختصر طور پر ان کی سیاسی خدمات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد عبداللہؒ

حافظ محمد عبداللہ ایک محدث، مدرس اور مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست سے بھی گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ پوری زندگی انگریز کے خلاف برسرپیکار رہے۔ مجاہدین سے ان کا ایک تعلق خاص تھا۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب اپنے ایک انٹرویو میں بیان کرتے ہیں کہ تحریک پاکستان کے لیے حافظ محمد عبداللہ کا کردار بہت منفرد ہے۔ ایسے وقت میں جب کہ بعض دینی حلقے انگریز کی سازش کا شکار ہو کر مسلم لیگ کے مخالف تھے۔ کچھ علماء کانگریس میں چلے گئے اور کچھ اپنی اپنی جماعت بنا کر کام کر رہے تھے۔ کچھ نے تو یہ فتویٰ دیا کہ جس نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ کچھ مسلم لیگ کے لیڈروں کے لیے کفر کے فتوے صادر کر رہے تھے۔ ایسے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے علیحدہ ملک حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان کسی ایسے پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں جس کی قیادت مخلص اور سیاسی بصیرت کی حامل شخصیت ہو جو انگریز کی سیاسی چالوں کو سمجھ کر ان کا مقابلہ کر سکتی ہو۔ 1940ء سے 1946ء کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حافظ محمد عبداللہ صاحب نے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا اور مسلم لیگ کی حمایت میں فتویٰ بھی جاری کیا۔ (صراط مستقیم ستمبر1994، ص 26) ان کے فتویٰ کی وجہ سے مسلم لیگ کو بے حد تقویت ملی اور انتخابات میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔

حافظ عبدالقادر روپڑی

حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب ۔ اہلحدیث کے جید عالم دین فن مناظرہ میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ ہر مناظرے میں صفحہ اول میں ہونے کے ساتھ ساتھ مسلک اہلحدیث کا دفاع کرتے ہیں۔ حافظ صاحب مسلم لیگ، روپڑ کے صدر تھے۔ بقول حافظ عبدالقادر کہ حافظ محمد عبداللہ صاحب نے مجھے بھی اور حافظ محمد اسمٰعیل سمیت خاندان کے اکثر نوجوانوں کو تحریک پاکستان کے لیے وقف کر رکھا تھا ہم دن رات مسلم لیگ کا کام کرتے تھے ضلع انبالہ میں مسلم لیگ کا بہت کام کیا۔ (صراط مستقیم، ستمبر1994، ص 26)

حافظ صاحب نے بتایا کہ میری کارکردگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1946ء کے الیکشن میں پندرہ ہزار مسلم ووٹوں میں بہت ہی تھوڑے ووٹ مسلم لیگ کے خلاف گئے۔

تحریک سول نافرمانی

سول نافرمانی کی تحریک میں ان کا کردار مرکزی رہا۔ گرفتار ہوئے ایک سال جیل انبالہ میں گزارا۔ یاد رہے اس تحریک کی قیادت جماعت اہلحدیث کے نامور فرزند مولانا داؤد غزنوی کر رہے تھے۔ حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی بہت بڑے خطیب تھے۔ انہوں نے اپنے زور خطابت سے تحریک پاکستان کے حق میں علم بلند کیے رکھا اور مسلمانوں کو تحریک پاکستان کے لیے آمادہ کرتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ انبالہ کے حلقہ سے حضرت حافظ صاحب کے بھائی مولانا محمد احمد کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہے تھے۔ مگر اس خاندان نے اپنے بھائی کا ساتھ نہ دیا بلکہ مسلم لیگ کی حمایت کی۔ حضرت حافظ عبدالقادر صاحب کی تقریر سن کر سردار شوکت حیات نے کہا تھا کہ آپ کی تقریر سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ لہٰذا آپ پنجاب سے باہر کچھ وقت دیں۔ چنانچہ میں پنجاب سے باہر بھی مسلم لیگ کے مختلف بڑے جلسوں میں جایا کرتا تھا۔ (صراط مستقیم' ستمبر 1994' ص 26)

بہرحال انبالہ حلقہ سے مسلم لیگ کا امیدوار جیت گیا اور حافظ عبدالقادر کے بھائی ہار گئے۔

حافظ عبدالقادر صاحب نے 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ 1970ء میں صوبائی الیکشن لڑا اور ملک کی ہر اس تحریک میں ہراول دستہ کے طور پر کام کیا جس کا مقصد اسلام کی سربلندی تھا۔

مولانا محمد عبداللہ ثانی

ان کا کردار مثالی تھا۔ وہ قیام پاکستان کے بعد جڑانوالہ میں تشریف لے آئے۔ وہاں بھی مسلم لیگ کو منظم کیا۔ ثانی صاحب مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم تعلیمات بھی رہے۔

حاجی محمد اسحاق حنیف

ناظم نشر و اشاعت مرکزی جمعیت اہلحدیث' ناظم و بانی انجمن اسلامیہ امرتسر۔ آپ نے امرتسر میں تعلیم کے فروغ کے لیے انجمن قائم کی اور تحریک پاکستان کے لیے دن رات کام کیا۔

حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدرویؒ

حکیم صاحب 1920ء میں ایک تاریخی قصبہ سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد مولانا ظفر علی خان کے ایماء پر تعلیم طب کے لیے طبیہ کالج' مسلم یونیورسٹی' علی گڑھ چلے گئے۔

حکیم صاحب کا خمیر مذہبی زمین سے اٹھا تھا۔ اسلئے ابتداء ہی سے انہیں مرزائیت سے سخت نفرت تھی۔ 1934ء میں پرنسپل ڈاکٹر عطاء اللہ قادیانی تھا۔ اس نے قادیانی اساتذہ کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ حکیم صاحب نے اس کے زور کو توڑنے کے لیے مولانا ظفر علی خان کی تقریر کروائی۔ جس سے وہاں مرزائیت کی تحریک مردہ ہو کر رہ گئی۔

دوران تعلیم مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی۔ (نوائے وقت دسمبر 1995ء - 22 مئی 1987ء) آزادی کی تحریک میں انہوں نے طلبہ کی قیادت کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے لکھنؤ سیشن میں شریک ہوئے۔ بجنور' مراد آباد' سہارن پور' بلند شہر کے ضمنی انتخابات میں لیگی ناظم انتخابات ذاکر علی خاں (آگرہ) کی ہدایت پر مولانا ظفر علی خان' مولانا شوکت علی خان' فیروز دین' چوہدری خلیق الزمان کے ہمراہ دورے و جلسے کیے۔ 1938ء میں مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ میں طلبہ وفد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ شرکت کی اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کو منظم کیا۔ (22 مئی 1987ء' نوائے وقت' لاہور)
حکیم صاحب ان اکابر میں سے تھے۔ جنہوں نے برصغیرپاک و ہند کی تحریک آزادی میں نمایاں حصہ لیا۔ تحریکوں کے اس ہنگامہ خیز دور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہی نہیں بلکہ عملاً" اس میں شریک رہے۔ (خیال' ص 23)

آپ مسلم لیگ 37ء تا 38ء اور مارچ 1940ء کے اجلاسوں میں شرکت کی اور محمد علی جناح سے ملاقاتیں بھی کیں۔ جناح صاحب کے کہنے پر آپ نے مسلم سٹوڈنٹس کو ملک بھر میں منظم کیا۔ بعد میں آپ مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن بھی رہے۔ حکیم صاحب مولانا ظفر علی خاں' علامہ اقبال اور قائد اعظم تینوں کے مخلص جانباز تھے۔ ان حضرات کے حق میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے اور قائد اعظم علی گڑھ آئے تو نسیم صاحب کی بے خودی قابل دید تھی۔ ان کی وفات پر میاں نواز شریف نے کہا تھا کہ حکیم صاحب نے قیام پاکستان کی تحریک میں بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔

مولانا عبدالمجید سوہدڑی مرحوم

حضرت مولانا استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے نواسے اور حضرت میر سیالکوٹی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا بیک وقت صحافی' خطیب' حکیم اور سیاسی رہنما تھے۔ مولانا اپنے استاد محترم مولانا میر صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ ان کی خدمات نہایت قابل تحسین ہیں۔

حضرت مولانا محمد یحیٰی' حافظ آبادی

مولانا محمد یحیٰی' حافظ آبادی کا تعلق باقی پور تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر سے تھا۔ آپ کے والد محترم مولانا امیر الدین بڑے اچھے واعظ اور مبلغ تھے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر برسوں موضع کیل تحصیل ترن تارن میں خطیب رہے۔ ملکی و ملی تحریکوں میں بھی انہیں خاص دلچسپی رہی۔ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا۔ اس کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آخر یہ حضرت 3 فروری 1972ء کو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) (ہفت روزہ اہلحدیث' 11 فروری 1972ء) ان کے ساتھ ساتھ حضرت کے چچا حافظ محمد ابراہیم باقی پوری اور حکیم محمد ابراہیم جو پاکستان کے نامور خطیب حافظ محمد اسمٰعیل اسد کے والد محترم تھے۔ ان کی خدمات کا دائرہ بہت ہی وسیع تھا۔

حاجی محمد ابراہیم انصاری

پاکستان مسلم لیگ کے نامور رہنما سابق صوبائی وزیر تعلیم جناب عثمان ابراہیم بارایٹ لاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایم۔ پی۔ اے آپ کے صاحبزادے ہیں۔ حاجی صاحب نے ترن تارن ضلع امرتسر میں مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی قیادت میں تحریک پاکستان کے لیے بہت کام کیا۔ آپ مقامی مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔ انہوں نے اہلحدیث حضرات کو اس راہ پر گامزن کیا کہ اب اپنی بقاء اسی میں ہے کہ ہم پاکستان کی حمایت میں شب و روز کام کریں۔ ان کی خدمات سے مسلم لیگ کو بہت فائدہ ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ شہر گوجرانوالہ کے رئیس بلدیہ بھی رہے۔ ان کی قومی و ملی خدمات کا دائرہ خاصا وسیع ہے۔ جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ ان کی حسین یادگار ہے۔

مولانا محمد اسمٰعیل فیروز پوری

اس علاقہ میں اہلحدیث حضرات نے پاکستان کی حمایت میں دن رات ایک کر دیا۔ مولانا اسمٰعیل سات بھائی تھے۔ سب تحریک پاکستان کی نذر ہو گئے صرف مولانا ہی باقی بچے۔ بقول مولانا غلام اللہ ان کی وعظ و تبلیغ سے لوگ قیام پاکستان کا دم بھرنے لگے۔

خواجہ محمد مسیح پال' سیالکوٹ

آپ' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے معتقدین میں سے تھے۔ دین سے خصوصی لگاؤ تھا۔ مولانا صاحب کے ساتھ دور دور تک تبلیغی اجتماعات میں شرکت کرتے۔ تحریک کشمیر کے دوران مجلس احرار سے وابستہ ہوئے اور ایک سرگرم کارکن کی طرح احرار کے سپاہی بن گئے۔

تحریک پاکستان میں کردار

تاریخی قرارداد لاہور 1940ء نے آپ کو بہت متاثر کیا۔ مسلمانان ہند کے ملی تشخص کی بحالی کے لیے منزل کی نشاندہی ہو گئی۔ چنانچہ جلد ہی احرار سے علیحدگی اختیار کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ آپ نے اپنے علاقے کے نوجوانوں میں مطالبہ پاکستان کی خوب تشہیر کی اور انہیں ترغیب دے کر مسلم لیگ کی ابتدائی تنظیم قائم کی۔ جس کے آپ صدر چنے گئے۔ اپنی فعال کارکردگی کے باعث شہری مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے رکن بنائے گئے۔ مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے سالار اور کونسل کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔

آپ نے 1946ء میں مسلم لیگ کے امیدوار کو کامیاب کرانے کے لیے شب و روز محنت کی' سول نافرمانی کی تحریک میں آپ کی کارکردگی نمایاں رہی۔ اپنے رفقاء کے ساتھ آپ نے گرفتاری پیش کی۔ فسادات میں کرفیو کا نفاذ ہوا اور مسلم لیگی کارکنوں پر افتاد پڑی تو آپ نے بے خوفی کے ساتھ خطرات کا مقابلہ کیا۔ پھر آپ مہاجرین کی آباد کاری میں بھی سرگرم رہے۔ اور قیام پاکستان کے بعد سماجی کارکن کی حیثیت سے خدمات بجا لاتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ حضرت مولانا احمد دین پال تلمیذ حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے بیٹے اور ملک کے نامور شاعر اثر صہبائی کے بھائی تھے۔

تحریک پاکستان کا گمنام سپاہی --- صوفی محمد احسن

آپ 15 نومبر 1915ء میں ضلع گورداس پور کے مردم خیز قصبہ فتح گڑھ چوڑیاں کے ایک محنت کش مستری نور دین کے ہاں پیدا ہوئے' آٹھ سال کی عمر میں کراس اسلامیہ ہائی سکول میں پہلی جماعت میں داخلہ لیا اور ساتھ ہی دینی تعلیم معروف دینی شخصیت مولانا محمد فاضل سے حاصل کرنا شروع کر دی۔ 1927ء میں چوتھی جماعت میں وظیفہ لیا۔ 1931ء میں مڈل ورنیکلر فائنل میں وظیفہ حاصل کیا۔ پھر انجینئرنگ کالج' مغل پورہ میں داخلہ لے لیا اور وہیں سے اس مرد مجاہد کی مجاہدانہ زندگی کا آغاز ہوا۔ قبل ازیں سکول کی زندگی میں ہی مولانا ظفر علی خان' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا محمد اسماعیل روپڑی' مولانا محمد حنیف ندوی کی تقاریر سے اسلامی عسکری جذبے سے سرشار ہو کر مجاہد کی طرح جنگ آزادی میں شامل ہو گئے۔ اور اپنے زیر زمین دستے کے ہمراہ یونی نیسٹ نواز چودھریوں اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے مذموم عزائم کو خاک میں ملانے میں کامیاب ہو گئے۔

اس زمانے میں بمبئی کا تاج محل ہوٹل نوابوں کا ہوٹل تھا۔ اسی ہوٹل میں حضرت قائد اعظم سے غیر رسمی ملاقات ہوئی۔ جو بعد ازاں عقیدت کی حد تک پہنچی۔ 1947ء میں امرتسر کے محلہ شریف پورہ' ہال بازار وغیرہ کے معرکوں میں شامل رہے۔ امرتسر کے تاریخی گردوارہ دربار صاحب کے اندر اللہ اکبر کے نعرے لگانے والے مسلمان نوجوانوں کے دستہ میں شامل رہے۔ بالآخر ملٹری ٹرک لے کر فتح گڑھ چوڑیاں سے اپنے عزیز و اقارب کو لاہور منتقل کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن اپنی عسکری طبیعت سے ہر مقام پر سکھ اور ہندوؤں سے مڈھ بھیڑ جاری رہی۔ (روزنامہ نوائے وقت' 15 ستمبر 1989ء)

بنگال کے بابائے صحافت مولانا اکرم خاںؒ

مولانا بنگال کی نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ مولانا بیک وقت صحافی' عالم دین' مجاہد' سیاست دان' مصنف اور عظیم سکالر تھے۔ ان کی سرگرمیوں کی وجہ سے تحریک پاکستان کو بہت فائدہ پہنچا۔ مولانا صاحب' محمد علی جناح کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ مولانا اکرم خاں اور آپ کے والد ماجد دونوں حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ (ہفت روزہ "الاعتصام" اگست 1968)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگریز دشمنی

ان کا خاندان غیر ملکی حکومت کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہا۔ اس سلسلے میں مولانا اکرم خان کو بڑی مصیبتیں اٹھانا پڑیں۔ (فیروز انسائیکلو پیڈیا' ص 108) آپ کے والد قاضی عبدالباری تحریک آزادی ہند کے سرگرم رکن تھے۔ انہوںؒ نے شاہ اسمٰعیل شہید کی تحریک آزادی میں عملی حصہ لیا۔ (الزبیر' ص 630)

تحریک خلافت

آپ نے تحریک خلافت میں نام پیدا کیا اور آپ بنگال خلافت کمیٹی کے صدر تھے۔ (کاروان رفتہ' ص 233' فیروز انسائیکلو پیڈیا ص 108)

مولانا نے جب سیاست میں قدم رکھا۔ اس وقت یہ کام دار و رسن کو دعوت دینا تھا۔ مولانا اکرم خان نے جنگ بلقان اور طرابلس میں بھی نمایاں حصہ لیا تحریک خلافت میں وہ قید بھی رہے۔ مولانا اپنی تقاریر سے مسلمانوں میں جوش و خروش پیدا کر دیتے تھے۔ (کاروان شوق' ص 471- تحریک پاکستان کے بڑے لوگ' ص 235- الزبیر بہاول پور' تحریک آزادی نمبر' 631)

مسلم بنگال کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ انہوں نے پاکستان اور بنگال میں جو خدمات انجام دیں۔ ان کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ (مسلم بنگال ادب' ص 391)

مولانا اکرم نے انگریز کے خلاف جہاد حریت میں جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ انہیں کوئی مؤرخ فراموش نہیں کر سکتا۔ (الاعتصام' ج 20' شمارہ 11' ص 8)

حکیم آفتاب لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اکرم خان تحریک آزادی کے نامور رہنما تھے۔ جنگ بلقان اور جنگ طرابلس کے سلسلے میں کلکتے میں جتنے بھی اجلاس ہوئے۔ مولانا کا نام مقررین کی فہرست میں شامل ہوتا تھا۔ (شوق کاروان' ص 469)

پاک و ہند کے معروف صحافی عبدالسلام تحریر کرتے ہیں کہ آپ پاکستان میں مسلم لیگ کے قدیم ترین رہنما ہیں۔ (صحافت پاک و ہند میں' ص 464 تحریک آزادی نمبر 631)

صحافت کے میدان میں

اسلامی صحافت کی تاریخ میں بھی انہیں ایک ایسا مقام حاصل تھا جو ہر اعتبار سے بے نظیر تھا کہ مولانا محمد علی جوہر' ابوالکلام آزاد' مولانا ظفر علی خان اور عبدالرحمان صدیقی جیسے اہل قلم رہنماؤں میں شمار ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنے فکر و عمل سے مسلمانوں میں انقلاب برپا کر دیا۔ مولانا نے بنگلہ زبان میں قرآن مجید کی تفسیر اور حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ پر کتب لکھ کر بنگالی مسلمانوں کے اذہان کو بے حد متاثر کیا۔ (کاروان شوق' ص 471 - وہ صورتیں الٰہی' ص 350)

1905ء میں محمدی کے نام سے کلکتے سے ایک ہفت روزہ جاری کیا۔ 1936ء میں دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزنامے اردو میں زمانہ اور بنگلہ میں آزاد جاری کیے۔ (وہ صورتیں الٰی ' ص 351)
مولانا کو بنگلہ صحافت میں باوا آدم سمجھا جاتا ہے۔ (کاروان شوق)

تحریک پاکستان

مولانا 1907ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے پھر تادم مرگ مسلم لیگ میں رہے اور اس دوران مسلمانوں کی جو تحریک کل ہند سطح پر اٹھی۔ انہوں نے اس میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ (کاروان شوق ' 470- وہ صورتیں الٰی ' 350 - 351) تحریک پاکستان پر انہوں نے پر مغز مقالے لکھے۔ (بنگالی ادب ' ص 230)

مسلم لیگ کی تنظیم نو

1937ء میں جب محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کی اور اسے ایک باعمل سیاسی جماعت بنایا تو مولانا محمد اکرم خان نے اس کام میں جناح کی بڑی مدد کی۔ وہ پاکستان بننے تک مسلم لیگ بنگال کے صدر رہے۔ گویا صوبہ بنگال کی صدارت ہمیشہ انہی کے سپرد رہی کیوں کہ وہ سب سے سینئر اور سب سے زیادہ واجب الاحترام شخصیت سمجھے جاتے تھے اور آپ کی قیادت میں بنگالی مسلمانوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔
(تحریک پاکستان کے بڑے لوگ ' ص 235- کاروان شوق ' 471-472)

مولانا اکرم صاحب کو بانی پاکستان نے خود پارلیمانی بورڈ کا ممبر منتخب کیا۔ (پاک و ہند میں علماء کا کردار ' ص 334) مولانا نے اخبار "آزاد" کے ذریعے بہت سی خدمات سرانجام دیں۔ تحریک پاکستان میں اخبار آزاد کا اہم کردار ہے۔ مولانا نے اپنے علم ' تقریر اور تحریر سے تحریک پاکستان کو چار چاند لگا دیئے۔ (بنگالی ادب ' ج 2 ' ص 214)

ورکنگ کمیٹی

قائد اعظم نے انہیں ورکنگ کمیٹی کا رکن نامزد کیا تھا جو ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ ان کی رائے بڑی صائب ہوتی تھی۔ قائد اعظم ان کی رائے کا بڑا احترام کرتے تھے۔ مولانا پاکستان کی مجلس دستور ساز کے رکن بھی رہے۔ مولانا نے پاکستان میں اسلامی نظام کے لیے موثر جدوجہد کی اور قرارداد مقاصد منظور کروانے میں ان کا بڑا کردار تھا۔ (کاروان شوق ' ص 472- فیروز ' ص 108- وہ صورتیں ' ص 351)

مولانا کے متعلق بنگالی ادب کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ آپ نے بنگالی مسلمانوں کو گہری نیند سے بیدار کیا۔ (بنگالی ادب ' ج 2 ' ص 215)

وفات

مولانا کا انتقال ڈھاکہ میں ہوا۔ ان کی وفات پر ملک کے جرائد و اخبارات بند رہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی خدمات کو سراہا گیا۔ اس طرح یہ علم و عمل اور سیاست و صحافت کا شہسوار 1968ء کو اس دنیا سے منہ موڑ گیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

مولانا راغب احسن' ڈھاکہ

مولانا راغب احسن مرحوم' ابتدائے سن شعور سے ہی ملت اسلامیہ کا درد اپنے دل میں محسوس کرنے لگے اور پھر عمر بھر اسی درد لاعلاج کا درماں ڈھونڈتے رہے اور آخر دم تک انہوں نے مسلمانوں کی بہتری و بھلائی کے سوا کچھ نہ سوچا اور اسی سوچ کو عام کیا۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر 1975ء) مولانا محمد علی جوہر' حضرت علامہ اقبال اور حضرت قائد اعظم ان کی پختگی فکر اور بالغ نظری کے قائل تھے۔ ان کی زندگی سراسر قرون اولی کے مسلمانوں کی طرح سادہ اور بے لاگ تھی۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر 1975ء)

تحریک خلافت میں کردار

یوں تو برصغیر میں بیداری ملت کیلئے بہت سی تحریکیں اٹھیں۔ تحریک خلافت میں مولانا راغب احسن اور سید محمد عثمان گرفتار ہو کر علی پور' کلکتہ جیل میں قید رہے۔ جہاں پہلے مولانا آزاد قید تھے۔ اسی جیل میں دوران قید مولانا راغب و محمد عثمان نے عہد کیا کہ ہم اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے مگر عمر بھر کبھی انگریز کی نوکری نہیں کریں گے۔ اپنی صلاحیت و قابلیت کو ملک و قوم کے لیے وقف کریں گے۔ مولانا راغب احسن نے عمرانیات میں ایم اے کیا پھر لاء کی ڈگری حاصل کی۔ (نوائے وقت' 20 دسمبر 1993ء)

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا راغب

مولانا محمد علی جوہر نے مولانا راغب احسن کی کلکتہ خلافت کمیٹی کے رکن کے طور پر سفارش کی اور طالب علمی کے زمانے میں ہی وہ کلکتہ خلافت کمیٹی کے رکن منتخب کر لیے گئے۔ ایک نوجوان کے لیے یہ بہت بڑے اعزاز و سعادت کی بات تھی کہ مولانا محمد علی جوہر جیسی عظیم شخصیت نے ان کی صلاحیت کا اعتراف فرمایا۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر 1975)

علامہ اقبال اور مولانا راغب

مولانا راغب اور حکیم الامت علامہ اقبال کے درمیان سن 1930ء کے عشرے سے ہی خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ 1933ء میں حضرت علامہ اقبال ایک خط میں مولانا راغب احسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو لکھتے ہیں کہ میں آپ سے دلی ہمدردی رکھتا ہوں۔ اصل چیز علم نہیں بصیرت ہے اور وہ عطائے ربانی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو بصیرت کا حصہ عطا فرمایا ہے۔

حکیم الامت نے 1934ء میں مولانا راغب احسن کی علمی صلاحیت کے پیش نظر انجمن حمایت اسلام' لاہور کے ہفتہ وار اخبار کی ادارت کی ذمہ داری سپرد کرنے کی پیش کش کی کہ اگر آپ ادارت کی ذمہ داری قبول کرلیں تو اخبار کو بہت فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر1975ء)

مولانا صحافت کے میدان میں

مولانا کا صحافت سے گہرا تعلق تھا۔ شباب کے زمانے میں وہ اسٹار' الہ آباد کے ایڈیٹر تھے۔ کلکتہ سے نکلنے والے انگریزی ایوننگ اسٹار آف انڈیا کے ایڈیٹر رہے۔ نوائے وقت سے ان کی وابستگی کا ذکر بہت زیادہ ہے۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر1975ء)

محمد علی جناح سے تعلقات

قائد اعظم کے لندن سے واپس آنے کے بعد جب مسلم لیگ کی تنظیم نو شروع ہوئی اور مولانا راغب نے اس قومی جماعت کی احیاء کا آغاز کلکتہ میں کیا۔

محمد علی جناح سے خط و کتاب کا سلسلہ 1933ء کے زمانے میں شروع ہو چکا تھا۔ قائد اعظم' مولانا راغب احسن کو بہت عزیز سمجھتے تھے۔ بنگال کے سیاسی حالات کے سلسلے میں جناح صاحب مولانا راغب احسن کی رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے۔

محمد علی جناح کا مولانا کی تعریف کرنا

بنگال اور کلکتہ مسلم لیگ کے کارکنوں کا ایک وفد جولائی 1945ء کو قائداعظم سے اورنگ زیب روڈ جاکر ملا تھا۔ ان میں سید محمد عثمان' سیکرٹری جنرل مسلم لیگ کلکتہ ضلع بھی شامل تھے۔ وفد نے دہلی سے واپسی پر بیان کیا کہ جناح صاحب نے مولانا راغب احسن کے بارے میں دریافت کیا اور ان کی تعریف میں فرمایا کہ "راغب احسن مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا زندہ ضمیر ہیں۔ راغب احسن پر مجھے فخر ہے" (نوائے وقت' 11 دسمبر1975ء)

1944ء میں قائد اعظم کی زیر قیادت مسلم لیگ کی جدوجہد سے جب یہ واضح ہو گیا کہ پاکستان کی نئی اسلامی مملکت نقشہ عالم پر ابھرنے والی ہے تو مسلم لیگ کی ہائی کمان نے یہ جائزہ لینا شروع کر دیا کہ پاکستان کن علاقوں پر مشتمل ہوگا اور اس کی سرحدات کیا ہوں گی؟۔ یہ جائزہ نہ صرف مسلم لیگ کی صوبائی تنظیموں نے لیا بلکہ خود محمد علی جناح نے ذاتی طور پر بھی معلومات حاصل کرنے کا ٹھوس اقدام کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے بنگال کے مشہور مسلم لیگی لیڈر علامہ راغب احسن کو خط لکھا اور دریافت کیا کہ پاکستان کی تشکیل کی صورت میں بنگال و بہار کی سرحدیں کیا ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی؟۔ علامہ نے اس خط کے جواب میں قائد اعظم کو جو رپورٹ بھیجی تھی وہ بڑی مفصل اور مربوط تھی۔ بنگال او آسام کے ان علاقوں کی نشاندہی جنہیں اصولا" پاکستان میں شامل ہونا چاہیے اور ساتھ ہی مسلمانوں کی آبادی کے چارٹ اور علاقوں کے نقشے بھی منسلک کئے تھے۔

انہوں نے پاکستانی بنگال کی آخری حد براکر ندی تجویز کی۔ یہ ندی کلکتہ سے ڈیڑھ پونے دو سو میل مغرب میں واقع ہے اور بنگال اور بہار کے درمیان قدرتی فاصل سے براکر ندی مشرق کا علاقہ معدنی ذخائر سے مالا مال ہے۔ اس وقت بھی یہ علاقہ صنعتی اعتبار سے بہت ترقی یافتہ ہے کوئلہ ' لوہا اور ابرق وغیرہ کی مناسبت سے اسے کالے ہیروں کا علاقہ کہا جاتا ہے۔ مولانا نے اپنی رپورٹ میں بنگال کی طرح آسام کے ان علاقوں پر بھی مفصل روشنی ڈالی جن کا پاکستان میں شامل ہونا ضروری تھا۔

قائد اعظم اس رپورٹ سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے 26 اگست 1944ء کو ایک خط کے ذریعے راغب احسن کا شکریہ ادا کیا اور بنگال و بہار سے متعلق کچھ مزید نقشے مرتب کرکے بھجوانے کی ہدایت کی۔ چنانچہ علامہ صاحب نے مزید ضرورت بھی پوری کر دی تو قائد اعظم نے اپنے 19 اکتوبر 1944ء کے خط میں اس کا بھی شکریہ ادا کیا۔ (نوائے وقت' 11 مئی 1976ء- نوائے وقت 9 جون 1997ء)

مولانا کا مقام

مولانا کی قدر اور شخصیت کے بارے میں نوائے وقت' لاہور نے ستمبر 1952ء کو آپ کی زندگی میں ہی لکھا کہ اگر غیر منقسم بنگال کے مسلم لیگی بلکہ مسلمان کارکنوں اور لیڈروں کی فہرست مرتب کی جائے تو سرفہرست راغب احسن کا نام ہوگا۔ آپ صحیح معنوں میں پاکستان کے زندہ شہید ہیں اور ان کا شمار بنگال کے دس ممتاز ترین سیاست دانوں میں ہوتا تھا۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر 1975ء)

تحریک پاکستان اور علامہ راغب احسن

تحریک خلافت سے لے کر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے عرصے تک بنگال میں رہ کر مولانا راغب احسن نے مسلمانوں کیلئے جتنی خدمات سرانجام دیں۔ وہ ہماری تحریک آزادی کا ایک سنہرا باب ہیں۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر 1975ء)

کراچی کے نامور مسلم لیگی جناب ظفراحمد تحریر کرتے ہیں کہ مولانا راغب احسن مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی دعوت کو عام کرنے کے لیے صرف اپنے نام سے ہی نہیں بلکہ مختلف ناموں سے مضامین اور مقالے لکھا کرتے تھے۔ اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انگریزی روزنامہ مارننگ نیوز' کلکتہ میں انہوں نے کئی مضامین مجھ ایسے مسلم لیگ کے ایک ادنیٰ کارکن کے نام سے لکھے۔ مولانا کی زندگی مسلم لیگ کے لیڈروں اور سیاسی کارکنوں کے لیے مثالی حیثیت رکھتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مولانا نے 1944ء میں "ہماری آواز" کانپور شائع کیا تھا۔ تھا۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر)

مقابل ہے آئینہ کے نام سے ایک مضمون نوائے وقت 25 نومبر 1986ء کو شائع ہوا۔ جس میں مولانا راغب احسن کو بہت خراج تحسین پیش کیا گیا۔ تحریک اور تاریخ پاکستان سے وابستہ سیاسی حضرات واقف ہیں کہ مولانا تحریک خلافت سے لے کر تشکیل پاکستان کے ہر دور میں بھرپور کردار ادا کرتے رہے۔ اگست 1947ء کے دور میں بنگال میں کوئی قومی تحریک مولانا راغب احسن کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ وہ غیر بنگالی ہوتے ہوئے بنگال میں قائدانہ و مدبرانہ کردار ادا کرتے رہے۔

مولانا آزاد

مولانا کا ایک مقام تھا جس کا ہر صاحب دل انسان معترف ہے۔ مولانا کی رائے تھی کہ مسلمان تقسیم نہیں ہونے چاہئیں مگر جب تقسیم کا عمل ہو گیا تو انہوں نے فرمایا اب اس کی خیر منانی چاہیے اور اس کو مضبوط ترین بنانا چاہیے۔

کم لوگ اس بات سے آگاہ ہیں کہ کلکتہ کے مسلمانوں کے ذہن و فکر پر مولانا آزاد کے اثرات مولانا راغب حسن کے قلم کے زور سے زائل ہوئے۔ اگر مولانا راغب احسن جیسے بالغ نظر مسلم لیگی اور تحریک پاکستان کے وکیل کلکتے کے مسلمانوں کو نہ ملتے تو مولانا ابوالکلام کا اثر و نفوذ کلکتہ اور بنگال کے مسلمانوں پر سے ختم کرنا کارے دار ہوتا۔ (نوائے وقت' 11 دسمبر 1975ء)

جمعیت علمائے اسلام کی بنیاد اور تحریک پاکستان کی مساعی

11 جون 1945ء کو جمعیت علمائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ اس کا منشور و نظامنامہ شائع کیا۔ برٹش دشمن حریت پسند علماء حقانی جو اب تک مسلم لیگ سے الگ تھے پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا۔ مولانا عبداللہ الکافی صدر جمعیت اہل حدیث بنگال و آسام اور نثار الدین احمد جیسے علماء و مجاہدین یکساں اس سے متاثر ہوئے اور جب تحریک پاکستان پیش کی گئی تو انہوں نے لبیک کہا۔ اور پہلی دفعہ مسلم لیگ و پاکستان کی حمایت میں جمعیت کے اجلاس کلکتہ کے نام سے مفصل بیان بھیجا۔ تحریک خلافت 1920ء کی یاد تازہ ہو گئی جب جمعیت کے پلیٹ فارم پر علماء دین و زعماء سیاست اور دیوبند' علی گڑھ' بدایوان' بریلی' فرنگی محل' بنگال' پنجاب' اہل خانقاہ' اہل حدیث' عربی دان' انگریزی دان وغیرہ سبھی طبقات کا اجتماع ہوا۔ کلکتے کے اجلاس میں جمعیت کے اسلامی فکر و تشخص اور مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کا اعلان کیا۔ اس نے استقلال ملت کے دور جدید کا آغاز کیا۔ مولانا فضل الہٰی کے ہاتھ پر اہل کلکتہ بیعت کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو چکے تھے۔ راقم کئی بار رئیس المجاہدین کو قائد اعظم اور اکابر مسلم لیگ سے ملا چکا تھا۔ (ہفت روزہ الاعتصام' لاہور۔ 8 جولائی 1960ء' ص 5-6) (راقم سے مراد مولانا راغب احسن ہیں)

مولانا شبیر احمد عثمانی کا اعتراف

مولانا شبیر احمد عثمانی نے جمعیت علمائے اسلام کے قیام کے سلسلے میں فرمایا تھا کہ یہ مولانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راغب احسن ہیں جو مجھ کو 1945ء میں گوشہ عزلت سے نکال کر جہاد پاکستان کے پلیٹ فارم پر لائے۔ راغب احسن کل ہند جمعیت علمائے اسلام کی کلکتہ میں بنیاد رکھنے سے بہت پہلے سے جب کہ میں ڈھابیل میں تھا' مجھ کو سیاست میں لانے کے لیے زور دے رہے تھے۔ (نوائے وقت 11 دسمبر 1975ء) "الحمدللہ! کہ ہم ہی ان کو حجروں سے نکال کر سیاست میں لائے۔"

قائد اعظم سے ملاقات اور پاکستان کے اسلامی آئین پر تحریری معاہدہ

تحریک پاکستان عروج پر تھی۔ امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی اور قائد اعظم محمد علی جناح کے درمیان علامہ راغب احسن امیر حلقہ بنگال کی وساطت سے رابطہ قائم ہو چکا تھا اور پاکستان کے قیام کے لیے بغرض جدوجہد آپس میں تحریری معاہدہ ہوا کہ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریہ کے مطابق ہو گی اور آپس میں ہر قسم کا تعاون کیا جائے گا تاکہ جدوجہد کو تیز تر کر کے جلد از جلد آزادی حاصل کی جا سکے۔ (روزنامہ نوائے وقت' لاہور۔ 6 نومبر 1993ء)

وفات

مولانا کی وفات 1975ء کو کراچی میں ہوئی۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

بنگال کے نامور عالم دین مولانا عبداللہ الکافی

مولانا عبداللہ الکافی القرشی بنگال کے ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے۔ وسیع مطالعہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمہ گیر صفات کے مالک تھے۔ ان کے والد محترم مولانا عبدالهادی حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ آپ عظیم محدث' عالم' مجاہد و ماحی بدعت و داعی سنت تھے۔ (الاعتصام' ص 7' یکم جولائی' 1960ء)

مولانا عبداللہ الکافی اہل حدیث مسلک کے امام اور عاملین بالحدیث بنگال و آسام کے مسلمہ قائد تھے۔ جملہ امور میں مسلک اہل حدیث کے پیرو تھے۔ (الاعتصام' لاہور' ص 5' 8 جولائی 1960ء)

تحریک خلافت

مولانا نے ہر اس تحریک کا ساتھ دیا جو انگریز دشمن تھی۔ 1920ء کو خلافت کمیٹی کلکتہ کی طرف سے اردو روزنامہ "زمانہ" جاری کیا۔ مولانا اکرم خان' ایڈیٹر۔ مولانا عبداللہ الکافی' نائب ایڈیٹر۔ مولانا شائق احمد عثمانی کو معاون ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ 1921ء کو جب مولانا اکرم اور مولانا عثمانی گرفتار کر کے علی پور جیل بھیج دیے گئے تو مولانا کافی نے تنہا "زمانہ" کی ادارت فرمائی۔ تحریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت کی ترقی میں بہت کردار ادا کیا۔ مولانا کافی نے بنگلہ زبان میں ایک جریدے ستیاگرہی (مجاہد حق) کا اجراء کیا جو بہت مقبول ہوا۔

انگریز دشمنی

مولانا برٹش سامراج کے خلاف مسلسل جہاد کرتے رہے۔ پانچ چھ بار گرفتار ہو کر قید فرنگ میں بند کیے گئے۔ جیل میں سرکار کو سلام کہنے سے انکار کر دیا۔ آپ کو قید تنہائی کی تنگ و تاریک کال کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا۔ تحریک خلافت و جنگ آزادی میں آپ پیش پیش رہے۔

مولانا پہلے کانگریس میں کام کرتے رہے۔ جب آپ کا تعلق مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی سے ہو گیا تو آپ مسلم لیگ میں شامل ہو کر پاکستان کی حمایت میں دن رات کام کرنے لگے۔

مولانا راغب احسن تحریر کرتے ہیں کہ میری بڑی آرزو تھی کہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبداللہ الکافی تحریک پاکستان کی حمایت کے لیے تیار ہو جائیں۔ مولانا آزاد کانگریس کی حمایت میں اتنا بڑھ چکے تھے کہ آمادہ نہ ہوئے۔ آخر میری درخواست پر مولانا فضل الٰہی رئیس المجاہدین نے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ہمارے کلکتے کے مرکز جہاد سے رنگ پور و دیناج پور کا سفر کیا۔ مولانا عبداللہ الکافی سے طویل ملاقاتیں فرمائیں۔ ان کو حالات بتائے (مولانا عبداللہ الکافی نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی اور مطالبہ پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا) باضابطہ بیعت کے ساتھ تحریک مجاہدین میں شریک ہوئے۔ جب مولانا فضل الٰہی نے واپسی پر کلکتہ میں یہ خوشخبری سنائی تو مرکز المجاہدین کے رفقاء کو کمال خوشی ہوئی۔ (ہفت روزہ الاعتصام' ص 6'8 جولائی 1960ء)

مولانا کافی مسلم لیگ کے صف اول کے رہنما اور لیاقت علی خان کے ہمراہ قرارداد مقاصد کے مصنفین میں سے تھے) مولانا نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ملک و ملت کی بے حد خدمات سر انجام دی ہیں۔ (ہفت روزہ تنظیم' ص 9' 17 جون 1960ء)

مولانا الکافی جمعیت اہل حدیث بنگال و آسام کے صدر کی حیثیت سے اپنے سارے اثرات تحریک پاکستان کی حمایت میں لگا دیے۔ مولانا کی فصاحت و بلاغت اور جادو بیانی کی دھوم تھی۔ جس علاقے میں گئے اس کی کایا پلٹ دی۔ مولانا کافی کا مولانا آزاد مرحوم سے ایک خاص تعلق تھا۔ مولانا 1952ء سے جماعت کے صدر چنے گئے اور وفات تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

مولانا راغب احسن بیان کرتے ہیں کہ مولانا الکافی کی اس تبدیلی رائے سے ان کے استاذ معظم مولانا ابوالکلام آزاد کو کوئی رنج نہ پہنچا۔ مولانا آزاد پرائیویٹ گفتگو میں خود راقم سے کئی بار فرما چکے تھے کہ مسلمانان ہند کی سیاست میں ہندو اور ہندوستان سے علیحدگی کا جو رجحان پیدا ہوا ہے اس کے لیے نہ برٹش گورنمنٹ ذمہ دار ہے اور نہ ہی مسلم لیگ' بلکہ اس افتراق کی ساری ذمہ داری ہندو فرقہ پرستوں کی تنگ دلی اور عصبیت پر ہے جس نے مسلمانوں کو مطالبہ پاکستان پر مجبور کیا۔ (الاعتصام' ص 6'8 جولائی 1960ء)

مولانا جگر کے مریض تھے۔ مولانا راغب احسن نے لکھا کہ جب اسلام اور پاکستان کا مسئلہ ہوتا تو وہ اپنی صحت و جان کی مطلق پروا نہ کرتے تھے بلکہ ہر چیز پر ملت کو مقدم رکھتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الاعتصام' یکم جولائی 1960ء) اور مریض ہونے کے باوجود مولانا نے پاکستان کانسٹی ٹیوشن کمیشن کے 38 سوالات کے جواب تحریر کیے جو ان کی وفات کے بعد عرفات میں طبع ہوئے۔ مولانا اسلامی دستور پاکستان کے لیے بے چین رہے۔ مولانا نے ایک مرتبہ فرمایا کہ پاکستان کی حالت نے مجھ کو ماہی بے آب کر رکھا ہے۔ پاکستان کو ایک لادینی ریاست بنانے کے منظر کی میں تاب نہیں لا سکتا۔ (الاعتصام یکم جولائی 1960ء' ص 5)

مولانا کافی' بنگال کے ابو الکلام آزاد تھے

مولانا کافی کے جوہر کو مولانا آزاد کے فیض صحبت نے چمکا کر زرہ سے آفتاب بنا دیا تھا۔
تقریباً" تیس سال وہ مولانا آزاد کے ساتھ رہے۔ مولانا آزاد مولانا کافی کو اپنا عزیز ترین شاگرد خیال کرتے تھے۔ آپ الہلال و البلاغ میں دل و جان سے ڈوب گئے تھے اور مولانا آزاد کا رنگ ایسا اختیار کیا کہ وہ بنگالہ کے ابو الکلام کہلائے۔ حریت فکر' استقلال' علم و ادب' خطابت و صحافت اور طرز تحریر اور انداز تقریر میں دوسرے ابو الکلام تھے۔ (الاعتصام ص 7' یکم جولائی 1960ء)
آزادی وطن کی تحریک میں بھی مولانا الباقی اور الکافی دنوں بھائیوں کی خدمات بہت نمایاں ہیں بنگال کی ہر اس تحریک میں پیش پیش تھے جو اس ملک کو انگریز کی غلامی و عبودیت سے نجات ولانے کے لیے شروع کی جاتی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اپنے زور اثر اخلاص' استقلال' ثابت قدمی اور جدوجہد کی سعی کی بناء پر مولانا ایک تحریک تھے۔ باطل کسی شکل میں بھی سامنے آتا یہ اس کے خلاف سینہ سپر ہو جاتے تھے۔ (الاعتصام' ص 1' 17 جون 1960ء)

وفات

تحریک خلافت اور جنگ آزادی کے مجاہد اعظم' اسلامی تحریکوں کے روح رواں' جمعیت اہل حدیث بنگال و آسام کے صدر ایڈیٹر "عرفات"' "ترجمان الحدیث" 4 جون 1960ء کی رات کو داغ مفارقت دے گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) ان کی وفات پر پورے ملک میں صف ماتم بچھ گئی اور ان الفاظ کے ساتھ ان کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔
بنگال بے چراغ ہوا' پاکستان بے نور' مجلس علم و دین درھم برہم ہوئی' دنیائے اسلام ایک عالم و باعمل مجاہد' ادیب' محدث و مفسر' جلیل محقق' اسلامی علم سیاست کے ممتاز ماہر' جادو اثر خطیب' سراپا درد رکھنے والے محب ملک و ملت اور ہزاروں دماغوں کی روشنی۔ (یکم جولائی 1960ء' ص 6) یہ الفاظ پاکستان کے نامور فرزند محمد علی جناح کے قریبی ساتھی مولانا راغب احسن نے آپ کی عظمت میں پیش کیے۔

نماز جنازہ

ان کی نماز جنازہ ڈھاکہ میں مولانا کبیر الدین رحمانی نے پڑھائی۔ ہر مکتب فکر کے لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے شرکت کی۔ خواجہ ناظم الدین (سابق گورنر جنرل پاکستان)' نورالامین (سابق وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان) نے بھی شرکت کی۔

تصانیف

مولانا سیاست کے ساتھ ساتھ علم و فضل میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نے بہت سی کتب تصنیف کیں۔

تفسیر ام الکتاب تفسیر القرآن	ایک ہزار صفحات
النبوۃ المحمدیہ	چار سو صفحات
تحریک اہل حدیث	
تحریک اہل حدیث و مجاہدین	آٹھ سو صفحات

مولانا کی کتب کی تعداد 23 کے قریب ہے۔ اردو' عربی اور بنگلہ وغیرہ میں ہیں۔

مولانا عبداللہ الباقی

مولانا عبداللہ الباقی بنگال کے ایک بہت بڑے علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ وسیع المطالعہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ہمہ گیر اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ بنگال کی ہر تحریک میں ان کا نمایاں کردار ہے۔ انگریز دشمنی ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی۔ مولانا کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اور آپ تحریک آزادی کے نامور قائد تھے۔ (الاعتصام' یکم جولائی 1960ء)

تحریک پاکستان

آپ پاکستان کے سرکردہ رہنماؤں میں سے تھے۔

☆ مشرقی پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور پاکستان مسلم لیگ کے نائب صدر تھے۔

☆ صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے۔

☆ مرکزی انڈین اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔

☆ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے ممبر رہے۔

مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی نے مولانا عبداللہ الباقی سے طویل ملاقات کی۔ ان کو حالات بتائے تو مولانا نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی اور مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ (الاعتصام' 8 جولائی 1960ء) اس کے بعد مولانا نے دن رات پاکستان کے لئے کام شروع کر دیا۔ محمد علی جناح' مولانا کو اپنا مخلص ساتھی سمجھتے تھے اور مولانا کے زور خطابت سے مسلم لیگی کی تحریک کو جلا ملی۔ یہ حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے نامور شاگرد مولانا عبدالهادی کے فرزند تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواجہ ناظم الدین' ڈھاکہ

بقول مورخ اہلحدیث قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری' خواجہ ناظم الدین' خواجہ شہاب الدین اور ان کا خاندان ان کے بھانجے خواجہ خیرالدین یہ تمام اہل حدیث کے چشم و چراغ تھے کون سیرہ چشم تحریک پاکستان کی حمایت میں ان کی خدمات کو نظرانداز کر سکتا ہے۔ (سیاسیات' ص 69)

خواجہ ناظم الدین برصغیر پاک و ہند کے ان سیاسی رہنماؤں میں سے تھے۔ جنہوں نے مسلمان قوم کو غلامی سے نجات دلانے کے لیے اس پر آشوب زمانے میں جدوجہد کی۔ علی گڑھ کے بعد لندن سے بیرسٹری پاس کی۔ پھر بنگال کی مجلس قانون ساز کے رکن منتخب ہوئے۔ 1935ء میں صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کامیابی حاصل کی۔

قائداعظم کی معیت میں

1937ء کے انتخابات ہونے والے تھے۔ قائداعظم نے مسلمان راہنماؤں کو دعوت دی کہ وہ متحد ہوکر سرگرم عمل ہوں۔ قائداعظم کی اس آواز پر لبیک کہنے والوں میں خواجہ صاحب پیش پیش تھے۔ انہوں نے مسلم لیگ اور قائداعظم سے عقیدت کا ایسا رشتہ جوڑا کہ موت کا آہنی پنجہ ہی جدا کر سکا۔ 1937ء کے انتخابات میں وہ بنگال کے ایک مضبوط رہنما کی حیثیت سے ابھرے۔ (کاروان شوق' ص 543)

وزارت عظمٰی

1942ء کو بنگال کی وزارت عظمٰی کا عہدہ آپ نے سنبھالا۔ اپنی وزارت کے زمانے میں خواجہ ناظم الدین اور سہروردی نے مل جل کر بنگال کے مسلمانوں کے لیے سماجی' تعلیمی اور اقتصادی کارنامے انجام دیئے جس کے باعث 45 - 1946ء کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کو بے مثال کامیابی حاصل ہوئی۔ 123 میں سے 119 نشستیں جیت لیں۔ (الزبیر' تحریک آزادی نمبر ص 24 - 625)

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے رکن تھے۔ (انسائیکلو پیڈیا' ص 983)

1946ء میں مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی کے ڈپٹی لیڈر منتخب ہوئے اور حزب اختلاف کے نائب صدر اور 15 اگست 1947ء میں مشرقی پاکستان کے پہلے وزیر اعلیٰ بنے۔ پاکستان کے گورنر جنرل اور لیاقت علی خاں کے قتل کے بعد آپ وزیر اعظم بنے۔ خواجہ صاحب سنجیدہ قسم کے انسان تھے۔ سیاسی جدوجہد میں غیرقانونی ذرائع کو بالکل غیرقانونی سمجھتے تھے۔

نماز کی پابندی

خواجہ صاحب نماز کے بے حد پابند تھے۔ مصلے پر بیٹھتے تو ان کی زبان سے تکلیف کے وقت اللہ اللہ کے الفاظ نکلتے۔ (آزادی نمبر' ص 629) ان کے گورنر جنرل ہاؤس میں نماز تراویح باقاعدگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہوا کرتی تھی اور خود بھی بڑے ذوق و شوق سے شامل ہوتے تھے۔ (کاروان شوق' ص 545)
محمد علی جناح کو خواجہ صاحب پر بہت اعتماد تھا چنانچہ نوائے وقت تحریر کرتا ہے کہ قائد اعظم

محمد علی جناح نے اب یہ تمام کام خواجہ ناظم الدین کے سپرد کر دیئے۔ میں خواجہ ناظم الدین کے ساتھ تھا کہ ایک دن خواجہ صاحب سیالکوٹ ایک میٹنگ میں جا رہے تھے۔ میں گاڑی چلا رہا تھا۔ کار میں کچھ اور بھی ورکر موجود تھے۔ راستے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے مجھے گاڑی روکنے کا حکم دیا اور کہا اب نماز ادا کرکے آگے بڑھیں گے۔ ورکروں نے عرض کیا جناب میٹنگ سے دیر نہ ہو جائے۔ خواجہ صاحب یہ سن کر بولے جس کے نام پر ہم پاکستان حاصل کرنا چاہتے تھے پہلے اس کے حضور جھک لیں پھر آگے بڑھیں گے۔ (تحریک پاکستان کی کہانی نواب ممدوٹ کے ڈرائیور مہرالٰہی کی زبانی نوائے وقت 9 جنوری 1981ء) ایسا کام تو وہی کر سکتا ہے جس کو خدا کا خوف ہو۔ نماز کے معاملے میں اہل حدیث الحمدللہ مقدم رہے ہیں۔

خواجہ صاحب قائد اعظم کے دست راست تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی پاکستان کے لیے وقف کر دی تھی اور ہر طرح کا نقصان اٹھایا مگر جادہ صواب سے منحرف نہ ہوئے۔ کیمبل جانس نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے عہد کی جو یادداشت لکھی ہے۔ اس میں تسلیم کیا ہے کہ مسلم لیگ کے بڑے بڑے لیڈروں میں سے اکثر پاکستان سے متعلق کسی متبادل تجویز پر غور کرنے کو تیار تھے۔ ایک شخص ایسا تھا جو پاکستان سے کم پر کسی طرح راضی نہ ہو سکتا تھا اور نہ پاکستان کے سوا کچھ ماننے کو تیار تھا یعنی خواجہ ناظم الدین صاحب ان ممتاز شخصیات میں شامل تھے جو پاکستان سے کم پر سوچنے کیلئے بھی تیار نہ تھے۔

قائد اعظم ان کے تدبر اور دیانت کے حد درجہ مداح و معترف تھے۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان کا وزیر اعلیٰ انہوں نے خواجہ صاحب ہی کو بنایا۔ (کاروان گم گشتہ' ص 45) 1946ء کے تاریخ ساز انتخابات' تحریک پاکستان میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ جب انتخابات ہونے والے تھے تو خواجہ صاحب بنگال کے وزیر اعظم تھے مگر صوبائی اسمبلی میں حسین شہید سہروردی کا اثر تھا۔ سہروردی وزیر بھی تھے اور فعال سیاسی رہنما بھی' انہوں نے انتخابات میں اپنے حامیوں کو مسلم لیگ کے ٹکٹ دلوائے۔ یہ مرحلہ بڑا نازک تھا۔ خواجہ صاحب صورت حال دیکھ رہے تھے۔ ان کے حامیوں کی بھی خاصی تعداد تھی۔ وہ وزیر اعلیٰ بھی تھے۔ ان کی شرافت اور نیک نفسی سے لوگ بے حد متاثر تھے۔

خواجہ صاحب نے محسوس کیا کہ اگر انہوں نے اس وقت سہروردی کا مقابلہ کیا تو تحریک پاکستان کو نقصان پہنچے گا۔ وہ بلا تامل وزارت سے دستبردار ہو گئے اور حسین سہروردی کے لیے راہ ہموار کر دی۔ بنگال میں مسلم لیگ نے اکثریت حاصل کرلی اور حسین سہروردی نے وزارت عظمی کا تاج پہن لیا۔ یہ خواجہ صاحب کے ایثار و خلوص کی دلنواز داستان ہے کہ انہوں نے اپنی ذات کو پاکستان پر قربان کر دیا' کیوں؟۔ اس لئے کہ وہ نواب سلیم اللہ کے بھانجے تھے۔ نواب سلیم اللہ نے 1906ء کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ اپنے ماموں کا لگایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا پودا گھائل ہو جائے۔ (کاروان شوق' ص 543) چنانچہ آپ تحریک پاکستان کے راہنما' مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے رکن' بنگال کے وزیراعلیٰ اور پاکستان کے وزیراعظم رہے اور 22 اکتوبر 1964ء کو ڈھاکہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خواجہ شہاب الدین' ڈھاکہ

1918ء کو ڈھاکہ میں پیدا ہوئے۔ میونسپل کمشنر کی حیثیت سے سیاسی زندگی کا آغاز کیا پھر وائس چیئرمین بعدازاں چیئرمین بنے۔ علاوہ ازیں آپ ڈھاکہ یونیورسٹی کے سات سال تک خازن رہے۔ پھر کچھ عرصہ وائس چانسلر بھی رہے۔

1943ء تا 1945ء بنگال کے صوبائی وزیر تجارت و محنت اور صنعت رہے۔ قیام پاکستان کے بعد پارلیمنٹ میں بطور چیف وھپ پہلی تقرری عمل میں آئی۔

1948ء میں امور داخلہ کا قلمدان سنبھالا۔

1951ء میں صوبہ سرحد کے گورنر بنے۔

1955ء میں سعودی عرب اور 1958ء میں مصر کے سفیر رہے۔

1964ء تا 1969ء پاکستان کی مرکزی حکومت میں وزیر اطلاعات و نشریات رہے۔

1968ء کی اہلحدیث کانفرنس راولپنڈی میں آپ کی آمد۔ بقول مولانا یوسف انور' راولپنڈی کانفرنس کی آخری نشست کی صدارت بھی آپ نے کی۔ ان کی صدارت میں حافظ عبدالحق صدیقی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر نے تقاریر کیں۔ (الاعتصام 1968ء' 27 ستمبر' ص 34)

وصیت نامہ

مولانا یوسف انور صاحب نے 24 مئی 1997ء کی ایک ملاقات میں بتایا کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ میری قبر کچی بنائی جائے۔ ان کی وفات کراچی میں ہوئی۔ یہ ان کے اہل حدیث ہونے کی بین دلیل ہے۔

مولانا مجیب الرحمان

1936ء کو محمد علی جناح نے مسلم لیگ مرکزی پارلیمانی بورڈ تشکیل دینے میں جن علماء کو شامل کیا تھا۔ ان میں مولانا مجیب الرحمان اور مولانا محمد اکرم خاں کا نام بھی شامل تھا۔ بنگال سے صرف یہ دو نام شامل تھے۔ (برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار ص 335)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواجہ خیر الدین

خواجہ خیر الدین' خواجہ ناظم الدین کے بھانجے تھے۔ ان کی ملی و سیاسی خدمات کا زمانہ معترف ہے۔ 1970ء میں جب بھٹو نے بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا تو ان پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ وہ مسلم لیگ کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ ان کے خاندان نے اپنے خون جگر سے قیام پاکستان و تحریک آزادی میں کام کیا تھا۔ 1970ء کے ایام میں ان کو مختلف جزائر میں محبوس رکھا گیا۔ ان پر طرح طرح کے ظلم روا رکھے گئے مگر وہ عزم بالجزم کے ساتھ پاکستان کے ساتھ محبت کرتے رہے۔

○

شیر بنگال مولوی ابو القاسم فضل حقؒ

آپ 1873ء کو پیدا ہوئے۔ کلکتہ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ آپ بنگال کے پہلے مسلم گریجوایٹ تھے۔ 1895ء میں وکالت کی ڈگری حاصل کی۔ 1912ء میں کانگریس میں شامل ہوئے پھر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ کانگریس سے مستعفی ہو کر 1935ء میں کلکتے کے میئر مقرر ہوئے۔ کسانوں کی ترقی کے لیے بہت کام کیا۔

1935ء میں مرکزی اسمبلی کے رکن مقرر ہوئے۔ مسلمانوں کے لیے اسلامیہ کالج کا قیام عمل میں لایا۔ 1937ء میں بنگال کے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور مسلم لیگ سے الگ ہو گئے۔ قائد اعظم نے مسلم لیگ کی از سر نو تنظیم کی تو مولوی فضل حق مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور بہت کام کیا۔ 1940ء میں قرارداد پاکستان پیش کرنے کا شرف پایا۔

انہوں نے کبھی بھی پاکستان کی مخالفت نہیں کی۔ قرارداد پاکستان پر بحث ہو رہی تھی اور قائد اعظم تقریر فرما رہے تھے کہ باہر بہت شور اٹھا۔ قائد اعظم نے پوچھا یہ کیسا شور ہے؟۔ ایک شخص اٹھ کر باہر گیا پھر واپس آ کر کہنے لگا کہ شیر بنگال مولوی فضل حق آئے ہیں۔ اتنے میں مولوی فضل حق جھومتے ہوئے پنڈال میں داخل ہوئے۔ قائد اعظم نے ان کو دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا۔ جب شیر آئے تو میمنے کو بیٹھ جانا چاہیے اور یہ کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ جب مولوی فضل حق کو جگہ مل گئی تو قائد اعظم یہ کہہ کر پھر کھڑے ہو گئے کہ اب شیر کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے اس لیے میمنا پھر باہر نکل آیا ہے۔ حاضرین اجلاس اس پر ہنس ہنس کر بے حال ہو گئے۔ (زبیر ص 642- کاروان شوق ص 447۔ فیروز انسائیکلوپیڈیا 732)

بقول مولانا محمد عبدہ کہ جب میں جامعہ رحمانیہ دہلی میں مدرس تھا تو بنگالی طلبہ نے بارہا دفعہ کہا کہ فضل حق کا تعلق اہل حدیث جماعت سے ہے۔ تحریک پاکستان میں صرف ان کا نام ہی کافی ہے۔ قرارداد مولوی صاحب نے پیش کی اور تائید مولانا ظفر علی خاں نے کی۔ یہ دونوں اہل حدیث ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سید محمد فرید' دربھنگہ' بہار

مولانا غلام رسول مہر نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ جو حضرات مجاہدین کی امداد و اعانت کے ستون تھے۔ ان کی ایک لمبی فہرست میں ڈاکٹر سید محمد فرید کا نام بھی نمایاں ہے۔ (سرگزشت مجاہدین' ص 636)

مرحوم دربھنگہ صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ بڑے متین اور متحمل مزاج بزرگ تھے۔ تدین اور حسن کردار میں ان کا درجہ خاصا بلند تھا۔ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے مہتمم تھے۔ اپنے علاقے میں ان کی شخصیت بڑی مقبول تھی۔ وہ ایک عرصہ تک بہار اسمبلی کے رکن بھی رہے۔ (الاعتصام' 13 اگست 1951ء)

بہار کے صوبے میں مسلمانوں نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ یہ بات ہندوستان کے نامور فرزند مولانا صفی الرحمان مبارک پوری عالمی ایوارڈ یافتہ صاحب الرحیق المختوم نے بتائی۔ جب وہ پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تھے ہندو لوگ ان مسلمانوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ آپ کیوں پاکستان کی حمایت کرتے ہیں اس سے آپ کو کیا فائدہ پہنچے گا؟۔ ان کا جواب یہ تھا کہ ہمیں فائدہ تو نہیں ہوگا مگر ہماری وجہ سے ان کو تقویت ضرور ملے گی۔

○

ڈاکٹر حبیب الرحمان الٰہی علوی' کراچی

ان کے متعلق تحریک پاکستان کے نامور فرزند جناب حکیم آفتاب قرشی تحریر کرتے ہیں کہ ایسے مخلص کارکنان جو آج بھی سرگرم ہیں۔ ان میں ڈاکٹر علوی بھی شریک ہیں۔ ملی جذبات سے سرشار ان کے شب و روز قوم کی خدمت میں گزرتے ہیں قائداعظم سے ان کے گہرے مراسم تھے۔

سیاست میں قدم

آپ نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا جب پورا میدان خاروار میں گرا ہوا تھا۔ قومی کام کا آغاز مولانا محمد علی جوہر کی شخصیت سے متاثر ہو کر کیا اور ان ہی کے ساتھ مل کر تحریک خلافت میں حصہ لیا۔

تحریک پاکستان

تحریک خلافت کے بعد مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور قیام پاکستان کے لیے بھرپور جدوجہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دی۔ نینی تال ضلع مسلم لیگ کے صدر' یو پی صوبہ مسلم لیگ کونسل کے رکن اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ممبر بھی رہے۔

گرفتاری

قیام پاکستان کے فوری بعد گرفتار ہوئے اور چھ ماہ تک نینی تال میں سیکورٹی قیدی کے طور پر رہے۔ بعد ازاں کراچی تشریف لے آئے اور یہاں اصلاحی کوششوں میں مصروف ہیں۔ علوی صاحب خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ (کاروان شوق' ص 240)

چند سال قبل آپ نے کراچی میں وفات پائی۔

○

حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی

دہلی مسلمانوں کا مرکز رہا ہے۔ دہلی کو بغداد ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ علمی لحاظ سے دارالخلافہ ہونے کے ساتھ ساتھ تحریکوں کا مرکز بھی رہا۔ حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کا ایک عرصے تک وہاں قیام رہا۔ انہوں نے وہابی تحریک کو بہت تعاون دیا بلکہ وہابی تحریک کا مرکز ہی حضرت شیخ الکل تھے۔ تحریک مجاہدین کا مصنف تحریر کرتا ہے انگریز کی رائے تھی کہ سرحد کے مجاہدین پر اس وقت تک قابو نہیں پایا جا سکتا جب تک ان کا رابطہ ہندوستان کے مراکز سے پوری طرح ختم نہ کر دیا جائے۔ انگریزی حکومت کے افسروں کا خیال تھا کہ جب تک نذیر حسین کی حرکات پر قابو نہ پایا جائے گا سرحد پر مجاہدین کے ساتھ ان کا رابطہ بدستور قائم رہے گا۔ (تحریک مجاہدین' ج 2' ص 129)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ رہا شیخ الکل کا معاملہ تو آپ نے اپنے آپ کو چھپائے رکھا تاکہ مجاہدین کی بھرپور امداد جاری رہ سکے اور انہوں نے اس فریضے کو بہت اچھی طرح نبھایا۔ فقیرانہ لباس میں مجاہدین کی بے لوث خدمت کرتے رہے۔ (تحریک مجاہدین' ج 3' ص 43)

مجاہدین کا تعلق آپ ہی سے تھا کیوں کہ پورے عالم اسلام میں آپ کے تلامذہ پھیل چکے تھے۔ ایک پولیس رپورٹ میں کمشنر پٹنہ کو اطلاع دی گئی کہ ممتاز وہابیوں کا ایک جلسہ سراج گنج میں منعقد ہوا۔ جہاں نذیر حسین بھی اپنی بھانجی کی شادی کی شرکت کے بہانے گئے ہوئے تھے۔ اس تقریب نے وہابیوں کے اجتماع کے لیے ایک آسان حیلہ مہیا کر دیا۔ سربر آوردہ حاضرین میں نذیر حسین' محمد حسین لاہوری ثم بٹالوی اور محمد ابراہیم آروی بھی تھے۔ مقصد یہ تھا کہ ان کا تعاون حاصل کیا جائے اور اس ملک کے دارالحرب ہونے کا اعلان کر دیا جائے۔ یہ بھی فیصلہ کر دیا گیا کہ چونکہ سرحد پر وہابی ریاست کا ہندوستان سے رابطہ اور اعانت نسبتاً" کمزور پڑ گئی ہے۔ ہندوستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مزید رضاکار و امداد کی ترسیل کی کوشش کی جائے۔ خفیہ اجلاس کی خبر حکام کو ملی اور مجسٹریٹ مولویوں کو اچانک پکڑنے کے لیے جھپٹے لیکن اس جگہ کوئی قابل مواخذہ چیز دستیاب ہوئی نہ کوئی گرفتار کیا جا سکا۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 35 - 334' تحریک مجاہدین' ج 4' ص 244)

"یہ تھے اہل حدیث کے امام' دہلی میں تھا ان کا قیام
کرتے تھے وہ دن رات' مجاہدین کے کام"

حضرت اسی جرم میں گرفتار بھی ہوئے۔ آخر کوئی قابل اعتراض چیز نہ ملنے کی وجہ سے رہا کر دیئے گئے۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں آپ نے سب سے پہلے جہاد کے فتویٰ پر دستخط کیے۔ (1857ء' ایوب قادری' ص 405)

اہل دہلی

دہلی اہل حدیث کا جاندار مرکز رہا ہے۔ 1857ء سے قبل و بعد وہاں بے شمار مدرسے تھے جن میں مجاہدین کو تربیت دی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ 1940ء کے موقع پر جامعہ رحمانیہ' دہلی کے مہتمم جناب عطاء الرحمان کا رجحان و تعاون تحریک پاکستان کے ساتھ تھا ان کے بیٹے جناب حبیب الرحمان' دہلی میونسپل کمیٹی کے ممبر بھی رہے اور تحریک پاکستان کے لیے دن رات کام کیا۔ مولانا غلام اللہ اور مولانا عبدہ صاحبان نے بتایا کہ میاں عطاء الرحمان اس تحریک کے لیے دل کھول کر چندہ دیتے تھے اور جناب حبیب الرحمان غالباً" مسلم لیگ سٹی' دہلی کے صدر بھی تھے۔

مولانا محمد جوناگڑھی

آپ خطیب ہند کے نام سے معروف ہیں۔ عالم دین اور بہت سی کتب کے مترجم اور مصنف بھی ہیں۔ ان کی تمام ہمدردیاں مسلم لیگ کے ساتھ تھیں۔ جیسے ان کا ایک بیان اخبار محمدی میں یکم مئی 1939ء میں چھپا کہ آل انڈیا مسلم لیگ دہلی کے بیس ہزار مسلمانوں کے جلسے میں مولانا کی عظیم الشان تقریر۔ آپ نے کتاب و سنت سے آزادی کا مفہوم بیان کیا۔ مسلمانوں کے تنزل کے اسباب اور اس کا حل پیش فرمایا اور کہا کہ مسلم لیگ علماء کے ساتھ بہتر سلوک کرے تاکہ فضا برقرار رہے وغیرہ۔

مولانا شرف الدین دہلوی کی زیر صدارت 1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے نمائندوں کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔ یہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس اور موتمر اہل حدیث ہند دونوں کا مشترکہ اجلاس تھا۔ چند ایک نامور علماء و دانشور حضرات کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

☆ مولانا شرف الدین دہلوی۔ تلمیذ حضرت الشیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی
☆ حافظ حمید اللہ۔ سیکرٹری (بہت مال دار تھے' علماء اور طلباء کا ان سے خاص تعلق تھا۔
☆ حافظ محمد صدیق ملتانی۔ میونسپل کمشنر۔ ☆ مسٹر ایس ایم عبداللہ۔ میونسپل کمشنر۔
☆ حاجی عبدالکریم ملتانی ☆ حاجی شیخ بشیر الدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ حاجی شیخ محمد دین صاحب بالٹی والے ☆ میاں حفیظ الرحمان ☆ شیخ عبداللہ شمیم گھتوریہ

☆ حافظ عبدالغفار خیری (خیری خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ انہی کے خاندان نے 1917ء کو تقسیم ہند کا فارمولا پیش کیا تھا۔ ☆ حافظ شیخ محمد یحییٰ سوت والے ○ ☆ مولانا یونس دہلوی

مرسلہ :- حافظ حمید اللہ نائب ناظم اہل حدیث (کانفرنس ہفت روزہ اہل حدیث' 19 اکتوبر 1945ء' ص 8)

○

صوبہ سرحد کے میر کارواں جناب خان مہدی زمان خانؒ

مولوی حیات گل صاحب ساکن ہری پور' موصوف 1831ء کے بعد سید شہید کی جماعت مجاہدین کے مرکز ہری پور کے امیر تھے۔ ہندوستان سے مجاہدین کے قافلے اور روپے ان کے توسط ہی سے سرحد کے مرکز مجاہدین تک پہنچتے تھے۔ مولوی حیات گل کی بیوی راجہ جہانداد خان چیف آف گکھڑ کی ہمشیرہ تھی جس کے بطن سے ایک ہی بیٹی پیدا ہوئی اور یہی خان مہدی زمان خان کی والدہ تھی۔ گکھڑ دنیوی حکمران مجاہد عالم دینی حکمران سے دو آتشہ جرات و قوت ایمانی و ملی اور سلسلہ پدری کی خاندانی جرات نے سہ آتشہ کا کام کرکے آپ کو بے مثال جرات کلمہ حق کا مظہر اور اسلامی حقوق و کردار کا مالک بنا دیا۔ آپ بلند پایہ عالم اور اعلیٰ درجے کے خطیب تھے۔ (دیدہ و شیدہ' ص 113)

سیاسی زندگی

دوران تعلیم 1917ء میں ہی سیاست میں حصہ لینا شروع کردیا تھا۔ تحریک خلافت میں شامل رہے اور پاکستان بننے تک انگریزوں سے دلی نفرت کی بناء پر مخالف رہے۔ (116' دیدہ و شیدہ)

تحریک پاکستان نے مجاہد شیخ عبدالرشید صدیقی مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ انگریز حکومت نے اپنی جابرانہ حکمت عملی اور ابتدا ہی سے بڑے پیروں' جاگیرداروں' نوابوں اور گدی نشینوں کو اپنا ہم نوا بناکر مسلمانوں کے جذبات کو کچلنے کی کوشش کی مگر افضل الجہاد اور کلمہ حق کے ظاہر کرنے میں انگریزوں کی سنگ دلانہ مساعی ناکام ہوئیں اور ایسے مواقع پر محترم خان صاحب اپنی دینی اور ملی و ملکی رہنماؤں کی مساعی کا خیر مقدم کرتے ہوئے تحریک خلافت و ترک موالات میں پورے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث' لاہور۔ 13 دسمبر 1974ء)

صوبہ سرحد کے علاقے میں انہوں نے حق و باطل کی معرکہ آرائی میں ہمیشہ بڑے نوابوں' جاگیرداروں اور انگریزوں کے پروردہ لوگوں کا انتخابات میں مقابلہ کیا۔

اسمبلی کے ممبر

صوبہ سرحد کی اسمبلی کے رکن بن کر کئی سال تک باشندگان سرحد کی صحیح نمایندگی کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدر ایوب سے اگرچہ ان کے قریبی تعلقات تھے مگر اس کا مقابلہ کیا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث' 20 دسمبر 1974ء)

دیدہ و شنیدہ کا مصنف لکھتا ہے کہ ترین قوم کا دبدبہ عروج پر تھا اور لوگ بوجوہ ان کا کلمہ پڑھتے تھے۔ ایسے وقت میں خان مہدی خان کا ان کے خلاف کھڑا ہونا بقول اکبر الہ آبادی اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں (دیدہ و شنیدہ' ص 115)

تحریک پاکستان

جو لوگ تاریخ پاکستان کے اس دور سے واقف ہیں۔ وہی خان مہدی خان کے استقلال و جرات کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ واقعی انہوں نے اپنے نام مہدی زمان کی لاج رکھی۔ مسلکاً اہل حدیث تھے۔ (دیدہ و شنیدہ' ص 115)

قیام پاکستان کے بعد اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرتے رہے۔ ان کی وفات پر پاکستان کے نامور سیاست دان نواب زادہ نصراللہ خان نے ایک شذرہ لکھا کہ مرحوم کی حب الوطنی مثالی تھی۔ انہوں نے ایک طویل عرصے تک جمہوریت کی بحالی کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ سابق صدر ایوب خان کے دور اقتدار میں ہمیشہ ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے کوشاں رہے۔ ان کی وفات سے ہم ایک مخلص' نڈر اور دیرینہ رفیق کار سے محروم ہوئے ہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث' لاہور۔ 13 دسمبر 1974ء) خان زمان صاحب نے دسمبر 1974ء کو وفات پائی۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) مرحوم مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نائب امیر تھے۔

صوبہ سرحد اور اہل حدیث

صوبہ سرحد ہمیشہ مجاہدین کا مرکز رہا۔ سیدین کی تحریک نے پہلے اسلامی حکومت کا قیام پشاور میں کیا۔ اسلامی قانون نافذ کیا۔ اس جگہ سے بہت سے خاندانوں نے آپ کے ساتھ تعاون فرمایا۔ انہی لوگوں نے تحریک پاکستان میں تعاون کیا مثلاً" بہرام خان آف تہکال بالا۔

ارباب سکندر صاحب سابق گورنر سرحد' ارباب جہانگیر' ارباب نور محمد

مہدی زمان سابق نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث' پاکستان

محلہ فیل باناں کا قاضی خاندان جو مرکزی مسجد شاہ اسمٰعیل شہید کا متولی تھا۔

مولانا محمد رمضان اور ان کا خاندان۔

مولانا محمد ادریس ترنگزئی جن کا زبدالقیوم خاں کے ساتھ بہت تعاون رہا۔ یہ مسلم لیگ کے بہت اچھے حامی و ناصر تھے۔ راقم کو قاضی صاحب اور مولانا رمضان کے خاندان سے ملاقات کا شرف رہا۔ میرے ساتھ مولانا عبدالستار حماد بھی تھے۔ انہوں نے کہا ہم لوگوں نے تحریک مجاہدین اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک پاکستان میں بہت دلجمعی سے کام کیا۔ سرحد ریفرنڈم میں ہمارے خاندان نے اہم رول ادا کیا۔ تاریخ' ارباب خاندان کے کردار سے اچھی طرح باخبر ہے۔

پشاور کی مرکزی لائبریری میں اہل حدیث کے حق میں نہایت اہم ریکارڈ موجود ہے۔ راقم نے چند ایک کا دیدار بھی کیا۔ اگر یہی تاریخ مرتب کر کے طبع کر دی جائے تو تاریخ اہل حدیث کا ایک روشن باب عوام الناس کے سامنے آ جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) صوبہ سرحد مجاہدین کا بہت معاون رہا اور تحریک نے تاریخ میں نام پیدا کیا۔ اہل سرحد کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

راشدی خاندان

سید احمد شہید کا قافلہ جب (سندھ) رانی پور پہنچا تو حضرت سید صبغۃ اللہ اول نے ان کی مہمان نوازی اور خاطرمدارات میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ دونوں جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ روحانی ہم آہنگی نے دل کو اور بھی قوی کر دیا تھا۔ سید صبغۃ اللہ نے اپنے حروں کے ساتھ انگریز اور سکھوں کے خلاف جہاد کا پروگرام مرتب کیا اور سید احمد کے ساتھ مل کر جہاد کی تیاری بھی کی مگر درانی سرداروں کی وجہ سے راستہ مخدوش ہو گیا۔ سید عزم مصمم کے باوجود وہاں نہ پہنچ سکے۔ (تاریخ سندھ' ص 58 - 157) اس خاندان کو انگریز سے دلی نفرت تھی۔ اس خاندان نے تحریک خلافت اور تحریک ہجرت میں مرکزی کردار ادا کیا۔ انگریز کے خطابات کو ٹھکرا دیا اور ان کی دی ہوئی تعریفی اسناد کو بازار میں پھینک دیا اور اپنے گھروں' بنگلوں میں حروں کو تربیت جہاد دیتے رہے۔ (سندھ' 163 - 167)

سید تراب علی راشدی

راشدی خاندان کے ایک فرد جسے آزادی وطن کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ خصوصاً" تحریک خلافت' تحریک ہجرت میں اور 1912ء سے لے کر 1938ء تک سندھ میں جتنی بھی آزادی کی تحریکیں چلیں۔ ان میں سید تراب علی راشدی پیش پیش تھے۔ ہجرت کمیٹی سندھ کے صدر تھے۔ (تاریخ سندھ' ص 173) ان کے علاوہ پیر علی محمد راشدی' حسام الدین راشدی' بدیع الدین راشدی' محب اللہ راشدی' پیر گوہر علی اور پیر پگاڑہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اس خاندان کو باغی قرار دے کر بعض کو پھانسی اور بعض کو ملک بدر کر دیا گیا۔

انگریز دشمنی اور انگریز کا انتقام

حضرت سید صبغۃ اللہ کا نظریہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے سب کو آزادی اور عزت سے نوازا ہے۔ یہ وہ قوم جو دوسروں کی آزادی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتی ہے۔ وہ غاصب ہے۔ شاہ صاحب کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگریزوں کے خلاف شدید نفرت تھی اور انگریز بھی ان سے بدکتے تھے۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ پیر پگاڑا نے اپنے چچا علی گوہر ثانی کی ایک سند جو انگریزوں نے دی تھی' فریم کے ساتھ کمرے سے باہر پھینک دی۔ انگریز افسروں کو جب اس کی خبر ملی تو وہ نہایت برہم ہوئے اور پیر صاحب سے بدلہ لینے کی فکر کرنے لگے۔ (تاریخ سندھ' 163/3)

قتل کا مقدمہ

آخر حضرت پیر صبغتہ اللہ ثانی کو قتل کے ایک سنگین مقدمے میں دھر لیا گیا۔ انگریز اقتدار کے لیے مقدمے کے لیے مدعی اور گواہ پیدا کر لینے کیا مشکل تھے۔ چنانچہ انگریز اس میں کامیاب ہو گیا۔

محمد علی جناح

یہ مقدمہ سکھر میں چلا۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے پیر صاحب کی طرف سے مقدمے کی وکالت کی۔ فرنگی حکومت کے کارندوں نے حضرت قائد اعظم پر زور دیا کہ وہ اس مقدمے کی پیروی نہ کریں کیوں کہ حکومت انہیں کسی حالت میں بھی اس مقدمے سے بری کرنے کو تیار نہ تھی لیکن قائد اعظم نے حق و انصاف کے نام پر اپنے پیشے اور مؤکل سے غداری کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جج نے اس مقدمے کی ناانصافیوں پر سخت احتجاج کیا۔ آخر ان کو دس سال کی سزا ہوئی۔ (تاریخ سندھ' ص 64 - 163)

سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی' ایم اے نے ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا۔ ہمارے خاندان نے انگریز کے خلاف تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہاں تک کہ ہمارے دادا سید رشد اللہ کو لوگ پیر صاحب خلافت والے کہنے لگے۔ دادا صاحب مرحوم تحریک خلافت میں سندھ کے صدر بھی چنے گئے۔ ہمارے خاندان میں انگریزوں کے خلاف شدید نفرت تھی۔ وضع قطع و رہن سہن کے طور کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ جی ایم سید نے سلام لینا چاہا مگر آپ نے ہاتھ نہ بڑھایا کیوں کہ ان کی شکل و صورت انگریزوں والی تھی۔ (صراط مستقیم' مارچ 1995ء' کراچی ص 31) بہرحال اس خاندان نے ہر اس تحریک کا ساتھ دیا جو انگریز کے خلاف اٹھی۔ تحریک خلافت' تحریک ہجرت اور تحریک پاکستان میں اس خاندان کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ خصوصاً سید بدیع الدین شاہ راشدی اور سید محب اللہ شاہ نے بھی آزادی کی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔

جناب فضل ربی

یہ حیدر آباد کے معروف تاجر ہیں۔ ان کی دکان فضل ربی ریڈیو والی مشہور ہے۔ یہ تحریک خلافت اور تحریک ریشمی رومال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ ان کا نام تاریخ سندھ' ج 3 میں ص 191 پر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اہل حدیث کے بہت بڑے معاون و ممد تھے اور تحریک پاکستان میں ان کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا دین محمد وفائی مرحوم

سندھ میں اسلام کے ظہور کے بعد جلد ہی روشنی کے قدوم پہنچ گئے تھے۔ خلفائے راشدین کے دور کے بعد بھی صحابہ و تابعین کا آنا جانا رہا۔ جو صحابہ ہندوستان وارد ہوئے ان کی تعداد تقریباً" 25 کے قریب ہے۔ پھر اس کے بعد محمد بن قاسم کا حملہ' محدثین کی آمد اور اسلامی حکومت کا قیام بلکہ کتب تاریخ میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ یہاں محمد داور ظاہری جو اہل حدیث تھے ان کی حکومت رہی۔ پھر مرور زمانہ نے ان کے نقوش کو مدھم کر دیا مگر توحید کی روشنی بہرحال برقرار رہی۔

سید احمد و اسمٰعیل شہید جب سندھ تشریف لائے تو وہ بھی یہاں خاندان راشدی کے ہاں مقیم رہے۔ تاریخ سندھ میں لکھا ہے کہ وہ اہل حدیث تھے۔ انہوں نے ہر ممکن ان کی امداد کی۔ ہم یہاں مختصر طور پر چند ایک علماء و فضلاء کرام کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ جنہوں نے انگریز کے خلاف ایک تحریک پیدا کی اور ان کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کی۔

مولانا دین محمد وفائی

1311ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام حکیم مولوی گل محمد تھا۔ 1914ء کو تعلیم سے فارغ ہوئے۔ 1917ء کو راشدی شہزادوں کو پڑھانے کے علاوہ ٹھلاہ تشریف لے گئے۔ کتب خانہ سے بھی خوب فائدہ اٹھایا۔ 1918ء میں حکیم عبدالغفار راشدی کی سرپرستی میں "الکاشف" ماہنامہ جاری کیا۔

صحیفہ قاریہ جاری کیا

قادیانی اور دیگر مذاہب باطلہ کا خوب پوسٹ مارٹم کیا۔ یہ رانی پور کے قیام کے دوران جاری کیا۔ پیر حزب اللہ شاہ راشدی کی سرپرستی میں ہفت روزہ "الحزب" شروع کیا۔ (ترجمان الحدیث' جنوری 1978ء' ص 36' 37)

سندھ میں وہابیت

سندھ میں وہابیت درحقیقت ردعمل تھا پیروں صوفیائے کرام' سیدوں' سجادوں کی بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں کا' جنہوں نے سندھ کے مسلمانوں کو دین سے دور کر دیا تھا۔

مہینے کا پہلا پیر یا جمعہ یا ہفتے کا دن پیر صاحب کے نام خاص ہوتا تھا۔ ان سب غیر شرعی باتوں کا سندھ میں رواج تھا جو تنزل کے دور کا خاصا ہیں۔ اس وقت سندھ میں کوئی شہر ایسا باقی نہ تھا جس کے متعلق سننے میں نہ آیا ہو۔ وہاں سوا لاکھ اولیاء مدفون ہیں۔ روہڑی' سیہون' مکلی' ٹھٹھے وغیرہ میں سوا لاکھ پیر مدفون ہیں۔ دیہات کا تو عالم ہی اور تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سندھ میں توہم پرستی اور قبر پرستی کا یہ عالم تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس سرزمین پر نہ خدا کا ذکر ہوتا ہے اور نہ رسول ﷺ کا بلکہ اختیارات نعوذ باللہ پیروں کو تفویض ہو گئے ہیں۔ (تاریخ سندھ' ج 3' ص 313)

ماہ نامہ توحید

1934ء میں توحید جاری کیا۔ انگریزوں کے دور میں جس نے سب سے پہلے فکر صحیح کی شمع روشن کی۔ وہ مولانا دین محمد وفائی تھے۔ خدا ان پر اپنی ہزار ہار حمتیں نازل فرمائے۔ اس رسالے کے ذریعے انہوں نے علماء کرام اور صوفیائے عظام کے متعلق بہت کچھ لکھا اور صحیح اسلامی عقائد کی نشر و اشاعت کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے رسالے میں غلط اعتقادات کی نشاندہی کی۔ مولانا کے مضامین نے عوام و خواص پر گہرا اثر چھوڑا۔

ان کے ہم نوا علماء

ان کی ہم نوائی میں کچھ مردان حق آگے بڑھے۔ مولانا عبدالکریم چشتی' مولانا محمد ہاشم واعظ اسلام مولانا محمد صادق اور مولانا شیخ عبدالمجید سندھی کی زندگی کا اعلیٰ مقصد احیاء دین تھا۔ ان جانباز مجاہدوں نے سندھ کے چپے چپے میں جاکر اہمیت سنت کو اجاگر کیا۔ حقانیت اسلام سے عوام کو روشناس کرایا۔ (تاریخ سندھ' ج 3' ص 314- ترجمان الحدیث ص 38' جنوری 1978ء)

(ترجمان الحدیث ص 38' جنوری 1978ء)

تحریک خلافت اور علماء سوء

اہل حدیث نے ہمیشہ اہل حق کا ساتھ دیا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں ظلم کے خلاف آوازۂ حق بلند کرنا ہمارا طرۂ امتیاز رہا ہے مثلاً"

- ایوب خان کے خلاف سب سے پہلے مولانا غزنوی نے آواز بلند کی۔ پھر لیاقت باغ میں 1968ء میں حافظ عبدالحق صدیقی' علامہ احسان الٰہی ظہیر نے زوردار تقاریر کیں۔
- یحییٰ کے خلاف سب سے پہلے میاں فضل حق مرحوم کے اخبار روزنامہ جاودان نے لکھا وغیرہ۔

مولانا دین محمد وفائی تحریک خلافت میں اس وقت شامل ہوئے' جب تحریک خلافت کا زور تھا۔ اس تحریک کو دبانے کے لیے انگریز نے علماء سوء سے کام لیا۔ مولوی فیض الکریم نے ترکوں کے خلاف حجاز کے شریف حسین کے حق میں ایک رسالہ لکھا۔ جس پر کتنے علماء سوء و صوفیائے عظام نے دستخط کیے تھے۔ اس رسالے کا انگریزی ترجمہ بھی ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا جس سے تحریک خلافت کو نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ تھا۔ مرد حق مولانا وفائی نے محسوس کیا کہ اس موقع پر خاموش رہنا گناہ ہے۔ چنانچہ مولانا نے شیخ عبدالعزیز مالک اخبار الحق سکھر کے ساتھ مل کر اس رسالے کے خلاف زور و شور سے لکھنا شروع کر دیا۔ (تاریخ سندھ' ج 3' ص 274)

1920ء میں مولانا کو جمعیت علماء سندھ کا ناظم منتخب کیا۔ (تاریخ سندھ' ج 3' ص 275)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الوحید

1920ء میں کراچی سے اخبار الوحید جاری ہوا۔ مولانا کو اس اخبار کا معاون ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ 1936ء میں سندھ، بمبئی پریذیڈنسی سے الگ ہوکر ایک علیحدہ صوبہ بنا۔ اس موقع پر اخبار الوحید نے اپنا ایک خاص نمبر (سندھ آزاد) نکالا۔ جس میں سندھ کی گذشتہ تاریخ، تہذیب، علم و ادب کے بہترین شہہ پارے شامل کیے گئے۔ سندھ کی صحافت میں اس وقت یہ نمبر خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ان میں اکثر مضامین مولانا وفائی کی تخلیق تھے۔ (تاریخ سندھ، ج 3، ص 276) مولانا نے سندھ کی علیحدگی میں مرکزی کردار ادا کیا۔ تحریک پاکستان میں ان کے مضامین الوحید میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

خاندان تالپور

انگریز کی آمد سے قبل تالپور خاندان کی سندھ کے ایک حصے پر حکومت تھی۔ پھر حالات تبدیل ہوتے گئے اور انگریز نے سندھ پر اپنا تسلط جمالیا۔ اس خاندان کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ 1946ء کے انتخابات میں تالپور خاندان کے لوگ جتنے کھڑے ہوئے تھے، وہ کامیاب ہوئے۔

- ☆ خان بہادر حسین بخش تالپور، بلا مقابلہ ☆ میر بندے علی تالپور، مسلم لیگ، حیدر آباد مشرقی
- ☆ میر غلام علی تالپور، مسلم لیگ، حیدر آباد مشرقی
- ☆ امام بخش خاں تالپور، مسلم لیگ، تھرپارکر، مغربی یہ ناکام ہوئے۔

تالپور خاندان کے الحاج میر علی احمد خان سابق وزیر دفاع پاکستان، میر رسول بخش خان تالپور مرحوم سابق گورنر، وزیر اعلیٰ سندھ نے تحریک پاکستان کی حمایت میں اپنا تمام تر خاندانی اثر و رسوخ جھونک دیا۔ میر علی احمد صاحب دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے۔ سیاسیات برصغیر میں اہل حدیث کا حصہ، ص 69) اس بات کی تائید جناب قاری عبدالخالق رحمانی، کراچی نے بھی کی کہ ہم دونوں ہم کلاس تھے۔ پہلے دونوں بھائی تحریک خاکسار کے ساتھ تھے۔ پھر دونوں نے مسلم لیگ کو اپنالیا۔ (سیاسیات، ص 69) ان کے پاس مولانا محمد جونا گڑھی اور مولانا آزاد کی جملہ کتب محفوظ ہیں۔ (سیاسیات، ص 69)

چوہدری عبدالقادر علیگ، مولانا عبدالقادر زیروی، عبداللہ بٹ ملک کے نامور کالم نگار، مولانا عبداللہ اوڈ۔ شیخ عبدالرشید صدیقی، حکیم خدا بخش فارانی، ملک عبدالعزیز، مولانا سلطان محمود محدث جلالپور پیر، علامہ حسین میر کاشمیری، مولانا محمد صدیق فیصل آبادی، مولانا عبدالقادر حلیم، مولانا محمد عبداللہ مرحوم ویرووالوی، (فیصل آباد) کریم بخش ملتانی، مولانا عبدالرحمان بہاولپور، مولانا اشرف احمد پور شرقیہ۔

مولانا علی محمد صمصام، پروفیسر ملک محمد اسلم مرحوم، پنجاب یونیورسٹی۔
مولانا عبدالرحمان بھوئیاں، مولانا عبدالعظیم انصاری قصور اور مولانا منیر الزمان بنگالی۔
ان سب لوگوں کی خدمات بھی تاریخ میں ایک مقام رکھتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک مجاہدین!

(ان مجاہدین کی یاد میں جن کا لہو پاکستان کی بنیادوں میں شامل ہے)

جناب محمد سعید وساویوالہ

کون کہتا ہے مرے اسلاف کا خون جگر
اس وطن کی خاک میں مل کر ہوا ہے بے نشاں
کون کہتا ہے مری محفل کی رونق کا لہو
ان رقیبوں کی سازشوں نے کر دیا ہے رائیگاں

☆

بھاگتے لمحات کو ان دوڑتے ایام کو
بادشاہوں کے سپاہی روک لیں ممکن نہیں
شاہ اسماعیلؒ کے بیٹوں کی اس للکار کو
شہر یاروں کی زبانیں ٹوک لیں ممکن نہیں

☆

دور آتا ہے کہ گلشن میں جمیں گی محفلیں
اس چمن کی ہر کلی میں جب رچے گی خون کی باس
دور آتا ہے کہ اجڑے ہوئے گلشن میں سعیدؔ
آئے گی باد صبا پہنے بہاروں کا لباس

شاہ اسماعیل شہیدؒ!

تو نے لٹا کے اپنی متاع حیات بھی
دامن زر حیات سے امت کا بھر دیا
کٹ کے ہوئی نگوں تری گردن تو کیا ہوا
اسلام کو فلک سے بھی اونچا تو کر دیا

کہتی ہے آفرین بہار چمن تمہیں
تیرے شباب نے دی بہاروں کو تازگی
تیری نوا تھی اہل چمن کو نوید صبح!
تیرے لہو نے بخشی چناروں کو تازگی

صر صر نے انجمن تھی چمن کی بگاڑ دی
تو نے مگر وہ بزم دوبارہ نکھار دی
بکھری ہوئی تھی دین کی زلف جہاں گیر
نوک سناں سے زلف پریشاں سنوار دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیام پاکستان کے پچاس سال کی تکمیل کے حوالہ سے!

(سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ کی یاد میں، جو پاک وطن کے معماران اوّل ٹھہرے، جن کا تذکرہ آج بھی وطن کو نیا ولولہ اور حوصلہ بخشتا ہے۔)

اشک بہہ نکلے ہیں دل ہے کہ تڑپ اٹھا ہے
سچ کہوں، جشن تمہیں زیب نہیں دیتا ہے
جوبلی کی یہ تقاریب منانے والو
مرے اسلاف کی ناموس مٹانے والو

☆

آج گلشن میں بہاروں کے وہ حق دار ہوئے
صرف تاریخ کے ابواب کا عنوان بنے
کبھی صرصر کے قصیدے جو پڑھا کرتے تھے
مسکرا کے وہ جو سولی پہ چڑھا کرتے تھے

☆

کسے معلوم اجالوں کی ہے قیمت کتنی؟
کسے معلوم ہے تزئین گلستاں کا حساب؟
کسے معلوم اندھیرے ہوئے پسپا کیسے؟
کسے معلوم خزائیں ہوئیں رسوا کیسے؟

☆

رخ افکار سے تہہ گرد کی دھو ڈالوں میں
بحر تاریخ کا غواص ہوں اے ہم وطنو
آج شورش کے قلم سے ہوں تب تاب لیے
ہوں سر عام کھڑا گوہر نایاب لیے

☆

ہاں سنو تم، یہ شہیدینؒ کا خوں چمکا ہے
ابھی مقروض ہیں احمدؒ و چمر قند کے ہم
رونق آئی تھی تبھی آج گلستانوں میں
جن کے ذرے بھی چمکتے ہیں شبستانوں میں

☆

ان کا احسان جو طاغوت اکالی کے خلاف
ان کا خوں شامل بنیاد وطن ہے، جو کبھی
ڈٹ گئے ایسے کہ تامرگ نہ میداں سے مڑے
کالے پانی میں مقید رہے، توپوں سے اڑے

☆

پھر روایات وفا کو نئے عنوان ملے
کشت ملت کو کیا خوں سے سیراب سعیدؔ
تھام کے آگے بڑھے جب وہ بلالیؒ پرچم
مسکراتا ہے تبھی سبز ہلالی پرچم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاک وہند میں اہلحدیث کی قرآنی خدمات

تحریر: مولانا محمد اشرف صاحب

عربی کتب و حواشی

نواب صدیق حسن خان مرحوم: برصغیر پاک و ہند کے مورخین نے لکھا کہ نواب صاحب کے علم و مال نے اہل اسلام کو بہت فائدہ پہنچایا۔ نواب صاحب نے ہر فن میں کتب تصانیف فرمائیں۔ تفسیر میں آپ کا ایک خاص ذوق سلیم تھا۔ آپ کی بلندپایہ تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن' 10 جلدوں میں طبع ہوئی ہے اور اب اس کا ایک خوب صورت ایڈیشن بازار میں دستیاب ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ: مصر کے معروف عالم دین رشید رضا مصری نے لکھا کہ مولانا امرتسری ایک رجل الہی ہیں۔ آپ نے قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی۔

1- تفسیر القرآن بکلام الرحمان (عربی)

2- بیان القرآن علی علم القرآن (عربی) صرف سورہ بقرہ تک ہے۔ اس میں قرآن کریم کی عظمت' فصاحت و بلاغت اور سحربیانی کو اجاگر کیا گیا ہے۔ (قرآن کے تراجم' ص 403)

حواشی

مولانا سید عبداللہ غزنوی: "حاشیہ جامع البیان" یہ معین الدین محمد بن عبدالرحمان کی کتاب ہے۔ حضرت مولانا نے اس پر حاشیہ لکھا۔ اس کا پہلا ایڈیشن فیروز الدین ساکن جموں و کشمیر نے مفت تقسیم کیا اور اب لاہور سے دوبارہ منیر احمد نے اسے طبع کیا ہے۔ یہ درسی کتاب ہے۔

ابوالبرکات عبیداللہ حیدر آبادی:- علم النہی من القرآن' علم النداء من القرآن' علم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاستفہام من القرآن، علم الترجی من القرآن

شیخ المناع القطان	علوم فی مباحث القرآن	دار نشر، لاہور
اسباب النزول، ترجمہ	طیب شاھین لودھی	فاروقی کتب خانہ، لاہور و ملتان
اتقان فی علوم القرآن	" " "	" " " "
حاشیہ الفوز الکبیر	مولانا عطاء اللہ حنیفؒ	مکتبہ علمیہ، لاہور

اردو تفاسیر

☆ نواب صدیق حسن خان مرحوم کی کتاب ترجمان القرآن لطائف البیان، 15 جلدوں میں ہے، کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

☆ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کی کتاب تفسیر ثنائی، 7 جلدوں میں ہے، کئی بار طبع ہوئی۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ قادیانی، چکڑالوی، منکرین حدیث اور عقیدہ تثلیث کی خوب تردید کی گئی ہے اور آپ کی کتاب تفسیر بالرائے میں فرق باطلہ کی خوب خبر لی گئی ہے۔ اس طرح آپ کی تفسیر برہان التفاسیر بجواب التفاسیر بھی ہے۔

☆ مولانا رحیم بخش مرحوم۔ اعظم التفاسیر، طبع دہلی

☆ حکیم مظہر بن بدرالدین سہسوانی، تفسیر مظہر البیان، امام رازی کی طرز پر لکھی گئی ہے۔

☆ مولانا سید امیر علی ملیح آبادی کی تفسیر مواھب الرحمان، دس جلدوں میں ہے۔ تفسیر کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔

☆ مولانا محمد احتشام مراد آبادی کی تفسیر اکسیر اعظم، 9 جلدوں میں ہے، بڑا سائز، نول کشور نے شائع کی۔

☆ سید احمد حسن دہلوی کی احسن التفاسیر، تفسیر بالاحادیث کا اچھا مجموعہ ہے بار بار طبع ہوئی۔ اس پر مولانا عطاء اللہ حنیف نے کچھ کام کیا ہے۔ احادیث کی تشریح مولانا عبدالرحمان گوہڑوی نے کر کے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ مکتبہ سلفیہ، لاہور سے یہ کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

☆ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن، یہ وا تعتہ" ترجمان ہے۔ یہ نامکمل تھی۔ مولانا مہر اور مولانا محمد عبدہ نے اسے مکمل کیا۔ حال ہی میں اس کا انڈین ایڈیشن بہت خوب صورت انداز میں آیا ہے۔

☆ مولانا محمد یعقوب اجمل کراچی کی تفسیر اجمل، 6 جلدوں میں ہے طباعت کا پروگرام تھا، تقریبا" دو تین جلدیں طبع ہوئی ہیں۔

☆ عبدالعزیز فرخ آبادی تلمیذ شیخ الکل مولانا نذیر حسین محدث دہلوی کی عزیز التفاسیر

☆ احمد حسن دہلوی کی تفسیر آیات الاحکام من کلام رب الانام

☆ نواب ضمیر الدین لوہارو کی تفہیم القرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا محمد جونا گڑھی نے امام حافظ ابن کثیر کی تفسیر کا اردو ترجمہ تفسیر محمدیؒ کے نام سے کیا۔ اس کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس کی اشاعت پاک و ہند میں سب سے زیادہ ہوئی۔ یہ بار بار طبع ہوئی۔ اب مکتبہ قدوسیہ نے نہایت اعلیٰ ایڈیشن طبع کروایا ہے۔

☆ مولانا راغب رحمانیؒ نے بھی ابن کثیر کا ترجمہ کیا اور طبع ہوا' نیز سرخیاں نمایاں کی ہیں۔

☆ مولانا محمد حنیف ندویؒ کی تفسیر سراج البیان' علمی نکات کا شاہکار ہے اور بار بار طبع ہوئی ہے۔

☆ مولانا وحید الزمان کی تفسیر وحیدی بھی علمی نکات کا شاہکار ہے۔ بار بار طبع ہوئی ہے۔

☆ مولانا عبدالرحمان کیلانی کی تفسیر' 5 جلدوں میں ہے' بہت اچھی اور عمدہ تفسیر ہے' زیر طبع ہے۔

پنجابی تفاسیر

کسی دور میں پنجابی منظوم کا بہت چرچا تھا۔ ہمارے اسلاف نے اس کے پیش نظر قرآن کریم کو پنجابی منظوم کے ساتھ پیش کیا تاکہ لوگوں کی اصلاح ہو سکے۔

حافظ محمد لکھوی' تلمیذ حضرت شیخ الکل کی تفسیر محمدیؒ' سات جلدوں میں ہے طبع اول 1910ء' پھر بار بار طبع ہوئی ہے۔

قصص المحسنین' سورہ یوسف کی تفسیر از مولانا عبدالستار متوفی' 1913ء

اکرام محمدیؒ' سورہ والضحیٰ' مولانا عبدالستار مرحوم

ترجمہ و حواشی: مولانا ہدایت اللہ مرحوم تلمیذ حضرت شیخ الکل' طبع پنجابی ادبی لہر 1968ء

مولانا ہدایت اللہ مرحوم کی تفسیر سورہ بقرہ' غیر مطبوعہ ہے۔ مرحوم چک بازار راولپنڈی میں ایک عرصہ تک خطیب رہے۔ ان کے پوتے عزیز ملک' ملک کے نامور صحافی اور مصنف ہیں۔

فہم القرآن

○ ترکیب القرآن' مولانا قدرت اللہ لکھوی' پارہ اول' طبع اول اوکاڑہ' دوئم سرگودھا

○ " " مولانا عبدالرحمان' پارہ چہارم

○ اصول تفسیر لابن تیمیہ' مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی' حواشی مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم' طبع لاہور

○ فہم قرآن کے بنیادی اصول' مولانا محمد عبدہ' شیخ الحدیث' راجووال ضلع اوکاڑہ

○ تاریخ القرآن' مولانا محمد عبدہ' شیخ الحدیث' راجووال ضلع اوکاڑہ

○ فہم قرآن کے بنیادی اصول' مولانا عبدالغفار حسن' کراچی

○ تاریخ القرآن' مولانا عبدالقیوم' لاہور

○ قرآن کریم کے فنی محاسن' ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری' فیصل آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- درس قرآن' نذر احمد' ایم اے' سرگودھا
- مطالعہ قرآن' مولانا محمد حنیف ندوی' لاہور
- الناسخ والمنسوخ' نواب صدیق الحسن
- اکسیر فی اصول تفسیر' نواب صدیق الحسن و نیل المرام من تفسیر آیات القرآن از نواب صاحب
- تاریخ التفسیر و المفسرون' پروفیسر غلام احمد حریری' فیصل آباد
- نظم البیان لطائف القرآن' مولانا محمد علی فیضی
- حلاوۃ الایمان بتلاوۃ القرآن' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' طبع وزیر آباد
- مقدمہ سورہ کہف' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی
- واقعہ افک' مولانا شیخ الحدیث محمد اسمٰعیل سلفی گوجرانوالہ
- جمع القرآن و الحدیث' مولانا ابو القاسم بنارسی' لاہور
- الناسخ و المنسوخ' عبدالرحمان حنیف' فیصل آباد
- آیات متشابہات' خاص انداز میں اصول تفسیر بیان کئے گئے ہیں

لغات القرآن

قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے لغت قدیم و جدید کا جاننا اور اس کے ساتھ ساتھ عربی اشعار جو صاحب زبان شعراء نے استعمال کئے ہیں کا علم بہت ضروری ہے۔ اس کے پیش نظر علماء اہل حدیث نے لغت پر باقاعدہ کتب تحریر کیں۔

- عمدہ لغات القرآن' سید شہید الدین بنارسی' طبع کراچی
- لغات القرآن' سید سعید الدین' طبع کراچی
- مراۃ القرآن فی لغۃ القرآن' مولانا عبدالحی کیلانی' مکتبہ اسلامیہ' وسن پورہ لاہور

یہ ایک منفرد قسم کی لغات القرآن ہے۔ اس پر اس وقت کے علماء نے نہایت عمدہ تقاریظ ثبت کی ہیں۔

- مفردات القرآن' للامام راغب' ترجمہ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح

مولانا نے اس میں بہت اضافے اور عمدہ حواشی بھی لکھے ہیں۔ لاہور سے طبع ہوئی اور بار بار طبع ہوئی ہے

- تبویب القرآن' نواب وحید الزمان' دو جلدوں میں ہے اور لاہور سے طبع ہوئی ہے۔
- لسان القرآن' مولانا محمد حنیف ندوی

مولانا نے دو جلدیں تحریر کیں پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ اب اس کی تکمیل جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی کر رہے ہیں۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے طبع ہوئی ہے۔

- فتح البیان فی لغات القرآن' مولانا بدیع الزمان مرحوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مولانا وحید الزمان کے بھائی تھے۔ بہت بڑے عالم دین تھے۔ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے اور لغت میں نہایت عمدہ ہے۔

- ○ لغات القرآن — مولانا عبدالحق بنارسی' تلمیذ امام شوکانی
- ○ امثال القرآن — مولانا عبدالرحمان کیلانی مرحوم
- ○ فہارس قرآنی — مولانا یوسف حسین خان پوری مرحوم
- ○ نجوم الفرقان

نامکمل تفاسیر

☆ تفسیر فضل الرحمٰن منتشب بجامع التفاسیر و الاحادیث' مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی تلمیذ حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی۔ یہ تفسیر 3 جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ صرف تین پارے تک جلد اول' (امرتسر) دوئم (کراچی) اور سوئم (راولپنڈی) میں طبع ہوئیں' مولانا نے نابینا ہونے کے باوجود ایک عمدہ تفسیر بالاحادیث لکھی۔ مولانا نے پارہ دوئم کے آخر میں اپنے نابینا ہونے کا تذکرہ بھی فرمایا۔ باقی دو پارے ان کے ورثاء کے پاس موجود ہیں۔ مولانا کی وفات 1959ء کو 109 سال کی عمر میں ہوئی۔

☆ تبصیر الرحمان فی تفسیر القرآن' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' پارہ اول طبع 1951ء' دوئم 1952ء' سوئم 1955ء۔

☆ نجم الھدیٰ سورہ نجم کی تفسیر' 1954ء' انوار الساطعہ فی تفسیر سورہ واقعہ' 1953ء' یہ ایک عمدہ تفسیر ہے۔

☆ عرائس البیان فی سورۃ الرحمان اور سورہ کہف کی تفسیر۔

☆ واضح البیان فی ام القرآن' سورہ فاتحہ کی ایک مفصل تفسیر ہے۔

☆ شھادۃ القرآن' مسئلہ حیات مسیح پر ایک عمدہ تحریر ہے جس کا آج تک مرزائی ٹولہ جواب دینے سے قاصر ہے۔

☆ تائید القرآن ○ تعلیم القرآن ○ حلاوۃ القرآن۔

مولانا کو تفسیر میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ہر سال مولانا دورہ تفسیر کرواتے' اس دورہ میں لوگ دور دور سے سیالکوٹ پہنچتے اور تفسیری نکات حاصل کرتے۔

☆ مولانا عزیز زبیدی نے تفسیر لکھنی شروع کی جو کہ موجودہ حالات کے مطابق تھی مگر وہ بیماری کی وجہ سے ھنوز مکمل نہ کر سکے۔ یہ تقریباً" 3 یا ساڑھے تین پارے تک لکھی گئی ہے جو کہ "محدث" لاہور اور "الاعتصا"م میں طبع ہوتی رہی۔

☆ مولانا فضل احمد غزنوی' ایم اے ایک مدت تک مدینہ منورہ میں درس حدیث دیتے رہے۔ آپ نے حجیت حدیث پر بھی ایک مفصل کتاب صحیح مقام حدیث لکھی اور قرآن کریم کی تفسیر بھی تین جلدوں میں لکھی' طبع ہوئی لیکن باقی کام نہ ہو سکا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی، سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث نے بعض سورتوں کی تفسیر لکھی "الاعتصام" میں طبع ہوئی۔

☆ مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی نے سندھی زبان میں قرآن کی تفسیر لکھنی شروع کی تھی جو تقریباً 12 پارہ تک ہوئی پھر وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

☆ مولانا عبدالعزیز بن مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ کی تفسیر القرآن، پارہ اول، طبع 1343ھ۔

جزوی تفاسیر

☆ مولانا محمد یوسف جے پوری، سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی جو طبع ہوئی۔

☆ مولانا محی الدین قصوری، سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی اور طبع ہوئی ہے۔

☆ تفسیر القرآن بآیات القرآن، مولانا احمد دین پال سیالکوٹی، طبع ہوئی۔

☆ احمد دین پال سیالکوٹی، الآیات القاہرات فی ذوات الحروف المقطعات، طبع، صفحات 100۔

☆ احمد دین پال سیالکوٹی، الآیات الباہرات فی اقسام الخالق بالمخلوقات، طبع، صفحات 200۔

☆ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مصنف رحمۃ للعلمین نے سورہ یوسف میں انسانی اخلاق کا تجزیہ کیا ہے۔ سورہ الفلق و الناس کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کے پڑھنے سے جادو ختم ہو جاتا ہے۔

☆ مولانا عین الحق پھلواری تلمیذ حضرت الشیخ الکل نے سورہ ق کی ایک جامع تفسیر لکھی اور مختلف اجزاء کی تفسیر بھی لکھی۔

☆ مولانا محمد علی قصوری کو قرآن کریم سے ایک خاص شغف تھا۔ ایک مدت تک لاہور جناح باغ میں قرآن کریم کا درس دیتے رہے اور ان کا تفسیری مجموعہ طبع بھی ہوا۔

☆ قرآنی دعوت انقلاب (اول) اس مجموعہ میں سورہ قریش، الماعون، کوثر، الفیل، الھمزہ اور سورہ عصر شامل ہیں۔ یہ تفسیر قدیم و جدید کا امتزاج ہے اب کراچی میں طبع ہوئی ہے۔

☆ مولانا عبدالحی فاروقی سورہ بقرہ، تفسیر آل عمران و الانفال و التوبہ، سورہ حجرات، تفسیر یوسف، برہان فی تفسیر نور اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا قصہ ہے۔ ان کا تعارف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جامعہ ملیہ میں شیخ التفسیر رہے اور مولانا محی الدین قصوری کے ساتھ روزنامہ "اقدام" کے معاون بھی رہے۔

☆ مولانا عبدالستار کراچی۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر اور اس کے ساتھ مختلف تفاسیر و تراجم کا تعارف لکھا۔

☆ حافظ عبدالستار حامد وزیر آباد تفسیر سورہ یوسف، خطبات کی روشنی میں، تفسیر سورہ مریم، سورہ یٰسین، خطبات کی روشنی میں ہے۔

☆ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی، تفسیر سورہ کوثر و بیان القرآن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا عبیداللہ پائلی' المعروف عبیداللہ نو مسلم' سو آیات کی تشریح۔
☆ مولانا ابو محمد ابراہیم بن عبدالحکیم' تفسیر خلیلی لکھی اور ابن کثیر کی جلد اول کا ترجمہ بھی کیا۔

انگریزی

☆ مولانا احمد دین پال تلمیذ حضرت مولانا عبدالمنان وزیر آبادی' انگریزی تفسیر پارہ اول' مطبوع و تفسیر سورہ فاتحہ' مطبوع
☆ مرزا حیرت دہلوی' انگریزی ترجمہ قرآن کریم' مکمل طبع ہوا۔
☆ ڈاکٹر تقی الدین ہلالی' قرآن کریم کی انگریزی میں مکمل تفسیر مکتبہ دار السلام' لاہور نے شائع کی۔

حواشی و تراجم

☆ فوائد سلفیہ' غزنوی حمائل' امرتسر میں طبع ہوئی۔
☆ حاشیہ قرآن---- مولانا حمید اللہ میرٹھی' احادیث و آثار صحابہ سے مستفاد ہے' طبع
☆ حاشیہ قرآن بنام احسن الفوائد' سید احمد حسن' تفسیر بالاحادیث کا بے نظیر تحفہ مطبوع۔
☆ حاشیہ قرآن مع تفسیر اور مرزا حیرت دہلوی' ترجمہ میں اب بھی سو سال بعد ادبی رنگ جھلکتا ہے' مطبوع ___ مرزا صاحب بہت بڑے ادیب تھے۔
☆ فوائد ستاریہ' مولانا عبدالستار و مولانا عبدالقہار' اس میں حواشی کے ساتھ حل لغات کا کام خوب ہوا ہے' مطبوع۔
☆ حاشیہ----- مولانا محمد داؤد راز دہلوی۔
☆ حاشیہ----- مولانا بدیع الزمان مرحوم۔
ترجمہ----- ڈپٹی نذیر احمد دہلوی'
اشرف الحواشی----- مولانا عبدہ الفلاح' اس کی نظیر کم ہی دیکھنے میں آئی ہے۔
تفسیر احسن البیان---- مولانا حافظ صلاح الدین یوسف' مطبوع۔
☆ ترجمہ ڈبی والا' مولانا بہادر بیگ' راولپنڈی۔
ترجمہ ڈبی والا' مولانا عبیداللہ عبید' گوجرانوالہ' ترجمہ دوہرا' طبع گوجرانوالہ۔

علاقائی زبانوں میں تراجم قرآن

بنگلہ

قرآن کریم کا ترجمہ بنگالی زبان میں مولانا محمد اکرم خان نے کیا' قرآن کا یہ ترجمہ و تفسیر پانچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلدوں میں ہے۔
مولانا نقیب الدین خان نے بھی قرآن کریم کا ترجمہ' بنگلہ زبان میں کیا ہے۔

سندھی

مولانا دین محمد وفائی نے قرآن کریم کے چند پاروں اور بخاری شریف کا ترجمہ سندھی زبان میں کیا۔

مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی مرحوم نے قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر بارہ پاروں تک کی مگر زندگی نے وفا نہ کی۔

سرائیکی

مولانا عبدالتواب ملتانی نے سرائیکی میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جو ضائع ہو گیا جس کے مطبوعہ پارے' پارہ اول' دوم' سوم اور 30 واں پارہ موجود ہیں۔

علاوہ ازیں پشتو اور ترکی زبان میں نواب بھوپال مولانا صدیق حسن خاں نے ترجمہ کروایا۔

عربی میں قرآنی تفاسیر و علوم کی اشاعت

تفسیر کبیر	امام ابن تیمیہ	سات جلدوں میں	مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل' شیخوپورہ
تفسیر ابن کثیر	امام ابن کثیر	چار جلدوں میں	مکتبہ دارالسلام' لاہور
تفسیر ابن تیمیہ	مرتب ڈاکٹر عبدالصمد		
تفسیر آیات القرآن	محمد بن عبدالوہاب		انصار السنہ' لاہور
تنویر من تفسیر ابن عباس			فاروقی کتب خانہ' ملتان
الناسخ و المنسوخ		فاروقی کتب خانہ لاہور	
للاتقان فی علوم القرآن		فاروقی کتب خانہ' لاہور	
جامع البیان		دار نشر' لاہور	
سورہ نور لابن تیمیہ		ابن تیمیہ اکیڈمی' لاہور	
سورہ اخلاص لابن تیمیہ		" " "	
قرآن مجید انگریزی ترجمہ	علامہ یوسف علی	شیخ محمد اشرف' لاہور	
تفسیر مجاہد	متعلیق عبدالرحمان طاہر سورتی'	اسلام آباد' طبع 1976ء	
اعراب القرآن	عسکری	احیاء السنہ لاہور	
اسباب النزول	واحدی	دار نشر اسلامیہ لاہور	
تفسیر کلام الرحمان	مولانا ثناء اللہ امرتسری	احیاء السنہ لاہور	
تفسیر صابونی (جلد 2)	شیخ محمد علی صابونی	دار نشر لاہور	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اردو تفاسیر وغیرہ کی اشاعت

- تفسیر آیت کریمہ لابن تیمیہ' جامعہ سلفیہ فیصل آباد و مکتبہ نذیریہ لاہور۔
- تفسیر ابن کثیر' 5 جلد' مکتبہ قدوسیہ' لاہور' اہل حدیث ٹرسٹ' کراچی۔
- ترجمان القرآن' 3 جلدیں' اہل حدیث اکیڈمی' لاہور۔
- تفسیر ثنائی' 3 جلدیں' ادارہ ترجمان السنہ' لاہور۔ ثنائی اکیڈمی
- احسن التفاسیر' مکتبہ سلفیہ' لاہور۔
- علوم القرآن از صبیح صالح' ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری' ملک سنز' فیصل آباد۔
- حاشیہ مولانا محمد داؤد راز' بر ترجمہ مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ فاروقی کتب خانہ' ملتان۔ اس کے ساتھ مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کا مقدمہ خصائص القرآن بھی شامل ہے۔
- تفسیر ابن کثیر' نعمانی و سبحانی و دیگر حضرات نے مل کر طبع کروائی۔
- تفسیر ظلال القرآن مترجم' اسلامی اکیڈمی' لاہور۔
- تفسیر معوذتین' حافظ ابن قیم'' ترجمہ مولانا عبدالرحیم پشاوری'' جمعیت شبان اہلحدیث' خالد آباد' فیصل آباد' زیر نگرانی مولانا ارشاد الحق اثری

برصغیر میں اول اردو ترجمہ کی اشاعت

قرآن کریم کا معروف فارسی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا۔ جس سے ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ان کو قتل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا گیا مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا۔ علماء سوء نے کہا ہے کہ قرآن کریم تو اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے۔ اسے ان بندوں پر ظاہر نہیں کیا جا سکتا بحمد اللہ اس ترجمہ سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا۔

پھر ان کے بیٹوں نے قرآن کریم کے تراجم اردو زبان میں کیے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ کا ترجمہ' شاہ عبدالقادر' شاہ رفیع الدین کے تراجم حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر مکی استاذ حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے پاس موجود تھے۔ حضرت مولانا ولایت علی خاں تلمیذ حضرت الامام شاہ اسمٰعیل شہید نے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سے درخواست کی۔ اگر آپ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ عنایت کر دیں تو اس کی طباعت کا اہتمام ہو جائے گا جب کہ اس ترجمہ کے چند قلمی نسخے چند لوگوں کے پاس موجود تھے۔ شاہ اسحاق مرحوم نے یہ درخواست منظور کر لی' مولانا ولایت علی مرحوم نے اپنے مرید بدیع الزمان کو دس ہزار روپے میں ٹائپ مشین خرید دی اور ترجمہ قرآن کا کام مکمل ہوا۔

جب یہ کام مکمل ہوا تو بہت سے مطابع نے قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت نے خود مشین خرید کر اس کو طبع کروایا اور یہ شرف بھی ایک اہلحدیث کے حصے میں آیا۔

تجویدی قرآن

پاک و ہند کے نامور عالم دین مولانا غلام قادر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصیح جن کے نام پر لاہور میں ایک روڈ بھی
منسوب ہے۔ مولانا کو قرآن اور تاریخ سے ایک خاص تعلق تھا۔ مولانا نے قرآن کریم پر کام کیا پھر ان کے بیٹے مولانا ظفر اقبال نے تجویدی قرآن تدریس کے لیے مرتب کیا۔ اس کو پڑھ کر انسان قرات کی جملہ فنی غلطیوں سے مبرا ہو سکتا ہے۔

القرآن الکریم

- القرآن الکریم :- طریقہ تلاوۃ القرآن و تجوید الحروف و معرفتہ الوقوف بکتابتہ الاردویہ' مولانا عبدالکریم گجراتی۔ اس قرآن پاک کو اردو رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ جسے اردو دان بھی باسانی پڑھ سکتا ہے۔
- شفیق پریس کراچی کے قرآن پاک نہایت ہی عمدہ اور قابل دید ہیں۔
- شیخ اشرف لاہور کے قرآن کریم سادہ ہیں۔

دورہ تفسیر

پاک و ہند میں قیام پاکستان سے قبل چند ایک جگہ پر دورہ تفسیر ہوتا تھا۔ مثلاً" سیالکوٹ میں مولانا ابراہیم میر صاحب رمضان المبارک سے چند ایام قبل دورہ تفسیر شروع کروا دیتے اور تقریباً" 27 رمضان تک جاری رہتا۔ جس میں ملک کے کونے کونے سے لوگ حاضر ہوتے اور درج ذیل حضرات بھی ان دوروں میں شریک ہوئے تھے۔

مولانا احمد اللہ (شیخ الحدیث)' حافظ محمد عبداللہ (بڈھی مالوی)' مولانا محمد صدیق (فیصل آباد)' مولانا ہدایت اللہ ندوی' مولانا محمد عبداللہ بورے والا' مولانا معین الدین لکھوی' مولانا محمد عبداللہ ثانی (جڑانوالہ)

پھر قیام پاکستان کے بعد مختلف مقامات پر دورے شروع ہوئے۔ مثلاً" ستیانہ بنگلہ اور راجو وال وغیرہ میں مولانا محمد یعقوب دورے کرواتے رہے۔ بعدازاں یہ سلسلہ مزید بڑھا اور پھیلتا ہی گیا۔

دروس قرآن

مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ اور مولانا عبدالمجید سوہدروی نے درس قرآن شروع کیا۔ درس قرآن کا سلسلہ سب سے پہلے حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی نے شروع کیا۔ پھر ان کے تلامذہ نے یہ کام جاری رکھا۔ یہ وہ دور تھا کہ درس نظامی میں کتب فقہ اور منطق و فلسفہ کی بھرمار تھی۔ کتاب و سنت کو بطور تبرک رکھا گیا تھا۔ ماضی قریب میں حسب ذیل حضرات کے دروس بہت زیادہ معروف تھے :-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد علی قصوری: جناح باغ' لاہور۔ اس میں نامور لوگ شمولیت کرتے تھے۔ جیسے جج' وکیل اور پروفیسر حضرات وغیرہ

مولانا محمد حنیف ندوی: مسجد مبارک' ریلوے روڈ' لاہور۔ ان کے دروس کو خاص اہمیت حاصل تھی۔

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی: چوک اہل حدیث' گوجرانوالہ نے تقریباً" دو مرتبہ دروس قرآن میں قرآن پاک مکمل کیا اور اب شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درس قرآن دیتے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی: مسجد ابراہیمی' سیالکوٹ ان کا درس قرآن پورے ملک میں مشہور تھا حتیٰ کہ عیسائی' ہندو اور دیگر غیر مسلم بھی شریک ہوتے تھے۔

مولانا عبدالعلی امرتسری: یہی وہ بزرگ ہیں جن کے پاس آکر حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی ٹھہرے تھے۔ ان کا درس قرآن آب حیات کی حیثیت رکھتا تھا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری: بس نام ہی کافی ہے۔ تعلیمی انداز میں دروس دیتے تھے۔

مولانا عبدالواحد غزنوی: جامع مسجد چینیانوالی' لاہور ان کے دروس عام و خاص کے لیے یکساں مفید تھے۔

استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی: ان کے دروس نے اہل وزیر آباد کی دنیا بدل ڈالی۔

اعتراف حقیقت

اقتباس انٹرویو

ممتاز سیاستدان سردار شیرباز خان مزاری

میں قیام پاکستان کے سلسلے میں تحریک مجاہدین اور سید احمد شہید بریلوی" کے کردار کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے سکھوں کے خلاف عظیم الشان جہاد کیا۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے بانی جیسا کہ کہا جاتا ہے صرف قائداعظم ہی نہیں ہیں بلکہ سید احمد شہید اور ان جیسے کئی جلیل القدر مجاہد اور راہنما بھی ہیں۔

میں یہ بات فخر کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ سید احمد شہید نے جب جہاد کا آغاز کیا تو ہمارے بزرگوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں نے اس میں شرکت کی اور بیش بہا قربانیاں دیں۔ یہ کوششیں' جوش اور جذبہ نہ ہوتا تو ہمیں آزادی کیسے ملتی؟ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے قائداعظم کے ساتھ قربانیاں دیں ان کی خدمات کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

(ہفت روزہ تکبیر کراچی 21 اگست 97ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث

مولانا ارشاد الحق اثری ادارۃ العلوم الاثریہ۔ فیصل آباد

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علی آلہ و صحبہ و من تبعھم اجمعین امابعد: برصغیر پاک و ہند کی سرزمین کو یہ شرف حاصل ہے کہ اسے دو درجن کے قریب حضرات صحابہ کرام' محضرمین و مدرکین کی قدم بوسی کی سعادت حاصل ہے۔ محمد بن قاسم کا قافلہ 93ھ میں یہاں پہنچا یہ تابعین کرام کا دور تھا۔ ظاہر ہے کہ ان کے ہمراہیوں میں یقیناً ایک خاصی تعداد حضرات تابعین کرام کی بھی ہوگی۔ مرحوم قاضی محمد اطہر مبارکپوری نے یہاں وارد ہونے والے جن تابعین کا نام بنام ذکر کیا ان کی تعداد بیالیس ہے۔ یہ وہ دور تھا جب سبھی مسلمان کتاب و سنت کے چشمہ صافی سے سیراب ہوتے اور انہی کو اپنے لیے مشعل راہ بناتے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ 80ھ میں پیدا ہوئے جبکہ امام مالک 93ھ میں' امام شافعی 150ھ' امام احمد بن حنبل 164ھ میں پیدا ہوئے۔ گویا فقہائے اربعہ کی ولادت اور ان کے نشوونما سے بہت پہلے یہاں کتاب و سنت کی حکمرانی تھی اور فقہائے اربعہ کی تقلید و جمود کا کہیں دور دور تصور نہ تھا۔ ان کی محبتوں اور چاہتوں کا مرکز و محور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات گرامی تھی۔ اس لیے یہ کہنا بجا طور پر صحیح ہے کہ وہ حضرات سبھی اہلحدیث تھے اور اہلحدیث فکر کے ترجمان و علمبردار تھے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ "مذہب اہلحدیث" کا تعارف پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"فان ھولاء جعلوا الرسول الذی بعثہ اللہ الی الخلق ھو امامھم المصعوم عنہ یاخذون دینھم فالحلال ما حللہ و الحرام ماحرمہ والدین ماشرعہ و کل قول یخالف قولہ فھو مردود عندھم و ان کان الذی قالہ من خیار المسلمین و اعلمھم و ھو ماجور فیہ علی اجتہادہ لکنھم لایعا رضون قول اللہ و قول رسولہ بشی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلا" (منہاج السنۃ ص 41 ج 3)

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہی جنہیں اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق کی طرف مبعوث کیا ہے اپنا معصوم امام بنایا ہے۔ آپؐ سے وہ اپنا دین حاصل کرتے ہیں پس حلال وہ ہے جسے آپؐ نے حلال قرار دیا ہو اور حرام وہ ہے جسے آپؐ نے حرام قرار دیا ہو اور دین وہی ہے جسے آپؐ نے مشروع ٹھہرایا ہو اور ان کے نزدیک آپؐ کے قول کے خلاف ہر قول مردود ہے اگرچہ وہ قول مسلمانوں میں سے کسی پسندیدہ اور سب سے زیادہ علم رکھنے والی شخصیت کا ہی ہو اور اجتہاد میں غلطی کی بنا پر وہ اجر کا مستحق ہو گا مگر اہلحدیث اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے فرمان کے مقابلے میں کوئی قول پیش نہیں کرتے۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد المقدسی المتوفی 380ھ کا ایک عرصہ سیر و سیاحت میں گزرا اسی سفر نامہ کو انہوں نے "احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" کے نام سے مرتب کیا۔ اس دور میں تقلیدی مذاہب کا رواج ہو چکا تھا۔ وہ یہاں جب وارد سندھ ہوئے تو یہاں کے مذہبی افکار کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اکثرهم اصحابُ الحديث ورايت القاضي ابا محمد المنصوری داودياً اماماً فی مذهبه وله تدريس و تصانيف قدصنف كتباً حسنة" (احسن التقاسیم ص 363) کہ یہاں کے اکثر باشندے اصحاب الحدیث ہیں میں نے یہاں (منصورہ میں) ابو محمد المنصوری کو دیکھا جو امام داؤد ظاہری کے مذہب پر ہیں۔ وہ اپنے مذہب کے امام اور اس کی تعلیم دیتے ہیں اور انہوں نے بہت اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ مقدسیؒ کے اس بیان سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

سندھ میں عرب حکومت کمزور پڑ جانے کے بعد شمال مغربی سرحد کی جانب سے جب غزنویوں اور غوریوں کی حکومت یہاں قائم ہوئی تو محدثین کرام کے بجائے خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ کے فقہاء یہاں فروکش ہوئے۔ اس دور میں مذاہب اربعہ کا رواج ہو چکا تھا۔ اسی بنا پر برصغیر میں حنفی مسلک کو فروغ حاصل ہوا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تقلید و جمود کے رواج پا جانے کے باوجود یہاں ہر دور میں خال خال ہستیاں ایسی موجود رہیں جنہوں نے اس جمود کو پسند نہیں کیا اور حتی المقدور کتاب و سنت سے اپنی وابستگی کا اظہار بلاتردد کیا۔ انہی حضرات میں شیخ علی متقی المتوفی 975ھ شیخ محمد طاہر پٹنی المتوفی 986ھ، شیخ ابوالحسن سندھی المتوفی 1136ھ یا 1141ھ شیخ محمد حیات سندھی المتوفی 1163ھ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آخری ہر دو حضرات نے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ سکونت اختیار کر لی تھی۔ قاضی نصیرالدین برھان پوری المتوفی 1031ھ بھی اسی سلسلۃ الذہب کا حصہ ہیں۔ وہ ہمیشہ حدیث کو قیاس مجتہد پر ترجیح دیتے تھے اور اس کے مقابلے میں قول امام کو ہرگز قبول نہیں کرتے تھے۔ عجیب اتفاق ہے کہ ایک طرف یہ متبع کتاب و سنت، دوسری طرف انہی کے سسر شیخ علم" اللہ بیجاپوری المتوفی 1024ھ متشدد حنفی مقلد تھے۔ ایک مرتبہ شیخ علم اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ کے قول سے استدلال کیا تو ان کے داماد قاضی نصیر الدین نے اس کے مقابلے میں حدیث پیش کی۔ شیخ علم اللہ نہ مانے تو قاضی صاحب نے فرمایا:

"ھو رجل و انا رجل"

امام ابو حنیفہ انسان تھے اور میں بھی انسان ہوں۔ اصل چیز جو ہمارے لیے قابل حجت ہے وہ حدیث رسول ہے۔ پھر کیا تھا۔ اندازہ کیجئے کہ شیخ علم اللہ نے غصہ میں تلوار نکال لی اور اپنے داماد کو قتل کرنے کے لیے ان کے پیچھے دوڑے لیکن قاضی صاحب نے بھاگ کر جان بچائی۔ (ماثر رحیمی بحوالہ فقہائے ہند 254، 383 ج 4 حصہ دوم)

شیخ عبدالنبی المتوفی 991ھ، عہد اکبر میں ان کا شمار اکابر علمائے احناف میں ہوتا تھا۔ اکبر نے 972ھ میں انہیں صدر الصدور کے منصب سے نوازا۔ اکبر خود بھی ان کے درس میں حاضر ہوتا اور ان کی جوتیاں اٹھاتا تھا۔ یہی بزرگ جب حرمین شریفین میں حاضر ہوئے تو محدثین کا رنگ ان پر غالب آگیا۔ مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے لکھا ہے کہ "کان یسلک علی مسلک المحدثین" (طرب الاماثل ص 283)

وہ مسلک محدثین پر چلتے تھے۔ مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔

"پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کا کئی دفعہ اتفاق ہوا اور وہاں علم حدیث حاصل کیا، لوٹ کر آئے تو وہ کچھ اور ہی چیز ہو گئے تھے" (مقالات سید ندوی ص 21 ج 2)

"کچھ اور ہی چیز" بن جانے کا نتیجہ تھا کہ اکبری دور میں معروف شاتم رسولؐ کے بارے میں وہی فیصلہ دیا جو حضرات محدثین رحمھم اللہ کا تھا۔ انہوں نے اس سلسلے میں مخالفین کی مخالفتوں کو برداشت کیا۔ اپنے عہدہ سے تنزلی گوارہ کر لی مگر تقلید و جمود کے حامیوں کی ایک نہ سنی۔

امام حسنؒ بن محمد صنعانی المتوفی 650ھ سے کون ناواقف ہے۔ آپ 557ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ "مشارق الانوار النبویه من صحاح الاخبار المصطفویه" ان کی مشہور تصنیف ہے جو صحیحین کی قولی احادیث پر مشتمل ہے۔ علامہ صالح الفلانی نے امام صنعانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا 622ھ میں ربیع الاول کی گیارہ تاریخ اور ہفتہ کی رات تھی میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اپنی نبی حضرت محمد ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب فرما۔ چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور آپؐ ایک سرسبز و شاداب مقام پر ہیں اور میرے کچھ رفقاء ہم سے کچھ نیچے کھڑے ہیں میں نے آپؐ سے عرض کی کہ حضور! جس مچھلی کو دریا نے باہر پھینک دیا ہو اور وہ مرگئی ہو کیا وہ حلال ہے؟ تو آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ہاں۔ تو میں نے نیچے کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا جناب: انہیں یہ بات بتلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیں یہ میری بات تسلیم نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا یہ مجھے گالیاں دیتے اور مجھے عیب لگاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ تو آپؐ نے ایسی بات فرمائی جس کے الفاظ تو مجھے یاد نہیں البتہ اس کا مفہوم یہ تھا کہ تم نے میرا قول ان پر پیش کیا جو اسے تسلیم نہیں کرتے پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر انہیں ملامت کرنے لگے۔ صبح ہوئی تو میں نے کہا۔

"اعوذ باللّٰه من ان اعرض حديثه بعد ليلتى هذه الاعلى الذين يحكمونه فيما شجر بينهم ثم لا يجلوا فى انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما" (ایقاظ الھمم ص 71، 72)

میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اس رات کے بعد آپؐ کی حدیث کو صرف انہی کے سامنے پیش کروں گا جو باہم اختلاف میں آپؐ ہی کو حاکم تسلیم کرتے ہیں اور پھر اس فیصلے کے بارے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے اور دل و جان سے اسے تسلیم کرتے ہیں۔ غور فرمایئے: مردہ مچھلی کے بارے میں آپؐ کے ارشاد کی مخالفت میں اشارہ کن کی طرف ہے۔[1] اور آئندہ حدیث سے ربط و ضبط اور اس کی تبلیغ و تعلیم کے بارے میں ان کا عزم کیا ہے۔ اور آپؐ کے ارشاد کے بارے میں دل کی تنگی کی طرف جو اشارہ انہوں نے کیا۔ کیا عموماً" جامد مقلدین کی اس میں عکاسی نہیں ہے؟ اعاذنا اللّٰه منه۔

---

(1) واضح رہے امام مالک، شافعی، احمد، اوزاعی، الثوری وغیرھم رحمھم اللہ اور جمہور اسی کے قائل ہیں کہ دریا کی مردہ مچھلی بھی حلال ہے حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عبداللہ بن عمر، ابوایوب، ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام سے بھی یہی منقول ہے اور اس باب میں حدیث "هو الطهور ماؤه الحل ميتته" سند صحیح سے ثابت نیز صحیح بخاری و مسلم میں حضرت جابر کی روایت "العنبر" کے بارے میں اس کی موید ہے اور اس کا انکار محض مجادلہ پر مبنی ہے۔ امام صنعانی کا رؤیا صادقہ اس بارے میں باعث عبرت ہے۔

شیخ ابوالحسن محمد بن عبدالهادی السندھی التھٹھوی المتوفی 1136 (قبل 1138، او 1339ھ او 1139ھ) اور علامہ محمد حیات السندھی المتوفی 1163ھ کے افکار سے کون بے خبر ہے؟ انہوں نے اپنی تصانیف میں جابجا حنفی فقہ سے اختلاف کیا اور مسلک محدثین کی تائید و حمایت اور اتباع سنت میں ان کی نگارشات معروف زمانہ ہیں۔ ان دونوں بزرگوں نے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بنایا اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ رحمھما اللہ۔

شیخ محمد طاہر پٹنی المتوفی 986ھ سے برصغیر کی تاریخ کا کون سا طالب علم ہے جو واقف نہیں؟ مجمع بحار الانوار، تذکرۃ الموضوعات، قانون الموضوعات اور المغنی فی اسماء الرجال ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور تصانیف ہیں اور زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ مجمع بحار الانوار سے ان کی طبیعت میں تقلید و جمود کے برعکس تحقیق اور اتباع سنت کا رجحان عیاں ہوتا ہے۔ حنفی مسلک کے برعکس وہ وضو میں پگڑی پر مسح کے قائل ہیں بلکہ پگڑی اتارنے کو محض وسوسہ پر محمول کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "وکل خیر فی الاتباع و کل شر فی الابتداع" (مجمع بحارالانوار ص 156 ج 3 مادہ قطر) کہ تمام تر بھلائی اتباع میں اور تمام شر بدعت میں ہے۔ بتلایئے کسی جامد مقلد سے اس "جسارت" کی توقع ہو سکتی ہے؟

اسی طرح مادہ "بطل" کے تحت مشہور حدیث کہ جس عورت نے بغیر ولی کے نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے کہ بارے میں لکھتے ہیں۔

"قد اضطر الحنفیۃ فتارۃ یتجاسرون بالطعن فی سندہ من غیر مطعن الخ (مجمع البحار ص 99 ج 1)

"اس حدیث کے بارے میں حنفیہ بڑے مجبور ہوئے ہیں۔ کبھی بلاوجہ اس حدیث کی سند پر طعن کی جسارت کرتے ہیں" اس کے بعد انہوں نے اسی "جسارت" پر مبنی مطاعن کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح علامہ موصوف مغرب سے پہلے دو رکعت کو مستحب قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں "علیہ السلف" کہ سلف کا یہی عمل ہے (تکملہ مجمع البحار ص 106) صبح کی نماز اسفار میں پڑھی جائے یا منہ اندھیرے۔ علامہ موصوف نے اس بارے میں بھی طحاویؒ کی تردید کی ہے اور واشگاف الفاظ میں کہا کہ

"فقد ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم و اظب علی التغلیس حتی فارق الدنیا" (تکملہ ص 90)

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (صبح کی نماز) ہمیشہ منہ اندھیرے پڑھی تاآنکہ آپؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ مال غنیمت کو تقسیم کرتے ہوئے "فارس" کو دوگنا ملے گا۔ علامہ پٹنی مرحوم نے اس کے بارے میں بھی حنفی مسلک سے اختلاف کیا اور یہاں تک فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ کے موقف کی مشاہیر ائمہ میں سے کسی نے بھی موافقت نہیں کی۔ (ص 146 ج 3)

علامہ پٹنیؒ کی یہ تصریحات ان کے رجحان کی آئینہ دار ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ بھی بعض حضرات اور یہاں کے بعض صوفیائے کرام نے کئی مسائل میں حنفی فقہ سے اختلاف کیا۔ جس کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔

اس ضروری تفصیل کا مقصد یہ تھا کہ غزنی اور غوری حکومت کے بعد بھی بعض حضرات نے یہاں کے معروف فقہی مسلک سے اختلاف کیا اور ہمیشہ کتاب و سنت کی اتباع کو لازم قرار دیا۔

اس بات میں تو کسی مورخ کو مجال انکار نہیں کہ آخری دور میں برصغیر میں حدیث کا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چرچا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خانوادہ سے ہوا اس میں کوئی بھی ان کا سہیم و شریک نہیں۔ بلکہ یہ کہنا بھی بالکل بجا ہے کہ برصغیر میں آج جہاں بھی قال اللہ و قال الرسولؐ کی آواز سنائی دیتی ہے وہ اسی خانوادہ کی مرہون منت ہے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ انہی کی کوششوں اور کاوشوں کا ثمر ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے بعد اسی فکر کو ان کے پوتے حضرت شاہ اسماعیل شہید نے بڑی جرات و جوانمردی سے آگے بڑھایا۔ سنت کی ترویج اور عمل بالحدیث کے بارے میں جو اشارے جابجا شاہ صاحب مرحوم نے کئے تھے ان کی عملاً" تکمیل کی۔ مولانا آزادؒ رقم طراز ہیں۔

"دعوت و اصلاح امت کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دیئے تھے اب اسی سلطان وقت و اسکندر عزم کی بدولت شاہ جہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا اور ہندوستان کے کناروں سے بھی گزر کر نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے۔ جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی وہ اب برسربازار کی جا رہی اور ہو رہی تھیں۔ (تذکرہ ص 245، 1967)

سلطان الہند حضرت شاہ عبدالعزیز کے بعد ولی اللّٰھی مسند علم کو ان کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاقؒ نے رونق بخشی اور بے شمار شائقین علم نے ان سے استفادہ کیا۔ انہی حضرات میں ایک نامور شاگرد کا نام سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی ہے۔ جنہیں حضرت شاہ اسحاقؒ نے ہی 1258ھ میں بیت اللہ الحرام کی طرف ہجرت کرتے ہوئے اپنا جانشین مقرر کیا۔ جنہوں نے پورے ساٹھ سال درس حدیث اور علوم دینیہ کی تدریس کی بنا پر "شیخ الکل فی الکل" کا لقب پایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت شاہ عبدالعزیز نے فکری اعتبار سے اور حضرت شاہ اسماعیل شہید نے نظری و عملی طور پر بڑی محنت و کاوش سے تقلید و جمود کا استیصال کیا اور اسی فکر کی آبیاری حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی اور ان کے تلامذہ و رفقاء نے کی۔ شرک کی جگہ توحید، تقلید و بدعت کی بجائے اتباع سنت، اوھام پرستی کی جگہ ایمان و یقین کی دولت اور غلامی کی بجائے آزادی و حریت کا جو درس ان حضرات نے دیا اس سے کون واقف نہیں؟

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

حضرت میاں صاحب احمد اللہ نے ساٹھ سال تک دہلی میں درس دیا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے تو صحاح ستہ کو گلستاں بوستاں کر دیا ہے"

کے تلامذہ کی تعداد کے بارے میں حضرت مولانا شمس الحق محدث ڈیانوی نے لکھا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محققین کاملین کی تعداد ایک ہزار اور باقی تلامذہ کی تعداد کئی ہزار تک پہنچتی ہے۔ (مقدمہ غایۃ المقصود ص 13) بلاشبہ جس محدث نے دہلی جیسے مرکز علم و ادب میں ساٹھ سال درس دیا ہو اس کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہو گی۔ ہندوستان بھر سے ہی نہیں دیگر بلاد اسلامیہ سے بھی طلبہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوے تلمذ تہ کرتے اور حسب استعداد کسب فیض کر کے اپنے اپنے مقام مقدر پر جا کر تعلیم و تعلم، تصنیف و تالیف، اصلاح و تربیت اور تبلیغ و اشاعت دین میں مشغول ہو جاتے۔ ان کی انہی خدمات کا اعتراف عالم اسلام کے علماء نے کیا۔ برصغیر میں علمائے اہلحدیث کی خدمت حدیث کا دائرہ انتہائی وسیع ہے۔ اس ساری تفصیل سے صرف نظر کر کے ہم اپنے معزز قارئین کرام کو بتانا چاہتے ہیں کہ پاکستان بن جانے کے بعد حدیث اور اس کے متعلقہ علوم کے سلسلے میں ہمارے علمائے اہلحدیث کی خدمات کیا ہیں؟ اس کی تعلیم اور نشرو اشاعت میں ان کی مساعی کیا ہے؟ تعمیر چمن اور اس کی علمی و فکری آرائش و زیبائش میں ان کا حصہ کیا ہے؟ اے اہل وطن ؎

ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

پاکستان میں اہلحدیث مدارس

قیام پاکستان سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں 1935ء کی رپوٹ کے مطابق جیسا کہ مولانا ابویحیٰ امام خاں نوشہروی مرحوم نے لکھا اہلحدیث مدارس کی تعداد دو سو سے زائد تھی۔ (اہلحدیث کی علمی خدمات)

1947ء میں بٹوارے کے بعد مسلمانان ہند لٹ پٹ کر پاکستان وارد ہوئے۔ اس تقسیم میں لاکھوں جانوں کی قربانی دینی بڑی مدارس علمیہ اور وہاں کے عظیم الشان کتب خانوں کا جو حشر ہوا وہ بجائے خود المیہ ہے۔ بے سروسامانی میں دیگر مسلمانوں کے ہمراہ ہمارے علمائے اہلحدیث بھی یہاں پہنچے تو دین حنیف کی حفاظت و صیانت، کتاب و سنت کی تعلیم و تدریس اور اس کی نشر و اشاعت کو اپنے ذاتی مفاد پر فوقیت دیتے ہوئے شہر بہ شہر قریہ بقریہ مدارس و مکاتب قائم کئے۔ نامساعد حالات اور سراسیمگی و پریشانی کے باوجود انہوں نے کتاب و سنت کی اس شمع کو مدہم نہ ہونے دیا جسے ایک مدت سے ان اکابرین نے اپنے خون جگر سے روشن کر رکھا تھا۔ (تقبل اللہ سعیھم)

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس سلسلے کی تمام تر تفصیلات تاحال ادھوری ہیں۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ پاکستان میں اہلحدیث مدراس کے بارے میں ایک مکمل رپورٹ تیار کی جائے۔ ہندوستان کی حد تک تو بحمداللہ یہ کام ہو چکا اور الجامعۃ السلفیہ بنارس نے ”جماعت اہلحدیث کی تدریسی خدمات“ کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کر دیا ہے جس میں ہندوستان میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث مدارس کی ضروری تفصیلات پیش کر دی گئی ہیں۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہاں بفضل اللہ تعالیٰ چار سو سے زائد مدارس و مکاتب کتاب و سنت کی تعلیم و اشاعت میں مصروف ہیں۔ مگر پاکستان میں یہ کام تاحال تشنہ تکمیل ہے۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ کوئی نوجوان کمر ہمت باندھے پورے پاکستان کے مدارس اہلحدیث کی رپورٹ تیار کرے۔ جو مدرسہ کے آغاز' ابتدائی حالات اور اس کے اولین خدمت گزاروں سے حالیہ منتظمین حضرات تک کا تذکرہ اور مدرسہ کی موجودہ پوزیشن اور اس کے فیض یافتگان پر مشتمل ہو۔

لاریب کہ اس وقت پاکستان بھر میں اہلحدیث جامعات' مدارس و مکاتب کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ مگر ان میں معروف مدارس جو اپنی کارکردگی کے اعتبار سے تابناک ماضی رکھتے ہیں حسب ذیل ہیں۔ الجامعۃ السلفیہ' کلیۃ دارالقرآن' جامعہ تعلیمات اسلامیہ' ادارۃ العلوم الاثریہ' جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن' جامعہ اثریہ پشاور' الجامعۃ الاثریہ جہلم' جامعہ اسلامیہ اور جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ' جامعہ اہلحدیث لاہور' مدرسہ غزنویہ' جامعہ رحمانیہ اہلحدیث' جامعہ ابن تیمیہ لاہور' جامعہ ابراھیمیہ سیالکوٹ' جامعہ کمالیہ راجووال' جامعہ محمدیہ' جامعہ رحمانیہ اور مرکز ابن القاسم ملتان' جامعہ محمدیہ و دارالحدیث اوکاڑہ' جامعہ ابی هریرہ رینالہ خورد' دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالہ' جامعہ محمدیہ شیخوپورہ' المعھدالشریعہ و الصناعۃ کوٹ ادو' جامعہ محمدیہ خانپور' مدرسہ اسلامیہ سلفیہ لودھراں' مدرسہ اشاعت العلوم محمدیہ چیچہ وطنی' جامعہ علمیہ اور دارالحدیث سرگودھا' جامعہ عزیزیہ ساہیوال' مدرسہ سلفیہ گوٹھ حاجی سلطان' جامعہ سلفیہ میرپور خاص مدرسہ دارالرشاد نیو سعید آباد' جامعہ ستاریہ' جامعہ ابی بکر' بحرالعلوم سعودیۃ دارالحدیث رحمانیہ کراچی وغیرہ۔ ان تمام جامعات میں مرکزی اہمیت کے حامل الجامعۃ السلفیۃ' جامعہ تعلیم الاسلام' جامعہ اثریہ پشاور' جامعہ اثریہ جہلم' جامعہ ابی بکر' جامعہ رحمانیہ لاہور' جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ ہیں۔

الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی سرپرستی حاصل ہے۔ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کا صدر مقام ہے۔ جس میں تفسیر' حدیث' فقہ' منطق' فلسفہ' عقائد بلاغت' صرف و نحو غیرہ علوم دینیہ کے علاوہ عصری علوم کے حصول کا بھی اہتمام ہے۔ شعبہ حفظ و تجوید و قرات بھی قائم ہے۔ اس وقت تیس سے زائد اساتذہ کرام اور 9 سو سے زائد طلبہ کتاب و سنت کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔ اس جامعہ کا آغاز 7 شعبان 1374ھ بمطابق یکم اپریل 1955ء میں ہوا۔ متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندوی نے اس کا نام الجامعۃ السلفیہ رکھا۔ اس کی حالیہ بنیاد ضیغم اسلام حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی' امیرالمجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہ' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی اور پیکر اخلاص حضرت مولانا میاں محمد باقر آف جھوک دادو نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔ جامعہ کی تعمیر و ترقی میں ابتدائی طور جن حضرات نے خدمات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرانجام دیں ان میں سرفہرست نام مولانا محمد عبدالواحد مرحوم' مولانا محمد اسحاق چیمہ'' مولانا عبید اللہ احرار' مناظر اسلام مولانا محمد صدیق'' مناظر اعلام مولانا محمد رفیق'' مدن پوری کا آتا ہے اور کوئی دیانتدار مورخ ان حضرات کی سنہری خدمات کو فراموش نہیں کر سکتا۔ اس کو علمی اور دینی حلقوں میں متعارف کرانے اور اس کی علمی پوزیشن کو مضبوط کرنے میں مولانا سلفی مرحوم کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف'' بھوجیانوی' مولانا محی الدین احمد قصوری' مولانا محمد اسحاق بھٹی' مولانا محمد حنیف ندوی کی فکری راہنمائی نے بڑا پختہ کردار ادا کیا اور ملک کے نامور شیوخ و اساتذہ نے مختلف ادوار میں یہاں تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دیا۔ جن میں استاذ العلماء شیخ العرب و العجم حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف'' بھوجیانوی' متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندوی' شیخ المعقولات حضرت مولانا محمد'' شریف اللہ خاں' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ الفلاح مدظلہ العالی' استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ'' بڈھی مالوی' شیخ الحدیث حضرت مولانا پیر محمد یعقوب صاحب حفظہ اللہ' شیخ الادب حضرت مولانا محمد صادق صاحب خلیل حفظہ اللہ' حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مدنی مدظلہ' حضرت مولانا سلطان محمود'' محدث جلالپوری' حضرت مولانا حافظ محمد بنیامین متعنااللہ بطول حیاتہ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور ان دنوں مولانا حافظ عبدالعزیز علوی اس کے شیخ الحدیث ہیں جو اپنے رفقاء کے ساتھ شب و روز تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔ www.KitaboSunnat.com

انتہائی غیر مناسب ہو گا اگر یہاں مرحوم حضرت میاں فضل حق کا ذکر نہ کروں جو 61ء میں الجامعہ کے ناظم منتخب ہوئے اور تادم آخریں الجامعہ کی خدمت میں شب و روز مصروف رہے۔ بلاریب الجامعہ کی تعمیر و ترقی میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں مال و دولت سے نوازا تھا اور اللہ کی اس عطاء کو انہوں نے ملک بھر میں مساجد' مدارس اور مستحقین کی خدمت میں بے دریغ خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ الجامعہ کی بھی بھرپور سرپرستی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اب ان کے بعد اس کا انتظام و انصرام انہی کے صاحبزادہ گرامی قدر جناب میاں نعیم الرحمٰن صاحب چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے والد مرحوم کی طرح الجامعہ کی خدمت کی توفیق بخشے آمین۔ البتہ اس افسوسناک پہلو کا اظہار کئے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے الجامعہ ٹرسٹ ایک منتخب کمیٹی کے زیر نگرانی ہے اور مرکزی جمعیت اہلحدیث سے اس کی وابستگی بس واجبی سی ہے۔ بلاشبہ ٹرسٹی حضرات نے الجامعہ کی بڑی خدمت کی اور ماشاء اللہ وہ اس کی خدمت میں کسی فروگزاشت کے مرتکب بھی نہیں۔ وہ اس کے خادم ہیں تاہم اس کا آغاز جن مقدس ہاتھوں سے جن جذبات کے تحت ہوا اس کی وہ حیثیت بہرنوع باقی رہنی چاہیے دیانت و امانت کا بھی یہی تقاضا ہے اور الجامعہ کا وسیع تر مفاد بھی اسی کا متقضی ہے۔ الجامعہ کے کار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرداز اور ٹرسٹی حضرات سے مودبانہ عرض ہے کہ وہ الجامعہ کو صحیح معنوں میں الجامعہ بنانے کی کوشش کریں اس کی تعمیر نو کا جلد اہتمام کریں جیسا کہ ماشاء اللہ یہ مرحلہ ان کے زیر غور بھی ہے کیونکہ الجامعہ کی موجودہ بلڈنگ کی تنگ دامانی کا احساس بڑی شدت سے محسوس ہوتا ہے۔ اس کے ماہنامہ "ترجمان الحدیث" کو الجامعہ کے شایاں شان بنائیں اور اسے خانہ پری سے بچائیں اور ایک عربی ماہنامہ یا سہ ماہی رسالہ نکالنے کا بھی پروگرام بنائیں اور یہ ہماری دینی و ملی ضرورت بھی ہے۔ الجامعہ کو اپنے پریس، کمپیوٹر اور دیگر عصری ضروریات سے آراستہ کریں اور تعلیم کے ساتھ ساتھ کتب احادیث اور اپنے اسلاف کی کتابوں کو جدید تقاضوں کے مطابق طبع کرنے کا اہتمام کریں اور الجامعہ کی زیر نگرانی ملک بھر میں بالعموم اور ضلع فیصل آباد میں بالخصوص مدارس و مکاتب کا انتظام کریں اور الجامعہ کے مبعوثین حضرات کے ذریعہ وہاں تعلیم و تدریس کے علاوہ تبلیغ دین کا باضابطہ جال پھیلا دیں۔ الجامعۃ السلفیہ بنارس ہندوستان میں ہمارے سلفی بھائیوں کی کامیاب ترین دینی درس گاہ ہے جہاں سے تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد کتب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں اور اس کا اپنا پریس ہے وہاں سے تین ماہنامے ایک عربی میں "صوت الجامعہ" اور دو اردو میں "مجلّہ الجامعۃ السلفیہ" اور "محدث" کے نام سے شائع ہو رہے ہیں۔ ہماری جامعہ کے ٹرسٹی حضرات کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اللھم وفقھم لمرضیاتک۔

"الجامعہ" کے ذکر کے ساتھ ساتھ دل تو چاہتا ہے کہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، جامعہ ابی بکر وغیرہ کا تذکرہ بھی ذرا تفصیل سے ہو جائے مگر اس تفصیل کا یہ محل نہیں۔

پاکستان میں علمائے اہلحدیث کی تصنیفی خدمات

حدیث پاک کی تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ علمائے اہلحدیث نے اس کی نشر و اشاعت، اس کی شروح و حواشی اور اس کے تراجم اور اس سے متعلقہ علوم پر بھی خصوصی توجہ دی تاکہ یہاں کے باسیوں کا براہ راست تعلق سنت سے جوڑ دیا جائے۔ ان کی انہی کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ عالم عرب بھی انہیں داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ علامہ محمد منیر دمشقی اسی "طائفہ منصورہ" کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وھی نھضة عظیمة علی باقی البلاد الاسلامیه فاقتدی بھا غالب البلاد الاسلامیه فی طبع کتب الحدیث و التفسیر"

(انموذج من الاعمال الخیریہ ص 468)

یعنی یہ عظیم تحریک دوسرے بلاد اسلامیہ پر موثر ہوئی تو اکثر بلاد اسلامیہ نے کتب حدیث و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کی طباعت میں ان کی اقتداء کی۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت نواب صدیق حسن مرحوم کا نام خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> حاسدین اگرچہ ان کے شرف و فضل کا انکار کرتے ہیں۔ مگر علم و علماء کی خدمات میں ان کا حصہ واضح اور روشن ہے۔

حضرت نواب صاحب کے علاوہ حضرت مولانا شمس الحق محدث ڈیانوی شارح سنن ابی داوٗد' حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری شارح جامع الترمذی' حضرت مولانا عبیداللہؒ الرحمانی شارح مشکاۃ المصابیح' حضرت مولانا ابوالحسن سیالکوٹی' مولانا وحید الزمان' حضرت مولانا عبدالتواب محدث ملتانی اور خاندان علمائے غزنویہ کی خدمات حدیث کا ایسا باب ہے جسے مورخ نظر انداز نہیں کر سکتا مگر اس تفصیل سے قطع نظر ہمیں پاکستان کے علمائے اہلحدیث کی اس سلسلے میں مساعی کا ذکر کرنا ہے اور اپنے قارئین کو بتلانا ہے کہ سنت کی ترویج و اشاعت میں یہاں ہمارا کیا حصہ ہے؟

-1 التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی للاستاذ المحدث محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی رحمہ اللہ۔ سنن نسائی کی یہ شرح 1386ھ بمطابق 1956ء میں المکتبۃ السلفیہ لاہور سے شائع ہوئی اور دوسری بار 1976ء میں طبع ہوئی اور اب اس کی تیسری طباعت کا اہتمام محترم مولانا حافظ احمد شاکر صاحب کمپیوٹر پر کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا عطاء اللہ مرحوم نے بڑے سائز کے بتیس صفحات پر مشتمل اس کا مقدمہ بھی لکھا۔ جس میں انہوں نے امام نسائیؒ کے حالات' سنن نسائی کی مطبوعہ شروحات کے تذکرہ کے علاوہ' سنن نسائی کی اپنی سند کے تمام اعاظم رجال کے احوال کی نشاندہی بھی کی' اس شرح کو عرب و عجم میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا شرف بخشا اور بلاریب یہ اپنی جامعیت اور فنی خوبیوں کی بنا پر باقی تمام شروح و حواشی سے ممتاز ہے۔

-2 فیض الودود تعلیق علی سنن ابی داوٗد = خطیب بغدادی کی تقسیم کے مطابق سنن ابی داوٗد پر حواشی کا آغاز فیض الودود کے نام سے حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے کیا مگر افسوس کہ یہ مبارک کام صرف دو اجزا' تک ہی کر پائے تھے۔

-3 تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ مشکوۃ کی احادیث کی تحقیق و تنقیح اور تخریج یہ کام مولانا ڈپٹی سید احمد حسن دہلوی المتوفی 1338ھ اور مولانا شرف الدین الدہلوی المتوفی 1961ء نے کیا۔ جس کے دو جزء نصف اول تک ہندوستان سے شائع ہوئے تھے۔ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے اس کا مسودہ حاصل کیا اور اسے باقی اجزاء ربع ثالث و رابع کی تصحیح و تکمیل کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری کچھ حصہ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے تکمیل کا محتاج تھا۔

4- المتواری علی ابواب البخاری۔ صحیح بخاری کے تراجم ابواب پر خطیب ناصرالدین احمد ابن المنیر المتوفی 683ھ کی یہ معروف کتاب ہے۔ جسے حضرت مولانا عطاء اللہ مرحوم ہی نے المکتبۃ السلفیہ سے اپنی تصحیح و نظرثانی سے طبع کیا۔

5- مرعاۃ المفاتیح شرح المشکوۃ المصابیح = المشکوۃ یہ عظیم الشان شرح گو ہمارے ہندی محدث شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری کی تصنیف ہے۔ مگر کسے معلوم نہیں کہ اس کا ابتدائی خاکہ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف اور ان کے رفیق معتمد حضرت مولانا حافظ محمد زکریا مرحوم کا تیار کردہ تھا بلکہ مولانا رحمانی کی خدمت میں طے شدہ ماہانہ وظیفہ اور اس کی جلد اول کی طباعت کا تمام تر سہرا حافظ محمد زکریا مرحوم اور ان کے والد گرامی حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کے سر ہے۔ چنانچہ 1380ھ بمطابق 1961ء میں مدرسہ خادم القرآن و الحدیث جھوک داود طور کے زیر اہتمام المکتبۃ السلفیہ سے پہلی جلد شائع ہوئی۔ اور اس کی باقی دو جلدیں ہندوستان سے حضرت شارح علامؒ کے زیر نگرانی طبع ہوئیں۔

6- عون الباری لحل عویصات البخاری = حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

7- نصرت الباری ترجمہ مع شرح صحیح بخاری = مولفہ حضرت مولانا محدث عبدالستارؒ دہلوی، مولانا مرحوم اس کی تکمیل نہ کرپائے تو اس کے بقیہ حصہ کی تکمیل حضرت مولانا کرم الجلیل مرحوم نے کی۔

8- حاشیہ صحیح بخاری۔ حضرت مولانا عزیز زبیدی مدظلہ نے اس کی تکمیل حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کے ایماء سے کی۔ مگر ابھی تک اس کی طباعت معرض التوا میں ہے۔

9- ارشاد القاری الی نقد فیض الباری = فیض الباری علامہ محمد انور شاہ کاشمیری کی صحیح بخاری پر معروف املائی تقریر پر مشتمل ہے۔ اس پر ہمارے شیخ استاذ الاساتذہ الامام الحافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ نے جابجا نقد کیا۔ جسے حضرت الاستاذ مرحوم کے نسخہ فیض الباری کے حواشی سے انہی کے تلمیذ رشید محترم مولانا حافظ عبدالمنان متعنااللہ بطول حیاتہ شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ نے جابجا اس میں اضافہ بھی فرمایا جس کی پھر نظر ثانی حضرت الاستاذ مرحوم نے کی۔ جس کی جلد اول 21 رمضان 1415ھ بمطابق 22 فروری 1995ء میں ادارۃ صیانۃ الحدیث و المحدثین گوجرانوالہ کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ جو 543 صفحات پر مشتمل ہے اور کتاب الایمان کے بارہ ابواب تک کے متعلق مباحث کو محیط ہے۔ جبکہ اس کا مسودہ کتاب العلم کے چوبیسویں باب من اجاب الفتیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باشارۃ الید و الراس تک مکمل ہو چکا ہے۔ یہ نقد انتہائی مفید معلومات اور قابل قدر مباحث پر مشتمل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم حافظ صاحب کو جلد اس کی تکمیل کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

-10 شرح کتاب التوحید = بخاری کی کتاب التوحید کی یہ شرح شیخ الحدیث حضرت مولانا سلطان محمودؒ محدث جلال پور پیروالہ نے لکھی۔

-11 الاسوہ' ترجمہ و شرح صحیح بخاری۔ متکلم اسلام حضرت مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم نے اس کا آغاز کیا۔ مگر افسوس کہ وہ اس کی تکمیل نہ کر سکے صرف پانچ پاروں تک کام ہو سکا اور ترجمہ و تشریح کی بطور نمونہ صرف ایک حدیث شائع ہوئی۔ (ارمغان حنیف ص 104' 105)

-12 تخریج آیات الجامع الصحیح البخاری۔ مولفہ حضرت مولانا شرف الدین رحمہ اللہ المتوفی 1961ھ۔

-13 حاشیہ نصب الرایہ فی تخریج الہدایہ۔ مولفہ حضرت مولانا شرف الدین رحمہ اللہ'

-14 شرح ابن ماجہ۔ یہ بھی مولانا شریف الدین مرحوم کی تصنیف ہے مگر وہ اسے مکمل نہ کر پائے۔

-15 ضوء السالک حاشیہ موطا امام مالک (عربی) = مولانا محمد رفیق اثری استاذ حدیث دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالہ۔ یہ حاشیہ نشرالسنہ ملتان سے طبع ہو چکا ہے۔

-16 حاشیہ مشکوۃ = یہ بھی عربی میں مولانا محمد رفیق اثری حفظہ اللہ کی کاوش کا نتیجہ ہے اور طباعت کے مراحل میں ہے۔

-17 حاشیہ سنن ابی داود۔ لہ ایضاً"۔ زیر طبع

-18 شرح سنن ابن ماجہ۔ مولفہ حضرت مولانا علی محمد جانباز صاحب شیخ الحدیث جامعہ ابراھیمیہ سیالکوٹ۔ عربی کی یہ ضخیم شرح تکمیل کے مراحل میں ہے اور پہلی جلد زیر طبع ہے۔

-19 ترجمہ و حواشی مشکوۃ المصابیح = جلد اول حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی کے قلم سے اور بقیہ حصہ کی تکمیل انہی کے شاگرد رشید مولانا محمد سلیمان" کیلانی نے کی' جو زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

-20 شرح مشکوۃ = مولفہ استاذ الاساتذہ حضرت حافظ محمد گوندلویؒ۔ صرف کتاب العلم تک۔ (غیر مطبوع)

-21 شرح مشکوۃ۔ مولفہ محدث زمان مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ۔ صرف کتاب القدر تک (غیر مطبوع)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

22- سطعات التلقیح ترجمہ مع فوائد مشکوۃ المصابیح۔ مولفہ حضرت مولانا محمد صادق خلیل صاحب حفظہ اللہ جو ضیاء السنہ ادارہ الترجمہ و التالیف رحمت آباد فیصل آباد سے مطبوع ہے۔

23- تعلیم الاحکام ترجمہ و تفہیم بلوغ المرام۔ مولفہ حضرت مولانا ابوالسلام محمد صدیق سرگودھا۔ جس کا جزء اول طبع ہوا جزء ثانی تکمیل کے مراحل میں تھا کہ مولانا کا وقت موعود آ پہنچا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ

24- حاشیہ بلوغ المرام۔ مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ (مطبوع)

25- ترجمہ بلوغ المرام و حواشی۔ مولفہ مولانا عبدالوکیل علوی۔ جس کی نظرثانی راقم الحروف نے بڑی عرق ریزی سے کی۔ جو مکتبہ دارالسلام لاہور میں طباعت کے مرحلہ میں ہے۔

26- دروس بخاری۔ استاذ الاساتذہ حضرت محدث گوندلوی کے دروس پر مشتمل ہے۔ 1992ء میں جس کی ایک ضخیم جلد ہی شائع ہوئی۔

27- احسن الکلام شرح بلوغ المرام۔ مولفہ مولانا محمد سلیمان کیلانی۔ مطبوع

28- حاشیہ سنن ابن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ کا ترجمہ از مولانا وحید الزمان جس پر مختصر حاشیہ مولانا محمد سلیمان کیلانی مرحوم نے لکھا۔

29- ترجمہ المنتقی۔ المنتقی امام مجدالدین ابن تیمیہ کی معروف کتاب ہے جس کی شرح علامہ شوکانی نے نیل الاوطار سے کی۔ اسی المنتقی کا ترجمہ مولانا محمد داؤدؒ راغب رحمانی نے کیا جو المکتبۃ السلفیہ لاہور سے طبع ہوا۔

30- ترجمہ نیل الاوطار = مولانا محمد داود راغبؒ رحمانی نے نیل الاوتار کا بھی ترجمہ کیا المکتبۃ السلفیہ ہی کی طباعت کے پروگرام میں ہے۔

31- ترجمہ عمدۃ الاحکام۔ مولفہ حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق محدث لاہور۔

32- نخبۃ الاحادیث۔ حضرت مولانا سید محمد داودؒ غزنوی۔ مدارس اہلحدیث کے نصاب میں بھی یہ شامل ہے۔

33- ترجمہ ریاض الصالحین۔ حضرت مولانا محمد صادق خلیل صاحب حفظہ اللہ (مطبوع)

34- ترجمہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ ۔ الاحادیث الضعیفۃ علامہ البانی مدظلہ کی معروف تصنیف ہے اسی کا ترجمہ حضرت مولانا محمد صادق خلیل صاحب نے کیا جس کا جزا اول زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔

35- دلیل الطالبین ترجمہ و فوائد ریاض الصالحین۔ مولفہ حضرت مولانا حافظ صلاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ۔ جو مکتبہ دارالسلام لاہور میں طباعت کے مراحل میں ہے۔

36- مفتاح صحیح البخاری۔ مرتبہ مولانا فضل الٰہی صاحب۔ (مطبوع)

37- مفتاح صحیح البخاری۔ مرتبہ حضرت مولانا محمد خالد گھرجاکھی حفظہ اللہ۔ ادارہ احیاء السنہ گھرجاکھ گوجرانوالہ سے طبع ہوئی۔

38- مفتاح المسند للامام احمد علی الابواب۔ مرتبہ مولانا محمد خالد صاحب' مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھرجاکھ یادش بخیر: مسند امام احمد بن حنبل کی ترتیب و تبویب صحیح بخاری کی نہج پر حضرت مولانا حافظ عبدالحکیم نصیر آبادی نے کی۔ جو "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" کے سپرد کر دی گئی۔ کانفرنس کے منتظمین نے اس کی شرح کے لیے حضرت مولانا شرف الدین مرحوم کو منتخب کیا جنھوں نے اس کی شرح اور تنقیح و تہذیب بڑی سرعت سے محدثانہ انداز پر شروع کی۔ اس کا ایک جزء ساٹھ صفحات پر مشتمل طبع ہوا مگر افسوس کہ یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔

39- العلل المتناهيه فی الاحادیث الواهیه امام ابن الجوزیؒ کی یہ معروف تصنیف ضعیف احادیث پر مشتمل ہے۔ راقم اثیم کی تحقیق و تخریج کے ساتھ یہ کتاب پہلی بار دو جلدوں میں 1399ھ بمطابق 1979ء میں ادارہ العلوم الاثریہ فیصل آباد سے منصہ شہود پر آئی اور پھر یہ متعدد بار طبع ہوئی۔ انتہائی ستم کی بات ہے کہ لبنان کے شیخ خلیل المیس نے اپنے نام سے اسے شائع کیا اور ابتداء میں یہ لکھنے پر اکتفاء کیا کہ میں نے شیخ ارشاد الحق اثری کے نسخہ مطبوعہ ہند کی تحقیق پر اعتماد کیا ہے۔ اس غریب نے پاکستانی کی بجائے مجھے ہندی لکھا اور لطف کی بات یہ کہ دوسری جلد کے اختتام پر جو میں نے لکھا تھا۔ "قال العبد الضعیف ارشاد الحق عفا اللّٰه عنه وعن والدیه و شیوخه و اخوانه و لمحبیه قد استراح القلم من تسوید هذه التعلیقات الخ۔ یہ پوری عبارت بھی اسی طرح شائع کر دی۔ جو اس سرقہ کی بین دلیل ہے۔ اسے کہتے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ چراغ بکف دارد

40- مسند الامام ابی یعلی الموصلی۔ شیخ الاسلام الامام ابو یعلی احمدؒ بن علی بن المثنی الموصلی المتوفی 307ھ کی معروف تصنیف ہے۔ جو راقم ہی کی تحقیق و تخریج سے چھ جلدوں میں دارالقبلہ للثقافۃ الاسلامیہ جدہ سعودی عرب 1988ء میں طبع ہوئی۔ یہ مبارک کام بھی ادارہ العلوم الاثریہ فیصل آباد میں سرانجام پایا۔

والحمد للہ علی ذلک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-41 کتاب المعجم۔ یہ بھی امام ابویعلی الموصلی کی کتاب ہے جس میں امام موصوف نے اپنے 274 شیوخ کی مرویات کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تحقیق و تخریج کا کام بھی راقم نے بفضل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیا۔ یہ کتاب شوال 1407ھ میں ادارۃ العلوم الاثریہ سے ایک جلد میں شائع ہوئی۔ جس کے مقدمہ میں اس ناکارہ نے امام ابویعلی کے مزید بارہ شیوخ کا تذکرہ کیا اور بعد میں ان کے دو مزید اساتذہ کا علم ہوا جس کا اضافہ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں کیا جائے گا۔

-42 جلاء العینین بتخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین = مولفہ شیخ العرب والعجم الشیخ السید بدیع الدین الراشدی۔ راقم ہی نے اس کے مسودہ کو صاف کیا حوالوں کی مراجعت کی اور مولانا فیض الرحمٰن الثوری کی تعلیقات علی جزء رفع الیدین سے مزید فوائد کا اضافہ کیا اور بعض مقامات پر راقم نے ضروری امور کی وضاحت بھی کی۔ اور بلامبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ رفع الیدین کے موضوع پر عربی میں یہ سب سے جامع کتاب ہے جو 1407ھ بمطابق 1983ء میں ادارۃ العلوم الاثریہ کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ بعد ازیں 1996ء میں کویت کے ہمارے سلفی بھائی شیخ بدر البدر حفظہ اللہ کی مراجعت سے دارابن حزم بیروت سے طبع ہوئی۔ جس میں انہوں نے جزء رفع الیدین کے قدیم خطی نسخہ سے جو حافظ ابن حجرؒ کے نسخہ سے نقل ہوا ہے مقابلہ کیا۔ اس میں دو اثر مزید ایسے ہیں جو مطبوعہ نسخوں میں نہیں۔ ان آثار کا بھی انہوں نے اضافہ کیا۔ جزاہ اللہ عنا و عن جمیع المسلمین۔

-43 فضائل شہر رجب = امام ابو محمد الحسن بن محمد الخلال کا یہ رسالہ جو اس موضوع کی احادیث پر مشتمل ہے۔ پہلی بار راقم ہی کی تحقیق و تخریج سے ادارۃ العلوم الاثریہ کے زیر اہتمام طبع ہوا۔

-44 تبیین العجب بماورد فی فضل رجب۔ حافظ ابن حجر العسقلانی کا یہ رسالہ پہلے طبع ہو کر نایاب ہو چکا ہے۔ سابقہ رسالہ کی مناسبت سے راقم نے اس کی تحقیق و تخریج بھی کر دی اور اسے نئے انداز سے زیور طبع سے آراستہ کر کے ادارۃ العلوم الاثریہ نے شائع کیا۔ یہ دونوں رسالے ایک ساتھ 1415ء میں بمطابق دسمبر 1994ء میں طبع ہوئے۔

-45 اعلام اهل العصر باحکام رکعتی الفجر۔ یہ حضرت مولانا شمس الحق محدث ڈیانوی کی معروف کتاب ہے۔ جو راقم ہی کی تحقیق و تخریج سے دوبارہ ادارۃ العلوم الاثریہ کے زیر اہتمام طبع ہوئی۔ پھر اس کا عکس 1986ء میں مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ القاہرہ مصر سے شائع ہوا۔ جس پر ناشرین نے بڑی ہی ڈھٹائی سے یہ بھی لکھ دیا کہ حقوق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الطبع و النشر محفوظة للناشر- (فاعتبروا يااولی الابصار)

-46 ترجمہ صحیح ابن خزیمہ جلد اول- مترجم مولانا حافظ محمد ادریس سلفی صاحب مطبوعہ دارالسلام محمدی مسجد کراچی-

-47 رشح السحاب فیما ترک الشیخ مما فی الباب- حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ کی یہ کتاب جامع ترمذی کے "و فی الباب" کی ان روایات پر مشتمل ہے جن کے بارے میں محدث مبارکپوریؒ نے تحفۃالاحوذی میں اپنے عدم علم کا اظہار فرمایا- جن کی تعداد تقریباً" سات سو ہے مولانا ثوریؒ نے ان روایات کی تخریج کی اور ان میں تقریباً" چھ سو احادیث کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے- وللہ درہ- یہ کتاب نشر السنۃ ملتان کے زیر اہتمام طبع ہونے والے نسخہ تحفۃالاحوذی کے حاشیہ میں مطبوع ہے-

-48 فہرست اسماء الصحابۃ الذین ذکرھم الترمذی تحت قولہ و فی الباب- یہ بھی مرحوم مولانا فیض الرحمٰن کی مرتبہ ہے- جس میں انہوں نے ان صحابہ کرام اور ان کی مرویات کو صحابہ کرام کے حروف تہجی پر جمع کر دیا جن کی روایات کی طرف امام ترمذی نے "و فی الباب" میں اشارہ کیا ہے- مولانا ثوری رحمہ اللہ نے اس فہرست کے ساتھ تحفۃالاحوذی کے صفحات بھی ذکر کر دیئے کہ وہ حدیث کس جلد میں اور کس صفحہ پر ہے- بایں طور یہ فہرست مسند کی صورت اختیار کر گئی جو ان کے حسن ذوق کی بین دلیل ہے- یہ فہرست بھی نشر السنۃ ملتان کے زیر اہتمام مقدمہ تحفۃالاحوذی کے ساتھ طبع ہوئی جو چھیاسی صفحات پر مشتمل ہے-

-49 تخریج احادیث مجالس الابرار- راقم اثیم ہی نے یہ کام سہیل اکیڈیمی کے ایماء سے کیا- معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ اب کن مراحل میں ہے-

المسند الکبیر' للامام ابی العباس محمد بن اسحاق السراج النیسابوری امام السراج کی اس کتاب کا ناقص نسخہ دستیاب ہوا- جس کی تحقیق و تخریج اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ ناکارہ مکمل کر چکا ہے انشاء اللہ یہ بھی جلد زیور طبع سے آراستہ ہو جائے گی-

-50 تخریج الاحادیث والآثار' ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اس عظیم الشان کتاب کی تخریج بھی راقم مکمل کر چکا ہے اور حالیہ ان مسودات کی تکمیل میں میرے رفیق کار مولانا عبدالحی انصاری حفظہ اللہ بھی برابر شریک رہے- جزاہ اللہ احسن الجزاء- یہ اصل کتاب فارسی میں ہے اس کی تعریب و تخریج وغیرہ پر مشتمل ایک جلد کا مسودہ بھی مکمل ہو چکا ہے اور اس کی تعریب ہمارے فاضل دوست مولانا بشیر احمد صاحب نے کی جو عربی کا سلجھا ہوا ذوق رکھتے ہیں-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

51- ترجمہ اربعین نووی۔ مولانا عزیز زبیدی حفظہ اللہ نے کیا جو 1952 میں لاہور سے شائع ہوا۔

52- المنهج الاسعد فی ترتیب احادیث المسند الامام احمد معه الفتح الربانی بشرح الشیخ احمد شاکر = مرتبہ حضرت مولانا عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ۔ (مطبوع) جس میں مولانا رحمانی نے مسند احمد کے مطبوعہ نسخہ کے ساتھ ساتھ فہرست میں الفتح الربانی اور شیخ شاکر کے حواشی سے مطبوعہ نسخہ مسند کے صفحات کی نشاندہی کی ہے۔

53- مراسیل ابی داود۔ تحقیق و تخریج حضرت مولانا محمد عبدہ الفلاح حفظہ اللہ۔ امام ابوداودؒ کے مراسیل کا نسخہ عموماً" بلااسناد طبع ہوا تھا۔ ہمارے مولانا نے اسے بالاسناد تحقیق سے معہدالشریعۃوالصناعۃ کوٹ ادو کی طرف سے شائع کیا ہے۔

54- الردعلی الجوہر النقی۔ مولفہ حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ۔ اس کا مکمل مسودہ الجامعۃالاثریہ جہلم میں محفوظ ہے۔

55- تحقیق و تخریج جزء رفع الیدین۔ مولفہ مولانا فیض الرحمٰنؒ الثوری جو نشرالسنہ ملتان سے مطبوع ہے۔

56- تحقیق و تخریج جزء القراۃ للامام البخاری۔ مولفہ حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ۔

57- تحقیق و تخریج فتح الغفور فی وضع الایدی علی الصدور۔ علامہ محمد حیات سندھی کے رسالہ فتح الغفور کی تخریج بھی مولانا فیض الرحمٰن نے کی جسے جمعیۃ الطلبہ جلال پور نے طبع کرایا۔

58- تخریج احادیث احسن التفاسیر۔ مرتبہ مولانا محمد ادریس کیلانی جو المکتبۃ السلفیہ لاہور سے 1985ء میں شائع ہوئی۔

59 مختصر حاشیہ قیام اللیل لامام المروزی۔ مولفہ مولانا سید عبدالشکور اثری صاحب حفظہ اللہ۔ مطبوع ہے۔

60 ترجمہ قیام اللیل۔ مولانا عبدالرشید حنیف آف جھنگ۔ (مطبوع)

61- جزء علی بن محمد الحمیری۔ تخریج و تحقیق مولانا زبیر علی زئی حفظہ اللہ حدیث اکیڈمی فیصل آباد

62- مسند الامام الحمیدی۔ تخریج و تحقیق مولانا زبیر علی حفظہ اللہ۔ جو مکتبہ دارالسلام میں زیر طبع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

63- حاشیہ سنن ابی داود۔ مولانا زبیر علی۔ جو انشاء اللہ مکتبہ دارالسلام کے زیر اہتمام طباعت کے مراحل میں ہے۔

64 الجہاد لابن تیمیہ۔ تحقیق و تخریج مولانا زبیر علی۔ مسودہ

65- جزء مسائل ابن ابی شیبہ " " " " "

66- الاربعین لابن تیمیة " " " " "

67- تخریج احادیث السیرة النبویة لابن ھشام۔ " " " " "

68- ارشاد العباد الی تخریج احادیث خلق افعال العباد۔ مولانا ابوحمزہ عبدالحمید المری۔ (مسودہ)

69- ازالة عن حدیث التربہ۔ مولانا عبدالقادر حبیب اللہ السندھی مدظلہ مطبوعہ الجامع ے الاثریہ جہلم

70- الاربعون البلدانیة للامام ابی طاھر السلفی۔ تحقیق و تخریج مولانا ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب آف ملتان (زیر طبع)

71- کشف النقاب عماروی الشیخان لاصحاب۔ للحافظ کیکلدی تحقیق و تعلیق جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب صدر شعبہ السیرۃ بہاولپور یونیورسٹی جو الجامعة الاسلامیہ بہاولپور سے شائع ہوئی۔

72- الفوائد من المستخرج علی صحیح مسلم ابن الحجاج۔ للامام ابی العباس محمد بن اسحاق السراج۔ تحقیق و تخریج و دراسہ مولانا الدکتور اکرم حسین علی السندی۔ استاذ الجامعة السلفیہ فیصل آباد۔ (مسودہ)

73- الاحادیث المنتقی من عدة الحداد۔ للامام ابی علی الحسن بن احمد الاصبھانی۔ تحقیق و تعلیق مولانا ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب۔ یہ کتاب مجلّہ علوم اسلامیہ بہاولپور میں 1992ء دسمبر میں شائع ہوئی۔

74- الاحسان الی ترتیب صحیح ابن حبان۔ اس کی جلد چھ پر مولانا ڈاکٹر محمد صدیق صاحب اسلام آباد نے ڈاکٹریٹ کی سند لی۔ (مسودہ)

75- تحقیق مرویات ابی امامہ الباھلی من مسند الامام احمد۔ مولانا ڈاکٹر محمد صدیق صاحب (مسودہ)

76- تحقیق و تخریج سنن النسائی۔ مولانا تاج الدین ازہری حفظہ اللہ۔ جس میں انہوں نے سنن النسائی کی کتاب افتتاح الصلاۃ سے کتاب الاستسقاء تک کی تحقیق کی۔ (مسودہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-77 تحقیق و تخریج المعجم الصغیر للطبرانی۔ مولانا پروفیسر طالب الرحمٰن شاہ صاحب (مسودہ)

-78 تحقیق و تخریج المعجم الصغیر للطبرانی۔ مولانا محمد صادق خلیل صاحب حفظہ اللہ (مسودہ)

-79 مسند ام المومنین عائشة من الجوامع الکبیر للسیوطی۔ تخریج تحقیق جناب مولانا محمد عثمان مدنی صاحب یہ 1992ء میں کراچی سے طبع ہوئی۔

-80 تخریج احادیث الواردة فی حد شرب الخمر۔ مولانا مسعود الرحمٰن جانباز صاحب (مسودہ)

-81 تخریج احادیث الولردة فی القصاص۔ مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی صاحب منکیرہ۔ (مسودہ)

-82 تخریج احادیث الفتن من المطالب العالیة - مولانا حافظ عبدالقادر صاحب فیصل آبادی (زیر طبع)

-83 مفتاح الھدی لاحادیث الکنی۔ الکنی للدولابی میں واردشدہ احادیث کی فہرست۔ مرتبہ مولانا صاجزادہ برق التوحیدی صاحب حفظہ اللہ (مطبوع)

-84 تحقیق و الدراسہ شرح ابی داود لابن رسلانؒ مولانا سہیل حسن صاحب حفظہ اللہ۔ (مسودہ)

-85 ترجمہ تجرید البخاری۔ مولانا عبدالستار حماد صاحب (مطبوع)

-86 ترجمہ بلوغ المرام مولانا عبدالتوابؒ تصحیح و نظرثانی مولانا عزیز زبیدی مدظلہ۔ نشر السنةملتان

-87 المفتاح الکبیر لاحادیث المیزان و التاریخ الکبیر = مرتبہ صاجزادہ برق التوحیدی صاحب بیت التوحید ٹوبہ۔

-88 ترجمہ مختصر الترغیب و الترھیب۔ مترجم مولانا محمد خالد سیف صاحب = الدعوة و القرآن راولپنڈی

-89 السمط الابریز حاشیہ مسند عمر بن عبدالعزیز للامام ابن الباغندی۔ مولفہ الشیخ السید بدیع الدین الراشدی (مطبوع)

-90 المراة لطرق احادیث قراء ة الامام لہ قراء ة - للشیخ بدیع الدین رحمہ اللہ۔ (مسودہ)

-91 توفیق الباری لترتیب جزءرفع الیدین للبخاری " " "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

92- غاية المرام فی تخریج احادیث جزء القراۃ خلف الامام للبخاری " " "

93- القندیل المشعول فی تحقیق حدیث اقتلوا الفاعل و المفعول " " "

94- صریخ المھمد فی وصل تعلیقات موطا امام محمد " " "

95- الاجابۃ مع الاصابۃ فی ترتیب احادیث البیہقی علی مسانید الصحابۃ " " "

96- التبویب لاحادیث تاریخ الخطیب " " "

97- التعلیقات الراشدیہ علی شرح اربعین النوویہ للشیخ محمد حیات السندھی " " "

98- ترجمہ جزء رفع الیدین' مولانا محمد سلیمان انصاری۔ (مطبوع)

99- ترجمہ جزء رفع الیدین مولانا محمد خالد گھرجاکھی مطبوعہ

100- ترجمہ جزء القراءۃ " " " مطبوعہ

101- انتخاب حدیث' ترجمہ و تشریح۔ مرتبہ مولانا عبدالغفار حسن متعنااللہ بطول حیاتہ۔

102- بینات' ترجمہ مشکلات الاحادیث النبویہ۔ مولانا محمد نصرت اللہ مالیر کوٹلوی رحمہ اللہ

103- ترجمہ سنن دارمی۔ مولانا عبدالرشید حنیف آف جھنگ

104- مالا یسع المحدث جھلہ۔ تحقیق مولانا عبدالعزیز نورستانی (مطبوع)

105- فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی للشیخ زکریا الانصاری۔
(تحقیق و تعلیق مولانا حافظ ثناء اللہ الزاہدی حفظہ اللہ)

106- القاب الحدیث

107- توجیہ القاری الی القواعد و الفوائد الاصولیۃ و الحدیثیۃ والاسنادیۃ۔
لہ ایضا" مطبوعہ مجلس التحقیق الاثری جہلم مطبوعہ 1986-

108- تحقیق الغایۃ بترتیب الرواۃ المترجم لھم فی نصب الرایہ " " "

109- الحافظ نورالدین الھیثمی و کلامہ فی الرجال۔ للشیخ الحافظ ثناء اللہ الزاہدی حفظہ اللہ۔ (مسودہ)

110- التصریح بمنہج الامام مسلم و عاداتہ فی الصحیح۔ " " "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-111 الامام ابن تیمیہ و علوم الحدیث " " "

-112 الحافظ بدر الدین العینی و علوم الحدیث " " "

-113 ابن حزم الظاہری و علوم الحدیث " " "

-114 البیہقی و کلامہ فی الرجال " " "

-115 الامام ابن الہمام و علوم الحدیث " " "

-116 ابن الجوزی و کلامہ فی الرجال " " "

-117 النووی و علوم الحدیث " " "

-118 تخریج احادیث نور الانوار۔ مع حاشیہ " " "

-119 أکمل البیان فی شرح حدیث النجد قرن الشیطان۔ مولانا محمد اشرف سندھو۔ یہ رسالہ دوسری بار شیخ عبدالقادر السندھی کی تقدیم و تحقیق سے دارالمنار الریاض سے بھی طبع ہو چکا ہے۔

-120 التعقیب علی التقریب لابن حجر والتعلیقات ایضا"۔ راقم الحروف کی تحقیق سے تقریب التہذیب مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور سے 1985ء میں شائع ہوئی۔

-121 ترجمہ تذکرۃ الحفاظ۔ مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب مدظلہ۔ مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور

-122 التعلیقات الاثریہ علی الفیہ الحدیث للعراقی۔ مولانا محمد رفیق الاثری جمعیۃ النشر و التالیف الاثریہ جلال پور

-123 تفہیمات شرح نخبۃ الفکر۔ مولفہ مولانا فضل الرحمٰن کلیم سیالکوٹی مدظلہ (مطبوع)

-124 اصطلاحات المحدثین۔ مولانا سلطان محمود محدث جلال پور پیروالا۔

-125 تعریب و تعلیق عجالہ نافعہ۔ مولانا حافظ عبدالرشید صاحب اظہر (مطبوع)

-126 کتابت حدیث عہد نبوی میں۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ (مطبوع)

-127 کتابت حدیث تاعہد تابعین۔ مولانا محمد خالد سیف صاحب حفظہ اللہ ادارۃ العلوم الاثریہ سے طبع ہوئی۔

-128 احادیث الصحیحین بین الظن و الیقین۔ مولانا حافظ ثناء اللہ الزاہدی (مطبوع)

-129 اہمیۃ الاسناد فی الروایۃ۔ دکتور وسیم عثمان صاحب مدنی کراچوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

130- منهج الامام البخاری الاصولی فی صحیحہ۔ مولانا حافظ محمد شریف صاحب حفظہ اللہ (مسودہ)
131- موضوع احادیث تاریخ و اسباب۔ مولانا یحییٰ گوندلوی صاحب (مطبوع)
132- موضوع احادیث اور اس کے مراجع۔ مولانا محمد اکرم رحمانی صاحب ادارۃ العلوم الاثریہ سے طبع ہوا۔
133- التصحیف و اثرہ فی الصحیحین۔ جناب پروفیسر طیب شاہین صاحب ملتان (مسودہ)
134- رجال سنن الدار قطنی۔ جناب پروفیسر محمد اسماعیل صاحب گورایہ (مسودہ)
135- ضعیف احادیث کی معرفت۔ مولانا غازی عزیر صاحب حفظہ اللہ۔ نشر السنۃ ملتان۔
136- اتحاف النبیہ فیما یحتاج الیہ المحدث و الفقیہ۔ تحقیق و تعلیق حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ (مطبوع)
137- تقیید المہمل۔ تحقیق و دراسہ جناب مولانا ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب حفظہ اللہ۔ (مسودہ)
138- تحفۃ ذوالعرب فی مشکل الاسماء و النسب۔ تحقیق و دراسہ مولانا ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب (مسودہ)
139- اسماء رجال المصابیح۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب (مسودہ)
140- تحقیق و تعلیق الاکمال للحسینی۔ مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ (مسودہ)
141- تلخیص الکامل لابن عدی۔ مولانا زبیر علی زئی صاحب (مسودہ)
142- تلخیص الضعفاء للعقیلی " " "
143- تسمیۃ المشائخ الذین روی عنھم الامام البخاری لابن مندہ، تحقیق ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب (مطبوعہ) الجامعۃ الاسلامیہ بہاولپور
144- فہرست احادیث اخبار اصبہان۔ ارشاد الحق اثری (مسودہ)
145- فہرست احادیث الفقیہ و المتفقہ " " "
146- فہرست احادیث الموضح للخطیب " " "
147- فہرست معجم الصغیر للطبرانی " " "
148- تلخیص الضعفاء و المتروکین للدارقطنی۔ مرتبہ مولانا عبدالجلیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامرودی رحمہ اللہ۔

-149 ترجمہ الاسماء و الصفات للبیہقی " " "

-150 ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ للسیوطی۔ تحقیق مولانا منیر قمر، حافظ ذکاء اللہ الزاہد صاحبان۔ مطبوعہ مرکز الامام البخاری صادق آباد

-151 مطلع البدرین فی من یوتی اجرہ مرتین للسیوطی۔ تحقیق مولانا الطاف الرحمٰن صاحب۔ مطبوعہ مرکز الامام البخاری۔

-152 نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر للسیوطی۔ تحقیق الشیخ قمرالزمان صاحب " " "

-153 عظمت حدیث۔ مولانا عبدالغفار حسن صاحب حفظہ اللہ دارالعلم اسلام آباد

-154 حجیت حدیث۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ۔ اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور

-155 اسبال المطر علی قسب السکر۔ تحقیق و تعلیق مولانا محمد رفیق الاثری صاحب۔ مطبوعہ جمعیۃ النشر و التالیف الاثریہ جلال پور پیروالہ ملتان۔

-156 التاریخ الصغیر للامام البخاری۔ ادارۃ ترجمان السنۃ لاہور

-157 الضعفاء الصغیر للامام بخاری " " "

-158 الضعفاء و المتروکین للنسائی " " "

159 لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح للشیخ عبدالحق الدہلوی۔ مکتبۃ المعارف العلمیہ لاہور، مولانا مفتی محمد عبیداللہ صاحب کی تحقیق و تعلیق اور مولانا عبدالرحمٰن گوہڑوی صاحب کی تخریج سے 1970ء میں شائع ہوئی اور اس کی صرف تین جلدیں ہی شائع ہو سکیں۔

-160 التعلیق النجیح علی جامع الصحیح۔ للشیخ السید محب اللہ الراشدی۔ صرف نو پارے۔۔۔ (مسودہ)

-161 تراجم الرواۃ لکتاب القراءۃ للبیہقی " " "

-162 کشف اللثام عن تراجم الرواۃ الذین یروون حدیث لاصلاۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب خلف الامام " " "

-163 طریق السداد و فصل المقال فی تراجم الرجال الثقات " " "

-164 النبال الذین لیس لہم ذکر فی تہذیب الکمال " " "

-165 ثقات الرجال من تاریخ جرجان " " "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-166 تعلیق المجب الحسینی علی التقریب للحافظ العسقلانی " " "

-167 التعلیقات علی صحیح ابن حبان " " "

-168 ایضاح المرام و استیفاء الکلام علی تضعیف حدیث النھی عن الانتعال فی حالے القیام " " "

-169 تسکین القلب المشوش باعطاء التحقیق- فی تدلیس الثوری والاعمش للشیخ السید محب اللہ الراشدی (مسودہ)

-170 ترجمہ علوم الحدیث للشیخ محمد علی قطب' للشیخ مولانا عمر فاروق السعیدی صاحب مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

-171 ترجمہ تیسیر مصطلح الحدیث للشیخ محمود طحان' مترجم مولانا عبدالرشید تونسوی صاحب مکتبہ قدوسیہ لاہور

-172 ضرب حدیث مولانا محمد صادق سیالکوٹی مرحوم۔ نعمانی کتب خانہ لاہور

-173 اعجاز حدیث " " " " " "

-174 حدیث رسول کا تشریعی مقام۔ مولانا پروفیسر غلام احمد حریری رحمہ اللہ۔ یہ دراصل ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی مرحوم کی مشہور کتاب "السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی" کا ترجمہ ہے۔

-175 علوم الحدیث۔ علامہ حریری مرحوم۔ یہ بھی ڈاکٹر صبحی صالح مرحوم کی معروف کتاب "علوم الحدیث و مصطلحہ" کا ترجمہ ہے۔ جو قبول عام حاصل کر چکا ہے۔

-176 شرح الحدیث و الفقہ۔ علامہ الحریری مرحوم۔

قارئین کرام: حدیث پاک اور اس کے متعلقہ علوم کے بارے میں یہ ہیں ہمارے علمائے اہلحدیث کی خدمات جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پاکستان میں سنت کی ترویج و اشاعت میں ان کی مساعی کیا ہیں؟

اب آیئے اس کے ساتھ احادیث پاک کی کتابوں کے بارے میں بھی ہم آپ کو بتلاتے چلیں جنہیں ہمارے پاکستانی مکتبات نے شائع کیا اور انہیں شائقین کے ہاتھوں تک پہنچانے میں سنہری کردار ادا کیا۔

-1 مسند الامام احمد۔ احیاء السنہ گھرجاکھ گوجرانوالہ

-2 تہذیب التہذیب لابن حجر۔ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل

-3 تلخیص الحبیر لابن حجر " " "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-4 تلخیص المنذری لابی داود " " "
-5 السراج الوھاج شرح مختصر مسلم بن الحجاج " " "
-6 الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان " " "
-7 المنتقی لابن الجارود " " "
-8 مصابیح السنة " " "
-9 الکنی للدولابی " " "
-10 مسند الفردوس " " "
-11 مرعاة المفاتیح " " "
-12 مبارق الازھان شرح مشارق الانوار " " "
-13 سبل السلام شرح بلوغ المرام " " "
-14 مسک الختام شرح بلوغ المرام " " "
-15 الضعفاء الکبیر للعقیلی " " "
-16 الکامل لابن عدی " " "
-17 الادب المفرد للامام البخاری " " "
-18 کتاب الثقات للعجلی " " "
-19 کتاب الضعفاء لابی نعیم " " "
-20 کتاب الضعفاء للدارقطنی " " "
-21 التاریخ الصغیر للامام البخاری " " "
-22 الضعفاء الصغیر للامام البخاری " " "
-23 الضعفاء و المتروکین للنسائی " " "
-24 سلسلة الاحادیث الضعیفه (دو جلد) " " "
-25 تغلیق التعلیق لابن حجر " " "
-26 فتح الباری شرح الجامع الصحیح البخاری لابن حجر
-27 التمھید لابن عبدالبر (آخر بارہ جلد) " " " پہلی دس جلدیں مکتبہ قدوسیہ نے شائع کیں۔
-28 سنن دارقطنی مع التعلیق المغنی۔ نشر السنة مکتبة فاروقیہ ملتان۔
-29 جامع ترمذی۔ جس کے ساتھ مختلف حواشی کو شامل کر دیا گیا ہے " " "
-30 سنن دارمی " " "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-31 شمائل الترمذی " " "
-32 عون المعبود شرح سنن ابی داود " " "
-33 تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی " " "
-34 تہذیب التہذیب لابن حجر مع فہارس " " "
-35 تقریب التہذیب لابن حجر " " "
-36 بلوغ المرام لابن حجر " " "
-37 مقدمہ ابن الصلاح " " "
-38 تیسیر مصطلح الحدیث شیخ محمود الطحان " " "
-39 الفیہ للعرقی " " "
-40 شرح نخبۃ الفکر " " "
-41 اسعاف المبطا برجال الموطا للسیوطی " " "
-42 امثال الحدیث لامام الرامهرمزی۔ حدیث اکیڈمی نشاط آباد فیصل آباد
-43 شروط الائمہ الخمسۃ للحازمی۔ فاروقی کتب خانہ ملتان۔
-44 شروط الائمۃ الستۃ للمقدسی " " "
-45 الجامع الصغیر للسیوطی مع کنوز الحقائق للمناوی۔ المکتبۃ الاسلامیہ سمندری فیصل آباد۔
-46 جامع المسانید للخوارزمی " " "
-47 بلوغ المرام مع شرح مولانا احمد حسنؒ جامعہ علمیہ سرگودھا۔
-48 سنن ابن ماجہ " " "
-49 بلوغ المرام مکتبہ سلفیہ
-50 ضعیف جامع الترمذی للالبانی۔ فاران اکیڈمی لاہور
-51 ضعیف النسائی " " " "
-52 ضعیف سنن ابی داود " " " "
-53 ضعیف ابن ماجہ " " " " "
-54 المغنی للعلامۃ الفتی۔ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ
-55 نصب الرایہ فی تخریج الهدایہ للزیلعی۔ فاران اکیڈمی لاہور
-56 تدریب الراوی للسیوطی " " "
-57 الاسماء والصفات للبیهقی۔ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-58 قیام اللیل للمروزی۔ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ
-59 السنۃ للمروزی " " "
-60 المدخل الی الصحیح للامام حاکم " " "
-61 خلاصۃ تہذیب الکمال للخزرجی " " "
-62 میزان الاعتدال للذہبی " " "
-63 ذیل للالی المصنوعہ للسیوطی " " "
-64 المعارف لابن قتیبۃ " " "
-65 صحیفہ ہمام بن منبہ " " "
-66 علل الحدیث لابن ابی حاتم " " "
-67 الموضوعات الکبری للقاری " " "
-68 الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایۃ " " "
-69 دلائل النبوۃ للامام البیہقی " " "
-70 ترجمہ جامع الترمذی مولانا بدیع الزمان " " "
-71 مترجم المشکوۃ الغزنویہ " " "
-72 شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی " " "
-73 فہارس مسند الامام احمد " " "
-74 احوال الرجال لابی اسحاق الجورجانی " " "
-75 تحفۃ الاحوذی ضیاء السنۃ فیصل آباد
-76 غایۃ المقصود شرح سنن ابی داود للمحدث الڈیانوی۔ (3 جلد) حدیث اکیڈمی فیصل آباد
77 مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح۔ مکتبۃ الرحمٰن السلفیہ سرگودھا۔
-78 ابکار المنن فی تنقید اثار السنن۔ جمعیت الطلبہ پاکستان
-79 تیسر مصطلح الحدیث للدکتور محمود الطحان۔ دار نشر الکتب الاسلامیہ
-80 ترجمہ جامع صحیح البخاری مولانا وحید الزمان۔ نعمانی کتب خانہ لاہور
-81 ترجمہ صحیح مسلم " " " "
-82 ترجمہ سنن ابی داود " " "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-83 ترجمہ جامع الترمذی۔ مولانا بدیع الزمان " " "

-84 ترجمہ سنن ابن ماجہ۔ مولانا وحید الزمان۔ اشرف پریس لاہور

-85 ترجمہ سنن نسائی " " "

-86 ترجمہ صحیح بخاری مولانا محمد داود راز۔ مکتبہ قدوسیہ لاہور

-87 انوار المصابیح شرح اردو مشکوۃ المصابیح مولانا عبدالسلام بستوی۔ مکتبہ قدوسیہ لاہور

-88 ترجمہ موطا امام مالک۔ اسلامی اکیڈمی لاہور

-89 ترجمہ اللؤلؤ و المرجان مولانا محمد داؤد راز۔ مکتبہ قدوسیہ لاہور

-90 ترجمہ الترغیب و الترھیب۔ مکتبہ ایوبیہ کراچی

-91 ترجمہ ابن ماجہ " " "

-92 الاعتقاد للامام البیہقی۔ حدیث اکادمی فیصل آباد

-93 الشریعۃ للامام ابی بکر الاجری۔ انصار السنۃ المحمدیہ لاہور

-94 الوجازۃ فی الاجازہ للمحدث الڈیانوی۔ حدیث اکادمی فیصل آباد

-95 الانوار الکاشفۃ للعلامۃ عبدالرحمن الیمانی " " "

-96 تحفہ حدیث۔ مولانا محمد امین اثری صاحب مکتبہ قدوسیہ

-97 طریق النجاۃ الصحاح من المشکوۃ ترتیب و ترجمہ مولانا محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ' مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کراچی

-98 طبقات المدلسین للحافظ ابن حجر۔ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور

-99 تیسیر الباری شرح صحیح بخاری' مولانا وحید الزمان' مدینہ کتاب گھر گوجرانوالہ۔

حضرات: یہ وہ کتابیں ہیں جو ہمارے اشاعتی اداروں نے شائع کر کے قدر دانوں کے ہاں پہنچانے کی کوشش کی اور اہل پاکستان کا رشتہ سنت مصطفوی ﷺ سے جوڑنے میں سنہری کردار ادا کیا۔ یہ فہرست ہماری معلومات کی حد تک ہے یقیناً بہت سی کتابیں اور ہمارے علماء کی مساعی کا تذکرہ اس میں درج ہونے سے رہ گیا ہو گا جس پر ہم ان سے معذرت خواہ ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ جن حضرات کو اس سلسلے کی مزید معلومات حاصل ہوں وہ اس میں ہمارا ہاتھ بٹائیں تاکہ اس کی تکمیل ہو سکے۔

پاکستان میں علمائے اہلحدیث کثرھم اللہ کی ان خدمات سے آپ برصغیر میں ہمارے اسلاف کی خدمات کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ان کی انہی مساعی جمیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ

"اہلحدیث کے نام سے ملک میں جو اس وقت تحریک جاری ہے۔ حقیقت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رو سے وہ قدم نہیں صرف نقش قدم ہے..... اس تحریک سے جو اثرات پیدا ہوئے اور اس زمانہ سے آج تک ہمارے دور ادیار کی ساکن سطح میں اس سے جو جنبش ہوئی وہ بھی ہمارے لیے بجائے خود مفید اور لائق شکریہ ہے.... بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا' توحید کی حقیقت نکھاری گئی' قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا' قرآن پاک سے براہ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا' حدیث نبویؐ کی تعلیم و تدریس اور تالیف و اشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ساری دنیا اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی۔ نیز فقہ کے بہت سے مسائل کی چھان بین ہوئی۔ یہ اور بات ہے کہ کچھ لوگوں سے غلطیاں بھی ہوئی ہوں لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباع نبویؐ کا جو جذبہ گم ہو گیا تھا سالہا سال تک کے لیے دوبارہ پیدا ہو گیا"

(مقدمہ تراجم علمائے اہلحدیث ص 31' 32)

علامہ ندویؒ نے علمائے اہلحدیث کی خدمات کا جو اعتراف کیا اس کا اظہار بلندپایہ مصری محقق علامہ عبدالعزیز الخولی اور علامہ منیر دمشقی وغیرہ نے بھی کیا' جس کی تفصیل راقم ہی کے رسالہ "پاک و ہند میں علمائے اہلحدیث کی خدمات حدیث" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے التجاء ہے کہ جس طرح ہمارے اسلاف نے تقلید و جمود سے ہٹ کر کتاب و سنت کی خدمت سرانجام دی ہمیں بھی انہی کی نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرما اور اسے ہمارے لیے ذریعہ نجات بنا۔ (آمین ثم آمین)

سابق صدر جنرل محمد ایوب خاں نے کہا میرا مثالی جرنیل سید اسمٰعیل شہید ہیں

سابق صدر جنرل ایوب خان سے 1965ء کی جنگ کے دوران کسی نے سوال کیا تھا کہ ان کا آئیڈیل جرنیل کون ہے۔ تو انہوں نے برجستہ جواب دیا کہ میرے محبوب جرنیل سید اسمٰعیل شہید ہیں۔ جنہوں نے بالا کوٹ کی سنگلاخ چٹانوں اور دشوار گزار پہاڑیوں پر انگریزوں اور سکھوں کے خلاف بڑی تجربہ کاری اور مہارت سے جنگ لڑی اور ان کو بری طرح ناکوں چنے چبوائے۔ سید اسمٰعیل شہید کا نام جنگی تاریخ میں روشن ستارے کی طرح جگمگاتا رہے گا۔

(نوائے وقت 11 ستمبر 1997ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کی خدمات حدیث اور ردِ منکرین حدیث

جناب پروفیسر خالد ظفر اللہ

اہمیت و ضرورت حدیث

اسلام صرف ایک فلسفی نظام نہیں بلکہ جملہ امور زندگی پر کامیاب' مکمل اور عملی راہنما نظام ہے۔ کامل ضابطہ حیات ہونے کے ناطے فکری اساسیات اور عملی تعلیمات کا حسین امتزاج ہے۔ اس کے اساسی اصول اور بنیادی تعلیمات تو قرآن میں موجود ہیں جو کہ اسلام یا مسلمانوں کا دستور (Constitution) ہے۔ دستور کی تشریح و توضیح کی ضرورت باقی رہتی ہے اور یہ ضرورت الہامی تشریح و توضیح یعنی سنت و حدیث کی شکل میں مہیا کی گئی ہے۔

اسلام ایک نظریاتی و عملی دین ہے۔ چونکہ عملی دین پر دعوت کے لیے عملی نمونہ پیش کرنا ایک طبعی اور فطرتی ضرورت ہے لہٰذا یہ ضرورت رسول اللہ ﷺ کو بطور نمونہ (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ) (احزاب: 21) پیش کر کے پوری کی گئی ہے۔

مکمل نظام حیات ہونے کا دعویٰ بھی فکری راہنمائی کے ساتھ ساتھ جزئیات کی تفصیل کا طالب ہے۔ یہ طلب بھی سنت نبویؐ کی احادیث و روایات کی شکل میں موجود و محفوظ ذخیرہ ہی پوری کرتا ہے۔

الہامی تشریح و توضیح یعنی سنت و حدیث پر عقیدہ و ایمان اور اسوہ حسنہ کا عملاً" تابع و پیروکار ہونا ضروری ہے۔ سنت و حدیث کی اہمیت و ضرورت اور اس کا دین میں مقام و مرتبہ (حجیت حدیث) کیا ہے؟ یہ سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات پر دعوت غور و فکر دی جا رہی ہے۔

1- ایمان بالرسولؐ کا تقاضا

بنیادی عقائد اسلام میں سے ایک ایمان بالرسولؐ (فامنوا باللہ ورسولہ۔ (اعراف :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

158) ہے۔ اس کے انکار سے حقیقت ایمان میں فرق آ جاتا ہے۔ انکار نبوت اور انکار فرامین نبوت میں چنداں فرق نہیں۔ ایمان پیغمبر کے جسم پر نہیں لایا جاتا' اس کے ارشادات پر ہی لایا جاتا ہے۔ (مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، حجیت حدیث' ص 181- 182) اس عقیدہ کی رو سے سنت و حدیث پر ایمان و عمل کے بغیر مسلمان ہونا ممکن نہیں گویا سنت و حدیث باعث مسلمانی ہے۔

2- سنت کی قانونی حیثیت

سنت نبویؐ اصول شرعیہ میں اصل ثانی ہے۔ ادلہ شرعیہ میں سے ایک سنت نبویہؐ ہے۔

اس کی اتباع قرآن کی طرح ہی واجب ہے۔ جیساکہ متعدد آیات سے واضح ہے۔

اللہ نے اپنے رسولؐ کے اتباع و اطاعت کا جگہ جگہ حکم دیا ہے لیکن اسے "جو حکم قرآن میں پایا جائے" کے ساتھ مشروط نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ عام رکھا ہے۔ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا (حشر: 7) اور آپؐ کی مخالفت سے ڈرایا ہے۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنة اویصیبھم عذاب الیم ○ (نور: 63) اور آپؐ کے حکم کے سامنے اپنی مرضی کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی گئی۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذاقضی اللہ و رسوله امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم (احزاب: 36)

بلکہ اسے دل و جان سے تسلیم کرنے کو اصل ایمان (ایمان کی جڑ) ٹھہرایا ہے۔

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (نساء: 65)

آپؐ کی اطاعت کو مومنین پر فرض ٹھہراتے ہوئے فرمایا کہ یہ درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (نساء: 80)

آپؐ کی شرعی امور میں اتباع پر یہ نصوص قطعی دلائل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ امور شرعیہ میں وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے تھے بلکہ انہیں وحی الٰہی سے طے کرتے تھے۔

وما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحی (نجم: 3- 4)

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ یعنی اولین مسلمان آپ کی حیات مبارکہ میں آپؐ کے اوامر و نواہی پر کاربند رہتے تھے۔ چاہے وہ قرآن میں ہوں یا آپ نے قرآن کے علاوہ بیان فرمائے ہوں۔ اگر اطاعت کا یہ رنگ نہ ہو تو قرآن کی ان بیسیوں آیات کا انکار لازم آتا ہے جن میں آپؐ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ پہلے سنت و حدیث سے مسئلہ بیان کرتے اور پھر فرماتے اقرؤاان شئتم۔یعنی اگر چاہتے ہو تو قرآن کی فلاں فلاں آیت بھی پڑھ لو۔

سنت کے بارے مرعوبانہ ذہنیت کے مالک عام مسلمان ہی نہیں علماء کرام بھی اپنی وضع کردہ ترتیب پر غور فرمائیں کہ ہر مسئلہ پہلے قرآن پھر حدیث میں دیکھا جائے گا۔ سنت کی حیثیت کے بارے جب تک فکری انتشار اور ذہنی مرعوبیت نہ تھی اور اخذ مسائل میں قرآن و سنت کے مابین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا تھا' مسئلہ صحیح سمت اور درست رہا کیونکہ وحی ہونے کے ناطے دونوں کو یکساں طور پر قبول کیا جاتا تھا۔

بعض معاملات زندگی کے بارے احکام دینے میں قرآن "نفیا" یا "اثباتا" خاموش ہے۔ مثلاً پھوپھی' بھتیجی اور خالہ' بھانجی کا ایک ساتھ نکاح میں حرام ہونا' شفعہ کے احکام نیز بعض احکام وراثت مثلاً دادی کا میراث میں حصہ' تقسیم وراثت میں اولاد کے حصے عملاً پانچ صورتیں جبکہ قرآن تین بیان کرتا ہے باقی دو کے بارے کوئی حکم نہیں دیتا.... ماں اور بہن کے علاوہ دیگر رضاعی رشتوں کی حرمت' گدھوں اور درندوں کی حرمت وغیرہ ایسے بے شمار معاملات میں احکام کا ہونا انسانی ضرورت ہے۔ قرآن تو خاموش ہے لیکن اس ضرورت کا خلا باقی رکھنے کی بجائے رسول اللہ ﷺ کو شارع' مستقل بالتشریع کی حیثیت دی گئی ہے۔

ويحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث (اعراف : 157) وہ (نبی اکرم ﷺ) ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتے ہیں۔ يامرهم بالمعروف و ينهاهم عن المنكر (اعراف : 157) میں وارد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صفات کی طرح بعض امور میں تحلیل و تحریم کا اختیار بھی آپؐ کو حاصل ہے اس لیے قرآن کے حلال و حرام کی طرح سنت سے ثابت شدہ حلال و حرام بھی ماننا ضروری ہے۔

آپؐ قرآن کے شارح لتبين للناس مانزل اليهم (نحل : 44) کے ساتھ ساتھ شارع بھی تھے۔ شارع ہونے کے بعد "آپؐ کی تشریح و تشریع یعنی "سنت و حدیث" سند و حجت ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سنت بالذات مستقل حجت شرعیہ ہے' قرآن میں ہونا اس کا ضروری نہیں۔ ہاں یہ عمومی طور پر قرآن سے مختلف محسوس تو ہو سکتی ہے لیکن مخالف نہیں۔

3- قرآن فہمی اور ضرورت حدیث

اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے لیے رسول اللہ ﷺ کو پسند فرمایا اور آپؐ کی طرف اپنی کتاب "لاريب فيه" نازل فرمائی۔ جس کی شان یہ ہے کہ لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه (فصلت : 42) اور اس کی مثل ناممکن و محال ہے۔ تاقیامت جن و انس کے لیے چیلنج ہے۔

قل لئن اجتمعت الانس و الجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا (اسراء : 88)

ارباب فصاحت و بلاغت اس کی حلاوت و طراوت جان گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ کلام بشر نہیں بلکہ کلام ربانی ہے جس طرح جن و انس مل کر بھی کلام الٰہی کی مثل لانے سے قاصر ہیں۔ اسی طرح ساری عقلیں مل کر بھی خود بخود اس کو سمجھنے سے عاجز ہیں اگر کچھ سمجھ پائیں پھر بھی اس کے اجمال کی تفصیل' مشکل کی تفسیر' ابہام کا ایضاح' مخفی کا اظہار' عموم کی تخصیص اور مطلق کی تقیید ان کے بس کی بات نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے تبلیغ قرآن کی ذمہ داری منصب رسالت کے مساوی ٹھہرائی۔ یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ (مائدہ : 67) اور تبلیغ قرآن کے ساتھ ساتھ تبیین قرآن کا بھی حکم دیا۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (نحل : 44) اور اس بیان میں وحی سے مدد کی اور خطا سے محفوظ رکھا۔

ومایںطق عن الھویٰ ○ ان ھو الا وحی یوحیٰ (نجم : 3-4)

فہم قرآن کے لیے سنت کی اسی ضرورت کے پیش نظر امام ابو حنیفہ (150ھ / 767ء) نے فرمایا تھا لولا السنۃ مافھم احد منا القرآن (امام شعرانی' المیزان الکبریٰ ص 58)

بدون سنت صحابہ کا کئی ایک مقامات پر فہم قرآن میں بے بس رہنا کوئی مخفی بات نہیں ہے جو کہ اہل زبان اور معلم انسانیت ﷺ کے شاگرد تھے۔ جبکہ آج قحط الرجال کے دور میں یہ عجمی اور علمی طور پر یتیم لوگ چند اردو / عربی' انگریزی / عربی ڈکشنریوں کی مدد سے فہم قرآن کے مدعی بنے بیٹھے ہیں۔ چھوٹے منہ اور بڑی بات کا مصداق "شرم تم کو مگر نہیں آتی۔"

4- اطاعت رسول ذریعہ ہدایت ہے

طلب ہدایت مسلمان کی سب سے بڑی آرزو ہونی چاہیے اور ہدایت کا نصیب ہونا اللہ کا سب سے بڑا انعام و احسان ہے کیونکہ صرف اور صرف ہدایت ہی باعث نجات ہے۔ اس ذریعہ نجات کا حصول اللہ تعالیٰ نے آپ کی اتباع میں رکھا ہے۔ وان تطیعوہ تھتدوا (نور : 54)

آپ کی اطاعت آپ کی سنت و حدیث کی اتباع میں مضمر ہے آپ کی اتباع یعنی سنت و حدیث کی پیروی کئے بغیر صرف اتباع قرآن سے نجات ممکن نہیں کیونکہ قرآن کتاب ہدایت ہے اور قرآن نے یہ راہنمائی فرمائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی کو اپنے لیے آئیڈیل و اسوہ حسنہ بنالو۔ آپ کی مکمل اتباع کرو اور آپ کی تشریحات و فرمودات کے سامنے سر تسلیم خم کرلو۔ یعنی سنت کے بغیر محض قرآن حکیم کی اتباع کا دعویٰ لغو و باطل ہے۔

5- حدیث و سنت اور اسوۂ حسنہ

مقتدا کی سیرت کا پیروکاروں کے لیے حجت ہونا تقریباً" دنیا کا اجماعی مسئلہ ہے۔ دنیا کے تمام انسان مذہبی ہوں کہ دہریہ' مہذب ہوں کہ وحشی' ہر زمانہ اور ہر ملک کے لوگ اپنے اپنے نظریات کے مقتداؤں اور پیشواؤں کے اقوال و اعمال اور سیر و سوانح سے تمسک و استدلال کرتے ہیں۔ صرف مذاہب نہیں مختلف فنون کے علمبردار اپنے اپنے رہنماؤں کے اعمال و احوال سے حسب ضرورت استدلال کرتے ہیں۔ مختلف نظام ہائے فلسفہ اور مختلف تحاریک کے بانیوں کی عملی زندگی سے ان کے پیروؤں کی عقیدت دیدنی ہے اسی انسانی کمزوری اور ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب : 21)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے ضروری تھا کہ اس نمونہ کی زندگی کی ہر ایک حرکت اور سکون محفوظ رہے تاکہ تاقیامت ہر انسان جب اللہ سے ملاقات کی امید اور آخرت کی تیاری کے لیے اپنے آپ کو آمادہ عمل کرے تو اس کے سامنے ایک نمونہ کی زندگی موجود ہو اور اس زندگی کے مستند ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل اور علم و عمل کی تمام شکلیں (یعنی اسوۃ حسنہ) سنت و حدیث کے مستند ماخذوں کی شکل میں موجود و محفوظ ہیں۔

ع صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

یہ اسوہ اس قدر کامل ہے کہ انسانیت کا کوئی دور' کرہ ارضی کا کوئی خطہ' حیات انسانی کا کوئی گوشہ اور انسانیت کی کوئی صنف ہو' ہر ایک کے لیے "اسوۃ حسنۃ" بلند ترین راہنما معیار ہونے کے وصف میں کامیاب رہا ہے۔ اسی بے مثال اسوہ حسنہ کی اتباع و پیروی میں انسانیت کی نجات و فلاح ہے اور اس اتباع کے لیے ہم حدیث کے ضرورت مند و محتاج ہیں۔

6- انسانیت کے عظیم انقلاب کا معتبر ترین تاریخی ذخیرہ

تاریخ انسانی میں صرف 23 سال کے انتہائی قلیل عرصہ میں اس قدر کامیاب اور ہمہ گیر انقلاب نہیں آیا جس قدر پرامن' ہمہ جہتی انقلاب حضرت محمد ﷺ کا ہے۔ اس انقلاب کے دامن پر انقلاب فرانس و روس کی طرح نہ تو ہزاروں' لاکھوں انسانوں کے خون کے چھینٹے ہیں اور نہ ہی مخالفین کے عبرت ناک انجام کی ظالمانہ داستانیں' ایسا خوشگوار انقلاب کہ جس نے بھیڑیا نما انسان کو انسانیت کی راہ دکھلائی' زندگی سے فرار کی بجائے اسے عین معرکہ زیست میں لا کھڑا کیا۔ اشرف المخلوقات کی تذلیل کی بجائے احترام آدمیت کا درس دیا۔ انسانیت کے ایسے اہم ترین انقلابی عہد کی تاریخ کا معتبر ترین ذخیرہ حدیث کی شکل میں محفوظ ہے اور اس حفاظت میں نہ کسی اصل کو کھویا ہے اور نہ کسی نقل کو راہ دی ہے۔ آج مضطرب و بے چین اور مفلس و بدحال انسانیت اگر کسی انقلاب کی راہ تک رہی ہے تو اس کے لیے یہ تاریخی سرمایہ اپنے اندر مکمل انقلابی راہنمائی رکھتا ہے کہ اس دور کی اسلامی انقلابی تحریک نے اپنے زمانہ آغاز سے انقلاب تک مذہبی' سیاسی' معاشرتی اور اخلاقی پہلوؤں پر کیسے گرفت پائی؟

عام تواریخ کی حالت یہ ہے کہ اول تو واقعات کا کوئی عینی شاہد ہی نہیں ہوتا۔ اگر ہو بھی تو مجہول الحال اور ناقابل اعتماد' تاریخ نگار عموماً کسی عصری یا قریب العصر مؤرخ پر اعتماد کرتے ہیں یا قدیم نوشتوں' مخطوطوں' کھنڈروں' برتنوں اور نقش و نگار سے مدد لیتے ہیں۔ لیکن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلے میں حالات بالکل مختلف ہیں۔ عینی شاہد لاکھ سے متجاوز' ان میں سے یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ لکھنے والے بھی اچھی خاصی تعداد میں پائے جاتے تھے۔ حدیث کو تاریخی حیثیت سے دیکھنے کے لیے اس مستند تاریخی ذخیرہ پر ایمان لانے کے لیے دعوت غور و فکر ہے۔

7- عہد نبوی ؐ کی تمدنی تصویر

حدیث جس طرح آپ ؐ کی حیات مقدسہ اور اخلاق جلیلہ کی عکاسی کرتی ہے۔ اسی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ؐ کے تشکیل و تاسیس کردہ مثالی معاشرہ کی بھی منظر کشی کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سے مسلمان متاثر ہوتے چلے گئے۔ آپ ؐ کے اقوال کی زندگی میں تطبیق اور اعمال و احوال کی اتباع کرتے رہے۔ جس سے ایک عظیم معاشرتی تبدیلی رونما ہوئی۔ چوری' لوٹ کھسوٹ' قتل و غارت' شراب اور فحاشی جیسی اخلاق سوز عادات بالکل ترک کر دی گئیں اور ان کی بجائے عمدہ انسانی اور پاکیزہ معاشرتی اوصاف اپنائے گئے۔

سنت نبوی ؐ کی مسلم معاشرہ پر اس قدر تاثیر تھی کہ بالکل عادات کا رنگ اختیار کر گئی۔ مثلاً باہمی سلام کی عادت' چھوٹوں پر شفقت' بڑوں کا احترام' مساکین سے تعاون و ہمدردی' جسم' لباس' گھر بار بلکہ بازار تک صفائی وغیرہ کا مسلسل اہتمام آپ ؐ کی تعلیمات کی بنا پر ہی رواج پذیر ہوا۔

اخلاق و عادات کے ساتھ ساتھ زبان و ادب بلکہ علوم و فنون اور طرز تعمیر تک بدل گئے۔ عہد نبوی ؐ کے اجتماعی حالات اور تمدن و ثقافت کی اولین تصویر کتب حدیث کے اندر ہی محفوظ ہے۔ اولین اسلامی تہذیب و تمدن کا مطالعہ کرنے والے سنت و حدیث کو نظرانداز کر کے کبھی بھی اس تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ گویا آج اپنے تمدن ثقافت کی اصلاح کی خاطر راہنمائی کے لیے روشنی کے مینار یعنی سنت و حدیث نبوی ؐ کی طرف مراجعت لازمی ٹھہرتی ہے۔

8۔ سنت اور وحدت امت کا باہمی تعلق!

دنیا بھر کے مسلمانوں کو وحدت کی لڑی میں پرونے کے لیے سب کے پاس ایک ہی جیسا قابل عمل نمونہ ہونا چاہیے۔ یہ عملی نمونہ آپ ؐ کا اسوہ حسنہ ہے۔ جس کی بدولت دنیا کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے مسلمان' صدیوں کو محیط تاریخی ادوار سے گزرنے کے باوجود عقائد' طرز فکر' اخلاق و اقدار میں اختلاف کی بہ نسبت ہم آہنگی اور یک رنگی کا عنصر زیادہ رکھتے ہیں۔ یکسانیت و وحدت امت مسلمہ کے لیے سنت و حدیث نبوی ؐ بہت زیادہ اہمیت و ضرورت کی حامل نظر آتی ہے۔ ہم آہنگی کا عنصر افادیت کے ساتھ ساتھ موجودگی پر بھی دلالت کناں ہے اس لیے سنت کوئی ایسی متاع گم شدہ نہیں جسے ہمیں اندھیرے میں ٹٹولنا پڑے گا۔

9۔ حدیث و سنت اور تربیت نفس

تربیت نفس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم بڑے بڑے امور زندگی کے علاوہ بظاہر غیر اہم معمولات و اعمال کو بھی اپنے قابو اور کنٹرول میں لے آئیں اور اس کے لیے قرآنی حکم کے مطابق ایک ایک عمل اور حرکت کو رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں رنگتے جائیں۔ جب خواہش نفسانی کے تابع ہونے کی بجائے ہر معاملے میں سنت و حدیث کے تابع ہونے کی قوت غالب آ جائے گی تو پھر یہ پابندی ہمیں آپ ؐ کو حاصل شدہ بلندی افکار و اخلاق اور درجات و مراتب کی طرف لے جائے گی جو اسلام کی اپنے ہر ماننے والے سے سب سے بڑی طلب ہے۔ جب مسلم معاشرے کا ہر فرد اس رنگ میں رنگا جائے گا تو وحدت کے علاوہ ڈسپلن و اطاعت کا معاملہ بھی حل ہو جائے گا۔ فوج کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے شمار نوجوان ایک کمانڈر کے حکم کے تحت حرکت کرنے کے عادی ہونے کے بعد کارروائی کا حکم ملنے پر سب تعمیل کے لیے فوراً" دوڑ پڑتے ہیں خواہ کسی فوجی کو اپنے کمانڈر کے حکم کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

امت مسلمہ کو ایک وحدت، ڈسپلن اور اطاعت میں پابند کر لینے کے بعد اس کی ایک سمت میں حرکت کے لیے معمولی اشارہ کافی ہو گا۔ اس رنگ میں حرکت کے بغیر عظمت رفتہ کا حصول ممکن نہیں۔ عظمت رفتہ کے حصول کے لیے نقطہ حرکت اور ذریعہ کامیابی سنت نبویؐ ہے۔ اس کے علاوہ اور کونسا نقطہ اتحاد ہے جس پر امت مسلمہ کو اکٹھا کر کے ایک ساتھ حرکت دینا ممکن ہے؟۔ قل ھاتوابرھانکم ان کنتم صادقین (نمل: 64)

10- سنت اور تکمیل دین!

قرآن پاک، الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ: 3) کے تحت اسلام کے دین کامل ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اس کامل دین کے اساسی اصول اور بنیادی تعلیمات و احکامات تو قرآن پیش کرتا ہے۔ لیکن نماز جیسے اہم بنیادی فرض کی تفصیلات مہیا نہیں کرتا۔ اسی لیے منکرین حدیث مسلسل اپنی مضحکہ خیز نماز سازی میں مصروف ہیں۔ یہ قرآنی دعویٰ اکملیت اسلام سنت نبویؐ کے ساتھ ہی پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ

حاصل کلام یہ ہے کہ سنت نبویؐ" من جانب اللہ ہونے کے ناطے دین میں حجت اور واجب التعمیل ہے۔ سنت کے ہم تک پہنچنے کے ذرائع تعامل امت اور نقل محدثین ہیں۔ انکار نبوت کی طرح انکار فرامین نبوت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چاہے یہ فرامین تواتر عملی کی صورت میں ہم تک پہنچیں، چاہے نقل صحیح کی صورت میں۔

سنت نبویؐ کے دین میں حجت و ماخذ، صحیح قرآن فہمی کے لیے مدد و معاون اور وحدت امت مسلمہ کا ذریعہ ہونے کے بعد اس کی حفاظت بھی قرآن کی طرح ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری قرآن کے لیے حفاظ قرآن اور حدیث کے لیے حفاظ حدیث (محدثین) کے ذریعے انتہائی کامیاب شکل میں فرمائی۔ (تفصیلات کے لیے دیکھئے: عظمت حدیث ص 303 تا 306، مکتوب گرامی حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی)

ہر حافظ معصوم نہیں ہوتا لیکن عصمت کا ظن غالب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حفظ قرآن کی توفیق دی ہے۔ اسی طرح ہر راوی حدیث معصوم نہیں لیکن حفاظت حدیث کی خدمت سرانجام دے گئے۔ حفاظ کے نقل قرآن کی طرح رواۃ حدیث کی دیانت و امانت پر اعتماد کیا جاتا ہے (مولانا محمد اسماعیل سلفی، حجیت حدیث، ص 127)

حدیث جس طرح آپؐ کے براہ راست ارشاد فرماتے وقت حجت تھی۔ اسی طرح اب روایتاً" درایتاً" صحیح ہونے پر حجت ہے۔ روایت حدیث کی بحثوں کو حجیت حدیث کے انکار کے لیے دلیل ٹھہرانا خلط مبحث ہے۔ دین اسلام میں حدیث نبویؐ کی ضرورت و اہمیت اور حجیت و قطعیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت شدہ ہونے کے باوجود بعض افراد یا گروہوں کا اس سے انکار سوائے جہالت و ہٹ دھری اور بدبختی و بدقسمتی کے اور کچھ نہیں۔ تاہم ان کا قدرے تاریخی جائزہ پیش خدمت ہے۔

فتنہ انکار حدیث کا تاریخی جائزہ

پہلی صدی ہجری اسلامی روایات کا مقدس دور ہے۔ اس دور میں جملہ صحیح احادیث بلا تخصیص و تفریق بطور دین لی جاتی تھیں۔ متواتر اور خبرواحد کی تقسیم تھی اور نہ ہی سنت و حدیث کا تحکمانہ فرق' یہی وجہ ہے کہ اس دور میں خبرواحد بلا انکار قبول کی جاتی تھی۔ اہل سنت' خوارج' شیعہ' قدریہ سب اسے قبول کرتے تھے۔ متکلمین معتزلہ نے سب سے پہلے اس اجماع امت کی مخالفت کی۔

عباسی دور میں شاہی درباروں سے منسلک معتزلہ اور آئمہ کلام مجالس و مناظروں میں اپنی سخن سازی' فتح و کامیابی اور درباری اعزاز کے بقا کی خاطر ایک طرف جھوٹ تک سے پرہیز نہ کرتے اور دوسری طرف حدیث کو خبرواحد کہہ کر رد کر کے اپنی جان بخشی کی راہ نکالتے۔ پھر فقہاء نے بھی بعض اصول وضع کر کے ان کو سہارا دیا۔ یہ کج فکری صدیوں کا سفر کرتی چلی آئی اور برصغیر میں سرسید احمد خان (1898ء) نے اس کو ہوا دی۔ کیونکہ انہوں نے بعض احادیث پر اعتراضات کرکے ان سے انکار کی راہ اختیار کی تھی۔ اس کے ساتھ مولوی عبداللہ چکڑالوی (1914ء) یہاں مخص ہے۔ جس نے علوم سنت کی کھلی مخالفت کی۔

اس کے علاوہ اس گروپ میں چراغ علی (1895ء)' احمد دین امرتسری (1936ء)' محمد اسلم جیراج پوری (1955ء) اور غلام احمد پرویز (1985ء) سرفہرست نظر آتے ہیں۔ اگرچہ "ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے" کے مصداق مختلف مقامات سے بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے اپنی موجودگی کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ "مرکز ملت" کی بات والے کرنے والے خود عقائد سے لیکر اعمال تک "لامرکزیت" کا شکار ہیں۔ اس لیے ایک منظم جماعت کے طور پر ان کی تاریخ اور تعارف مرتب کرنا خاصا مشکل ہے۔ تاہم انکار حدیث کی فکر پر خطر پر ہم آہنگ ہونے کے ناطے سب اس ٹولے کے ارکان شمار ہوتے ہیں۔

منکرین حدیث کی تاریخ کا انتہائی دشوار کام شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے حجیت حدیث ص 113 تا ص 114 پر نقشہ میں بہت سہل کر دیا ہے۔ (فجزاہ اللہ احسن الجزاء)

منکرین	کونسی حدیث کے؟	کب؟
1- خوارج	جو اہل بیت کے فضائل میں تھیں	200ھ
2- شیعہ	جو احادیث صحابہؓ کے فضائل میں تھیں	200ھ
3- معتزلہ اور جہمیہ	احادیث صفات الٰہی	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4- قاضی عیسیٰ بن ابان اور ان کے اتباع	جو احادیث عام صحابہ سے مروی ہیں	221ھ
5- متاخرین فقہا سے قاضی ابو زید و بوسی وغیرہ	" " " "	"
6- اس کے بعد معتزلہ اور متکلمین کے ساتھ متاخرین فقہا کی ایک مختصر سی جماعت	اصول اور فروع دونوں میں ان حضرات نے خبر واحد سے اختلاف کیا۔	400ھ کے بعد
7- یورپین تہذیب سے مرعوب گروہ، مولوی چراغ علی، سرسید احمد خاں وغیرہ	یہ حضرات فن حدیث سے قطعاً" ناواقف تھے ان کی تحقیق میں احادیث تاریخ کا ذخیرہ ٹھہرا جو ان کی نیچر کے موافق ہوا قبول کر لیا اور جو مخالف ہوا ترک کر دیا۔	1300 ھ کے قریب
8- مولوی عبداللہ چکڑالوی مستری محمد رمضان گوجرانوالہ، مولوی حشمت علی لاہور، مولوی رفیع الدین ملتانی	احادیث کا با لکلیہ انکار	1300ھ کے بعد
9- مولوی احمد دین امرتسری، مسٹر غلام احمد پرویز- یہ حضرات سرسید سے متاثر ہیں لیکن جاہل اور غیر محتاط۔	ان کے نزدیک قرآن و حدیث اور پورا دین ایک کھیل ہے یا زیادہ سے زیادہ ایک سیاسی نظریہ جسے ہر وقت ہمیں بدلنے کا حق حاصل ہے۔ مولوی احمد دین بعض متواتر اعمال کو حجت سمجھتے تھے۔	1400ھ
10- مولانا شبلی مرحوم، مولانا حمید الدین فراہی"، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی اور عام فرزندان ندوہ، باستشنائے حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ	یہ حضرات حدیث کے منکر نہیں لیکن ان کے انداز فکر سے حدیث کا استخفاف اور استحقار معلوم ہوتا ہے اور طریقہ گفتگو سے انکار کے لیے چور دروازے کھل سکتے ہیں	1400/1300ھ

برصغیر میں اولین طور پر معروف اعتبار سے سرسید احمد خان نے انکار حدیث کا بیج بویا احادیث کے متعلق یوں تشکیک پیدا کی کہ احادیث کی تدوین رسول اللہ ﷺ سے بہت بعد ہوئی ہے خدا جانے اس میں کیا کچھ داخل ہو گیا ہے؟ الفاظ حدیث راویوں کے ہیں یا آپ ؐ کے؟ جنوں اور غیبی امور یا پیشین گوئیوں کے بارے میں وارد احادیث کا انکار کیا! اس طرح انکار سنت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راہ پر چل نکلے اور اس انکار حدیث کی فکر میں مولوی عبداللہ چکڑالوی نے ان کا ساتھ دیا۔ 1902ء میں واضح طور پر کھلے لفظوں میں فتنہ انکار حدیث کی خشت اول رکھی (تفصیلات کے لیے دیکھئے : ڈاکٹر لقمان سلفی' اہتمام المحدثین بنقد الحدیث سندا" و متنا"....' ص 461' صلاح الدین مقبول احمد' زوابع فی وجه السنة قدیما" و حدیثا"' ص 97' الاعتصام (حجیت حدیث نمبر) ص 147)

فتنہ انکار حدیث کے ظہور پذیر ہوتے ہی حدیث نبویؐ کے وارث میدان میں آ گئے۔ فریضہ بھی انہی کا تھا۔ کیونکہ ان کی متاع ایمان و جان پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش شروع ہو رہی تھی۔ انہوں نے اس فتنہ سے نہ صرف برات کا اعلان کیا بلکہ ان فتنہ بازوں کے بارے کفر کا فتویٰ صادر کیا۔

برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کی سرکوبی کے اس مقدس مشن میں سبقت کے حوالے سے مولانا محمد حسین بٹالوی (1338ھ) کا ماہنامہ "اشاعة السنة" از لاہور' مولانا حافظ عبدالجبار محدث عمر پوری (1334ھ/1916ء) کا جاری کردہ ماہنامہ "ضیاء السنته" کلکتہ اور "احیاء السنته" لاہور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

"اشاعة السنة" میں ان کے کفر کی وجوہات بالتفصیل مذکور ہیں۔ (اشاعته السنته' ص 151 بحوالہ حسن البیان از مولانا محمد عبدالعزیز رحیم آبادی' ص 137) "ضیاء السنته" 1902ء تا 1906ء میں اس فتنہ کے سر اٹھاتے ہی اس گمراہ کن نظریہ کا ابطال کیا ہے (بحوالہ عظمت حدیث از مولانا عبدالغفار حسن' ص 10) "احیاء السنته" جلد 1 نمبر 1' 15 نومبر 1903ء میں مولانا عبدالعزیز صاحب کا تفصیلی مضمون ہے۔ جس میں چکڑالوی کے مبلغ علم اور منبع فکر کا بیان نیز جماعت اہل حدیث کی طرف سے اس سے برات کا اعلان ہے۔ نیز منکرین حدیث کے آخری اہم فتنہ باز غلام احمد پرویز کی گمراہی اور کفر کے بارے میں ایک ہزار کے لگ بھگ علماء کرام کے دستخطوں پر مشتمل ایک فتویٰ شائع ہوا تھا۔ اس میں بھی مولانا محمد داؤد غزنوی' امیر جمعیت اہل حدیث اور محدث دوراں حافظ عبداللہ روپڑی صاحب جیسے مقتدر جید علمائے اہل حدیث کے دستخط بھی موجود ہیں (ملاحظہ ہو : پرویز کے بارے میں علما کا متفقہ فتویٰ' ناشر مدرسہ عربیہ اسلامیہ' نیو ٹاؤن' کراچی)

برصغیر کے دیگر فتنوں کے رد کے اولین شرف کی طرح رد فتنہ انکار حدیث کا شرف بھی جماعت اہل حدیث کو حاصل ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا رسائل و جرائد' جماعت اہل حدیث کے مایہ ناز قابل فخر اساطین علم و فضل کے جاری کردہ ہیں۔ اور اس سبقت میں تاریخی اور تحریری طور پر کوئی ان کا مدمقابل بھی نظر نہیں آتا ہے۔ (ذلک فضل اللّٰہ یوتیه من یشاء....)

ہفت روزہ "اہل حدیث" امرت سر جاری کردہ مناظر اسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری (1948ء) کے 1908ء کے فائل میں منکرین حدیث کا رد موجود ہے اور سابقہ قسطوں کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ گویا تسلسل سے رسائل اہل حدیث میں فتنہ انکار حدیث کا رد جاری رہتا تھا بلکہ تاحال جاری ہے۔ جیسا کہ اس وقت سے لیکر اب تک جماعت اہل حدیث کے بے شمار رسائل و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جرائد میں شائع شدہ مضامین اس تاریخی دعویٰ کا مدلل ثبوت ہیں۔ علاوہ ازیں جب تک فتنہ ہے اور میدان میں اہل حدیث' تو حق و باطل کی کشمکش جاری رہنا بھی لازمی بات ہے (وبیدہ الامر و الفضل) جماعت اہل حدیث کے فتنہ انکار حدیث کے رد میں تیار کردہ لٹریچر کی تفصیلی فہرست اس پر شاہد عدل ہے۔

تحریک انکار حدیث کے اسباب!

برصغیر پاک و ہند میں تحریک انکار سنت ورد حدیث کے ظہور پذیر ہونے کے اسباب کا اگر جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

1- ذہنی مرعوبیت

یہ ایک حقیقت ہے کہ فاتح قوم سے میدان جنگ میں شکست کھا جانے والی قوم گفتگو کی میز پر بھی ہار جاتی ہے اور بالآخر ذہنی شکست خوردگی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد غالب قوم کی طرف سے ہر نظریاتی یلغار کو عین عقلی حتی کہ الہامی سمجھ کر من و عن قبول کرتی چلی جاتی ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے تجارتی تسلط نے جب حکومتی تسلط کا رنگ اختیار کیا تو مسلمانان برصغیر نے جنگ آزادی کے میدان میں آخری مذبوحی حرکات کا مظاہرہ کیا لیکن ناکام رہے۔ میدان جنگ کی شکست نے ذہنی مرعوبیت کی راہ دکھلائی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مستشرقین نے اپنے خاص مقاصد کی خاطر جو علمی تحاریک شروع کی تھیں۔ ان کے پس منظر و پیش منظر کا تنقیدی جائزہ لیے بغیر بعض افراد نے انہیں قبول کر لیا اور پھر ان کے اگلے ہوئے نوالے نئی فکر' نئی تحقیق' نئی علمی کاوش اور قومی خدمت کے نام پر پیش کرنے شروع کر دیے۔ انہیں میں سے شاخت اور گولڈ زیہر وغیرہ کے یہ فکری شاخشانے تھے۔ جن کو ایسے ذہنی مریضوں نے اپنی فکری پرواز اور علمی اڑان کے لیے سہارا بنایا حالانکہ یہ ذہنی مرعوبیت کے شاہکار ہونے کے علاوہ کوئی نئی علمی فکری کاوش نہ تھے۔ کیونکہ جن احادیث کو ان لوگوں نے خاص ہدف بنایا محدثین صدیوں پہلے ان کے ضعف و وضع کا پردہ چاک کر چکے تھے۔

ذہنی مرعوبیت کا ہی نتیجہ ہے کہ یورپ کی ماڈرن ازم اور سپر ماڈرن ازم کی تحریکوں کا مطلب یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اسلام کو ان کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔ حالانکہ ماڈرن ازم کو اس طرح سے لینا چاہیے تھا کہ جو بھی ماڈرن مسئلہ ہو ہم اس کا حل اپنے صدیوں قدیم بنیادی ماخذوں یعنی قرآن و سنت سے پیش کرتے ہیں اور غیر اسلامی ماحول یا تحریکوں کے رنگ میں رنگے جانے کی بجائے سنت نبویؐ کے مطابق ان کو اپنے مطابق ڈھالتے۔ نبی جس ماحول میں آتا ہے اس کو اپنے رنگ میں لاتا ہے نہ کہ ان کے رنگ میں خود بھی رنگا جاتا ہے۔ یہی سوچ اور اس پر غیر متزلزل ایمان و استقامت ہی اسلام کو ہر دور میں ہر جگہ پر ہر طرح کے ماحول میں زندہ و جاوید مذہب کے طور پر پیش کر سکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہرحال بعض ہندوستانی مسلمان یورپ کی طرف سے دوسرے ماخذ شریعت' سنت و حدیث' پر فکری حملے کا جواب دینے کی بجائے نادان دوستی میں اپنے ہی اصل پر ایمان و ایقان کھو بیٹھے اور یہ نہ سوچا کہ قومیں اپنے تاریخی ورثہ سے محروم ہونے کے بعد لولے لنگڑے کی طرح بے دست و پا رہ جاتی ہیں۔ کٹی ہوئی پتنگ کی طرح دامن میں کوئی تاریخی و تہذیبی ورثہ اصل سے رشتہ جوڑنے والا باقی نہیں رہتا۔ اپنے اسلاف سے منہ موڑنے والی قومیں پھر ہمیشہ کے لیے غیروں کی محتاج رہ جاتی ہیں۔ آج مسلمان قوم بھی اپنے ماضی کو نظری اور عملی طور پر کھو کر یورپ کے سامنے ہر فکری اور مادی بھیک کے لیے جھولی پھیلائے کھڑی ہے۔ جبکہ سنت و حدیث کے ذخیرہ میں انسانیت کی ابد الآباد سب سے اعلیٰ فکری و عملی راہنمائی موجود ہے۔

2- نفسانی خواہشات و مادی لالچ

آج تہذیب و تمدن کی ترقی کے نام پر جو نفسانی خواہشات کی پراگندگی پھیل رہی ہے۔ آزادی و کلچر کے نام پر انسانیت کی اعلیٰ قدروں کو پامال کرتے ہوئے حیوانیت کی پستیوں کو تیزی سے چھونے کی جو کوششیں کی جا رہی ہیں۔ بعض خاص قوتوں کی طرف سے مسلم معاشروں میں انارکی پھیلانے کی جو سعی کی جا رہی ہے۔ تو اس سب نفس و ہوا پرستی کی راہ میں محمدی نمونہ یعنی "سنت" اور اس کے ذرائع یعنی "حدیث" کو ہی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی موجودگی میں قرآن کی من مانی تاویلات اور اپنی ذہنی عیاشی کا سامان کرنا بہت مشکل ہے۔ اپنے نفس کو لگام دینے کی بجائے انسان سے حیوان نہ بننے کی بجائے' اپنی بے راہ روی کی راہیں آسان کرنے کے لیے الٹا یہ محاذ کھول دیا ہے کہ "یہ سب کچھ من گھڑت ہے ہمیں اس کی قطعاً" کوئی ضرورت نہیں۔"

ہوائے نفسانی میں لالچ ہمیشہ سے اہم کردار ادا کرتا چلا آ رہا ہے مسلمانوں کے قلعوں کے دروازے کھولنے میں باہر والے ناکام رہے اور ہمیشہ "اندر والوں" نے کھولے۔ محمدی قلعے (یعنی سنت و حدیث) کی تخریب کاری کے لیے بھی لالچ کا ہتھکنڈا استعمال کیا گیا جیسا کہ عبداللہ چکڑالوی کو عیسائیوں کی طرف سے امداد کے خطوط سے ظاہر ہے۔

3- نفسیاتی بیماری

بعض لوگ دنیا میں عظمت و رفعت پانے کے لیے مطلوبہ ہمت بروئے کار لانے سے قاصر ہوتے ہیں لیکن "بڑے بننے کا شوق" انہیں ہمیشہ تنگ کرتا رہتا ہے۔ یہ ذہنی مریض قسم کے لوگ نت نئے شوشے "افکار علمی" اور "تحقیق جدید" کے نام پر چھوڑتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ سرسید سے لیکر پرویز تک سب نے علم و ادب اور عقل و منطق کے کسی معیار پر پوری نہ اترنے والی تاویلات قرآنی اور نئی نئی موشگافیوں کے ساتھ ذہنی تسکین پائی۔ انہی میں سے ایک سنت و حدیث کے حجیت دین نہ ہونے کا بھی شوشہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4- حریت فکر کا شاخسانہ

بعض منکرین و معترضین سنت و حدیث کی پابندی کو آزادی فکر و عمل کے منافی قرار دیتے ہیں۔ انسان اگر کسی جنگل کا جانور نہیں بلکہ انسانی معاشرہ کا فرد ہے تو پھر اسے معاشرتی طور و اطوار کی پابندی کرنا ہو گی۔ ورنہ نام نہاد انتہائی ماڈرن' اعلیٰ تعلیم یافتہ معاشرے اور جنگل کی بستی میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔ جیسا کہ یورپ کا تعلیم یافتہ' ماڈرن معاشرہ نمونہ پیش کر رہا ہے۔

آج کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ عادات کے بگاڑ کو تبدیلی اقدار کا نام دیا جاتا ہے۔ حالانکہ قدریں کبھی بدلا نہیں کرتیں۔ سچ ہمیشہ عمدہ وصف اور جھوٹ ہمیشہ سے عیب ہے۔ بڑوں کی عزت ہمیشہ اچھی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے اور بزرگوں کی پگڑی اچھالنا کسی بھی دور میں اچھا نہیں گردانا گیالیکن آج معاشرتی بے راہ روی کے نتیجے میں یہ عمدہ اوصاف لوگوں میں باقی نہیں رہے اور انہوں نے اپنے عیب کو چھپانے کے لیے یہ ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر رکھا ہے کہ بدلتی قدروں کا ساتھ دینے میں سنت ناکام ثابت ہو رہی ہے لہٰذا اس پیر ناتواں کو اب چھٹی دینی چاہیے۔ اسلام تبدیلی اقدار کے نام پر اخلاق کے بگاڑ کی بجائے ایسی "معاشرتی پابندیوں" کو "سنت کی پابندی" کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ لیکن کسی ادنیٰ سے اشارے سے بھی انسانی فکر کی پرواز پر پابندی نہیں لگاتا بلکہ اسلام تو مسلمان کو ادراک باری تعالیٰ کا ایسا بلند تر فکر بطور ٹارگٹ دیتا ہے کہ ساری عمر عقل کے گھوڑے دوڑاتا رہے لیکن پھر بھی عاجز رہے۔ اقبال کے الفاظ میں اسلام کا تو درس ہی یہی ہے۔

ع ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

5- پست ہمتی

ہر نیا دن نئے نئے مسائل بھی ساتھ لاتا ہے مسائل حاضرہ کا صحیح حل قرآن دانی' ذخیرہ حدیث پر مکمل عبور' احادیث پر جرح و تعدیل کی بحثوں کے مکمل احاطہ' خارجی داخلی نقد حدیث کی مہارت و ممارست اور ملکہ' جدید و قدیم اسلامی علوم سے واقفیت عامہ' استنباط و استخراج کی قوت شاملہ اور مہارت کاملہ اور ان سب پر مستزاد خالصتاً" لوجہ اللہ کا متقاضی ہے اور یہ بے چارے عقل کے نام پر بے عقلی کی باتیں کرنے والے اس کار مرداں کے کیسے متحمل ہو سکتے تھے۔ لہٰذا ذخیرہ احادیث ناقابل اعتماد کہہ کر اپنی جان چھڑا گئے حالانکہ قصور ان کی کم علمی اور پست ہمتی کا تھا۔ ذخیرہ احادیث مجموعی طور پر ناقابل اعتماد ٹھہرانے والے تو اپنی "نماز" بھی مکمل نہیں کر پائے اور حدیث نبویؐ سے محبت و واقفیت رکھنے والے ہر نئے مسئلے کا حل اس کی مدد سے پیش کرنے میں پیش پیش ہیں۔

6- ذخیرہ احادیث اور موضوع روایات

اسلام کے بعض نادان دوستوں اور بہت سے بیزار دشمنوں کی کوششوں کے نتیجے میں بکثرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موضوع روایات گھڑی گئی ہیں۔ اس حقیقت سے کسی طور بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ اسلام کے خیراندیش یعنی محدثین بھی فوراً میدان میں آ گئے اور انہوں نے ایک ایک راوی اور اس کی بیان کردہ حدیث کی ایسی باریک بینی سے جانچ پڑتال کی کہ انسانی تاریخ میں اس سے اعلیٰ نمونہ پیش کرنا ممکن نہیں ہے۔ قابل اعتماد اور ناقابل اعتماد احادیث کو عین روز روشن کی طرح عیاں کر دیا۔ اب صحیح احادیث کے ساتھ موضوع روایات کی موجودگی کا اگر یہی مطلب ہے کہ تمام تر ذخیرہ ہی ناقابل اعتماد اور پرکاہ کی طرح پھینک دینے کے لائق ہے تو ذرا اسی اصول کی بنا پر دیگر علوم اور زندگی کے معاملے کو پرکھیے کیا وہاں بھی یہی انداز اختیار کیا جاتا ہے کھرے اور کھوٹے سونے، اصلی اور نقلی روپے کے بارے کیا رویہ اختیار کیا جاتا ہے؟ کھوٹے اور نقلی کی وجہ سے کھرے اور اصلی کو بھی پھینک دیا جاتا ہے۔ یا پھر "خذ ما صفا دع ما کدر" یعنی جو صحیح قابل اعتماد ہے اسے لے لیا جائے جو ناقابل اعتماد اور من گھڑت ہے اسے چھوڑ دیا جائے، کا طریق اختیار کیا جاتا ہے۔

7- منصب رسالت سے بے اعتنائی

قرآن مبین میں پیغمبر انسانیت کو تا قیامت اسوۂ حسنہ یعنی مکمل ماڈل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ خالق انسانیت کے اپنی مخلوق کے لیے پیش کردہ ماڈل کی حقیقت و عظمت اور معرفت و یقین نہ ہونے کی بنا پر بعض لوگ انکار کی روش اپناتے ہیں یا ادھر ادھر جھانکتے ہیں اور اگر یہ احساس حاصل ہو جائے کہ میرا دامن "محمدی ماڈل" رکھتا ہے جو کہ ہر دور میں کامل و افضل اور اپنی جامعیت کی بنا پر صرف اور صرف وہی لائق اتباع ہے تو پھر سنت سے انکار کی بجائے عقیدت و اطاعت کے لیے وہ بے مثال محبت ابھرتی ہے کہ اس کی نظروں میں کوئی دوسرا ماڈل ذرہ برابر وقعت و اہمیت نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ ان کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے۔

یورپ اپنے دامن میں تحریف و تبدل سے محفوظ کوئی ذخیرہ ہدایت اور راہنمائی کے لیے مکمل نمونہ نہیں رکھتا جو کہ انسانی ضرورت ہے۔ اس لیے نت نئے افکار سے دوچار ہے لیکن ذہنی آسودگی نہیں پا رہا اور عملی بے چینی و بے قراری کا اندازہ تو ان کی بے ہودہ وضع قطع، لباس کی زبوں حالی، اور دن رات کی بے مقصد آوارگی سے خوب ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ان کے ذہنی کرب و اذیت اور فکری درماندگی کا آئینہ دار ہے۔ اگر اسوۂ حسنہ کے ہر دور میں عمدہ ترین ہونے کا یقین حاصل ہو جائے تو آدمی احساس کمتری و کہتری کے عذاب کے بجائے احساس برتری اور اعتماد کی دولت بے پایاں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ ہر ماحول میں اسے اپنے شعار کی وجہ سے کوئی ذہنی پریشانی نہیں ہوتی کیونکہ وہ یقین رکھتا ہے کہ اس کے مدمقابل کے پاس جو کچھ بھی چمک دمک والا ہو بہرحال محمدی ماڈل سے برتر و اعلیٰ نہیں اور یہی احساس و ایقان ہی آدمی کی زندگی کو سرخرو کرتا ہے۔ اس احساس و ایقان سے منکرین سنت کا گروہ محروم ہے۔ اور ان کی محرومی کا اندازہ ان کی بے یقینی اور بے عقلی والی باتوں سے ہوتا رہتا ہے۔ اے کاش! انہیں منصب رسالت کی صحیح سمجھ اور اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یقین کامل اور پختہ ایمان نصیب ہو۔

شبہات اور ان کا ازالہ

منکرین حدیث کے افکار و نظریات اور تحریرات کا جائزہ لیا جائے تو سنت و حدیث نبویؐ کے بارے ان کے پیدہ کردہ شبہات اور اٹھائے ہوئے اعتراضات کی درج ذیل فہرست سامنے آتی ہے۔ ہر ایک شبہے کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

1- قرآن مفصل' شرح' اتم' اکمل ہے۔ اس لیے حدیث کی کوئی ضرورت نہیں

منکرین حدیث کا یہ دعویٰ کہ ہمیں کتاب اللہ کافی ہے۔ کیونکہ وہ کامل اور مفصل ہے۔ کسی شرح یا تفسیر کی محتاج نہیں۔ کیونکہ قرآن تبیان لکل شی "ہر شے کا بیان ہے" (نحل: 89) ہے۔

بلاشبہ قرآن تمام اصول شرعیہ کو بنیادی طور پر حاوی ہے۔ لیکن جزئیات شریعت کی یہ کتاب نہیں ہے۔ جزئیات کی تفصیل و توضیح کے لیے حدیث نبویؐ اور عملی تعبیر کے لیے محمدی (سنت) نمونہ کی ضرورت باقی ہے۔ ورنہ منکرین حدیث کی طرح ساری امت مسلمہ نماز روزے جیسے اپنے بنیادی فرائض کی مضحکہ خیز تشکیل و تعمیر میں ہی سرگرداں رہے گی' جیسا کہ ان کے عقائد و عبادات کے نمونے سے ظاہر ہے اور اسلام موم کے گولے کی طرح ہر ایک کا تختہ مشق بن جائے گا۔

2- اتباع رسول کی کوئی ضرورت نہیں' کیونکہ قرآن "اتبعوا ما انزل الیکم" (اعراف: 3) کا حکم دے رہا ہے۔

اسی قرآن میں فاتبعونی (آل عمران: 31) میں محمد ﷺ کی اتباع کا حکم بھی موجود ہے۔

3- آپؐ کی اطاعت ان الحکم الا للّٰہ (انعام: 57) کے بعد شرک ہے۔

قرآن "فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم (نساء: 65) کی شکل میں آپ کو "حکم" ماننے کا حکم دے رہا ہے۔ کیا قرآن ہمارے ایمان لانے کے بعد آپ کی اطاعت واجب ٹھہراتے ہوئے خود ہی شرک کی دعوت دے رہا ہے؟ فافھم و تدبر

4- آپؐ کا منصب صرف (الا البلاغ: مائدہ: 99) ابلاغ قرآن ہے۔

حالانکہ یہ کفار کے لیے ہے۔ ماننے والوں کے لیے تو آپؐ ویعلمھم الکتاب و الحکمۃ (آل عمران: 164) معلم کتاب و حکمت بھی ہیں اور اس کے علاوہ (اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول 30 عمران: 32) کا حکم اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپؐ کی اطاعت بھی فرض ٹھہرا رہا ہے۔ صرف ابلاغ تو ڈاکیے کا کام ہوتا ہے۔ کیا کبھی ڈاکیے کی اطاعت کا بھی حکم دیا جاتا ہے؟

5- قرآن میں اطیعوا الرسول سے مراد مرکز ملت (حاکم وقت) ہے قرآن کے علاوہ آپؐ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت ہمیشہ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بجائے مرکز ملت یعنی حاکم وقت کی اطاعت کا راگ درحقیقت عقیدۂ ختم نبوت کا انکار ہے۔ مرکز ملت کے نام پر ہر دور میں نئے نبی کی آمد کو تسلیم کرنا ہے۔ اپنے مغربی آقاؤں اور محسنوں کی رضا کے لیے مرزائیوں کی طرح بنیادی عقائد اسلام میں ایسے خوب صورت الفاظ کے ذریعے دراڑیں ڈالنے کی عبث کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت کو (فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول نساء: 59) تنازعات کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ' کہہ کر مرکز ملت' حاکم وقت' اولوالامر کی اطاعت کو حقیقی مطاع اللہ اور اس کے رسول سے ہی پابند کر ڈالا ہے۔ حاکم وقت بننے کے خواب دیکھنے والے رسول کی بجائے اپنی اطاعت کے لیے کیسے راستے نکال رہے ہیں؟ یہ منہ اور مسور کی دال۔

6- آپؐ پر قرآن کے علاوہ کوئی اور وحی نہیں آتی

قرآن کی جمع و ترتیب کو (ان علینا جمعہ قیامہ: 17) اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ قرآنی سورتوں و آیتوں کی جمع و ترتیب کے بارے کیا کوئی قرآنی وحی پیش کی جا سکتی ہے؟

کافروں کے دو گروہوں میں سے ایک کا مسلمانوں سے (واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم انفال: 8) اللہ کا وعدہ قرآنی وحی میں دکھایا جا سکتا ہے؟

مجاہدین اسلام کے افعال کو (ماقطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمہ علی اصولہا فباذن اللہ حشر: 5) اللہ اپنے حکم سے بیان فرما رہا ہے۔ ذرا اس اذن الٰہی کو تو قرآن سے نکال دکھائیں؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ ورنہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن کے علاوہ بھی وحی کا سلسلہ یقینی تھا۔ جس پر مذکورہ بالا چند ایک آیات کے علاوہ قالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیرہ (تحریم: 3) جیسی آیت بالکل واضح دلالت کر رہی ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کس نے آپ کو خبر دی ہے؟ تو فرمایا علیم و خبیر نے خبر دی ہے اور یہ خبر پورے قرآن میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ لامحالہ قرآن کے علاوہ علیم و خبیر کی خبر یعنی وحی کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں بشرطیکہ قلوبنا غلف (بقرہ: 88) دلوں پر تالے نہ پڑے ہوں۔

7- حدیث منزل من اللہ نہیں بلکہ استنباطات نبویہؐ ہیں

امور دینیہ میں استنباطات نبویہؐ بھی وما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحی (نجم: 43) وحی الٰہی کے تابع ہی تھے۔ یہ تمام فرد واحد کے استنباط و استخراج اور قیاس و آرا کی بجائے نطق نبی سے انسانیت کے مسائل کا الٰہی اور ابدی حل تھے۔

8- احادیث اپنے ثبوت میں قطعی اور یقینی نہیں ہیں

منکرین حدیث کا خیال ہے کہ سنت اپنے ثبوت میں قرآن کی طرح قطعی نہیں ہے کیونکہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ سے بہت بعد میں مدون کی گئیں اور رواۃ حدیث کی امانت و دیانت بھی قطعی نہیں ہے۔

کتابت حدیث اور تدوین حدیث کے بین فرق کو واضح کیے بغیر یہ بازی گر کھلا دھوکہ دیتے ہیں۔ تدوین حدیث اپنے اصطلاحی مفہوم میں اگرچہ بعد میں شروع ہوئی۔ لیکن 52 صحابہ کرام کا احادیث لکھنا تو عہد رسالت میں کتابت حدیث کا بین ثبوت ہے۔ احادیث کے تحریری تسلسل سے انکار جہل مرکب کے سوا کچھ نہیں۔ رہ گیا معاملہ رواۃ کی امانت و دیانت کا تو اس حوالے سے مسلمان اسماء الرجال کی شکل میں وہ قابل فخر ذخیرہ اپنے پاس رکھتے ہیں جس کا غیر مسلم بھی اعتراف تو کرتے ہیں لیکن مقابلے میں کچھ پیش نہیں کر سکتے۔

دنیا میں تمام تر سلسلہ ایک دوسرے پر اعتماد کی صورت میں چلا آ رہا ہے انہی نسلوں کے ذریعے قرآن پہنچا۔ اس کے لیے ان کی امانت و دیانت قابل قبول لیکن وہی لوگ حدیث کے لیے ناقابل اعتبار۔ تلک اذا قسمۃ ضیزی یہ تقسیم تو بڑی بھونڈی ہے۔

گزشتہ کسی بھی نقل کے لیے ناقلین پر اعتماد کے سوا چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ علم یقینی کا واحد انسانی ذریعہ مشاہدہ عینی و تجربہ حسی ہے جو گزشتہ نقول کے لیے ناممکن ہے۔ اگر عیب نہ ہو تو کیا یہ لوگ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اپنی اکیلی والدہ کے قول پر اعتبار و اعتماد کر کے اپنے حلالی ہونے کے یقین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں یا ساری عمر شک و شبہ کا ہی شکار رہتے ہیں۔ یا پھر علم یقینی کے لیے شرط مشاہدہ عینی یا تجربہ حسی کا دعویٰ بھی کر ڈالیں "فبھت الذی کفر و من جحد سنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم"

جو احادیث اپنے ثبوت میں تسلسل کے وصف سے محروم ہیں محدثین انہیں منقطع، مفصل، مرسل، معلق جیسی اقسام میں الگ کر چکے ہیں۔ لہٰذا تسلسل کے وصف کی حامل وہ احادیث جو عادل رواۃ کی بیان کردہ ہیں۔ ان کے ثبوت کے بارے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

9- احادیث ظن کا فائدہ دیتی ہیں

منکرین احادیث آیت قرآنی "ظن حق کے مقابل کوئی فائدہ نہیں دیتا" ان الظن لا یغنی من الحق شیاء (یونس: 36) کے تحت انکار حدیث کی راہ یوں تلاش کرتے ہیں احادیث علم ظنی کا فائدہ دیتی ہیں اور قرآن علم قطعی کا۔ لہٰذا قطعی کا فائدہ دینے والے کو اپنانا چاہیے، ظنی فائدہ دینے والی احادیث کو چھوڑ دینا چاہیے۔ یہ فکری، علمی، اصولی تانا بانا بظاہر جتنا معقول نظر آتا ہے اتنا ہی غیر معقول ہے کیونکہ احادیث بھی وحی الٰہی ہیں اور انہیں تائید الٰہی حاصل ہے۔ جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا۔ اس لیے وحی خواہ قرآن کی شکل میں ہو یا احادیث رسول کی شکل میں ہر دو شکلوں میں علم قطعی کا ہی فائدہ دیتی ہیں۔

رواۃ حدیث کے غیر معصوم عن الخطاء ہونے کے نام پر بھی احادیث سے افادۂ علم ظنی ثابت کیا جاتا ہے کہ رواۃ حدیث خواہ کتنے ہی عادل ضابط ہوں وہ پھر بھی خطائے انسانی کا احتمال باقی ہے۔ اس احتمال کا امکان نقل قرآن کے بارے بھی کیا ممکن ہے؟ کیونکہ نقل قرآن بھی تو قرون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولیٰ کے انہیں مسلمانوں کے ذریعے ہی جاری تھی۔ اب ایک نقل و روایت پر ایمان دوسرے کا انکار۔ ایں چہ بوالعجبی ست

"خبرواحد علم ظنی کا فائدہ دیتی ہے" یہ فکر اور اصول درحقیقت یونانی فلسفہ سے متاثر و مرعوب عقل و فکر کا شاخسانہ ہے۔ یونانیوں کے ہاں خبرواحد علم ظنی کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ وہاں ناقلین عام بازاری' ایمان و اخلاق سے عاری لوگ تھے اور اسلام کے تیار کردہ لوگ ورع و تقویٰ اور حفظ و ضبط کے پہاڑ تھے۔ دونوں کو ایک ہی نظر سے دیکھنا اور دونوں کی نقل و روایت کو مساوی حیثیت دینا "اہل قرآن" لیکن قرآنی بصیرت سے محروم لوگوں کا ہی کارنامہ ہو سکتا ہے۔

10- "متون حدیث کے الفاظ' رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں یا نہیں یہ معاملہ مشکوک ہے۔ کیونکہ احادیث کی روایت بکثرت روایت باللفظ کی بجائے روایت بالمعنی ہے۔ لہٰذا حدیث حجت نہیں ہو سکتی۔ قرآن میں بھی روایت بالمعنی بکثرت ہے کیونکہ ادیان و امم سابقہ کے بارے منقول بعض باتیں اور مکالمہ جات روایت بالمعنی کے زمرے میں آتے ہیں۔ شرائع سابقہ کی زبان عربی تو نہ تھی۔ اب کیا قرآن میں موجود ایسی آیات قابل حجت نہیں ٹھہرائی جائیں گی؟ جس طرح تمام تر آیات قرآنی قابل حجت ہیں۔ اسی طرح اس قرآنی اصول پر بعض احادیث روایت بالمعنی ہونے کے باوجود قابل حجت ٹھہرتی ہیں۔ منکرین حدیث کے لیے اپنے اس اصول کے تحت کم از کم روایت باللفظ کے تحت مروی تمام احادیث کو ماننا تو لازمی ٹھہرتا ہے۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

11- "احادیث خلاف عقل ہیں لہٰذا لائق اعتبار اور قابل حجت نہیں ہیں"

منکرین حدیث کے بقول بعض احادیث خلاف عقل ہیں۔ لہٰذا احادیث قابل اعتبار و حجت نہیں ہیں۔ اگر قرآن کی بعض آیات عام عقل کے خلاف نظر آئیں۔ مثلاً اللہ گمراہ کرتا ہے۔ من یشاء اللہ یضللہ (انعام : 39) قرآن باعث گمراہی ہے (یضل بہ کثیر البقرہ : 26) چیونٹی نے کہا (قالت نملة نمل : 18) پہاڑ بولا (انا عرضنا الامانة علی السموت و الارض والجبال فابین (احزاب : 72) وغیرہ وغیرہ تو کیا ان آیات سے انکار کی راہ اختیار کی جائے گی۔ یا کسی صاحب فہم و دانش اور علم و بصیرت سے رجوع کر کے اپنی عقل کا علاج کروایا جائے گا۔ جو کہ بہتر اور باعث خیر ہو گا۔ بعینہ یہی معاملہ احادیث نبویہ کا ہے کہ اگر کوئی حدیث خلاف عقل نظر آئے تو اسے کسی اہل عقل و اہل حدیث کے حضور پیش کریں۔ عقلی انتشار دور کر کے عین تسلی بخش عقلی جواب سے اطمینان کا سامان مہیا کر دیں گے (انشاء اللہ العزیز)

یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ہمارا دین انتہائی معقول ہے اور قرآن و حدیث کی کوئی بات خلاف عقل نہیں۔ اگر بظاہر نظر آئے تو ان کا قصور اور کیڑے نکالنے کی بجائے اپنی عقل کی کمی اور فہم کی کجی پر محمول کرنا چاہیے اور مذکورہ بالا طریق علاج اختیار کرنا چاہیے۔ بفضل اللہ سو فی صد تسلی و تشفی ہو گی اور خلاف عقل نظر آنے والا سب کچھ عین عقل کے مطابق نظر آنا شروع ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

12- احادیث آپس میں متعارض ہیں لہٰذا قابل حجت و قابل عمل نہیں ہیں

کوئی سی بھی صرف دو صحیح احادیث میں بھی واقع حقیقی تعارض نہیں ہو سکتا بظاہر جو تعارض نظر آتا ہے۔ وہ عقل کی خامی اور علم کی کمی نہ ہو تو ضرور دور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صدیوں پہلے امام ابن خزیمہ (311ھ) کا دعویٰ تھا کہ اگر کوئی ایسی دو صحیح احادیث جانتا ہے جو ایک دوسری کی ضد ہیں۔ تو لائے تعارض دور کر دوں۔ الکفایہ فی علم الروایۃ ص 33- 432)

13- موافق قرآن احادیث قابل قبول ہیں باقی سب ناقابل قبول ہیں

درحقیقت ساری کی ساری صحیح احادیث قرآن کے موافق ہیں۔ مخالف قطعاً" نہیں ہیں۔ نیت کی خرابی یا فہم کی کجی کے باعث بعض لوگوں کو بعض احادیث قرآن کے ناموافق نظر آتی ہیں۔ حالانکہ وہ مخالف نہیں بلکہ تشریح و توضیح ہیں۔ جیسا کہ پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں موافق قرآن کا فیصلہ کون کرے گا' کبھی اس پر بھی غور کریں۔ نیز یہ کہ جو روایات تشریح و تفسیر کرتی ہیں وہ تو اس ضمن میں نہیں آتیں۔ کیا منکرین حدیث ان سب کو مان سکتے ہیں؟۔

14- صرف سنت متواترہ یقینی اور دین ہے

کیا امت مسلمہ میں پائی جانے والی صدیوں سے جاری بدعات کو تواتر عملی سمجھ کر قبول کر لیا جائے؟ علاوہ ازیں سنت متواترہ کے ذریعے کامل کہلانے والے دین کا کتنا حصہ آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گا؟ پھر اکملیت و جامعیت دین کا دعویٰ کہاں جائے گا؟ نیز اس شرط کو ذرا قرآن سے ثابت کر کے دکھایا جائے؟ درحقیقت روایتہ و درایتہ صحیح حدیث دین میں قابل قبول ہے۔ تواتر شرط نہیں ہے۔

15- صرف مرفوع متصل قابل قبول ہیں

محدثین نے تو مقبول حدیث کے لیے اتصال سند کی شرط رکھی ہے انقطاع سند والی احادیث ان کے ہاں بھی مقبول نہیں ہیں۔ لہٰذا اس اصول پر آپ عمل پیرا ہونے میں اگر مخلص ہیں تو پھر قافلہ عمل بالحدیث میں شرکت پر صد مبارک باد قبول کیجئے۔

16- سنت کی صرف مذہبی اعمال میں پیروی ہو گی۔ تمدنی و اجتماعی امور میں نہیں۔

اہل قرآن ہونے کے دعویدار کاش قرآن کے صحیح قاری ہوتے۔ قرآن وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللّٰہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ (احزاب : 36) کا درس دے رہا ہے اور تمدنی و اجتماعی امور میں بھی سنت پر عمل پیرا ہونا لازمی ٹھہرا رہا ہے۔

17- آپؐ کی توضیحات صرف اپنے ظروف و احوال کے لیے قابل عمل تھیں آپؐ کی وفات کے ساتھ یہ معاملہ ختم ہو گیا

اہل عرب کے حالات کے موافق نجماً" نجماً" نازل ہونے والا قرآن دائمی اور عالمگیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہنمائی فراہم کر سکتا ہے تو سنت کو مجازی ماڈل کہہ کر رد کرنے والے کیا اس فکر کو قرآن پر لاگو کر سکتے ہیں؟ علاوہ ازیں قرآن تو آپؐ کی رسالت کو وما ارسلنک الا کافة للناس (سبا: 28) بتاتا ہے اور ساری انسانیت کو تا قیامت آپؐ کی اتباع (فاتبعونی یحببکم اللّٰہ آل عمران: 31) کی دعوت دیتا ہے۔ کیا اب انسانیت ختم ہو گئی ہے؟ یا نجات کی ضرورت نہیں رہی؟ اس کے علاوہ کیا اسلام کا سارا پیغام کامل اور آخری پیغام نہیں تھا۔ بلکہ انسانوں کے مسائل کا متبادل حل تھا؟ جس کا وقت گزر چکا۔

18- اگر سنت دین میں کوئی حیثیت رکھتی تھی تو آپؐ نے لاتکتبوا عنی غیر القرآن شیئا کہہ کر کیوں منع کیا تھا؟

انکار حدیث میں دن رات بسر کرنے والوں کی طرف سے حدیث تو بطور دلیل پیش کرنا کیا اپنے عقیدے کی رو سے جائز ہے؟ کیا اپنے اس فعل پر وہ شرم محسوس نہیں کرتے؟ اپنے مقصد کے لیے حدیث پیش کرنا جائز لیکن اتباع رسول میں حدیث کی طرف مراجعت شرک؟ فما لهولا الفوم لا یکادون یفقهون حدیثا ○ (نساء: 78)

19- ذخیرہ احادیث اپنے ثبوت میں قطعی نہیں کیونکہ آپؐ کے بہت عرصہ بعد احادیث کی تدوین کی گئی

تدوین حدیث اپنے اصطلاحی مفہوم میں اگرچہ بعد میں شروع ہوئی۔ لیکن عہد نبویؐ میں کتابت حدیث کا انکار ضد اور جہل مرکب کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ 52 صحابہ کرام کا آپؐ کے دور میں کتابت حدیث کا کام تاریخ نے ذکر کیا ہے۔ سید ابوبکر غزنویؒ کی "کتابت حدیث عہد نبویؐ میں" اور مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری کی "صیانۃ الحدیث" اس جہالت علمی کا بخوبی رد کرتی ہیں۔
قرآن بھی اپنے ابتدائی نزولی دور میں مدون نہ تھا کیا قرآن کے بارے بھی حدیث کی طرح سوچ رکھتے ہیں؟ اللہ فہم سلیم نصیب فرمائے۔

20- احادیث کی حیثیت دینی نہیں تاریخی ہے۔ تاریخی کام لیا جا سکتا ہے

اس کا مطلب واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مقام ابن جریر، ابن کثیر اور ابن خلدون جیسا ہے۔ نیز پیغمبر بھی تاریخی مباحث کا اسی طرح تختہ مشق بنے گا جس طرح کوئی مسلم یا کافر مورخ (نعوذ باللہ من ذلک) سے مقام نبوت بحث و نظر کی موشگافیوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ علاوہ ازیں اپنے تاریخی ذخیرہ کو ایک طرف پھینک کر ماضی سے کٹ کر کٹے ہوئے پتنگ کی طرح ادھر ادھر لڑھکنے اور پیدا شدہ ناقابل تلافی وسیع خلا کا سامنا کرنے کے سوا کیا نتیجہ ہو گا۔ خلا کو پر کرنے کے لیے پھر ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارے جائیں گے۔ تو کیا بہتر نہیں صدیوں کے معتمد علیہ ذخیرے سے ہی استفادہ کیا جائے۔

21- احادیث تاریخ سے متعارض ہیں لہٰذا قابل قبول نہیں ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ بلا سند قابل قبول اور احادیث مع اسناد ناقابل قبول ایسے معیار مقبول و مردود اور کسوٹی اخذ و رد کو کن الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا جائے۔ احادیث کی اسناد محدثین کے کڑے معیار کی چھلنی سے گزری ہوئی ہیں لیکن پھر بھی قابل قبول نہیں ہیں۔ اسے سوائے شومئی قسمت کے اور کیا کہا جائے؟۔

22- احادیث پر جرح و تعدیل غیر مسلم کے لیے طعن کا سبب ہے للذا قابل قبول نہیں

کھوٹے سکوں کی وجہ سے ساری دولت کو پھینک دینا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے؟
علاوہ ازیں محدثین کی دیانت داری کی داد دینی چاہیے تھی کہ اپنے مذہبی ذخیرہ میں کھرے کھوٹے کو الگ الگ کر گئے ہیں۔ غیر مسلم "دامن کو دیکھ ذرا بند قبا دیکھ" اپنے گریبان میں ذرا جھانک کر دیکھیں تشریحات نبی تو کیا' کتاب الٰہی بھی قابل اعتماد شکل میں موجود و محفوظ ہے؟۔

23- احادیث فرقہ بندی کا سبب ہیں امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرتی ہیں للذا لائق التفات نہیں ہیں

حالانکہ آج تک چار وانگ عالم میں باہمی زمانی و مکانی بعد کے باوجود امت مسلمہ میں وحدت کا غالب رنگ صرف اور صرف روایات کی پابندی کی بدولت ہے۔ ورنہ ان کی وضع کردہ مضحکہ خیز عبادات و معاملات کی شکل تو عرصہ دراز سے اس وحدت کو پارہ پارہ کر چکی ہوتیں۔

24- احادیث ارتقاء فکر انسانی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ للذا قابل توجہ نہیں ہیں

ہر چیز اپنے کمال کے بعد مزید ارتقاء کی بجائے زوال پذیر ہوا کرتی ہے۔ انسانیت آپ پر مکمل طور پر ارتقاء پذیر ہو چکی ہے۔ افکار کی دنیا میں اونچی اڑان اڑنے والے افکار محمدی تک پہنچ نہیں پاتے البتہ انکار کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔

25- الگ الگ سنت کی طرح مجموعی طور پر بھی سنت نبویؐ کی اطاعت و اتباع فرض نہیں للذا انکار وبال جان نہیں

والدین کے احکام کی اکا دکا نافرمانی اور بات ہے اور ان کے مقام و مرتبہ کا کلیتہً انکار----- کہاں لے جاتا ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ۔
ہم نے مختصراً منکرین حدیث کے اعتراضات کا آسان اور عام فہم جواب دیا ہے۔ اللہ رب العزت سے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مانگنی چاہیے۔

فتنہ انکار حدیث اور اہل حدیث لٹریچر

فتنہ انکار حدیث کے ظہور پذیر ہوتے اور سر اٹھاتے ہی علمائے اہل حدیث تحریر و تصنیف کے میدان میں بالمقابل آ گئے۔ لوگوں کو حدیث نبویؐ کے وحی الٰہی' دین میں حجت و ماخذ اور سرچشمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہدایت ہونے کے ناطے واجب الاتباع ہونے کی فکر خوب واضح کرنے لگے۔ کتابت و تدوین حدیث پر امہات الکتب سے دلائل نکال نکال کر انبار لگا دیئے۔ احادیث کی تاریخی حیثیت اور تمدنی افادیت پر لوگوں کی راہنمائی کا تحریری فریضہ سرانجام دینا شروع کیا۔ تاکہ منکرین حدیث کے پیدا کردہ شکوک و شبہات عام بھولے بھالے مسلمانوں کی گمراہی کا باعث نہ ہوں۔ جس نے جان بوجھ کر گمراہ و برباد ہونا ہے وہ تو ہو' لیکن دیگر لوگ تو بچ رہیں۔ (لیهلک من هلک عن بينة و يحيى من حی عن بينة الانفال : 42)

اہل حدیث نے اس فتنے کے حوالے سے ایسا لٹریچر تیار کیا جس میں منکرین حدیث کے عقائد و افکار' شکوک و شبہات اور اعتراضات کی قلعی کھول کر رکھ دی اور اس کے ساتھ ساتھ حدیث نبویؐ کی حقیقت اور اہمیت کو بھی روز روشن کی طرح خوب عیاں کیا۔ اہل حدیث کے لٹریچر کی تاریخ تقریباً" ایک صدی پر محیط ہے۔ فہرست خاصی طویل ہے۔ مضامین کے اعتبار سے بھی خوب متنوع ہے۔ جس میں حجت حدیث' تدوین حدیث کے ساتھ ساتھ اعتراضات کا ایسا جامع و مانع رد ہے جو اس جماعت کو ہی سزاوار ہے۔

اس لٹریچر کی ابتدا رسائل و جرائد میں تنقیدی مضامین سے ہوئی۔ پھر یہ سلسلہ پمفلٹ' کتابچے سے آگے بڑھتا ہوا کتابی شکل تک پہنچا۔ طبع زاد تحریروں کے علاوہ مفید مطلب کتابوں کے تراجم بھی شائع کیے تاکہ اس گمراہ فکر کے رد میں ہر مفید کتاب لوگوں تک پہنچ پائے۔ یہ فہرست تصنیف و تالیف' تراجم' طبع و نشر اور رسائل و جرائد کے مضامین کو حاوی ہے۔ اس فہرست کی تیاری کا مقصد اہل حدیث کی فتنہ انکار حدیث کے رد میں تحریری کاوشوں کی ایک جھلک دکھانا ہے تاکہ اس سے اہل حدیث کی سنت نبویؐ سے محبت کا اندازہ کرنے والے کا اندازہ کیا جا سکے۔

1- آئینہ پرویزیت (مکمل 6 حصے)

مولانا عبدالرحمن کیلانی

○ مکتبۃ السلام' وسن پورہ' گلی نمبر 20' لاہور' 1987ء مولانا کیلانی مرحوم نے اپنے خاص علمی' معلوماتی اور قدرے فلسفی سے رنگ میں 984 صفحات پر مشتمل یہ کتاب تحریر کی ہے۔

حصہ اول : معتزلہ سے طلوع اسلام تک — حصہ دوم : طلوع اسلام کے مخصوص نظریات

حصہ سوم : قرآنی مسائل — حصہ چہارم : دوام حدیث

حصہ پنجم : دفاع حدیث — حصہ ششم : طلوع اسلام کا اسلام

غرضیکہ اس کتاب میں پرویزیت کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔

2- ابن مریم اور پرویز

عبدالرحمن طاہر سورتی

○ مکتبہ علمیہ' لاہور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کے قرآنی مسئلہ کا پرویز نے رد کیا اور پرویز کا خوب صورت رد مولانا طاہر سورتی نے کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3- اتباع سنت

سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
○ حیدر آباد' سندھ' 1979ء
مقام سنت اور اتباع سنت کے فوائد پر بحث ہے۔

4- اتباع سنت کے مسائل

محمد اقبال کیلانی
○ حدیث پبلی کیشنز 2 شیش محل روڈ' لاہور 1997ء
سنت کی فضیلت و اہمیت کے ساتھ ساتھ منکرین حدیث کے بعض اعتراضات کا شافی جواب

5- اثبات الخبر فی رد منکری الحدیث والاثر

مولانا حافظ عبدالستار حسن عمرپوری (1334ھ/1916ء)
○ دارالعلم' 699 آب پارہ مارکیٹ' اسلام آباد' 1409ھ/1989ء منکرین حدیث کے اعتراضات اور ان کے جوابات پر مشتمل یہ رسالہ مولانا عبدالغفار حسن صاحب کی مرتب کردہ "عظمت حدیث" نامی کتاب میں صفحہ 87 تا صفحہ 128 پھیلا ہوا ہے۔

6- احادیث الصحیحین بین الظن و الیقین

للشیخ حافظ ثناء اللہ الزاھدی
طبع اول: جامعۃ العلوم الاثریہ۔ جہلم' پاکستان
○ طبع دوم: دارالفتح' الشارقۃ' الامارت العربیۃ المتحدۃ
"خبر واحد علم ظنی کا فائدہ دیتی ہے" اس گمراہ فکر کا علمی فکری انداز میں اعلیٰ' انوکھا اور اچھوتا منفرد رد ہے۔

7- احکام شریعت میں حدیث کا مقام

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ○ فاروقی کتب خانہ' ملتان

8- اسلام میں سنت کا مقام

مولانا عبدالغفار حسنؒ ○ کراچی' 1990ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9- اسلام میں کتاب و سنت کا مقام از مولانا عبدالسلام کیلانی

○ ادارہ مراۃ القرآن و الحدیث' شیش محل روڈ' لاہور' 1992ء کتاب و سنت کے اصلی ماخذ دین ہونے پر علمی روشنی ڈالی ہے۔

10- اسلامی آئین کی تشکیل اور سنت (مقالات)

ادارہ معارف القرآن و السنتہ' ماڈرن وے بلڈنگ' آب پارہ' اسلام آباد' مئی 1983ء
متکلم اسلام مولانا محمد حنیف ندوی نے اپنے مقالے "اسلامی آئین کی تشکیل اور سنت" میں اپنے خاص ادبی اور فلسفی رنگ میں قرآن سے سنت کا رشتہ غیر مفصل ثابت کیا ہے۔

11- حضرت مولانا ارشاد الحق اثری' ممبر اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے مقالے "خبر واحد کا مفہوم اور مقام" میں اپنے خاص علمی و تحقیقی انداز میں خبر واحد کی قطعی افادیت کو پیش کیا ہے۔

12- انکار حدیث' حق یا باطل کا رشتہ غیر منفصل ثابت کیا ہے۔
مولانا صفی الرحمٰن الاعظمی
○ مرکزی دارالعلوم تالاب وارانسی' یو' پی مئی 1978ء

13- انکار حدیث یا انکار رسالت

سید معین الدین
○ مکتبہ ترجمان الحدیث' جامع مسجد اہل حدیث' سکندر آباد

14- اہتمام المحدثین بنقد الحدیث سندا" و متنا"

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی' ○ الریاض' الطبعۃ الاولی 1408ھ / 1987ء
اس کتاب میں صفحہ 457 و مابعد پر برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کے نشر و لمرتقاء پر بڑی تفصیلی اور علمی بحث پائی جاتی ہے۔

15- اہمیت حدیث

سید محمد اسماعیل مشہدی بن مولانا محمد شریف شاہ صاحب گھڑیالوی ○ حافظ آباد
مولانا محمد اسماعیل مشہدی صاحب کی اہل حدیث کانفرنس ملتان (1376ھ) میں حجیت حدیث کے موضوع پر تقریر ہے جو مولانا محمد یحیٰی حافظ آبادی کی کاوش سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھی۔ آج کل حافظ محمد شریف صاحب استاذ جامعہ سلفیہ' فیصل آباد طبع ثانی کے لیے اس پر نظرثانی فرما رہے ہیں۔ اللہ کرے یہ کتاب جلد از جلد پھر سے شائقین کے ہاتھوں تک پہنچے۔ کیونکہ موضوع اور معلومات کے لحاظ سے بڑی مفید اور جامع کتاب ہے۔

16- برق اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد شرف الدین محدث دہلویؒ ○ خانیوال

17- پرویز نے کیا سوچا؟ از ڈاکٹر سبطین لکھنوی

○ مکتبہ ایوبیہ' حدیث محل اے ایم نمبر1 کراچی نمبر1

18- تاریخ تدوین حدیث از مولانا ہدایت اللہ ندوی

○ مکتبہ جامعہ محمدیہ' اوکاڑہ نومبر1957ء

19- جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث از مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، ○ گوجرانوالہ

20- جمع القرآن والاحادیث (ذخائر المواریث فی الدلالة علی ثبوت جمع القرآن والاحادیث)

مولانا ابو القاسم محمد خان صاحب سیف محمدی بنارسی ○ آل انڈیا اہل حدیث دارالاشاعت' لاہور' 1936ء

دوسرے باب میں (صفحہ 34 تا صفحہ 56) اس امر کا ثبوت ہے کہ احادیث نبویہؐ آخری زمانہ رسالت اور عہد صحابہؓ میں کتابی صورت میں جمع کی جا چکی تھیں نہ کہ دوسری صدی ہجری میں مدون ہوئیں۔

21- جہان کہن بجواب جہان نو

مولانا فضل احمد غزنوی ○ ادارہ تبلیغ الاسلام' حیدر آباد' سندھ

احادیث جز و دین ہیں' حجت دین ہیں وحی ہیں' ابدی ہیں۔ شطحیات و اباطیل برق و منکرین حدیث کا رد خود قرآن سے پیش کیا گیا ہے۔

22- حجیت حدیث

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی

○ اسلامک پبلشنگ ہاؤس' لاہور 1981ء

اثبات حجیت حدیث اور ابطال افکار منکرین حدیث پر قابل فخر کتاب ہے۔ یہ کتاب معلومات کی وسعت' افکار کی ندرت و پختگی کے ساتھ ساتھ دعوتی اسلوب کا شاہکار ہے۔

23- حجیت حدیث (8 مسائل کا مجموعہ)

علامہ محمد ناصر الدین البانی/علامہ محمد اسماعیل گوجرانوالہ

○ ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والافتاء بالجامعۃ السلفیۃ بنارس' 1405ھ/1985ء علامہ البانی صاحب کے رسائل۔

1۔ اسلام میں سنت نبویؐ کا مقام' صرف قرآن پر اکتفا کی تردید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2- عقائد میں حدیث آحاد سے استدلال واجب ہے۔ مخالفین کے شبہات کا جواب ہر دو کا
ترجمہ از مولانا عبدالوہاب حجازی
3- عقائد و احکام کے لیے حدیث ایک مستقل حجت
ترجمہ از بدر الزمان نیپالی
مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب کے رسائل
4- حدیث کی تشریعی اہمیت
5- جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث
6- سنت قرآن کے آئینہ میں
7- حجیت حدیث آنحضرت ﷺ کی سیرت کی روشنی میں
8- مسئلہ درایت و فقہ راوی کا تاریخی و تحقیقی جائزہ

24- حجیت حدیث اور اتباع الرسول' مولانا ثناء اللہ امرتسری' ○ امرت سر' نومبر 1929ء

25- حجیت حدیث اور فتنہ انکار حدیث
فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ
ترجمہ: عبدالمنعم' عبدالباقی ○ نشر السنۃ' ملتان' پاکستان
ترجمہ ثانی بنام: فتنہ انکار حدیث اور اسلام
از: ابو محمد عبدالستار الحماد
مرکز الدراسات الاسلامیہ' میاں چنوں
"فتنہ پرویزیت کا تعارف" کے عنوان سے جناب حماد صاحب نے اس فتنہ کا خوب رد کیا ہے۔

26- حجیت حدیث بجواب (حقیقت حدیث از ڈاکٹر قمر زمان)
باہتمام مولانا خالد گھرجاکھی' ○ ادارۂ احیاء السنۃ' گھرجاکھ' گوجرانوالہ
حجیت حدیث کے ساتھ ساتھ بعض احادیث پر اعتراضات کے جوابات بھی ہیں۔

27- حدیث رسول کا تشریعی مقام
ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی
ترجمہ از پروفیسر غلام احمد حریری
○ ملک برادرز' کارخانہ بازار' لائل پور (فیصل آباد)
انکار حدیث کے ایوان میں زلزلہ برپا کر دینے والی کتاب

28- حدیث رسول کی تشریعی اہمیت از مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ' لاہور 1981ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

29- خود انصاف کیجئے بجواب خود فیصلہ کیجئے۔
مرتبہ: مسعود احمد بی' ایس۔ سی' ○ ناشر: جمعیت اہل حدیث کراچی
بخاری شریف کی احادیث پر اعتراضات کا تفصیلی لاجواب کرنے والا جواب ہے۔

30- درس صحیح بخاری از محدث العصر حافظ گوندلوی"
مرتبہ: منیر احمد السلفی' ○ اسلامک پبلشنگ ہاؤس' لاہور ستمبر 1992ء
جگہ جگہ اس گمراہ فکر کا علمی و فکری بلند پایہ ردوپایا جاتا ہے۔

31- دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن
شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری' ○ امرت سر' مارچ 1906ء
عبداللہ چکڑالوی کے رسالہ برہان القرآن کا جواب ہے۔ چکڑالوی نے نماز پنجگانہ کی کیفیت' کمیت اور ہیئت کا ثبوت از روئے قرآن دینے کا تکلف کیا تو "شیخ الاسلام" نے حجیت حدیث پر نہایت شاندار بحث فرمائی۔

32- دوام حدیث' "محدث العصر" حافظ محمد گوندلوی"
غلام احمد پرویز کی کتاب "مقام حدیث" کا مدلل و مسکت جواب ہے۔ (بحوالہ درس بخاری' 27)

33- زوابع فی وجہ السنۃ قدیما" و حدیثا"
صلاح الدین مقبول احمد
○ دار ابن الاثیر' الکویت' الطبۃ الثانیۃ' 1414ھ/1994ء
برصغیر میں فتنہ انکار سنت کے بارے مضمون ص 91 تا 107 پھیلا ہوا ہے۔

34- السنتہ' محمد بن نصر المروزی' ○ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ھل' پاکستان
دفاع عن السنتہ کے جذبے کے تحت یہ کتاب سید عبدالشکور شاہ صاحب اثری نے شائع کی تھی۔ محدث جلد 1 عدد 10 میں مولانا عبدالسلام کیلانی کی طرف سے امام مروزی اور ان کی کتاب ھذا کے تعارف کے علاوہ قسط وار ترجمہ شائع ہونے کا بھی اعلان ہے۔

35- سنت اور اتحاد ملت' مولانا عبدالغفار حسن
○ شعبہ نشر و اشاعت' جامعہ تعلیمات اسلامیہ' لائل پور (فیصل آباد)
منکرین حدیث کے شر انگیز شوشے سنت باعث اختلاف ہے کا علمی اور تاریخی جواب ہے۔

36- السنۃ حجیتہا و مکانتہا فی الاسلام الرد علی منکریہا۔
الدکتور محمد لقمان السلفی
○ مکتبۃ الایمان' المدینتہ المنورہ 1409/1989ء
منکرین حدیث کے "مرکز ملت" جیسے نکات کی حقیقت واضح کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

37- صیانۃ الحدیث
مولانا عبدالروف رحمانی جھنڈا نگری ○ ندوۃ المحدثین' گوجرانوالہ' 1984ء
منکرین حدیث کے اعتراضات کا تاریخی و تحقیقی جواب ہے۔

38- ضرب حدیث از مولانا محمد صادق سیالکوٹی' ○ نعمانی کتب خانہ' لاہور
منکرین حدیث کے افکار اور اعتراضات کا حکیم صاحب نے اپنے خاص انداز میں رد اور اتباع حدیث کی اہمیت و ضرورت واضح کر کے دعوت عمل دی ہے۔

39- عظمت حدیث' تالیف: مولانا عبدالغفار حسن رحمانی
○ دارالعلم' آب پارہ مارکیٹ' اسلام آباد' 1409/1989ء
عظمت حدیث میں مولانا عبدالغفار حسن صاحب نے اپنے مقالہ جات کے علاوہ اپنے دادا مولانا عبدالجبار عمرپوری' اپنے والد محترم مولانا عبدالستار حسن عمرپوری اور اپنے بیٹے مولانا صہیب حسن کے مقالہ جات در رد فتنہ انکار حدیث یکجا کر دیئے ہیں۔ اس خاندان کی چار پشتیں (نسلیں) تقریباً" 95 سال سے فتنہ انکار حدیث کے رد میں مصروف ہیں اور یہ شرف اسی خاندان کو ہی حاصل ہے۔ (اللھم زد فزد)

40- علوم الحدیث' مصنفہ: ڈاکٹر صبحی صالح' ترجمہ: پروفیسر غلام احمد حریری
○ ملک سنز' کارخانہ بازار' فیصل آباد' طبع سوم 1981ء
حرف آغاز کے تحت لکھے گئے صفحات میں برصغیر میں فتنہ انکار حدیث پر عمدہ تبصرہ ہے۔ اس کے علاوہ کتاب میں حجیت حدیث اور تدوین حدیث جیسے اہم مباحث پر تفصیلی معلومات پائی جاتی ہیں۔

41- سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟
محمد عاصم الحداد
○ اسلامک پبلشنگ ہاؤس' لاہور' 1991ء
سنت کا ماخذ' وحی' اتباع سنت کی فرضیت' احکام میں سنت کا قرآن کے ساتھ مقام اور تاریخ تدوین سنت جیسے اہم عنوانات پر معلومات کے علاوہ منکرین کے بعض شبہات کا بہترین رد ہے۔

42- سنت' قرآن حکیم کی روشنی میں' مولانا عبدالغفار حسن
○ شعبہ نشرواشاعت' جامعہ تعلیمات اسلامیہ جناح کالونی' فیصل آباد

43- سنت' قرآن کے آئینہ میں' از شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ
○ ناظم انجمن اشاعۃ السنۃ' جناح کالونی' فیصل آباد

44- صحیفہ ھمام بن منبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اضافی دیباچہ: غلام احمد حریری
○ ملک سنز' کارخانہ بازار' فیصل آباد
اضافی دیباچہ میں فتنہ انکار حدیث کی اصلیت واضح کی ہے تدوین حدیث کے حوالے سے ان کا منہ بند کیا ہے۔

45- **صحیح قرآنی فیصلے' مولانا فضل احمد غزنوی' ○ مکتبہ احیاء السنتہ' لاہور**

پرویز کی کتاب قرآنی فیصلے کا دندان شکن جواب ہے۔

46- صحیح مقام حدیث (2 جلد) مولانا فضل احمد غزنوی
○ ادارۂ تبلیغ الاسلام' حیدر آباد' سندھ۔

پانچ صد قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے کہ احادیث حجت دین ہیں۔ اسلام میں تشریعی حیثیت رکھتی ہیں۔ نیز قرآن کی طرح حفاظت حدیث کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ اس کو بھی ستر آیات سے ثابت کیا ہے۔

47- **علوم الحدیث و حجیت حدیث' بقیۃ المحدثین حافظ عبدالمنان نور پوری**

○ غیر مطبوعہ نوٹس فوٹو کاپی کی شکل میں پائے جاتے ہیں۔
حضرت حافظ صاحب نے اپنے مخصوص' مسکت اور دو ٹوک انداز میں منکرین حدیث کے اعتراضات کی خوب خبرلی ہے۔ جوابات میں محدثانہ رنگ غالب ہے۔

48- فتنہ انکار السنۃ فی شبہ القارۃ الہندیۃ الباکستانیۃ
اعداد: د/ سمیر عبدالحمید ابراہیم' مکتبہ دارالسلام
فی الحال مکتبہ دارالسلام نے یہ خدمت طبع کی شکل میں ادا کی ہے۔ اللہ کرے اس عمدہ کتاب کا ترجمہ بھی جلد آجائے تاکہ علماء کے علاوہ عوام الناس بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

49- **فہم حدیث از حافظ محمد عبدالقیوم ندوی' ○ کراچی**

عظمت حدیث کا ناقابل انکار دلائل سے ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔ نیز فتنہ انکار حدیث کے ظہور پذیر ہونے میں جماعت اہل حدیث کا بھی کوئی گناہ ہے۔ اس بے ہودہ اعتراض کا بھی رد کیا ہے۔

50- قرآن اور عورت' پروفیسر محمد دین قاسمی' ○ ادارۂ مطبوعات تکبیر' کراچی
کج فہمی کی وجہ سے منکرین حدیث ہمیشہ اسلام کی عورت کے بارے تعلیمات کو ہدف تنقید بناتے رہتے ہیں۔ محترم قاسمی صاحب نے نقلی' عقلی' عملی کے ساتھ ساتھ جدید تحقیق رپورٹوں کی مدد سے اسلامی تعلیمات کی حقانیت کو ثابت کر کے ان کا منہ بند کیا ہے۔

51- القرآنیون و شبہاتھم حول السنتہ' خادم حسین الٰہی بخش
○ منکرین حدیث کے عقائد و نظریات اور اعمال و اطوار کے بارے بہترین جامع انداز میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحلیلی مواد کو محیط ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کو اس فتنہ سے آگاہی کے علاوہ اسکی خباثتوں سے محفوظ رکھنے میں بھی عمدہ کردار ادا کرتی ہے۔

-52 قضیۃ الحدیث فی حجیۃ الحدیث

مولانا ابوالقاسم بنارسی

○ مکتبہ سلفیہ' لہریا سرائے در بھنگہ کی طرف سے "مشعل راہ" نامی کتاب میں صفحہ 161 تا 187 یہ مضمون پایا جاتا ہے۔ جس میں مولانا بنارسی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی مختلف پیشین گوئیوں کی عملی صداقت سے حجیت حدیث پر اچھوتا استدلال پکڑا ہے اور منکرین حدیث کو یوں راہ ہدایت دکھلائی ہے۔

-53 کتابت حدیث تا عہد تابعین' ترتیب: محمد خالد سیف

ناشر: شیخ محمد اشرف تاجر کتب' کشمیری بازار' لاہور

کتابت و تدوین حدیث کا تاریخی جائزہ لیا ہے۔ نیز کتابت حدیث سے منع والی روایت پر بھی ایک نظر ڈالی ہے اور اصول حدیث و محدثین کے حوالے سے اس کی حیثیت واضح کی ہے۔

-54 کتابت حدیث عہد نبویؐ میں' حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی

○ مکتبہ غزنویہ' 4 شیش محل روڈ' لاہور

-55 مسئلہ قربانی اور پرویز' پروفیسر محمد دین قاسمی

○ ادارہ علوم اثریہ' منٹگمری بازار' فیصل آباد

-56 مشکلات الاحادیث النبویۃ' علامہ عبداللہ القصیمی' ترجمہ بنام "بینات" از: مولانا محمد نصرت اللہ مالیر کوٹلوی

○ ادارۃ اشاعۃ السنۃ' شیش محل روڈ' لاہور 1374ھ/1955ء

منکرین حدیث کی طرف سے بعض احادیث پر اعتراضات کا مسکت جواب ہونے کی بنا پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے عربی متن اور ترجمہ ہر دو کی الگ طبع کا اہتمام کیا۔

-57 مصباح الحدیث' ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر' ○ شیخ محمد بشیر اینڈ سنز' لاہور

حجیت حدیث کے دلائل اور منکرین حدیث کے رد پر عمدہ مضمون ص 4 تا 26 پھیلا ہوا ہے۔

-58 مطالعہ حدیث' متکلم اسلام علامہ محمد حنیف ندوی'

○ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور' 1979ء

منکرین حدیث کی ہمنوائی کا شوق پورا کرنے والوں کو راہ ہدایت دکھلانے کی غرض سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب ندوی صاحب نے یہ کتاب تحریر فرمائی۔

59- مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ الحافظ جلال الدین السیوطی
ترجمہ بنام: حجیت سنت محمدیہ ﷺ ترجمہ و تحشیہ: خالد گھرجاکھی
ناشر: ادارۃ احیا السنۃ' گھرجاکھ' طبع رابع' 1986ء
ادارہ نے اس فتنہ کے حوالے سے کتاب کی افادیت کے پیش نظر عربی متن اور ترجمہ الگ الگ شائع کر کے عمدہ خدمت سرانجام دی ہے۔

60- مقالات داؤد غزنوی' جمع و ترتیب: مولانا محمد حنیف یزدانی
○ مکتبہ نذیریہ' لاہور
تاریخ جمع و تدوین احادیث رسول اکرم ﷺ کے بارے ص 401' تا ص 429 مقالات موجود ہیں۔

61- مقالات محمود' از قلم: مولانا محمود احمد میرپوری' مرتبہ: ثناء اللہ سیالکوٹی
ناشر: مرکزی جمعیۃ اہل حدیث' برطانیہ' جولائی' 1996ء
فتنہ انکار حدیث کے عنوان کے تحت میرپوری مرحوم کا مقالہ ص 55 تا ص 109 پھیلا ہوا ہے۔

62- مکانۃ الحدیث فی التشریع الاسلامی المعروف بہ حدیث رسول اور پرویز
محمد بن عبداللہ شجاع آبادی' ○ ملتان

63- مناظرہ مابین مولوی عبداللہ چکڑالوی اہل قرآن
مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' ○ مطبوع: جگہ اور سن درج نہیں ہیں
مولانا محمد ابراہیم میر کے دستخط بتاریخ 14 جولائی 1906ء موجود ہیں۔

64- منکرین حدیث کا جنازہ' ناشر: مکتبہ اہل حدیث' سوہدرہ' گوجرانوالہ
منکرین حدیث کے جنازہ وغیرہ کے طریقے کو شائع کیا گیا ہے تاکہ باعث عبرت رہے۔

65- نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری
مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری
○ ندوۃ المحدثین' گوجرانوالہ' 1982ء
سنت کی نصرت و حمایت میں لکھی جانے والی یہ کتاب منکرین حدیث کے سب سے بڑے ہدف "بخاری شریف" کے بارے اشکالات سے نجات کے بارے بڑا مواد رکھتی ہے۔

66- اربعین قرآنی در مدح احادیث سلطانی' از مولانا محمد رفیق خاں پسروری مرحوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ مکتبہ اہل حدیث پسرور

قرآنی آیات لکھ کر بتایا گیا ہے کہ جب تک احادیث سے مدد نہیں لیں گے۔ آیات کا نہ مفہوم واضح ہو گا نہ حکم پورا ہو گا۔

67- محمدیات' از مولانا محمد جونا گڑھی"

مولانا نے اپنے مجموعے میں فتنہ انکار حدیث کا شاندار رد کیا ہے اور جو لوگ کسی نہ کسی وجہ سے ان کی ہمنوائی کرتے ہیں۔ انہیں بھی راہ ہدایت دکھلاتی ہے۔

رسائل و جرائد

تقسیم ہند سے پہلے اور قیام پاکستان کے بعد اہل حدیث کے تبلیغی و تعلیمی رسائل و جرائد کا ہفتہ دار' پندرہ روزہ' ماہانہ سلسلہ بڑے وسیع پیمانے پر جاری ہے (اللھم زد فزد)

رد منکرین حدیث کے حوالے سے چند ایک رسائل و جرائد میں بعض مضامین کی نشان دہی کی جا رہی ہے۔ یہ تو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہے۔ تفصیلات تو الگ سے ایک تفصیلی مضمون کی متقاضی ہیں۔ کیونکہ اہل حدیث رسائل و جرائد میں رد منکرین حدیث کی داستان تقریباً" ایک صدی پر محیط ہے۔

1- "احیاء السنۃ' لاہور' جلد 1' نمبر1' 15 نومبر1903ء

مولانا عبدالعزیز صاحب کی طرف سے عبداللہ چکڑالوی کا رد

2- ماہنامہ "اشاعۃ السنۃ" نمبر 7 جلد 13 اور جلد 14 (مکمل)

حدیث نبویؐ اور نیچری و عیسائی وغیرہ عنادین کے تحت مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریریں۔

3- ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور' (حجیت حدیث نمبر) جلد 7 شمارہ 28- 29

5 تا 12 رجب 1375/ 17 تا 24 فروری 1956ء

انکار حدیث یا انکار رسالت' حجیت حدیث' تدوین حدیث' فتنہ انکار حدیث کا عقلی اور تاریخی تجزیہ جیسے اہم مقالات کے علاوہ فتنہ انکار حدیث پر منظوم کلام بھی پایا جاتا ہے۔

4- ماہنامہ "ترجمان' دہلی' نومبر1956ء

صحیح اسلام بجواب دو اسلام از مولانا عبدالعزیز رحمانی کا' نولی قسط وار جواب۔

5- ماہنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور

وقتاً" فوقتاً" دیگر مضامین کے علاوہ محدث العصر حافظ محمد گوندلوی صاحب کی "دوام حدیث" قسط وار شائع ہوئی۔

6- ماہنامہ "رحیق" لاہور' جمادی الاولیٰ 1377ھ/ دسمبر1957ء

اس شمارے میں "حفاظت حدیث کا اہتمام" کے عنوان کے تحت حافظ محمد گوندلوی صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے۔ احادیث نبویہ کی حجیت و حفاظت از مولانا عبدالرؤف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھنڈا نگری جلد 2 (1377ھ/1958ء) میں قسط وار جاری رہا۔

7- پندرہ روزہ "صحیفہ اہل حدیث" کراچی (حدیث نمبر) جلد 32 نمبر 11- 18 جمادی الثانی۔ رمضان 1371ھ/مارچ۔ جون 1952ء

حجیت حدیث، تدوین حدیث سے لیکر انکار حدیث تک ہر طرح کے مضامین شامل اشاعت ہیں۔

8- ماہنامہ "ضیاء السنۃ" کلکتہ، 1319ھ/1902- 1906ء

دلائل و براہین سے عبداللہ چکڑالوی کے گمراہ نظریہ کا ابطال پایا جاتا ہے۔

9- ماہنامہ "محدث" لاہور، اکتوبر 1995ء

"سنت نبویؐ وحی پر مبنی اور محفوظ ہے" کے زیر عنوان غازی عزیر صاحب کا جامع مضمون 75 صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ حدیث نبویؐ بھی وحی ہے۔

10- ہفت روزہ اہل حدیث: مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ترجمان بھی فتنہ انکار حدیث کی سرکوبی میں پیش پیش ہے اس نے غلام احمد پرویز کی ریشہ دوانیوں اور کذب بیانیوں کا پردہ چاک کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

دفاع حدیث کیلئے اہل حدیث کی دیگر کاوشیں

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں کی ابتداء پر فتنہ انکار حدیث کے ظہور پذیر ہوتے ہی اکابرین اہل حدیث اس کے رد میں میدان میں نکل آئے۔ تحریری طور پر اس کے شکوک و اعتراضات کے رد کے ساتھ ساتھ زبانی بحث و مباحثہ اور مناظرہ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ بذریعہ خط و کتابت سامان ہدایت مہیا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ کتب حدیث کی تدریس کے دوران ایسے گمراہ کن نظریات، کھوکھلے شبہات اور بے وقعت اعتراضات کا زبردست رد کرتے چلے آ رہے ہیں۔ تاکہ طالبان حدیث اس فتنہ کی تباہی و بربادی سے خوب آگاہ رہیں۔ عمل بالحدیث کی فکر کو علمی، فکری طور پر اذہان و قلوب میں مرتسم کرنے کے علاوہ بالفعل حدیث نبویؐ کے مطابق زندگی گزار کر لوگوں کو عملی طور پر ثابت کرتے چلے آ رہے ہیں کہ حدیث نبویؐ آج بھی انسانیت کی بہترین اور جامع راہنما ہے اور اس کے مطابق تیار شدہ افراد ہی ہر معاشرے اور جملہ انسانیت کے انتہائی اعلیٰ اقدار کے حامل افراد ہو سکتے ہیں۔ مختلف مجالس اور جلسوں میں بذریعہ تقریر حدیث نبویؐ کا دفاع کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔ فتنہ انکار حدیث اور حجیت حدیث کے حوالے سے اہم تقاریر کرنے والے بعض اکابرین جماعت اہل حدیث کے نام دیئے جا رہے ہیں۔

--- شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ

--- محدث دوراں مولانا سلطان محمود جلال پوریؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

--- خطیب العصر اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ
--- بقیۃ المحدثین حافظ عبدالمنان نور پوری
--- فضیلۃ الشیخ حافظ محمد شریف، جامعہ سلفیہ فیصل آباد
--- پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس زبیر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد
--- پروفیسر عبدالجبار شاکر، ڈائریکٹر پنجاب پبلک لائبریریز، لاہور

اہمیت و حجیت کے علاوہ فتنہ انکار حدیث کے تاریخی جائزہ، اسباب ظہور، رد شبہات، احباب جماعت کے تیارہ کردہ لٹریچر کی تعارفی فہرست اور دیگر تدار کی کاوشوں کا اجمالی تذکرہ اور خاکہ پیش خدمت ہے۔ قیاس کن زایں گلستان مرا

حدیث نبویؐ کے دفاع اور منکرین حدیث کے رد میں اہل حدیث کی یہ داستان تقریباً ایک صدی پر محیط ہے۔ اس کی کاوشوں کے دائرے کی وسعت بھی سامنے ہے۔ وقت اور حجم کے اعتبار سے یہ عظیم سلسلہ حدیث نبویؐ اور خود صاحب حدیث ﷺ سے عقیدت و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پیغمبر اسلام سے دلی وابستگی کے علاوہ اسلام کے بارے بھی بڑے حساس ہیں۔ جب بھی کوئی کج فکر، کم علم، ناقص العقل، پست کردار اغیار کا خریدار اسلام کے چشمہ صافی کو مکدر، مسلمات کو مشکوک اور تعلیمات کو مردود ٹھہرانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ سینہ ٹھونک کر مدمقابل آ جاتے ہیں اور مکمل خالص اسلام یعنی قرآن کے ساتھ ساتھ خاص طور پر سنت نبویؐ کی صداقت ثابت کرنے میں تن، من، دھن کی بازی لگا دیتے ہیں اور یہ نصیب کی بات ہے کہ لوگ تو اپنی اپنی وابستگی کے دفاع میں عمر، علم اور تمام صلاحتیں کھپا کر پھر پچھتاتے ہیں کہ "عمر تو یونہی گنوا دی" لیکن اب پچھتائے کیا ہوت.... جبکہ اہل حدیث ہونے کے ناطے حدیث نبویؐ کا دفاع اہل جماعت کا مقدر ٹھہرا

______ زہے نصیب

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلھم

بقیہ: چودھویں صدی ہجری - ایک نگاہ بازگشت۔

علماء کی ایک ایسی کھیپ تیار کی جو ان علاقوں میں دعوت و تبلیغ، تعلیم و تدریس اور دیگر دینی شعبوں میں نہایت مفید خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

اس طرح اور بھی متعدد حضرات اور شخصیات ہیں جن کی خدمات اور کارنامے گزشتہ صدی کی علمی، ادبی، دینی یا تعلیمی و تدریسی یا تبلیغی و دعوتی تاریخ میں نمایاں جگہ پانے کے مستحق ہیں، جیسے مولانا عبدالتواب ملتانی، ان کا خاندان، مولانا عبدالحق ہاشمی اور ان کا خاندان، کراچی میں مولانا عبدالوہاب ملتانی (بانی جماعت غرباء اہلحدیث) اور ان کا خاندان اور دیگر اہل علم اور علمی و دینی خاندان۔ کاش کوئی دیدہ ور مورخ ان سب کی خدمات کو قلم بند کرے۔ یوں عمل بالحدیث کی تحریک کا نہایت ولولہ انگیز تذکرہ بھی مرتب ہو جائے گا اور اصحاب علم و عمل کی زندگیوں کا حسین مرقع بھی، جس میں عظمت رفتہ کی تابناکیاں بھی ہوں گی اور مستقبل کے بلند عزائم اور عظیم منصوبوں کا خاکہ بھی اور جماعت کے حالیہ تناظر میں غور و فکر کا سامان بھی۔ واللہ ھو الموفق والمعین والیہ المرجع والمآب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں اہل حدیث کی سیرت نگاری

جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
(ڈائریکٹر سیرت چیئر) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

اہلحدیث سے مراد اہل سنت کا وہ گروہ ہے جو قرآن مجید کے ساتھ حدیث نبویؐ کو اسلامی شریعت کا حقیقی سرچشمہ قرار دیتا ہے اور دین و شریعت کے معاملات میں تقلید شخصی کا قائل نہیں اس کے نزدیک اسلام کے اولین دور میں صحابہ کرامؓ' تابعین اور تبع تابعین کا یہی مسلک تھا۔ قرون اولی میں اہل حدیث کی اصطلاح محدثین کے لیے بھی مستعمل تھی لیکن کتب حدیث' فقہ اور تاریخ و سیر میں اہلحدیث کا لقب عامل بالحدیث والسنہ کے لیے ہر دور میں استعمال ہوتا رہا ہے حدیث کی روایت و حفاظت' ترویج و اشاعت اور اتباع سنت ہمیشہ اہلحدیث حضرات کا طرہ امتیاز رہا ہے انہیں وہابی کہنا علمی اور تاریخی لحاظ سے غلط ہے کیونکہ وہابی شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہم مسلک اہل نجد کو کہا جاتا ہے اور وہ حضرت امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں جبکہ اہلحدیث تقلید شخصی کے قائل ہی نہیں۔

اہلحدیث کے عقائد خالص سلفی ہیں توحید اور اتباع سنت ان کا امتیازی نشان ہے' صفات الہی کے بارے میں بھی ان کا مسلک خالص سلفی ہے شرک کو حرام اور بدعت کو ضلالت و گمراہی سمجھتے ہیں' توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی سے کوسوں دور رہتے ہیں آنحضرت ﷺ نیز دیگر انبیاء کرامؑ کی عصمت کے قائل ہیں۔

پہلی صدی ہجری میں اس تحریک کا مقصد تعمیل و ترویج سنت نبوی تھا دوسری اور تیسری صدی میں یہ تحریک فقہی اور علمی صورت اختیار کر گئی اور اہل حدیث اور اہل رائے دو مستقل گروہ بن گئے۔ اگرچہ دونوں مسلکا" اہل سنت کہلاتے تھے۔

برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی اسلام کی۔ اسلام کا ابتدائی قافلہ جب وارد ہند ہوا تو اس وقت تقلیدی مذاہب کا کہیں وجود نہ تھا تمام کا ملجا و ماوی اللہ تعالی کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث و سنت تھا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد: "لاتزال طائفة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

من امتی ظاہرین علی الحق"(1) کے مطابق تقلید و جمود کے رواج پا جانے کے باوجود یہاں ہر دور میں خال خال ہستیاں ایسی رہی ہیں جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے نقش قدم پر کتاب و سنت کو ہی دین کی اصل بنیاد قرار دیا۔ پھر آخری دور میں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑے پر حکمت انداز سے یہاں کے جامد ماحول میں تحریراً" اور ان کے بعد حضرت امام شاہ محمد اسماعیل شہید اور ان کے رفقا نے عملاً" ایسا ارتعاش پیدا کیا جس کی صدائے بازگشت قریہ قریہ اور بستی بستی سنائی دینے لگی۔ شرک کی جگہ توحید اور بدعات کی جگہ سنت کا چرچا ہونے لگا۔ مدارس میں (جہاں پہلے حدیث پاک کی ایک آدھ کتاب محض بطور تبرک پڑھائی جاتی تھی) کتب ستہ کو شامل نصاب کر کے اس کی تعلیم و تدریس کا آغاز کیا گیا اور کتب احادیث کی شروح و حواشی نیز ان کے تراجم اور ان کی نشرو اشاعت کا اہتمام کیا جانے لگا تاکہ دین اسلام کے دوسرے بڑے ماخذ سے براہ راست تعلق عام اور آسان ہو سکے۔ اس سلسلے میں علمائے اہلحدیث نے بہت خدمات سرانجام دیں۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی' مولانا شمس الحق محدث ڈیانوی کی عون المعبود شرح السنن ابی داؤد بہت ہی مشہور ہیں۔

تاریخ و رجال کی کتابوں سے یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ برصغیرپاک و ہند میں اسلام دو راستوں سے آیا ہے ایک سندھ کی طرف سے اور دوسرا شمال مغربی جانب سے' بلکہ پہلے قافلہ میں تو وہ حضرات بھی شامل تھے جن کا شمار صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے جن کی تعداد پچیس شمار کی گئی ہے ان کے علاوہ یہاں تابعین کرام و تبع تابعین نے بھی قدم رنجہ فرمایا۔ جن میں موسیٰ بن یعقوب ثقفی' اسرائیل بن موسیٰ' حباب بن فضالہ الذہلی' قیس بن ثعلبہ' زیاد بن رباح قیس بصری' سعد بن ہشام' ربیع بن صبیح بصری' عطیہ عوفی' ابو معشر نجیع سندھی' معاویہ بن قرۃ المزنی' عبداللہ بن محمد علوی رحمہم اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے یہاں علم حدیث کا درس دیا انہیں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا کہ یہاں کے افراد کا عموماً" تعلق براہ راست کتاب و سنت سے تھا۔ چنانچہ مشہور مورخ علامہ بشاری مقدسی احسن تقاسیم میں سندھ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یہاں کے ذمی بت پرست اور مسلمانوں میں اکثر اصحاب الحدیث تھے یہاں مجھے قاضی ابو محمد احمد بن محمد المنصوری سے ملنے کا اتفاق ہوا جو مذہب داؤد ظاہری کے پابند تھے(2)

اہل حدیث نے ترویج حدیث اور عمل بالسنۃ کے لیے ہر جگہ اور ہر دور میں بڑی سرگرمی کا اظہار کیا برصغیرپاک و ہند میں بھی تحریک اہلحدیث ابتدائی عہد سے موجود رہی(3) المقدسی (م 375ھ) نے اقلیم سندھ میں اکثریت کو مسلک اصحاب الحدیث کا پابند بتایا ہے(4) ابن حزم (م 456ھ / 1064ء) کے نزدیک بھی اس علاقے میں طالبان قرآن و سنت کی اکثریت تھی جنہیں وہ ظاہری کے لقب سے یاد کرتے ہیں(5) مغلوں کے آخری دور میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م 1176ھ / 1762ء) اور ان کے خاندان نے تحریک اہلحدیث کو بڑی تقویت پہنچائی(6) ان کے بعد تعلیمی و تدریسی خدمات کے ساتھ عملی و نظری اعتبار سے حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی المعروف بہ شیخ الکل حضرت میاں صاحب (م 1320ھ / 1902ء) جانشین شاہ محمد اسحاق محدث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہلوی نے اہلحدیث مسلک کو بڑا رواج دیا(7) پھر ان کے سینکڑوں تلامذہ نے یہ تحریک برصغیر کے گوشے گوشے میں پہنچا دی۔ انیسویں صدی کے نصف اواخر اور بیسویں صدی کے ربع اول میں عالم اسلام کے اندر حدیث دان علماء بہت کم نظر آتے ہیں لیکن برصغیر پاک و ہند میں حدیث کا چرچا تھا۔ بلکہ یہ ملک طالبان علم حدیث کا مرجع و ماویٰ بنا ہوا تھا۔ ترویج علم حدیث اور احیائے سنت کے سلسلہ میں علامہ رشید رضا مصری (م 1354ھ / 1935ء) نے بھی علمائے اہلحدیث کی گراں قدر خدمات کا اعتراف بڑے شاندار الفاظ میں کیا ہے(8)

سندھ میں عرب حکومت کمزور پڑ جانے کے بعد شمال مغربی سرحد کی جانب سے جب غزنویوں اور غوریوں کی حکومت یہاں قائم ہوئی تو براہ راست محدثین کی آمدورفت کم ہو گئی۔ ان کی بجائے خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ کے علماء یہاں فروکش ہوئے اس دور میں مذاہب اربعہ کا رواج کسی قدر ہو چکا تھا۔ فاتحین حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے' ان فقہاکرام کا تعلق علم حدیث سے نہایت کم تھا جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے صراحت کی ہے "واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما وحديثا"(9)

انہی عوامل کی بنا پر برصغیر میں حنفی مسلک کو فروغ حاصل ہوا' یہاں کے عوام کیا علماء کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا رشید احمد ارشد استاذ جامعہ کراچی لکھتے ہیں:

یہاں کے علماء حدیث کی اعلیٰ تعلیم کو غیر ضروری سمجھنے لگے بلکہ اس فن میں انتہائی معراج مشارق الانوار اور مشکوۃ المصابیح کی تعلیم ہوتی تھی اور یہ تعلیم بھی محض برکت حاصل کرنے کے لیے ہوتی تھی۔ اس کا مقصد مسائل کا استنباط اور فقہی مسائل کا اثبات نہ ہوتا تھا(10) اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شیخ شمس الدین ترک جب آٹھویں صدی ہجری میں سلطان علاؤالدین خلجی کے دور میں وارد ہند ہوئے تو یہاں کے حالات کے متعلق سلطان وقت سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

"میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں احادیث مصطفیٰ ﷺ کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ فقیہوں کی روایت پر عمل کی دیواریں استوار کی جاتی ہیں۔ تعجب ہے کہ جس شہر میں لوگ حدیث کی موجودگی میں فقہ کی روایت پر عمل کریں وہ شہر تباہ کیوں نہیں ہو جاتا اور اس پر آسمانی مصائب کیوں نہیں ٹوٹنے لگتے؟(11)

علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم عہد تغلق میں علم حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: "اس عہد میں اس ملک میں علم حدیث کے ساتھ لوگوں کو جو بے اعتنائی تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں مسئلہ سماع کی تحقیق کے لیے علماء کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔ مناظرہ کے ایک فریق شیخ نظام الدین سلطان الاولیاء تھے اور دوسری طرف تمام علماء تھے۔ شیخ کا بیان ہے کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا تھا تو علماء بڑی جرات و بے باکی سے کہتے تھے کہ اس ملک میں حدیث پر فقہی روایت مقدم سمجھی جاتی ہے اور کبھی یہ کہتے کہ چونکہ اس حدیث سے شافعی نے استدلال کیا ہے اور وہ ہمارا مخالف ہے اس لیے ہم اس کو نہیں مانتے(12)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ واقعہ میر خورد نے سیرالاولیاء میں، مولانا ضیاء الدین صاحب تاریخ فیروز شاہی نے "حسرت نامہ" میں اور قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ فرشتہ میں نقل کیا ہے۔ یہ مجلس مناظرہ چاشت سے سایہ ڈھلنے تک قائم رہی۔ فرشتہ کے یہ الفاظ بڑے دردناک ہیں کہ شیخ کے جواب میں وقت کے قاضی نے کہا:

"قاضی گفت ترا بہ حدیث چہ کار تو مرد مقلدی روایت از ابوحنیفہ بیارتا .معرض قبول افتاد۔ شیخ گفت سبحان اللہ من حدیث صحیح مصطفوی ﷺ نقل می کنم و توازیں روایت ابوحنیفہ می خواہی"

اور یہ الفاظ تو مولانا برنی نے بھی نقل کیے ہیں کہ شیخ کے جواب میں علماء نے کہا:

"می خواہی در شہرما عمل بروایت فقہ مقدم ست برحدیث"

قصہ مختصر کہ اس واقعہ کے ذکر کرنے میں سبھی مورخین متفق ہیں البتہ فرشتہ نے یہ بات زائد لکھی ہے کہ شیخ نے جو حدیث پیش کی اس کے الفاظ تھے "السماع مباح لاہلہ متمسک" اگر یہ فرشتہ کا وہم نہیں تو اس سے اس عہد کی حدیث دانی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جبکہ یہ فقرہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں بطور فتوی نقل کیا ہے اسے حدیث کہنا قطعا" غلط ہے(13)

مولانا سید سلیمان ندوی (م 1953ء) تحریک اہلحدیث کے متعلق رقم طراز ہیں:

اس تحریک کا یہ فائدہ ہوا کہ مدتوں کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا اور جو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اب تحقیق کا وہ دروازہ بند اور اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے رفع ہو گیا اور لوگ از سر نو تحقیق و کاوش کے عادی ہونے لگے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خو پیدا ہوئی اور قیل و قال کے مکدر گڑھوں کی بجائے ہدایت کے اصلی سرچشمہ مصفی کی طرف واپسی ہوئی(14)

بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں تحریک اہلحدیث کے عوامی تحریک بنانے کی کوشش شروع ہوئی اور آرہ میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے نام سے ایک ملک گیر، دینی و تبلیغی تنظیم قائم کی گئی جس نے مکتبوں اور درس گاہوں کے قیام، مبلغین کے وعظ و ارشاد اور جلسوں کے انعقاد کے ذریعے پورے برصغیر میں تحریک و مسلک اہلحدیث کو عام کر دیا۔ 1947ء میں قیام پاکستان کے ساتھ مسلکی تنظیم و تبلیغ کے لیے دو بڑے ادارے معرض وجود میں آئے۔ ایک مغربی پاکستان میں "جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان" کے نام سے جس کی شاخیں پورے ملک میں قائم کی گئیں۔ اس کے پہلے امیر مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م 1963ء) تھے۔ دوسری مشرقی پاکستان میں "جمعیت الجحدیث مشرقی پاکستان" کے نام سے، قیام پاکستان سے قبل اس کا نام "کل بنگال آسام اہلحدیث جمعیت" تھا۔ اس جمعیت کے پہلے صدر مولانا عبداللہ الکافی (م 1960ء) تھے۔ بنگال کے دیگر قائدین میں مولانا نعمت اللہ، مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبداللطیف، مولانا عباس علی اور مولانا عبداللہ الباقی (م 1952ء) رحمہم اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مغربی اور مشرقی پاکستان کے دونوں ادارے اپنے حلقوں میں مسلکی تبلیغ و تنظیم کے لیے کوشاں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تحریک کے جو اثرات پیدا ہوئے اور اس زمانہ سے آج تک ہمارے دور ادبار کی ساکن سطح میں اس سے جو جنبش ہوئی وہ ہمارے لیے بجائے خود مفید اور لائق شکریہ ہے۔ بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا توحید کی حقیقت نکھاری گئی' قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا' قرآن پاک سے ہمارا رشتہ براہ راست دوبارہ جوڑا گیا' حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس اور تالیف و اشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ساری دنیائے اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی نیز فقہ کے بہت سے مسائل کی چھان بین ہوئی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباع سنت نبوی ﷺ کا جو جذبہ گم ہو گیا تھا وہ سالہا سال تک کے لیے دوبارہ پیدا ہو گیا۔

اس تحریک کی ہمہ گیر تاثیر یہ بھی تھی وہ "جہاد" جس کی آگ اہل اسلام کے دلوں میں ٹھنڈی پڑ گئی تھی وہ پھر بھڑک اٹھی۔ یہاں تک کہ ایک زمانہ گزرا کہ وہابی اور باغی مترادف لفظ سمجھے گئے اور کتنوں کے سر قلم ہو گئے۔ کتنوں کو سولیوں پر لٹکنا پڑا اور کتنے پابجولاں دریائے شور عبور کر دیئے گئے یا تنگ کوٹھڑیوں میں انہیں بند ہونا پڑا۔

اہل حدیث علمی اور عملی دونوں میدانوں میں کام کرتے رہے ہیں اس مضمون میں برصغیر پاک و ہند کے علماء اہل حدیث کی صرف سیرت النبی ﷺ سے متعلق تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے۔

تصانیف

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری (م 1930ء)

1- سید البشر (اردو) صفحات 96

اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی ولادت سے پہلے کے واقعات' پیدائش' پرورش' شادی' نبوت اور آپ کے اخلاق پر مختصراً" روشنی ڈالی گئی ہے۔

2- اسوہ حسنہ (اردو) صفحات 40

یہ کتاب قاضی صاحب کی تقاریر پر مشتمل ہے جو آپ نے سیرت نبوی کے موضوع پر مختلف مقامات پر کیں اور ان تقاریر میں آپ نے آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

3- مہر نبوت (اردو صفحات 40)

اس کتاب میں قاضی صاحب نے سیرت طیبہ' خلق محمدی ﷺ اور نبوی تعلیمات کو مختصراً" بیان کیا ہے۔

4- رحمۃ للعالمین (اردو) 3 جلد مجموعی صفحات 1458

یہ کتاب نبی ﷺ کی پوری زندگی پر نہایت مستند کتاب ہے اور صحیح روایات سے مرتب و مدون کی گئی ہے' تمام علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ سیرت نبوی ﷺ پر اس سے بہتر کتاب برصغیر پاک و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہند میں نہیں لکھی گئی۔

5- رحمۃ للعالمین (عربی) 3 جلد، مجموعی صفحات 1333

جلد اول، سوم عربی ترجمہ از مولانا ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازھری (بنارس) بھارت

جلد دوم، ـــ عربی ـــ ترجمہ از مولانا، عبدالسلام عین الحق سلفی (بنارس) بھارت

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (م 1367ھ)

6- اسلامی تاریخ (اردو) صفحات 32

آنحضرت ﷺ کے حالات طیبہ بطور حکایت طیبہ قلمبند کئے گئے ہیں۔

7- محمد رشی۔

8- مقدس رسول ﷺ

امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م 1275ھ)

9- زادالمتقین (اردو) صفحات 48

اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی والدہ، رضاعی والدہ اور ازواج مطہرات کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

10- العجالۃ الخضریہ فی جمع الرسالۃ و البشریۃ (اردو) صفحات 124

11- سیرۃ المصطفیٰ (اردو) 2 جلد مجموعی صفحات 372

اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کے فضائل، سیاسی و تاریخی واقعات، اشاعت اسلام، ہجرت مدینہ وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں خاص طور پر غیر مسلموں کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد (م 1377ھ)

12- رسول رحمت (اردو) صفحات 799

یہ کتاب آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر ہر پہلو سے جامع ہے، یہ کتاب مولانا آزاد کے ان مقالات و تحریرات پر مشتمل ہے جو آپ نے سیرۃ النبی ﷺ پر لکھے۔ اس کتاب کے مرتب مولانا غلام رسول مہر (م 1975ء) ہیں۔ مولانا آزاد کی سیرت طیبہ پر دوسری کتابیں حسب ذیل ہیں:

13- خصائص محمدیہ

14- سیرت طیبہ ماخوذ از قرآن مجید

15- ولادت نبوی

مولانا محمد داؤد راز دہلوی (م 1402ھ)

16- سیرت مقدس (اردو) صفحات 56

اس مختصر مجموعہ کی تفصیل اس طرح ہے:

باب اول ـــ پیدائش سے ابتدائے نبوت تک

باب دوم ـــ ابتدائے نبوت سے ہجرت تک

باب سوم ـــ مدنی زندگی تاوفات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

17- مقدس مجموعہ (اردو) صفحات 192
اس کتاب میں رحمت عالم ﷺ کی مقدس زندگی کے واقعات اور آپ ﷺ کی مختلف دعائیں جمع کی گئی ہیں۔

مولانا محمد صادق سیالکوٹی (م 1986ء)

18- سید الکونین (اردو) صفحات 438
اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ از پیدائش تا وفات بیان کی گئی ہے۔
19- جمال مصطفیٰ (اردو) صفحات 544
اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی فوقیت تمام انبیاء کرامؑ پر بیان کی گئی ہے۔
20- ساقی کوثر (اردو) صفحات 78
اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے گئے ہیں۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م 1959ء)

21- رہبر کامل (اردو)
اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ مختلف عنوانات کے تحت عمدہ پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری

22- الرحیق المختوم (عربی)
سیرۃ نبوی پر جامع کتاب ہے۔ تمام واقعات قرآن و حدیث اور مستند تاریخ سے اخذ کئے گئے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے مصنف کو پہلا انعام ملا۔
23- الرحیق المختوم (اردو) صفحات 706
مصنف نے خود عربی سے اردو ترجمہ کیا ہے اور اس کے ساتھ کچھ حذف و اضافہ بھی ہے ہر اعتبار سے یہ عربی کتاب سے زیادہ مفید ہے۔
24- الرحیق المختوم (انگریزی) یہ کتاب کا انگریزی ترجمہ ہے

مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م 1966ء)

25- حیات محمد ﷺ (اردو) صفحات 652
استاد محمد حسین ھیکل (مصری) کی عربی کتاب حیات محمد ﷺ کا ترجمہ

مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی (م 1378ھ)

26- معجزہ سیرت (اردو) شیخ ابن تیمیہ کی کتاب کا اردو ترجمہ
27- صداقت رسول ﷺ (اردو) امام ابن تیمیہ کے رسالہ کا اردو ترجمہ
28- اسوہ حسنہ (اردو) علامہ ابن القیم کی کتاب زاد المعاد کے اختصار کا اردو ترجمہ، سیرت نبوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مختصر مگر جامع کتاب ہے۔

مولانا محمد جوناگڑھی (م 1971ء)

29- معراج محمدی (اردو) صفحات 12
معراج جسمانی تھی یا روحانی؟ اس سوال کے جواب میں ہونے والی بدعتوں کا بیان۔

30- میلاد محمدی (اردو) صفحات 28 قرآن و حدیث اور فقہ سے رسم میلاد کی تردید۔

31- حیات محمدی (اردو) صفحات 24 رسول ﷺ عالم الغیب نہ تھے اس کا بیان

32- عصمت انبیاء (قلمی) مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی (1916-1978م)

33- مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ (اردو) صفحات 66 مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ

34- عقیدۃ حیاۃ النبی ﷺ 2 جلدیں (اردو) مولانا محمد اشرف سندھو (م 1964ء)

35- حیاۃ النبی ﷺ (اردو) مولانا عبدالمجید سوہدروی

36- دلائل صدق رسالت (اردو) صفحات 64 مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری (ولادت 1910ء)

37- رسالت ایک نظر میں (اردو) صفحات 80 مولانا عبدالرب گونڈوی

38- مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ (عربی) صفحات 58 ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازھری (ولادت 1939ء)

39- علم غیب کا فتویٰ (اردو) صفحات 20 حافظ مولانا عبداللہ غازی پوری (1260-1337ھ)

40- فراسۃ المومنین فی رد ھذایہ المنکرین (اردو) صفحات 60: مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی (1275-1352ھ)

41- کشف الغطاء عن ازالۃ الخفاء۔ (اردو) صفحات 64 مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م 1322ھ)

42- شمع توحید (اردو) صفحات 66 مولانا محمد ثناء اللہ امرتسری (1287-1367ھ)

43- نور توحید (اردو) صفحات 56

44- تعظیم الابرار علی تعلیم الجبار (اردو)

45- وفاۃ النبی بجواب حیاۃ النبی ﷺ (اردو)

46- علم غیب (اردو) مولانا نور حسین گھرجاکھی

47- وفات محبوب (اردو)

48- النجم الثاقب لھدایۃ الرجل الکاذب (اردو) معلن۔ مینجر "اہلحدیث" امرتسر

49- انبیاء کی بشریت (اردو) معلن: اہلحدیث گجرات

50- عبدہ و رسولہ (اردو) مولانا الٰہی بخش سیالکوٹی

51- رسول اللہ کی بشریت (اردو) مولانا عبدالغفور ضبجانوالی گجرانوالہ پنجاب

52- الاعجاز المبین فی معجزات سید المرسلین (اردو) مولانا عبداللہ جھاؤمیاں مئو ائمہ الہ آباد

53- شق القمر معجزۃ سید البشر (اردو) صفحات 100 مولانا عبداللہ محدث چھپروی (م 1348ھ)

54- القول المس لرد الشمس (اردو) صفحات ۱۸

55- انوار اسلام (اردو) صفحات 600 مولانا شکراللہ گونڈوی (1909ء-1965ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

56- حقیقت معجزات (اردو) — مولانا ابوالکلام آزاد (1305- 1377ھ)
57- فلسفہ معجزات (اردو) — مولانا ہدایت اللہ سوحدروی
58- معجزات (اردو) — مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی (ولادت 1929ء)
59- آثار نبوت (اردو) صفحات 158 — مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی
60- تتف الشرفی رد کشف السر (اردو) صفحات 32 مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (1307-1369ھ)
61- رسالہ تردید حاضر و ناظر (2 جلدیں) (اردو) صفحات 176: مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری (ولادت 1910ء)
62- فضائل سید الانبیاء (اردو)
63- الظفر المبین (اردو) صفحات 16 — مولانا عبدالمبین منظر (1921- 1989ء)
مولانا محمد رئیس ندوی (ولادت 1938ء)
64- تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد (اردو) صفحات 121
65- رسالہ دین و شریعت (اردو) صفحات 180 — مولانا عبدالمجید اصلاحی (ولادت 1932ء)
66- النبی الامی (اردو) صفحات 224 — مولانا مختار احمد ندوی
نواب صدیق حسن خان (1258- 1307ھ)
67- الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریہ (اردو) صفحات 126
68- بلوغ العلی بمعرفۃ الحلی (اردو) صفحات 30
69- الکلمۃ العنبریۃ فی مدح خیر البریۃ (اردو) صفحات 126
70- ولادت سرور عالم (اردو) صفحات 48 — مولانا عبدالحلیم شرر (1860- 1926ء)
71- سیرۃ الاسلام (اردو) — نواب علی حسن خاں (1283- 1356ھ)
72- برد الاکباد شرح قصیدہ بانت سعاد
73- سیرۃ النبی (اردو قلمی) — مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (1260- 1337ھ)
74- سیرت محمدی (اردو) صفحات 106 — مولانا محمد صاحب جوناگڑھی (1890- 1941ء)
75- رہبر اسلام (اردو) صفحات 88 — مولانا شکر اللہ گونڈوی (1909- 1965ء)
76- ازواج النبی (اردو) صفحات 24 — مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (1295- 1375ھ)
77- رسالت و بشریت (اردو) صفحات 18 — 78- رسالہ بشریت رسول ﷺ (اردو)
79- تاریخ نبوی (اردو) صفحات 56 — 80- عصمت و نبوت 81- عصمت انبیاء
82- عصمت النبی ﷺ — 83- بشارت محمدیہ 84- سراجا" منیرا"
85- محمد ﷺ (اردو) قلمی — مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی (1916- 1978ء)
86- مکالمات نبوی (اردو) صفحات 261 مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی (م 1966ء)
87- سیاسی وثیقہ جات از عہد نبوی تا خلافت راشدہ (اردو) صفحات 344

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

88- ہمارے رسول (اردو)	خواجہ عبدالحی فاروقی
89- خیر البشر (اردو)	مولانا محمد حیات قصوری
90- سوانح پیغمبر اسلام (اردو)	مولانا عبدالوکیل دھلوی
91- سراج منیر (اردو)	مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی (1300-1357ھ)
92- محمد رسول ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں (اردو)	مولانا محمد اشرف سندھو (م 1964ء)
مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری	
93- مقالات سیرت (عربی) صفحات 40، قلمی سائز فل اسکیپ	
94- آخری نبی ﷺ (اردو)	مولانا عبداللطیف رحمانی
95- آنحضرت ﷺ (اردو)	
96- سوانح پیغمبر اسلام ﷺ (اردو)	مولانا عبدلوکیل بن عبید الرحمٰن عمرپوری
97- رسالت کے سایے میں (اردو) صفحات 189	ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازھری (ولادت 1939ء)
98- مختصر زادالمعاد فی ھدی خیر العباد (اردو) صفحات 384	
99- سیرت الرسول ﷺ (اردو)	مولانا ابوبکر محمد شیث جونپوری (1297-1359ھ)
100- ماہ یثرب (اردو)	مولانا محمد گوندی سیف ناظم بزم توحید مقام لونگ، گجرا
101- مشکوۃ الانوار (اردو)	معلن: دفتر "اہلحدیث" امرتسر
102- اسوۃ النبی ﷺ (اردو)	
103- خدا کے رسول (اردو)	مولانا محمد مہدی صاحب
104- داعی اسلام (اردو)	مولانا محمد ناصر الدین سابق ستیہ دیو جی
105- سید البشر (اردو)	مولانا ابوسعید عبدالرحمٰن فرید کوٹی
106- خیر البشر (اردو)	ناشر: انجمن اہلحدیث قصور پنجاب
107- سیرۃ النبی ﷺ (اردو)	مولانا محمد کمال علی پوری
مولانا عزیز الرحمٰن سلفی (ولادت 1949ء)	
108- ترجمہ نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین (اردو) قلمی	
109- رہبر کامل (اردو) صفحات 120	مولانا عبدالمجید اصلاحی ولادت 1932ء)
110- ترجمہ زاد المعاد (5 جلدیں) اردو قلمی	
ابوالمکرم سلفی (ولادت 1963ء)	
111- تہذیب و تلخیص کتاب "دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبھانی" (عربی) غیر مطبوع	
112- رہبر کامل (اردو)	مولانا الٰہی بخش بڑاکری (م 1334ھ)
113- تنویر السراج (اردو)	معلن: دفتر صحیفہ اہلحدیث دہلی
114- نبی معصوم (اردو)	مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (1303-1374ھ)
115- محمد رسول ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں	مولانا محمد حنیف یزدانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

116- رسالہ ختم نبوت — حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی

117- والی بطحا کے ارشادات — محمد صادق سیالکوٹی

مولانا عبداللہ قصوری (مولانا عبدالقادر قصوری کے بھائی)

118- ازواج النبی ﷺ

119- ختم نبوت — مولانا نور حسین گھرجاکھی

120- دعوت رسول ﷺ — مولانا محمد خالد خلف الرشید' مولانا نور حسین گرجاکھی

121- نبوت محمدی — عبداللہ الکافی القرشی

122- سیرت نبوی (بنگلہ) — مولانا اکرم خان (متوفی 1968ء)

123- محمدی انقلاب کے خدوخال — سید ابوبکر غزنوی

124- قربت کی راہیں

125- چہرہ نبوت قرآن کے آئینہ میں — مولانا محمد حنیف ندوی

126- شرح قصیدہ بانت سعاد — عبدالرحمٰن آزادی موسیٰ اعظمی

127- سوط النبی ﷺ علی معترض النبی ﷺ — مولوی ابوطاہر بہاری

128- قصیدہ علیا — غلام علی قصوری امرتسری

129- راہ سنت (منظوم) — سید اولاد حسن قنوجی

130- ما سبحان (نظم) — عبدالعزیز قلعہ میہاں سنگھ

131- نسبت احمدی — عبدالجبار کھنڈیلوی

132- نورالمبین — محمد یوسف شمس فیض آبادی

133- سوانح پیغمبر اسلام — عبدالوکیل دھلوی

134- اکرام محمدی (تفسیر سورۃ والضحیٰ) — مولوی عبدالستار مرحوم

پروفیسر غلام احمد حریری

135- سیرۃ سرور انبیاء (یہ حافظ ابن کثیر(774ھ) کی کتاب الفصول فی سیرۃ الرسول کا اردو ترجمہ ہے)

136- اقضیہ الرسول ﷺ (یہ کتاب دراصل ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی کے ایم۔ اے کے مقالہ کا اردو ترجمہ ہے)

137- آئینہ جمال نبوت — حافظ عبدالستار الحماد

شیخ عبداللہ الحازمی کے رسالہ "الرسول کانک تراہ" کا اردو ترجمہ ہے جس میں رسول ﷺ کے حلیہ مبارک کا حسین اور دلاویز تذکرہ ہے۔

38- آئینہ نبوت

سیرت نبوی پر مختلف مقالات کا مجموعہ' جسے مولانا منیر قمر سیالکوٹی نے مرتب کیا۔

راقم الحروف نے سیرۃ نبوی پر درج ذیل کتابیں لکھیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

139- سیرت نبوی کے مصادر و مراجع
140- الاسراء والمعراج حقائق و اسرار
141- معراج النبی ﷺ پر کئے گئے اعتراضات کا علمی جائزہ
142- مقالات سیرت (آخری کتاب ابھی زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی)
143- سرورِ کونین اغیار کی نظر میں۔ مرتبہ---- بشیر احمد سید
(گوجرانوالہ)

الحواشی

1- ابن کثیر' البدایہ والنہایہ' ج 10 ص 379 (دارالفکر بیروت)
ابن حجر' فتح الباری' ج 13' ص 19 (الریاض) طبع دوم
2- ابو عبداللہ المقدسی' احسن التقاسیم' ص 481 (القاہرہ)
3- محمد اسحاق بھٹی' نقوش اولین (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)۔
4- ابو عبداللہ المقدسی' احسن التقاسیم' ص 479
5- ابن حزم' جوامع السیرۃ' ص 350
6- شاہ ولی اللہ' حجۃ اللہ البالغہ' ج ا' ص 152 (المکتبۃ السلفیہ لاہور 1975): اعلم ان الناس کانوا قبل المائہ الرابعہ غیر مجمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ
7- ملاحظہ ہو: لطف اللہ بہاری' الحیاۃ بعد المماۃ
8- محمد فواد عبدالباقی' مفتاح کنوز السنہ (مقدمہ از رشید رضا)
9- شاہ ولی اللہ' الانصاف' ص 77
10- مجلّہ البلاغ ص 22' ذوالحجہ 1387ھ' ج 1' شمارہ 12 کراچی
11- ضیاء الدین برنی' تاریخ فیروز شاہی' بحوالہ محمد اسحاق بھٹی' فقہائے ہند' ج ا' ص 33 ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔
12- سید سلیمان ندوی' مقالات' ج 2' ص 6- 7' 30 لاہور
13- ایضاً"۔' ص 7
14- ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی' تراجم علماء حدیث ص 33 (مقدمہ از مولانا سید سلیمان ندوی) مرکزی جمعیت طلبہ اہل حدیث لائل پور (فیصل آباد) طبع دوم 1391ھ

(نوٹ) میں نے اپنے اس مقالہ میں بعض مجلات محدث' ترجمان الحدیث اور کتب میں مثلاً ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات' اہلحدیث کی تصنیفی خدمات اور تذکرہ ابوالوفاء وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودھویں صدی ہجری ایک نگاہ بازگشت

حافظ صلاح الدین یوسف

چودھویں صدی ہجری کو ختم ہوئے 17 سال گزر گئے ہیں اور یہ پندرھویں صدی ہجری کا اٹھارھواں سال ہے۔ اللہ کرے کہ یہ نئی صدی صحیح معنوں میں مسلمانوں کی عظمت و سربلندی اور ان کی کامیابی و کامرانی کی صدی ہو۔ ایسی عظمت و کامیابی جو صحیح عقائد' قبوری شرک و بدعت سے بیزاری' ہر قسم کے کفر سے بغض' قرآن و حدیث کے مطابق عمل اور اسلامی اخلاق و کردار کے حامل ہونے پر مبنی ہو۔

گزشتہ (چودھویں) صدی کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ اس میں اسلامی ممالک کی ایک بہت بڑی تعداد نے استعماری طاقتوں کی غلامی سے آزادی حاصل کی لیکن یہ احساس شاید کہیں بھی نہیں ہے کہ اس صدی میں مسلمانوں کی خلافت کا وہ عظیم ادارہ ختم کر دیا گیا جو ساڑھے تیرہ سو سال سے چلا آ رہا تھا اور مسلمانوں کی مرکزیت و عظمت کا نشان تھا اور امر واقعہ یہ ہے کہ الغائے خلافت کے بعد اسلامی ممالک کے درمیان افتراق و انتشار اور مسلمانوں کے اندر اپنے مذہب سے بعد و بیگانگی میں اضافہ ہوا ہے۔ اس لحاظ سے گزشتہ صدی کا یہ المیہ کہ خود اسلام کے ایک فرزند نے' جسے لوگوں نے اس کے بعض جنگی اور قومی کارناموں کی بنا پر "غازی" کا لقب دیا تھا' مسلمانوں کی سیاسی مرکزیت' یعنی خلافت کا خاتمہ کر دیا' ترکی کا رشتہ عربی زبان سے کاٹ دیا' حتیٰ کہ عربی میں اذان تک ممنوع قرار دے دی گئی۔ یہ گزشتہ صدی کا اتنا بڑا المیہ ہے کہ اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مسلمانوں کو اس المیے کی تلافی کی بھی کوئی صورت سوچنی چاہیے۔

گزشتہ صدی کا یہ المیہ بھی عجیب ہے کہ اسلامی ملکوں میں خلافت کی جگہ "جمہوریت" کا جو تحفہ عطا کیا گیا' وہ مغربی استعمار کی ایک گہری سازش پر مبنی ہے لیکن مسلمان ملکوں پر مسلط سیکولر قیادت نے اسے بہترین طرز حکومت' مسائل کا حل اور درد کا درماں باور کرایا۔ اس جمہوریت نے اسلامی ملکوں کو نہ صرف رہے سہے استحکام سے محروم کر دیا' بلکہ مستقبل قریب یا بعید میں اس کے حصول کا امکان باقی نہیں رہنے دیا ہے۔ ہر مسلمان ملک' جس میں جمہوریت نافذ ہے' سخت انتشار' فکری انارکی اور اخلاقی و نظریاتی بحران کا شکار ہے لیکن بدقسمتی سے اس سازشی جمہوریت کو اپنے دکھوں کا علاج سمجھ کر اپنا لیا گیا ہے۔ حالانکہ اس کا ایک سازش ہونا بالکل واضح ہے۔ الجزائر میں عام انتخابات کے ذریعے اسلامی ذہن رکھنے والے عناصر بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے' لیکن وہاں انتخابی نتائج کے مطابق کامیاب ہونے والوں کو اقتدار منتقل نہیں کیا گیا' کیونکہ وہ اسلام کے نفاذ کا داعیہ اور جذبہ رکھتے تھے جو مغربی استعمار کو پسند نہیں۔ ترکی میں نجم الدین اربکان کی رفاہ پارٹی اکثریت سے کامیاب ہوئی' اسے بڑی مشکل سے اقتدار منتقل کیا گیا' لیکن اسے اپنے اسلامی نظریات کے مطابق کام نہیں کرنے دیا گیا' بالاخر اربکان کو مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ حالانکہ اربکان کا یہ جمہوری حق تھا کہ جب تک انہیں عوام کی طرف سے مینڈیٹ حاصل ہے' وہ عوام کی خواہش کے مطابق اپنے انتخابی منشور پر عمل کریں اور ترکی میں اسلام کے احیاء کی جو لہر اٹھی ہے' اس سے فائدہ اٹھائیں اور ملک کو لادینیت کی بجائے' دوبارہ اسلام کا گہوارہ بنائیں۔ لیکن اسلامی ملکوں میں "جمہوریت" مسلط کرنے والوں کو چونکہ یہ پسند نہیں کہ وہاں جمہوری راستے سے بھی اسلام کو نفوذ کا موقع ملے' اس لیے ایسے موقعوں پر مسلمان عوام کا "جمہوری حق" بھی چھین لیا جاتا ہے۔ جس سے یہ واضح ہے کہ جمہوریت دراصل اسلامی ملکوں کو ان کی اسلامی روح سے محروم کرنے کا ایک بہت اچھا اور دل فریب ذریعہ ہے' اس لیے عام حالات میں اسلام دشمن استعمار جمہوریت کی حمایت کرتا ہے' لیکن جہاں جمہوریت سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا' وہاں جمہوریت کا خاتمہ کر کے' فوجی آمریت اور شخصی فسطائیت کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

بنابریں "جمہوریت" بھی گزشتہ صدی کا ایک ایسا تحفہ ہے جس پر دشمن نے حسین غلاف چڑھایا ہوا ہے اور مسلمان اس میں چھپے ہوئے زہر کو نہیں دیکھ سکے اور جام نو میں دشمنی کی شراب کہنہ کو روح افزا سمجھ کر نوش جاں کر رہے ہیں اور اس دام ہم رنگ زمیں کو کاشانہ حسیں سمجھ کر اس سے نکلنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ آہ ع نگاہ کی نامسلمانی سے فریاد

اگر مسلمان اپنی عظمت رفتہ اور شوکت پارینہ کے حصول کا سچا جذبہ اور داعیہ رکھتے ہیں تو انہیں "جمہوریت" کی بجائے نظام خلافت کو اپنانا اور اسلامی اقدار و اصول کی روشنی میں اپنا نظام حکومت و انتخاب اختیار کرنا ہو گا۔ اس کے بغیر وہ کبھی بھی امن و استحکام کے حصول میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

گزشتہ صدی میں ہم جسمانی طور پر ضرور مغربی استعمار سے آزاد ہو گئے' لیکن ذہناً ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابھی تک انگریز کے غلام ہیں' اسی کی تہذیب ہمیں اچھی لگتی ہے اور اسی کو مسلمان اپنے اپنے ملکوں میں فروغ دے رہے ہیں' ریڈیو' ٹی وی اسی کا پرچار کر رہے ہیں' اخبارات اسی کو گھر گھر پہنچانے میں نہایت موثر کردار ادا کر رہے ہیں' حکومتی اعیان و اکابر اور ان کی بیگمات اسی تہذیب کی والہ و شیدا اور اس کے چلتے پھرتے نمونے ہیں اور اس کے مقابلے میں اسلامی تہذیب دم توڑ رہی ہے' حیاء و عفت کا تصور ختم ہوتا جا رہا ہے' بلکہ شعوری طور پر اسلام کی تہذیبی روایات کو ملیا میٹ کیا جا رہا ہے۔ انگریز کی زبان بھی ہمیں بڑی عزیز ہے اور اسے ابھی تک سینے سے لگا رکھا ہے' قومی زبان کی کوئی اہمیت نہیں اور ایوان حکومت اور اقتدار کے نگار خانوں میں اس کا داخلہ بند ہے۔ اس زبان کے ناطے سے مسلمان ملکوں پر مسلط حکمران طبقہ انگریزی زبان میں ہی سوچتا اور بولتا ہے' انگریزوں کے ہی ژولیدہ افکار اور فاسد خیالات مسلمان حکمرانوں کو پسند ہیں' حتی کہ ان کے پالیسی ساز اور بجٹ ساز' بلکہ حکومت ساز تک بھی وہی ہیں۔ ذہنی غلامی کا یہ سلسلہ اتنا دراز ہے کہ اس کا آغاز گزشتہ صدی میں ہوا' لیکن وہ اب تک نہ صرف قائم ہے' بلکہ اس کی شدت و وسعت میں روز بروز اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ جب تک ذہنی غلامی کی یہ زنجیر نہیں ٹوٹے گی اور مسلمان اپنی تہذیبی و معاشرتی روایات کے پابند نہیں ہوں گے اور اپنی زبان کو نہیں اپنائیں گے' اس وقت تک روشنی کی کوئی امید نہیں' عزت و سرفرازی اور کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔ کاش مسلمانوں کو صحیح مخلص قیادت نصیب ہو۔

گزشتہ صدی کے روشن پہلو

اسلام اور مسلمانوں کے نقطہ نظر سے گزشتہ صدی کے مذکورہ پہلو اگرچہ نہایت تاریک ہیں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے کچھ روشن پہلو بھی ہیں' جنہیں مزید اجاگر کرنے کی اور آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

مثلاً گزشتہ صدی میں ایسی متعدد شخصیات بھی پیدا ہوئیں جنھوں نے مغربی استعمار کے جاہ و جلال اور افسوں کے توڑنے میں نہایت موثر کردار ادا کیا' جیسے جمال الدین افغانی' مفتی محمد عبدہ' رشید رضا مصری' مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا محمد علی جوہر' مولانا ظفر علی خان' مولانا سید محمد داؤد غزنوی' سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان جیسے دیگر اکابر و مشاہیر۔ انہوں نے اپنی زبان و قلم سے بھی خوب کام لیا' خطابت کے صور سے اور قلم کی طاقت سے انہوں نے افرنگی ہیبت کو توڑا' اس کے اقتدار کے بت کو پاش پاش کیا اور سیاسی جدوجہد کے ذریعے سے اس کی عظمت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی۔ اسی طرح کچھ اور علمی شخصیات ایسی سامنے آئیں' جنہوں نے کلامی انداز کا کام کیا اور مغربی تہذیب و افکار کے مقابلے میں' اسلامی تہذیب و افکار کی بلندی و برتری کا اثبات کیا' جس سے مسلمانوں کی نوجوان نسل کو بالخصوص بہت فائدہ ہوا' ان کے دلوں سے شکوک و شبہات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے کانٹے دور ہوئے' اپنے مذہب اور تہذیب پر ان کا ایمان پختہ ہوا' الحاد و اباحیت کے فتنوں سے وہ محفوظ رہے یا ان سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔ علاوہ ازیں انہوں نے فکری و نظریاتی محاذ پر سیکولرازم' سوشلزم اور دیگر ازموں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا' تاآنکہ وہ دلائل کے میدان میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ یوں ان مفکرین و متکلمین اور مصلحین کی علمی کاوشوں نے اس دور میں اسلام کے تحفظ کی عظیم خدمت انجام دی ہے' ان میں سے بعض شخصیات کی جدوجہد نے تنظیمی و اجتماعی شکلیں بھی اختیار کیں اور وہ اپنے اپنے علاقوں اور ملکوں میں اسلامی تحریکیں بن کر ابھریں' انہوں نے لادینیت کے مقابلے میں اسلام کے غلبہ و نفاذ کے لیے جان و مال کی بیش بہا قربانیاں پیش کیں۔

بنا کردن خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ان میں حسن البنا شہید الاخوان المسلمون کے بانی' سید قطب شہید اور ان کے رفقاء اور مولانا مودودی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی وغیرھم نمایاں ہیں۔ ان کے بعض افکار سے اگرچہ شدید اختلاف ہے اور وہ گمراہی پر مبنی ہیں' تاہم بحیثیت مجموعی ان کی دینی و علمی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

گزشتہ صدی کا ایک اور فتنہ' فتنہ مرزائیت تھا' خیال رہے مرزا غلام احمد قادیانی نے سب سے پہلے نبوت و مسیحیت کا دعوی اپنے رسائل "فتح اسلام" "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" میں کیا جو 1308ھ (مطابق 1890ء) میں شائع ہوئے۔ اور اسی چودھویں صدی کے اختتام پر یعنی شعبان 1394ھ- مطابق ستمبر 1974ء- میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک آئینی ترمیم کے ذریعے سے تمام مرزائیوں کو بشمول لاہوری مرزائیوں کے' کافر اور غیر مسلم قرار دے دیا۔ یہ فیصلہ بھرپور بحث و نظر کے بعد دلائل شرعیہ کی روشنی میں کیا گیا۔ مرزائیوں کے خلیفہ مرزا ناصر کا موقف پوری توجہ کے ساتھ سنا گیا' اس کے دلائل کا محاکمہ و مناقشہ کیا گیا' مباحثہ و مناظرہ کے بعد جب یہ بات واضح ہو گئی کہ علمائے اسلام کا موقف بالکل درست ہے جو وہ مرزائیوں کے بارے میں تقریباً ایک صدی سے بیان کرتے چلے آ رہے ہیں اور مرزا ناصر نئی نبوت کے ماننے والوں کا مسلمان رہنا ثابت نہیں کر سکا' تو پھر قومی اسمبلی نے وہ تاریخ ساز فیصلہ کر دیا جس کے لیے علماء جدوجہد کرتے چلے آ رہے تھے۔ یہ بھی گزشتہ صدی کی ایک عظیم کامیابی ہے جس کے تقاضوں کو ابھی بروئے کار لانے کی شدید ضرورت ہے۔ اس فیصلے کے بعد وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتے' تاہم بیرونی ملکوں میں وہ اپنی (غیر مسلمانہ) حیثیت پر پردہ ڈال کر غیر مسلموں کو دھوکہ دینے کی مذموم سعی کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں کی تنظیمیں' بالخصوص دینی ادارے اور مدارس و مساجد کے اساتذہ اور دیگر اہل علم و فکر اس کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھیں تاکہ ختم نبوت کے قصر رفیع میں نقب لگانے والے مرزائیوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔

یہ امر مسرت کن ہے کہ مرزائیوں نے قومی اسمبلی کے اس فیصلے کو وفاقی شرعی عدالت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیلنج کر کے بدنوانے کی مذموم سعی کی تھی' لیکن وہاں بھی ان کو منہ کی کھانی پڑی اور شرعی عدالت نے بھی ان کا موقف سن کر ان کے غیر مسلم ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اسی طرح رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) نے بھی اور افریقہ کی ایک عدالت نے بھی انہیں غیر مسلم قرار دیا۔ یہ گزشتہ صدی کا ایک اہم واقعہ اور شاندار فتح ہے۔ جسے پندرہویں صدی میں بھی نہ صرف برقرار رکھنا ہے بلکہ ہمیشہ کے لیے اس فتنے کا خاتمہ کرنا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ

گزشتہ صدی کا ایک نہایت خوش کن پہلو یہ ہے کہ اس صدی میں مجدد الدعوۃ الاسلامیہ' شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعوت توحید و اصلاح کو خوب فروغ ملا۔ شیخ کی دعوت توحید اور تحریک اصلاح کا آغاز اگرچہ تیرہویں ہجری میں شروع ہو چکا تھا اور اس وقت بھی اس کے بہترین اثرات ظاہر ہوئے تھے' جیسا کہ مولانا مسعود عالم ندوی نے تحریر فرمایا ہے' وہ لکھتے ہیں۔

"جب دنیا پھر تاریکی میں مبتلا ہو گئی' مسلمان کتاب و سنت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے۔ ایک اللہ کی جگہ سینکڑوں معبود بنا لئے گئے' مصر میں بدوی و رفاعی' عراق و ہند میں عبدالقادر جیلانی' مکہ و طائف میں ابن عباسؓ یمن میں ابن علوان سے مرادیں مانگی جانے لگیں اور مسلمان ہر شجر و حجر کے آگے جھکنے لگے' جب یہ حالت ہو گئی تو پھر اسی بے آب و گیاہ سرزمین پر پہلے پہل تذکیر و ہدایت کا آفتاب ضو فگن ہوا اور خاک عرب کے وہ ذرے جو جہل و شرک کی طغیانی کے باعث ماند پڑ گئے تھے' پھر چمک اٹھے اور نجد کے چمنستان سے جو اپنے عرار و خزامی کی عطر بیزی کے لیے مشہور ہے' توحید و کلمہ حق کی ایسی خوشبو پھیلی جس نے تمام عالم اسلام کو زعفران زار بنا کر چھوڑا۔ میری مراد شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (رحمہ اللہ و نور ضریحہ) کی ذات گرامی سے ہے' جنہوں نے اپنی مسلسل اور ان تھک کوششوں سے توحید کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور جہاں تک اس مرد مجاہد کی آواز پہنچ سکتی تھی' اس نے حق و صداقت کا پیغام پہنچایا" (محمد بن عبدالوہاب -- ایک مظلوم و بدنام مصلح۔ ص 17- 18)

لیکن اس دعوت توحید کو عروج گزشتہ (چودھویں) صدی ہجری کے تیسرے دہے میں حاصل ہوا' جب کہ سلطان عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ والئی نجد و حجاز نے نہ صرف یہ کہ خلافت ترکی کے غدار' شریف حسین کے منحوس دور کو نجد سے ختم کیا اور توحید کا علم بلند کیا بلکہ سرزمین حجاز سے بھی' نجد کے علاقے کی طرح' شرک کے تمام اڈے ختم کیے اور حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے پختہ قبریں مسمار کرا دیں' بدعات و رسومات جاہلیت کا قلع قمع' احکام و شعائر اسلامی کا اجراء' اسلامی سزاؤں کا نفاذ اور پورے ملک میں امن و امان قائم کر دیا اور اس طرح توحید خالص اور براہ راست سنت پر عمل کرنے پر سعودی معاشرے کی عمارت استوار کر دی' جس کی مثال اب کلمۃ طیبۃ اصلها ثابت و فرعها في السماء کی آئینہ دار ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ کما یجزی عبادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصالحین۔

مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم نے نجد کی تاریخ کے تین دور بتلائے ہیں۔ تیسرا دور جسے انہوں نے بقول ایک انگریز مورخ (فلبی) زریں دور سے تعبیر کیا ہے، سلطان عبدالعزیز مرحوم ہی کا دور گردانا ہے، جس کا آغاز وہ 1320ھ (1902ء) بتلاتے ہیں (کتاب "محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم و بدنام مصلح" ص 120، طبع حیدر آباد دکن)

سلطان عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور حکومت میں جس طرح کاروبار لات و منات پر کاری ضرب لگائی، اس پر ان لوگوں نے تو چیخنا ہی تھا جن کے کاروباری مفاد قبر پرستی سے وابستہ تھے لیکن چونکہ سلطان مرحوم کا اقدام شریعت کے عین مطابق تھا۔ پختہ قبروں کے انہدام کو کوئی بھی خلاف شریعت ثابت نہیں کر سکتا تھا، اس لیے لوگوں نے الزام تراشی کا راستہ اختیار کر کے اپنے دل کا بخار نکالا اور سلطان مرحوم پر مسجدوں کے مسمار کرنے، قبروں اور روضہ رسول ﷺ کی بے حرمتی کے خلاف واقعہ الزامات عائد کیے۔ چنانچہ ان الزامات کی تحقیق کے لیے ہندوستان سے علماء کا ایک وفد خود حجاز گیا وہاں کے افسران بالا اور خود سلطان عبدالعزیزؒ سے مل کر اصل حالات معلوم کیے۔ اس وفد کو مرکزی خلافت کمیٹی نے بھیجا تھا جس میں نامور علماء، معروف قانون دان، ممبران کونسل اور دیگر بااثر حضرات تھے۔ اس وفد نے وہاں سے واپس آ کر جو رپورٹ دی، وہ اس وقت شائع ہو گئی تھی۔ ہم اس رپورٹ کا ایک اہم اقتباس، جو سلطان عبدالعزیز کے ایک ایمان افروز بیان پر مشتمل ہے، اس وقت پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ وفد مذکور نے جب سلطان سے ماثر و مقابر کے گرانے سے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے اس کے جواب میں جو کہا، وہ وفد کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

"ماثر و مبانی کی سردست اس طرح اصلاح کرا دی جائے گی کہ ان کا احترام قائم رہے اور یہ محفوظ رہیں، لیکن ان کی دوبارہ تعمیر کے متعلق انہوں نے صاف صاف فرمایا کہ بلاد مقدسہ میں صرف شریعت اسلامیہ ہی کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور اسی قانون شرعی کا یہاں نفاذ ہو گا جس کی تشریح سلف صالح اور ائمہ اربعہ نے کی ہے۔ اگر دنیا کے محققین علماء اس کا فیصلہ کر دیں کہ دوبارہ ان ماثر کا تعمیر کرنا ضروری ہے تو میں سونے اور چاندی سے انہیں تعمیر کرانے کے لیے مستعد ہوں۔ اسی طرح مدینہ منورہ کے تمام ماثر اور مبانی کا جو دنیا کے محققین علماء فیصلہ کریں گے، اس کے موافق عمل کیا جائے گا اور علماء کے فیصلے سے قبل کی تمام چیزیں اصل شکل پر قائم رکھی جائیں گی، البتہ روضۃ الرسول ﷺ کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں، اس کا تحفظ اور بقا ہر مسلمان کا فرض ہے اور جس کی حفاظت کے لیے یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی جان اور تمام خاندان کو اس پر قربان کر دوں گا۔ اس لیے میں نے مدینہ منورہ میں ایسی فوج بھیجی ہے جو مصالح شناس ہے اور انشاء اللہ وہ تمام ماثر کا احترام ملحوظ رکھے گی" (رپورٹ ص 21)

وفد مذکور کی یہ رپورٹ اس وقت اخبار "الجمعیۃ" دہلی 10 دسمبر 25ء میں شائع ہوئی تھی، ہم نے یہ اقتباس مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کی کتاب "مسئلہ حجاز پر نظر" (مطبوعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1925ء) سے لیا ہے' جس میں وفد کی پوری رپورٹ بھی درج ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت توحید سے صرف سعودی عرب ہی کی اصلاح نہیں ہوئی' بلکہ اس کے قرب و جوار کے علاقے بھی توحید کے مرکز بن گئے' جیسے کویت' یمن' متحدہ عرب امارات وغیرہ۔ یہ سب علاقے بھی قبر پرستی اور مظاہر شرک سے پاک ہیں' کثر اللہ امثا لہم۔

گزشتہ صدی میں ایک اور اہم واقعہ یہ رونما ہوا کہ صدیوں سے خانہ کعبہ فرقہ واریت کی آماجگاہ بنا ہوا تھا' وہاں چار مصلے قائم تھے' اور چاروں مذاہب کے پیروکار الگ الگ اپنے اپنے مذہب کے اماموں کے پیچھے مختلف اوقات میں نمازیں پڑھتے تھے' اس طرح ہر نماز چار مرتبہ پڑھائی جاتی تھی۔ سلطان عبدالعزیز مرحوم کے ہاتھوں اس قبیح رسم کا بھی خاتمہ ہوا' سلطان مرحوم نے اس فرقہ واریت کو ختم کیا اور سب کو ایک امام کے تابع کر دیا۔ اب ہر نماز صرف ایک ہی مرتبہ پڑھائی جاتی ہے اور دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلمان ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ گزشتہ صدی میں خانہ کعبہ کے اندر چار مصلوں کے وجود نے

دین حق را چہار مذہب ساختند
رخنہ در دین نبی انداختند

کے مصداق مسلمانوں کو مختلف خانوں میں بانٹ دیا تھا اور ان کے درمیان تفریق کی مستقل خلیج قائم کر رکھی تھی۔ اس لیے یہ بھی گزشتہ صدی میں ہونے والے واقعات میں سے ایک اہم واقعہ ہے جس سے حزبی تعصب' فرقہ بندی اور اختلاف و انشقاق کے رجحانات کی کافی حوصلہ شکنی ہوئی۔ غفراللہ لہ و جزاہ عن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔ سعودی عرب کے علماء میں آج بھی بڑا توسع ہے' وہ ہر مسئلہ کا جائزہ سب سے پہلے قرآن و حدیث کی روشنی میں لیتے ہیں اور فقہی کتابوں کی طرف بعد میں دیکھتے ہیں۔ یہ سلطان عبدالعزیز مرحوم کی اس پالیسی کا تسلسل اور ان کے اقدام کا منطقی نتیجہ ہے جو انہوں نے صرف ایک امام مقرر کرنے کی صورت میں اختیار کیا۔

ادھر برصغیر پاک و ہند میں بھی گزشتہ صدی اصلاح عقائد' تردید رسوم و بدعات اور دعوت توحید کے اعتبار سے ممتاز رہی۔ تقویۃ الایمان (تصنیف شاہ اسمٰعیل شہیدؒ) متوفی 24 ذوالقعدہ 1246ھ مطابق 6 مئی (1831ء) کا پہلا ایڈیشن اگرچہ تیرہویں صدی ہجری کے وسط (1243ھ 27 1826ء) میں شائع ہوا تھا' تاہم اس کی زیادہ نشرواشاعت چودھویں صدی ہجری میں اس وقت ہوئی جب اس کی بنیاد پر علماء صادق پور اور دیگر اہلحدیث علماء و زعماء نے اصلاح و تجدید کا کام نہایت سرگرمی اور بھرپور انداز سے شروع کیا اور مشرکانہ و مبتدعانہ اعمال و عقائد کی تردید میں اور بھی بہت سی کتابیں لکھیں اور اصلاحی خطبات و مواعظ کے ذریعے سے بھی اس محاذ پر خوب کام کیا۔ یوں اس تحریک اصلاح و تجدید سے لاکھوں افراد نے توحید کا سبق سیکھا' مشرکانہ امور اور بدعات و غیر شرعی رسم و رواج سے توبہ کی اور اپنی زندگی اسلام کی خدمت اور تبلیغ و دعوت کے لیے وقف کی۔

حدیث کی نشرواشاعت اور فقہی و تقلیدی جمود سے انحراف بھی گزشتہ صدی کا ایک عظیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کارنامہ ہے جس کا آغاز برصغیر پاک و ہند میں اگرچہ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان سے ہوا تاہم اسے اصل فروغ مجدد العلوم نواب صدیق حسن خانؒ والی بھوپال کی تصنیفات اور ان کی مساعی اشاعت کتب' شروح حدیث و تفاسیر اور حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کی مسلسل ساٹھ سالہ تدریسی خدمات سے ہوا۔ ہندوستان کی تاریخ میں درس حدیث کا اتنا بڑا اور وسیع سلسلہ کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا۔ پھر ان کے سینکڑوں شاگردوں نے ہر جگہ اسی انداز کے حلقہ ہائے درس حدیث قائم کئے' کتب حدیث کی شروحات لکھیں' قرآن و حدیث کی روشنی میں فتووں کو رواج دیا اور یوں عمل بالحدیث کا غلغلہ اور جذبہ قریہ قریہ پیدا کر دیا۔ علمائے اہل حدیث کی ان مساعی کے اثرات مولانا سید سلیمان ندویؒ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

"اس تحریک کے جو اثرات پیدا ہوئے اور اس زمانے سے آج تک ہمارے دور ادبار کی ساکن سطح میں اس سے جو جنبش ہوئی وہ بھی ہمارے لیے بجائے خود مفید اور لائق شکریہ ہے۔ بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا۔ توحید کی حقیقت نکھاری گئی' قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا۔ قرآن پاک سے براہ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا۔ حدیث نبویؐ کی تعلیم و تدریس اور تالیف و اشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ساری دنیائے اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی۔ نیز فقہ کے بہت سے مسئلوں کی چھان بین ہوئی (یہ اور بات ہے کہ کچھ لوگوں سے غلطیاں بھی ہوئی ہوں) لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباع نبویؐ کا جو جذبہ گم ہو گیا تھا وہ سالہا سال تک کے لیے دوبارہ پیدا ہو گیا مگر افسوس ہے کہ اب وہ بھی جا رہا ہے اس تحریک کی ہمہ گیر تاثیر یہ بھی تھی کہ وہ "جہاد" جس کی آگ اسلام کے مجمر میں ٹھنڈی پڑ گئی تھی وہ پھر بھڑک اٹھی یہاں تک کہ ایک زمانہ گزرا کہ وہابی اور باغی مترادف لفظ سمجھے گئے اور کتنوں کے سر قلم ہو گئے' کتنوں کو سولیوں پر لٹکنا پڑا اور کتنے پابجولاں دریائے شور عبور کر دیے گئے یا تنگ کوٹھڑیوں میں انہیں بند ہونا پڑا۔------

اس تحریک کی بنیاد تین چیزوں پر تھی (1) نصب امارت (2) زکوٰۃ کی مرکزیت (3) اسلام سے تمام بیرونی اثرات کو مٹا کر اس کو پھر اپنی اصلیت پر لوٹانا۔

علمائے اہلحدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت بھی قدر کے قابل ہے۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خان مرحوم کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانے تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج' سہسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل علم اس ادارے میں کام کر رہے تھے۔ شیخ حسین عرب یمنی ان سب کے سرخیل تھے اور دہلی میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی مسند درس بچھی تھی اور جوق در جوق طالبین حدیث مشرق و مغرب سے ان کی درس گاہ کا رخ کر رہے تھے۔ ان کی درس گاہ سے جو نامور اٹھے ان میں سے ایک مولانا ابراہیم صاحب آروی تھے جنہوں نے سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا اور مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس درس گاہ کے دوسرے نامور مولانا شمس الحق صاحب مرحوم (صاحب عون المعبود) ہیں جنہوں نے کتب حدیث کی جمع اور اشاعت کو اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دولت اور زندگی کا مقصد قرار دیا اور اس میں وہ کامیاب ہوئے۔ اس درس گاہ کے ایک اور نامور تربیت یافتہ ہمارے ضلع (اعظم گڑھ) میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم مبارکپوری تھے جنھوں نے تدریس و تحدیث کے ساتھ ساتھ جامع ترمذی کی شرح "تحفۃالاحوذی" (عربی) لکھی۔

اس تحریک کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ مدت کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا اور یہ جو خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور نئے اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے' رفع ہو گیا اور لوگ از سر نو تحقیق و کاوش کے عادی ہونے لگے' قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خو پیدا ہوئی اور قیل و قال کے مکدر گڑھوں کی بجائے حدیث کے اصلی چشمہ مصفی کی طرف واپسی ہوئی۔

(مقدمہ "تراجم علمائے حدیث" ہند ص 31- 33)

حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ مولانا مناظر احسن گیلانی حنفی بھی اہل حدیث کی مذکورہ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ایک مقالے میں لکھتے ہیں۔

"اس کو تسلیم کرنا چاہیے کہ اپنے دین کے اساسی سرچشموں (قرآن و حدیث) کی طرف توجہ ہندوستان (متحدہ) کے حنفی مسلمانوں کی جو پلٹی اس میں اہل حدیث اور غیر مقلدیت کی اس تحریک کو بھی دخل ہے۔ عمومیت غیر مقلد تو نہیں ہوئی لیکن تقلید جامد اور کورانہ اعتماد کا طلسم ضرور ٹوٹا۔" (ماہنامہ "برہان" دہلی اگست 1958ء)

علمائے اہل حدیث کی سعی نشرواشاعت علوم حدیث اور دیگر دینی خدمات کا یہ اعتراف صرف برصغیرپاک و ہند کے علماء ہی کو نہیں ہے بلکہ بالغ نظر علمائے عرب کو بھی ہے۔

چنانچہ علامہ رشید رضا مصری مرحوم اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔ ولولا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث في هذا العصر لقضي عليها بالزوال من امصار الشرق (مقدمہ "مفتاح کنوزالسنة") "ہندوستان کے علمائے حدیث نے اس دور میں علوم حدیث سے خوب اعتناء کیا۔ اگر وہ یہ نہ کرتے تو شاید یہ علم مشرق کے شہروں سے مٹ جاتا۔"

ایک اور مصری فاضل لکھتے ہیں۔

ولا يوجدفي الشعوب الاسلامية من و في الحديث قسطه من العناية في هذا العصر مثل اخواننا مسلمي الهند اولئک الذين وجد بينهم حفاظ للسنة و دارسون بها على نحو ماكانت تدرس في القرن الثالث حرية في الفهم و نظرا" في الاسانيد (مفتاح السنة للاستاذ عبدالعزيز الخولي- ص 169- طبع' 1347ھ)

"ہمارے اس دور میں کسی بھی اسلامی ملک کے مسلمانوں نے علم حدیث کو اس کا حق نہیں دیا' سوائے ہندوستان (متحدہ) کے کہ وہاں کے مسلمانوں (اہلحدیث علماء) میں ایسے حفاظ و مدرسین موجود ہیں جو تیسری صدی ہجری کے طرز پر پابندی مذہب سے آزاد درس حدیث دیتے اور حسب ضرورت نقد روایات سے بحث کرتے ہیں"

یہ طریق تدریس و تنقید روایات طرز عمل تھا مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی" علامہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ حسینؒ یمنی بھوپال اور ان کے تلامذہ کرام کا جس میں اجتہادی روح کارفرما تھی اور مسائل میں روایات کی چھان بین محققانہ طور پر کی جاتی تھی۔ اسی طریق اہلحدیث کی نشاندہی شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ کے مبحث سابع میں کی ہے۔ چنانچہ یہی مصری فاضل' نواب صدیق حسن خان وغیرہ علمائے اہل حدیث کی حدیثی خدمات کا بالخصوص تذکرہ کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں۔

(فی الهند الآن طائفة كبيرة تهتدى بالسنة فى كل امور الدين ولا تقلد احدا من الفقهاء ولا المتكلمين وهى طائفة المحدثين (کتاب مذکور)

"اب بھی ہندوستان میں ایک بڑی ایسی جماعت (اہلحدیث) موجود ہے جو زندگی کے سارے شعبوں میں حدیث شریف کو رہنما مانتی ہے' وہ نہ فقہیات میں سے کسی امام کی تقلید کرتی ہے نہ عقائد میں کسی کلامی فرقے سے اس کا تعلق ہے"

جماعت اہل حدیث کی اشاعت کتب حدیث و شروحات کے سلسلے میں یہ فاضل مصری عبدالعزیز الخولی لکھتے ہیں طبعوا كثيرا من كتبها النفيسة التى كانت تذهب بها الاهمال و تقضى عليها غير الزمان و من حسناته (السيد صديق حسنؒ) طبع فتح البارى و نيل الاوطار و تفسير الحافظ ابن كثير--- طبعت هذه على نفقته فى مطبعة الاميرية بمصر فكانت انجع و سائل احياء السنة (مفتاح السنة ص 169) "اس جماعت نے حدیث کی ایسی نفیس اور بیش قیمت کتابوں کو طبع کرایا جو ضیاع کے خطرے سے دو چار ہو رہی تھیں۔ نواب صدیق حسن خانؒ نے فتح الباری' نیل الاوطار اور تفسیر ابن کثیر جیسی (ضخیم) کتابوں کو اپنی طرف سے زرکثیر صرف کر کے مصر میں طبع کرایا اور یہ بلاشبہ عالم اسلام میں احیائے سنت کا کامیاب عامل اور سبب ہے"

مصر ہی کے ایک اور جید عالم جنہوں نے "تفسیر روح المعانی" "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" اور المحلی جیسی ضخیم و جلیل القدر کتابیں اپنے اہتمام میں شائع کی ہیں علامہ محمد منیر صاحب منبع منیریہ مصر' حضرت نواب سید محمد صدیق حسن خانؒ اور دوسرے علمائے حدیث (متحدہ ہند) کی تحریک اشاعت علوم حدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وهى نهضة عظيمة اثرت على باقى البلاد الاسلامية فاقتدى بها غالب البلاد الاسلامية فى طبع كتب الحديث و التفسير (انموذج فى الاعمال الخيرية ص 468- طبع مصر) "یہ وہ عظیم الشان تحریک ہے جس نے دوسرے اسلامی ممالک پر بھی اثر ڈالا۔ چنانچہ بلاد اسلامیہ میں ان ہی کی اقتداء کرتے ہوئے حدیث و تفسیر کی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔"

اس کی مثال میں جامع البیان' سنن دارمی' تلخیص الحبیر' بلوغ المرام' ریاض الصالحین' درایہ تخریج ھدایہ' الادب المفرد' تاریخ صغیر امام بخاری' سبل السلام' منتقی الاخبار' منتقی ابن جارود' شرح خمسین لابن رجب' سنن دارقطنی مع التعلیق المغنی' الفیہ عراقی مع التعلیقات' فتح المغیث شرح الفیہ عراقی از حافظ سخاویؒ' حجتہ اللہ البالغۃ' اللالی المصنوعة للسیوطی'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیام اللیل للمروزی، ذیل آلالی، معجم صغیر طبرانی، المقاصد الحسنة، الفوائد المجموعة وغیرہا کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب کتابیں اول اول علمائے اہل حدیث (متحدہ ہند) ہی نے طبع اور شائع کیں، یا کرائیں۔ اب مصر، بیروت وغیرہ سے ان میں سے کئی کتابیں دوبارہ شائع ہو گئی ہیں لیکن بعض اب تک ہندوستان ہی کی مطبوعہ ہیں جن سے دنیا کے محققین استفادہ کر رہے ہیں۔

یہی علامہ منیرؒ دمشقی انموذج فی الاعمال الخیریة میں ایک دوسرے مقام پر حضرت نواب سید محمد صدیق حسن خانؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ لہ من ایاد بیضاء فی خدمة العلم و العلماء و ان جحد فضله الحاسدون و ضعفاء العقول المتصنعون (انموذج ص 388)

اور شروح سنن ابوداؤد کے تذکرے میں مولانا شمس الحق صاحب عون المعبود کی محققانہ و محدثانہ شرح کی داد دیتے ہوئے لکھتے ہیں کل من جاء بعده من شیوخ الهند وغیره استمدوا من شرحه (انموذج- ص 627) یعنی "ان کی سنن ابوداؤد کی شرح "عون المعبود" کے بعد جس نے بھی سنن ابوداؤد پر کچھ لکھا ہے انہوں نے اس (عون المعبود) سے استفادہ ضرور کیا ہے۔"

مصری فاضل احمد شاکر مرحوم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری مرحوم اور ان کی شرح ترمذی (تحفة الاحوذی) کے متعلق لکھتے ہیں "من کبار علماء الحدیث بالهند و هو شرح نفیس جدا۔" (مقدمہ تعلیق ترمذی - ص 12) "یہ انتہائی نفیس شرح ہے اور اس کے مولف ہند کے کبار علماء میں سے ہیں۔"

ان مصری افاضل اور علماء کی نظر سے "غایة المقصود" نہیں گزری جو صاحب عون المعبود کی سنن ابی داؤد کی مفصل شرح ہے۔ اس کا قلمی نسخہ گم ہو گیا تھا، لیکن اب اس کے کچھ اجزا، پٹنہ کی خدا بخش لائبریری سے مل گئے ہیں اور وہ چھپ گئے ہیں یا چھپ رہے ہیں۔ اگر وہ یہ مفصل شرح بھی دیکھ لیتے تو یقیناً اس سے بھی زیادہ علمائے اہلحدیث کو خراج تحسین پیش کرتے۔

دو اور عظیم شخصیتوں کا ظہور

حضرت حافظ محمد محدث گوندلویؒ

چودھویں صدی ہجری کے اواخر میں ہمارے ملک میں دو اور عظیم شخصیتوں کا ظہور ہوا۔ جنہوں نے حدیث کی نشرواشاعت اور اس کی تعلیم و تدریس کا کام پھر اسی انداز سے کیا، جیسے اس صدی کے اوائل میں ہوا، جس کی کچھ تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک شخصیت حضرت العلام، محدث العصر حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1405ھ) کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب مرحوم کو بے مثال حافظے اور تحقیق و تدقیق کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا' علاوہ ازیں ان کا حلقہ درس بھی بڑا وسیع تھا' جس نے حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی' حضرت حافظ عبداللہ محدث غازی پوری اور حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی کے حلقہ ہائے درس کی یاد تازہ کر دی اور جس سے ان کی تدریسی خدمات کی تجدید بھی ہوئی۔ اس وقت علمائے اہلحدیث کی ایک بہت بڑی اکثریت بالواسطہ یا بلاواسطہ انہی کی شاگرد ہے۔ نیز ان کا سلسلہ تلمذ بھی عربوں تک محیط ہے۔ غفر اللہ لہ و رحمہ

حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ

دوسری شخصیت استاذی و مخدومی حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف نور اللہ مرقدہ (متوفی 1408ھ) کی ہے' جنہوں نے ایک عرصے تک تعلیم و تدریس سے وابستہ رہنے کے بعد تالیف و تصنیف اور ماثر سلف کے احیاء کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔ اس سلسلے میں ان کی اپنی تالیف التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی' کو اللہ نے حسن قبولیت اور شہرت سے نوازا' اور عرب و عجم میں اسے نہایت قدر سے دیکھا گیا۔ ان کے علاوہ متعدد کتابوں پر ان کی تعلقیات ہیں جن سے ان کتابوں کی اہمیت دو چند ہو گئی۔

دوسری عظیم خدمت ان کی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اسلاف کی متعدد کتابوں کو زندہ اور ازسرنو شائع کیا' جس میں تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ' تفسیر احسن التفاسیر اور شاہ ولی اللہ کی بعض کتابیں ہیں۔

تیسری خدمت ان کی یہ ہے کہ جماعت کے بہت سے اہل علم و تحقیق کو انہوں نے تالیف و تصنیف یا حدیث کی نشرواشاعت کے کام پر لگایا اوران کی مساعی حسنہ سے بہت سے علمی و تحقیقی منصوبے بروئے کار آئے اور نشرواشاعت کے بہت سے ادارے معرض وجود میں آئے۔ جیسے مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح' (تالیف مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ تعالیٰ) کی تالیف کا آغاز حضرت مخدوی المحترمؒ کے ایماء اور تعاون سے ہوا' جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ یہ شرح گو مکمل نہیں ہو سکی' لیکن جس حد تک وہ لکھی گئی ہے' وہ تحقیق و جامعیت کے اعتبار سے بے مثال اور گزشتہ صدی کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اس طرح حضرت الاستاذ المحترم نے جماعت کے اندر ماثر سلف کے احیاء اور حدیث کی نشرواشاعت کا جذبہ اس طرح عام کیا کہ گو ان کے قائم کردہ مکتبے۔ المکتبۃ السلفیۃ کو اولیت کا شرف حاصل ہے' لیکن پھر اس جیسے متعدد مکتبے قائم ہو گئے اور انہوں نے بھی اشاعت کے میدان میں نہایت بیش قیمت خدمات انجام دیں۔ شکر اللہ جھودھم المخلصۃ و جزاھم خیرا"۔

ان کا ایک آخری عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی عظیم لائبریری کو وقف کر دیا' یہ لائبریری انہوں نے خاص طور پر احادیث کی تحقیق اور ان کی شرح لکھنے کے نقطہ نظر سے جمع کی تھی' جس کی وجہ سے یہ اسماء الرجال' اصول حدیث' مجموعہ ہائے حدیث اور ان کی شروحات' فقہ الحدیث' تفسیر اور علوم قرآن و حدیث اور ان سے متعلقہ کتابوں کا ایسا عظیم ذخیرہ شاید پاکستان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی اور جگہ نہ ہو۔ اس اعتبار سے یہ سلفیہ لائبریری اپنے حجم کے اعتبار سے تو چھوٹی ہے لیکن اپنی خصوصی اہمیت و افادیت کے لحاظ سے بڑی بڑی لائبریریوں پر بھاری ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مزید چند عظیم علمی شخصیتوں کا اجمالی ذکر

یہ تذکرہ تو بطور خاص حدیث کی تعلیم و تدریس، اس کی نشرواشاعت اور اس کی تحقیق وغیرہ کے نقطہ نظر سے تھا، ورنہ گزشتہ صدی میں اور بھی متعدد عظیم شخصیات پیدا ہوئیں، جنہوں نے حدیث و تفسیر کے علاوہ دین کے متعدد شعبوں میں نہایت عظیم خدمات سرانجام دیں، یہ مختصر مضمون ان سب کی خدمات کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے، تاہم ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی کی ایک سرسری فہرست دی جاتی ہے جس سے یہ اندازہ ہو سکے گا کہ گزشتہ صدی کا دامن کس طرح عظیم شخصیتوں سے بھرا ہوا ہے۔

حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ

مولانا محمد حسین بٹالوی (متوفی 1920ء- 1339ھ) ہیں۔ جنہوں نے اپنے ماہوار رسالے "اشاعۃ السنۃ" کے ذریعے سے علم و دین کی بڑی خدمت سرانجام دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی سب سے پہلے نہ صرف انہوں نے تکفیر کی، بلکہ پورے ملک (متحدہ ہند) کا دورہ کر کے تمام علماء سے مرزا غلام احمد کی بابت کفر کا فتویٰ حاصل کیا اور ان کو جمع کر کے شائع کیا اور آخری وقت تک اس کا تعاقب جاری رکھا۔ اسی طرح اس دور میں سرسید اور ان کے رفقاء کی طرف سے "نیچریت" کا بڑا پرچار ہو رہا تھا جس کے ذریعے سے احادیث کا، انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور بہت سے اسلامی مسلمات کا انکار کیا جا رہا تھا، مولانا بٹالوی مرحوم نے رد نیچریت پر بھی خوب کام کیا۔ مشنری ادارے بھی اس دور میں عیسائیت کے پھیلانے میں بڑے سرگرم تھے، مولانا مرحوم نے رد عیسائیت پر بھی زوردار مقالے تحریر کئے، تقلید جامد کے خلاف تو ان کا قلم سیف برہنہ کی طرح چلتا رہا، جس سے تقلیدی حلقوں میں بڑی کھلبلی مچی اور یوں اہل تقلید سے معرکہ آرائی بھی ان کا نہایت اہم موضوع رہا، جس سے تقلید کی جکڑ بندیاں ڈھیلی ہوئیں اور عمل بالحدیث کو فروغ حاصل ہوا۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1948ء- 1367ھ) کی شخصیت اور خدمات محتاج تعارف نہیں۔ آپ جس دور میں پیدا ہوئے، متحدہ ہند میں مذاہب کی بھرمار تھی، ہندوؤں کے مختلف مذہب تھے، سناتن دھرم، آریہ سماج اور ہندو دھرم کے علاوہ مرزائیت، عیسائیت، بریلویت، شیعیت، چکڑالویت، نیچریت اور دیوبندیت وغیرہ۔ مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے علم و فضل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ حاضر جوابی اور مناظرے کی ایسی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا کہ مذکورہ تمام فرقوں اور مذاہب سے وہ نہ صرف برسرپیکار رہے بلکہ مناظروں میں انہیں شکست دی اور ساری زندگی چومکھی جنگ لڑتے رہے۔ اس اعتبار سے ان کا وجود یقیناً آیۃ من آیات اللہ کا مصداق تھا۔ مرزا قادیانی کے خلاف ان کی جدوجہد اتنی بھرپور تھی کہ مرزا صاحب نے زچ ہو کر بالآخر یہ دعا کی کہ اے اللہ! ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اسے سچے کی زندگی میں فوت کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے بددعا قبول فرمائی اور مرزا غلام احمد قادیانی 1908ء میں اپنے انجام کو پہنچ گیا اور لاہور میں بیت الخلاء کے اندر جہنم واصل ہوا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری اس کی وفات کے چالیس سال بعد 1948ء میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ و غفرلہ آپ نے ایک عربی تفسیر اور ایک اردو تفسیر کے علاوہ ہر اہم موضوع پر متعدد کتابیں لکھیں، اس کے علاوہ ہفت روزہ "اہلحدیث" امرتسر آپ نکالتے رہے، جو اپنے وقت کا بہترین پرچہ تھا، باطل فرقوں اور مذاہب کا رد اور ان کا تعاقب اس کا خاص موضوع تھا۔ مولانا امرتسری مرحوم کے اس اخبار، ان کی تصانیف اور ان کی تقاریر و مناظروں سے مسلک اہلحدیث کو بڑا فروغ حاصل ہوا اور اسے بڑی تقویت ملی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

حضرت مولانا محمد جوناگڑھی ؒ

مولانا محمد جوناگڑھی (متوفی 1941ء- 1360ھ) کی "محمدیات" بھی بڑی مشہور ہیں، ان کا پرچہ "اخبار محمدی" کے نام سے نکلتا رہا۔ تفسیر ابن کثیر (عربی) کا ترجمہ، تفسیر محمدی کے نام سے اور ابن قیمؒ کی ضخیم کتاب "اعلام الموقعین" (عربی) کا ترجمہ "دین محمدی" کے نام سے کیا۔ تفسیر کا ترجمہ اتنا مقبول ہوا کہ اب تک وہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکا ہے۔ ان کی دیگر کتابیں شمع محمدی، سیف محمدی، درایت محمدی، طریق محمدی وغیرہ نے بھی تقلید جامد کے رد میں اور عمل بالحدیث کے فروغ میں بڑا کام کیا۔

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (متوفی 1956ء- 1376ھ) بھی گزشتہ صدی کی عظیم شخصیات میں سے تھے، انہوں نے بھی فرق و مذاہب باطلہ کے رد میں بڑا کام کیا۔ مختلف تفسیری اجزاء اور تفسیر سورۃ فاتحہ بنام واضح البیان، کے علاوہ آپ کی متعدد کتابیں ہیں، حیات مسیح کے اثبات میں ان کی کتاب بڑی جامع اور مفصل ہے، جو دو جلدوں میں "شھادۃ القرآن" کے نام سے متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے سیرت پر آپ کی کتاب "سیرۃ المصطفیٰ ﷺ" ہے۔ ایک مفصل کتاب "تاریخ اہلحدیث" کے نام سے ہے۔ "الھادی" نام سے ایک علمی پرچہ بھی مدتوں آپ نکالتے رہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و غفرلہ۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے موجودہ امیر، جناب پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ آپ ہی کے برادر زادہ ہیں، زادہ اللہ علماً و عملاً و تشریفاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی، شیخ الحدیث گوجرانوالہ بھی (متوفی 1968ء- 1387ھ) ان اعاظم رجال میں سے ہیں جن پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی علمی، تدریسی اور تبلیغی خدمات کے علاوہ تنظیمی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مدتوں آپ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ اور پھر اس کے امیر رہے۔ آپ کی تصنیفات میں حجیت حدیث، تحریک آزادی فکر اور مسئلہ حیات النبیؐ بڑی اہم ہیں۔

حضرت مولانا حافظ عبداللہ روپڑیؒ

مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی (متوفی 1964ء- 1384ھ) بھی بڑی اہم علمی شخصیت تھے، تدریسی خدمات کے علاوہ ان کی تصنیفی خدمات بہت عظیم ہیں۔ متعدد موضوعات پر ان کی نہایت اہم وقیع کتابیں ہیں۔ بالخصوص فاتحہ خلف الامام پر ان کی عربی کتاب۔ الکتاب المستطاب فی فرضیۃ فاتحۃ الکتاب۔ لاجواب کتاب ہے جو مولانا انور شاہ کاشمیری کی کتاب کے جواب میں ہے۔ حضرت حافظ صاحب مرحوم اجتہاد و تفقہ کی صلاحیتوں میں اپنے اقران و اماثل میں ممتاز تھے، ان کی ان صلاحیتوں کا زندہ جاوید ثبوت ان کا مجموعہ فتاویٰ ہے، جو فتاویٰ اہلحدیث کے نام سے مطبوع ہے۔ جزاہ اللہ خیرا" ورحمہ وغفرلہ

حضرت قاضی محمد سلیمان منصورپوریؒ

قاضی محمد سلیمان منصورپوری (متوفی 1930ء- 1349ھ) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ یہ قدیم و جدید تعلیم کا ایک حسین امتزاج، تبلیغی و دعوتی جذبے سے سرشار اور محبت رسولؐ سے معمور تھے، سیرت پر ان کی کتاب "رحمۃ للعالمین" نے ان کو بھی حیات جاوداں عطا کر دی ہے، جو اپنے موضوع پر منفرد اور لاجواب کتاب اور فاضل مولف کی محبت رسول ﷺ کی مظہر ہے۔

حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ

سید بدیع الدین شاہ راشدی (پیر آف جھنڈا، سندھ) (متوفی جنوری 1996ء- شعبان 1416ھ) کی عظیم خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں، آپ کی تبلیغ و دعوت سے سندھ کے ظلمت کدے میں توحید و سنت کے چراغ روشن ہوئے اور بلامبالغہ ہزاروں افراد کو اللہ نے توحید و سنت کی نعمت سے مالا مال کیا۔ اس کے علاوہ آپ ایک عظیم محدث، بے مثال مفسر اور بلند پایہ محقق و نقاد تھے، سندھی میں بدیع التفاسیر کے نام سے ایک مفصل تفسیر آپ لکھ رہے تھے، لیکن ابھی آپ اس کا تقریبا" نصف حصہ ہی مکمل کر سکے تھے کہ پیمانہ حیات لبریز ہو گیا، احادیث کی تحقیق و تخریج کے بھی متعدد کام کئے، جو عربی میں ہیں، جن میں سے بعض چھپے ہیں، لیکن زیادہ ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کا دائرۂ فیض بھی عجم سے عرب تک وسیع ہے اور اپنے زبردست حافظے' قوت استحضار و استدلال اور اجتہاد و تفقہ کی اعلیٰ صلاحیتوں کی بنا پر آیۃ من آیات اللّٰہ کا مصداق تھے۔ رحمہ اللہ و غفرلہ

حضرت مولانا سید محب اللہ شاہ راشدیؒ

سید محب اللہ شاہ راشدیؒ (متوفی 1995ء- 1415ھ) سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کے برادر اکبر تھے' یہ بھی علم و فضل اور نقد و تحقیق (متعلقہ حدیث و رجال حدیث) میں نہایت ممتاز تھے۔ ان کا حلقہ ارادت بھی بڑا وسیع تھا اور اس میں انہوں نے دعوت و تبلیغ اور تدریس کا کام جاری رکھا۔ ان کی بھی متعدد تالیفات ہیں جو سب علمی موضوعات پر ہیں اور اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

علامہ احسان الٰہی ظہیر (متوفی 1987ء- 1407ھ) بھی گزشتہ صدی کے اواخر کی ایک عظیم شخصیت تھے' یہ بیک وقت ایک شعلہ نوا خطیب اور مصنف و مولف تھے' جو 23 مارچ 1987ء میں ایک بم حادثے میں شدید زخمی ہو کر رہگرائے عالم بقا ہو گئے۔ ان کی بے باک خطابت اور شعلہ نوائی نے ملک کے طول و عرض میں دھوم مچائے رکھی اور لاکھوں لوگوں کے دلوں کو تڑپایا اور گرمایا اور انہیں ایک نیا جذبہ اور ولولہ عطا کیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے فرق و مذاہب باطلہ کے رد میں خصوصی طور پر متعدد کتابیں تحریر فرمائیں۔ یہ سب کتابیں عربی میں ہیں۔ جیسے "الشیعة و السنة"۔ الشیعة و اهل البیت"۔ الشیعة والقرآن" الشیعة و التشیع" "بین الشیعة و اهل السنة"۔ "البهائیة"۔ "البابیة" "القادیانیة' "البریلویة" "الاسماعیلیة"۔ "التصوف' المنشا والمصادر" اور "دراسات فی التصوف" ہیں۔ ایک کتاب "اسلام اور مرزائیت" اردو میں ہے۔ ان کی وفات ریاض کے ہسپتال میں ہوئی اور "جنة البقیع" مدینہ منورہ میں تدفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ رحمہ اللہ'

ایسے اعاظم رجال اور اکابر اہل علم کی فہرست بہت طویل ہے' جنھوں نے گزشتہ صدی میں نمایاں خدمات انجام دیں' ان سب کا استقصاء ناممکن ہے' یہ چند مثالیں بطور نمونہ دی گئی ہیں۔ جس سے کچھ تفصیل بھی سامنے آ جاتی ہے اور اہل علم و رجال دین کی خدمات کی تدوین کی شدید ضرورت کا احساس بھی اجاگر ہوتا ہے' ممکن ہے کوئی صاحب علم و صاحب قلم اس کو بنیاد بنا کر اس کام کو آگے بڑھا سکیں۔

چند دینی و علمی خاندان

غزنوی خاندان

گزشتہ صدی میں بعض خاندان بھی علمی و دینی خدمات میں ممتاز رہے' مناسب معلوم ہوتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایک اجمالی ذکر ان کا بھی ہو جائے۔ ان میں سرفہرست غزنوی خاندان ہے۔ مولانا عبداللہ غزنوی (1230ھ- 1298ھ) کو جو افغانستان کے علاقے غزنی سے ہجرت کر کے امرتسر میں سکونت پذیر ہوئے' اللہ تعالیٰ نے بارہ صاحبزادوں سے نوازا تھا' جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

مولانا عبداللہ' مولانا عبدالجبار' مولانا محمد' مولانا احمد' مولانا عبدالواحد' مولانا عبدالرحمٰن' مولانا عبدالستار' مولانا عبدالقیوم' مولانا عبدالعزیز' مولانا عبدالحی' مولانا عبدالقدوس اور مولانا عبدالرحیم۔ یہ سب کے سب دین کے مستند عالم اور محدث تھے۔ پھر ان کی اولاد میں بھی نامور علماء پیدا ہوئے۔ جیسے مولانا عبدالجبار غزنوی کی اولاد میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی ہوئے' جن کی شخصیت علمی اور سیاسی دونوں اعتبار سے محتاج وضاحت نہیں۔ ان کے صاحبزادگان میں سے مولانا سید ابوبکر غزنوی بھی صاحب حال و قال بزرگ اور علم و فضل میں ممتاز تھے۔ مولانا عبدالواحد غزنوی کی اولاد میں مولانا اسماعیل غزنوی نے شہرت پائی۔ ان کے صاحبزادگان میں ڈاکٹر خالد غزنوی ہیں جو "سائنس اور طب نبوی"" جیسی کتابوں کے مصنف ہیں اور لاہور میں اسی طریقے پر علاج کرتے ہیں۔ مولانا محمد غزنوی کی اولاد میں مولانا عبدالاول اور مولانا عبدالغفور تھے' موخرالذکر نے ہی حمائل غزنوی شائع کی تھی جو فوائد سلفیہ کے نام سے بھی مشہور رہی اور ایک مدت تک اہلحدیث عوام و خواص میں مقبول و متداول۔ اور بھی متعدد کتب (عربی اور اردو میں) انہوں نے شائع کیں' جن کی طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے۔ اس خاندان نے گزشتہ صدی میں علمی و دینی اور سیاسی خدمات کے علاوہ تزکیہ و تربیت کے میدان میں بھی خاصا کام کیا۔ افسوس اب اس خاندان میں اپنے اکابر اسلاف کی دینی و علمی روایات کے حامل افراد نہیں رہے۔ تاہم یہ مقام مسرت ہے کہ سید ابوبکر غزنوی کے ایک صاحبزادے' جناب جنید غزنوی نے دینی علوم کی تحصیل کے بعد اب دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں مسند خطابت سنبھال لی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو صحیح معنوں میں اپنے اسلاف کا جانشین بنائے' تاکہ اس خاندان میں ایک صدی سے زیادہ عرصے سے جو علمی و دینی خدمات کی روایت چلی آ رہی ہے' وہ قائم رہے۔

لکھوی خاندان

گزشتہ صدی کے علمی خاندانوں میں ایک لکھوی خاندان ہے' جو لکھو کے ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب بھارت) سے ہجرت کر کے پاکستان آیا۔ ان میں حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے زینت الاسلام اور احوال الآخرت اور تفسیر محمدی جیسی کتابیں لکھیں' یہ کتابیں پنجابی زبان میں ہیں جن سے اہل پنجاب کو بڑا فائدہ ہوا۔ اس وقت اس خاندان میں حضرت مولانا معین الدین لکھوی اور مولانا محی الدین لکھوی' دونوں بھائی سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ اس خاندان میں علم و دین کا جو چرچا ہے' دعوت و تبلیغ کا جو جذبہ ہے اور تدریس و تعلیم کا جو ذوق ہے' وہ عام ہے' چنانچہ یہ خاندان گزشتہ صدی کی طرح آج بھی دعوت و تبلیغ' تدریس و تعلیم اور تصنیف و تالیف میں ممتاز ہے اور ان کے متعدد افراد' جو صاحب علم و فضل ہیں' دینی مدارس سے وابستہ یا ان کا انصرام و اہتمام کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، کثراللہ امثالھم

روپڑی خاندان

ان میں سب سے زیادہ ممتاز شخصیت حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کی تھی، جیساکہ پہلے ان کا تذکرہ گزرا۔ ان کے ایک اور بھائی تھے حافظ محمد حسین رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ بھی عالم دین تھے اور بڑے اچھے قابل مدرس تھے، 1960ء کے لگ بھگ ان کا انتقال ہوا۔ ان کے صاجزادگان میں حافظ عبداللہ، حافظ عبدالماجد، حافظ عبدالوحید اور مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظھم اللہ تعالیٰ ہیں، ان میں سے آخر الذکر نے خاندان کی علمی روایات کو سنبھالا ہوا ہے اور باقی تین بھائی کاروبار کر رہے ہیں۔ تاہم سب بھائی دین کے پابند اور دین کی خدمت کرنے کے جذبے سے سرشار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی (مولانا مدنی) کو علم و دین کی خدمت کے لیے وقف اور ان کو اپنی آمدنی میں شریک کر رکھا ہے، چنانچہ وہ پوری یکسوئی سے علم و دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان کے انتظام میں ایک دینی مدرسہ چل رہا ہے، مجلس التحقیق الاسلامی کے نام سے ایک علمی و تحقیقی ادارہ قائم ہے اور ایک ماہوار علمی رسالہ "محدث" بھی شائع ہو رہا ہے۔ اسی طرح مولانا مدنی کی اہلیہ بھی خواتین میں تبلیغ و دعوت کا کام کر رہی ہیں اور اس شعبے میں بھی خوب کام ہو رہا ہے۔ مولانا مدنی کا صاجزادہ حسن مدنی بھی دینی علوم سے آراستہ ہے اور اب گرامی قدر والد کی بیشتر ذمے داریاں انہوں نے سنبھال لی ہیں۔ بارک اللہ فی علمہ و عملہ و عمرہ۔

مولانا حافظ محدث روپڑی کے دو بھتیجوں نے بھی اپنے نامور چچا کی طرح گزشتہ صدی میں تبلیغ و دعوت اور وعظ و خطابت کے میدان میں بڑا کام کیا۔ میری مراد حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی (متوفی 1962ء یا 1963ء) اور مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، حفظہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اول الذکر اپنے وقت کے عظیم خطیب، سحربیان مقرر اور زبردست مبلغ اور داعی تھے، انہوں نے بلاشبہ اپنی زوردار خطابت، جادوبیانی اور شیریں مقالی کے ذریعے سے ہزاروں نہیں، لاکھوں افراد کو متاثر کیا۔ افسوس، چمنستان رسالت کا یہ بلبل خوش نوا، کینسر کے جان لیوا مرض کی وجہ سے جوانی میں ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ جن لوگوں نے مرحوم کے خطابتی معرکے دیکھے ہیں اور ان کی خوش نوائی سے محظوظ ہوئے ہیں، آج بھی ان کو ان کی یاد تڑپاتی اور رلاتی ہے۔ ان کے دوسرے بھائی مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی حفظہ اللہ، جو چند سال سے ٹانگوں کے درد کی وجہ سے معذور ہو کر رہ گئے ہیں، گزشتہ صدی میں اپنے برادر اکبر حافظ محمد اسمٰعیل کے ساتھ ساتھ، انہی کی طرح تبلیغ و دعوت کے میدان میں سرگرم رہے، بلکہ ان کا ایک میدان مناظرے کا بھی تھا، جب بھی اور جہاں بھی اہل بدعت نے اہل توحید و سنت کو للکارا، حافظ صاحب وہاں پہنچتے رہے اور ان کو دنداں شکن اور منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ بہرحال ان دونوں بھائیوں کی دینی و علمی خدمات نہایت قابل قدر ہیں، جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیلانی خاندان

ہمارے ملک کے دینی و علمی خاندانوں میں ایک کیلانی خاندان بھی ہے جو دینی اقدار و روایات کی پابندی میں ممتاز ہے' یہ خاندان خوش نویسی کے اعتبار سے مشہور ہے' لیکن ان کے بعض اکابر نے علمی خدمات بھی سرانجام دی ہیں' جیسے حافظ عبدالحی مرحوم کی مرآۃ القرآن ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی نے جن کا انتقال 1995ء-1416ھ میں ہوا' متعدد علمی کتابیں تحریر کیں' ایک مفصل تفسیر بھی لکھی جو زیر طبع ہے۔ پروفیسر اقبال کیلانی حفظہ اللہ بھی اسی خاندان کے فرد ہیں' انہوں نے بھی متعدد کتابیں تالیف کی ہیں جو عوام کے لیے بڑی مفید اور نہایت آسان ہیں۔ مولانا عبدالسلام حفظہ اللہ' فاضل مدینہ یونیورسٹی بھی اسی خاندان کے ممتاز عالم ہیں جو سالہا سال سے تعلیم و تدریس کے شعبے سے منسلک ہیں اور مسند درس و ارشاد کے ذریعے سے دین کی خدمت میں مصروف۔ بعض کتابیں انہوں نے تالیف کی ہیں جن میں سے کچھ مطبوعہ ہیں اور کچھ غیر مطبوعہ۔

اسی خاندان کے ایک فرد فرید اور رکن رکین مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ تعالیٰ ہیں' جو علمی و دینی کتابوں کی نشرواشاعت میں مصروف اور اس شعبے میں بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ اللہ نے ان کو دینی کتابوں کی نشرواشاعت کا جو جذبہ بے پایاں اور شوق فراواں عطا فرمایا ہے' وہ بہت ہی کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کو اپنے علمی و دینی منصوبوں کی تکمیل کی توفیق سے نوازے۔ ان کی خدمات پندرہویں صدی کا موضوع ہیں اور انہیں پندرہویں صدی کے ابتدائی عشروں کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا' اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی حسن قبول سے نوازے۔

یہ مختصر تذکرہ جماعت اہلحدیث' علمائے اہلحدیث اور ان خاندانوں کی علمی و دینی خدمات اور کارناموں کا ہے جو گزشتہ صدی ہجری میں انجام پائے اور جن سے ایک عالم نے فائدہ اٹھایا اور برابر اٹھا رہا ہے' جس کا اعتراف اپنوں اور بیگانوں سب کو ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

جماعت اہلحدیث کی تاریخی و علمی خدمات کے اس سنہری دور کے تذکرے سے اصل مقصود موجودہ افراد جماعت کے سامنے اس پہلو کی نشاندہی اور وضاحت ہے کہ گزشتہ صدی کے مختلف ادوار میں ہمارے اکابر نے علمی میدان میں اور افتاء و تدریس' دعوت و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کے محاذ پر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور اسی طرح جہاد و وغا کے میدان میں بھی (جس کی تفصیل اس مضمون میں عدم گنجائش کی وجہ سے نہیں دی جا سکی) وہ ایک عرصے سے جمود و تعطل کا شکار ہیں۔ حالانکہ علمی میدان بہت وسیع ہے اور بہت سے علمی خلا تو بالخصوص ہمارے اکابر علماء کے نظر التفات کے اولین مستحق ہیں اس لئے ہمیں دنیوی جاہ و مرتبت اور عالی شان مناصب کے حصول کی بجائے پندرہویں صدی ہجری میں ایسی منصوبہ بندی کرنی چاہیے کہ ضروری علمی خلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی پر ہو اور اشاعت حدیث' توحید خالص اور سنت محضہ کی تبلیغ کا حق بھی اسی طرح ادا ہو' جس طرح ہمارے پیشرو علماء' اصحاب تصنیف و تالیف اور مسند نشینان درس و افتاء اور دیگر اکابر و زعماء نے یہ فرض پوری تندہی اور احساس ذمے داری سے ادا کیا۔

وفقنا الله جميعا" لما يحب و يرضى

ایک ضروری وضاحت

یہ مضمون بہت ناقص ہے' جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا گیا' اس لئے کوئی صاحب اس پر معترض نہ ہوں کہ اس میں فلاں پہلو تشنہ رہ گیا' فلاں کی خدمات کا ذکر نہیں ہوا۔ کیونکہ راقم کو اعتراف ہے کہ مضمون میں بہت تشنگی ہے۔ مثلاً

اس میں دارالحدیث رحمانیہ (دہلی) اس کے بانیان' اساتذہ اور فضلاء کا تذکرہ ہونا چاہیے تھا' گزشتہ صدی میں اس مدرسے نے تعلیم و تربیت اور علماء سازی میں ایک مثالی کردار ادا کیا اور یہاں سے علماء کی ایک ایسی ٹیم تیار ہوئی جس نے دعوت و تبلیغ' تقریر و خطابت' تعلیم و تدریس' افتاء اور تصنیف و تالیف' غرض دین کے ہر اہم شعبے میں نہایت بیش قیمت خدمات انجام دیں۔ یہ یقیناً" گزشتہ صدی کی دینی و علمی اور مسلکی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

عمری خاندان ہے' جو چار پشتوں سے دینی و علمی خدمات میں ممتاز چلا آ رہا ہے' اس سے مراد مولانا عبدالغفار حسن حفظہ اللہ' ان کے اجداد اور اولاد ہے۔ مولانائے محترم کے والد' دادا بھی عالم دین تھے' خود بھی ممتاز اور نامور صاحب علم و فضل ہیں اور ان کے صاحبزادگان میں بھی ڈاکٹر صہیب حسن (لندن) فاضل مدینہ یونیورسٹی اور مولانا سہیل حسن فاضل ریاض یونیورسٹی جیسے حضرات ہیں جو علم و عمل اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حفظهم الله تعالى۔

پروفیسر حافظ عبداللہ بہاول پوری کی شخصیت ہے' جنہوں نے زندگی تو پروفیسری میں گزاری' لیکن اللہ نے ان کے اندر دعوت و تبلیغ کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اور اخلاص و دل سوزی سے بھی نوازا تھا' علاوہ ازیں نہایت موثر اور دل نشیں انداز بیان سے بھی مالا مال تھے' چنانچہ انہوں نے ریاست بہاول پور اور اس کے قرب و جوار میں دعوت و تبلیغ کا کام بڑے وسیع پیمانے پر کیا' اسی طرح کالج کے حلقہ ہائے اثر میں نوجوانوں کی اصلاح بھی خوب کی۔ یوں ہزاروں لوگوں کو شرک و بدعت اور تقلید کی تاریکیوں سے نکال کر انہیں توحید و سنت کی روشنی اور عمل بالحدیث کی عظمت سے آشنا کیا۔ اس ایک چراغ سے کئی چراغ روشن ہوئے اور ان کے فیض یافتگان میں سے بیسیوں نوجوان اپنے اپنے محاذ پر شرک و بدعت کی تردید' تبلیغ و دعوت اور دین کی خدمت میں مصروف اور سرگرم عمل ہیں۔

اسی علاقے کی ایک اور علمی شخصیت مولانا سلطان محمود جلال پور پیروالہ کی تھی' جنہوں نے دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالہ کی مسند تدریس و افتاء کے ذریعے سے علمی انقلاب برپا کیا اور

(باقی صفحہ ۲۳۶ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان

اسلام گڑھ کی تجدید نو

حبیب اللہ شاہد صاحب

23 مارچ 1940ء کو منٹو پارک لاہور کے منعقدہ اجلاس میں مولانا فضل الہیؒ ایک ملنگ کے بھیس میں مجاہدین کے ہمراہ موجود تھے۔ 1941ء کا پورا سال انہوں نے ملنگوں کے بھیس میں بنگال اور بہار کا دورہ کرتے ہوئے گزارا اور یہاں موجود مجاہدین کی جماعت کو از سر نو منظم کیا' صوبہ بنگال کی امارت علامہ راغب احسنؒ کے سپرد کر دی گئی۔ یہی وہ زمانہ ہے جب قائداعظمؒ اور مسلم لیگ کے دیگر اکابرین نے مولوی فضل الہیؒ سے بالمشافہ ملاقات کی۔

وقت کا قافلہ اب اس مقام پہ آ پہنچا تھا جب دوسری جنگ عظیم اپنے عروج پہ تھی' سبھاش چندر بوس جاپانیوں کی مدد سے ہندوستان میں حکومت پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنائے ہوئے تھا اور کانگریس "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک چلا رہی تھی۔ مولوی فضل الہیؒ نے ان دونوں معاملات پر غور کیا اور مضر خطرات سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے زیادہ جوش و خروش کے ساتھ میدان میں آ گئے' ان کے ذہن پر جو حکمت عملی ترتیب پائی وہ یہ تھی کہ یورپ کی محوری طاقتوں سے مذاکرات کیے جائیں اور شمال مغربی سرحدوں پر مجاہدین اور ان کے حلیف قبائلیوں کو اس قدر طاقتور بنا دیا جائے کہ سبھاش چندر بوس کی آزاد فوج ہندوستان کے دارالحکومت دہلی پر قابض نہ ہو سکے۔ مولوی فضلؒ الہی نے حکمت عملی کے مطابق حاجیوں کے ہمراہ جدہ تک کا سفر کیا اور جہاز سے اترتے ہی اٹلی کے سفارت خانے پہنچ گئے۔ اطالوی سفیر ان سے بخوبی واقف تھا۔ آزاد ریڈیو پر اقبال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیدائی اکثر ان کی اس جدوجہد کا ذکر کرتے رہتے تھے جو انگریزوں کے خلاف گزشتہ کئی برسوں سے کر رہے تھے۔ اطالوی سفیر نے امیرالمجاہدین مولوی فضل الٰہی اور ان کے دو رفقائے کار کو فوری طور پر روم پہنچا دیا۔

اٹلی میں مولانا فضل الٰہی کی مہمان نوازی کا شرف افغانستان کے معزول حکمران امان اللہ خان نے حاصل کیا۔ مسولینی کے ساتھ ملاقات ہوئی تو مجاہد یعقوب بھی ان کے ہمراہ تھے اتنے لمبے چوڑے اور مضبوط و توانا مجاہد کو دیکھ کر مسولینی بے اختیار پکار اٹھا۔ "Camel of Mujahidin" روم سے امیرالمجاہدین برلن پہنچے اور ہٹلر سے ملاقات کی۔ مجاہدین چمرکنڈ کے امیر کی حیثیت سے انہوں نے جرمنی کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث اگر اپنے ذرائع استعمال کرے تو ممکن ہے کہ اس معاہدے کے مندرجات سامنے آ سکیں لیکن غازی عبدالغنیؒ نے اپنی ایک قلمی یاداشت میں صرف اتنا تحریر کیا ہے کہ امیرالمجاہدینؒ نے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے ایک تفصیلی منصوبہ ہٹلر کے سامنے پیش کیا تھا۔ ہٹلر کی خواہش تھی کہ برطانیہ کے قدم ہندوستان سے اکھڑ جائیں تاکہ اس کی عسکری قوت جسے ہندستان سپاہی سہارا دیے ہوئے تھے ختم ہو جائے اور دوسرے برطانیہ اقتصادی طور پر بھی تباہ ہو جائے۔ منصوبے کی جزویات اس قدر باریک بینی سے تیار کی گئی تھیں کہ ہٹلر کے فوجی مشیر' مولوی فضل الٰہیؒ کی بصیرت اور جنگی فنون پر ان کی مہارت کے قائل ہو گئے۔ معاہدے پر دستخط کے بعد امیرالمجاہدینؒ اٹلی اور پھر جدہ پہنچ گئے اور احرام باندھ کر ادائیگی حج میں مصروف ہو گئے۔ قیام مکہ کے دوران آپ کی ملاقات سلطان عبدالعزیزؒ سے ہوئی۔ 1943ء میں آپ واپس ہندوستان تشریف لائے اور اگلے چار برس تحریک پاکستان کے لیے دینی حلقوں کی تائید حاصل کرنے اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے مقابلے میں منظم کرنے میں گزارے اس دوران انہوں نے راجپوتانہ' بہار' بنگال' یوپی' سی پی اور حیدر آباد دکن کے علاقوں کا دورہ کیا اور جماعت مجاہدین کی شاخیں قائم کیں۔ مولانا راغب احسنؒ تحریک مجاہدین کے بنگال میں امیر تھے۔ نواب بہادر یار جنگؒ کو امیرالمجاہدین نے دکن کی جماعت کا امیر بنایا۔ مستقبل کے پاکستان کے لیے اسلامی نظام مملکت کے خدوخال پر گفتگو کے لیے سہروردی کی کوٹھی پر کلکتے میں پوری شب غور و فکر کیا اور بعد ازاں قائداعظم کی جائے رہائش واقع دہلی میں متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حیثیت اور خود مختار صوبوں کی کنفیڈریشن کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ ان مذاکرات کے بعد ہی قائداعظمؒ نے جنہوں نے آخر وقت تک کوشش کی تھی کہ مسلم اور ہندو کسی باوقار فارمولے پر راضی ہو جائیں' اپنے ذہن کو اس بات پر یکسو کر لیا کہ وہ "پہلے تقسیم کرو اور پھر ملک چھوڑو" کی بات پر مضبوطی سے جمے رہے۔

ان ملاقاتوں کے بعد تحریک مجاہدین سے وابستہ کارکنوں نے تحریک پاکستان کے پیغام کو دور دراز کے علاقوں تک پہنچانے کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں اور ہندو جنگجو تنظیموں کا مقابلہ کرنے کے لیے عام مسلمانوں کو لاٹھی' تلوار اور دوسرے اسلحہ کا استعمال سکھانا شروع کر دیا۔ جمعیت علمائے اسلام کا قیام بھی امیرالمجاہدینؒ کی کوششوں کا ثمرہ تھا۔ قائداعظمؒ پر جب قاتلانہ حملہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا تو غازی عبدالغنیؒ کی روایت کے مطابق ایک مجاہد غازی عبدالکریمؒ نے اس حملے کو ناکام بنایا۔ 5 مئی 1951ء کو اللہ کا یہ سپاہی اپنے رب کے پاس چلا گیا۔ انہیں ان کی وصیت کے مطابق بالاکوٹ میں اس مقام قریب سپرد خاک کیا گیا جہاں سید احمد شہیدؒ کا جسد خاکی شہادت کے چند روز بعد تک مدفون رہا اور ایک روایت کے مطابق مہان سنگھ اور کھمیر سنگھ نامی دو سکھ افسروں نے آپ کے جسد خاکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریائے کنہار میں بہا دیا تھا۔

رمضان کا بابرکت مہینہ تھا اور وہ شب بڑی ہی مبارک شب تھی جب 27 رمضان بمطابق 14 اگست 1947ء کو برصغیر کے وہ علاقے جہاں مسلمان اکثریت میں تھے ایک نئی اسلامی مملکت کی شکل میں کرہ ارض پر نمودار ہوئے یہ اسی پہلی نظریاتی ریاست کی تجدید تھی جو "اسلام گڑھ" کی حیثیت سے صوبہ سرحد میں سید احمد شہیدؒ کے قافلے نے 1846ء میں قائم کی تھی اور جس کا مقصد دہلی کے ٹمٹاتے ہوئے مسلم اقتدار کو مضبوط بنانا اور انگریزوں سے نجات حاصل کرنا تھا۔ قیام پاکستان کے موقع پر دو لاکھ سے زائد مسلمانوں کو خاک و خون میں نہلا دیا گیا تھا۔ ہزاروں عصمت ماب مسلم خواتین ہندو اور سکھوں کے چنگل میں گرفتار ہو چکی تھیں۔ لٹے پٹے قافلے آگ کے دریا عبور کر کے پاکستان پہنچ رہے تھے کہ بھارت نے کشمیر کے مہاراجہ کے ساتھ ساز باز کر کے پاکستان کی شہ رگ پر اپنے خونی پنجے پیوست کر لیے۔ سردار عبدالقیوم نے امیرالمجاہدینؒ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی ہوئی تھی۔ انہوں نے اعلان جہاد کر دیا۔ گنبد آبگینہ رنگ نے ایک بار پھر دیکھا کہ سرینگر کی جانب بڑھنے والوں میں سید احمد شہیدؒ کے مجاہدین پیش پیش تھے۔ تحریک مجاہدین آج بھی مقبوضہ کشمیر میں ہندو سینا کے لیے ایک چیلنج بنی ہوئی ہے۔ پاکستان میں جتنی بھی دینی تنظیمیں اور مجاہدین کی جماعتیں ہیں وہ اسی عظیم تحریک کا تسلسل ہیں جو دنیا کی عظیم ترین تحریکوں میں سے ایک ہے۔ لاریب انتہائی مشکل اور حوصلہ شکن حالات سے بے نیاز ہو کر اس قدر طویل اور جاں گسل جدوجہد کسی اور تحریک کا سرمایہ نہیں۔ آج بھی سید احمد شہیدؒ کے قافلے کے لوگ جب دہلی کے لال قلعہ پر ہندوؤں کا چکرورتی جھنڈا لہراتے دیکھتے ہیں تو اپنے بزرگوں کے اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ برصغیر میں انسانی مساوات' عدل اور عالمگیر اخوۃ پر مبنی نظام حیات کے احیا کے لیے ان کی جدوجہد جاری رہے گی۔

اہل وطن کو آزادی کے پچاس برس مبارک ہوں۔ پاکستان کا قیام بلاشبہ چند برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ نہیں بلکہ آزادی کا یہ پرخار سفر صدیوں پر محیط ہے۔ سید احمد شہیدؒ اور ان کی تحریک کو برصغیر کی پہلی منظم اسلامی تحریک ہونے کا شرف حاصل ہے یہ وہ تحریک ہے جس سے حریت کی راہ پر گامزن قافلے آنے والے ماہ سال میں بھی درخشندگی اور تابندگی حاصل کرتے رہیں گے۔ اس تحریک کا ایک ایک لمحہ اس ایمان افروز اور روح پرور جدوجہد سے پرنور ہے جس کی مثال عصر حاضر کی کوئی بھی تحریک پیش نہیں کر سکتی۔ مدینہ کے بعد برصغیر کی پہلی اسلامی نظریاتی ریاست "اسلام گڑھ" قائم کرنے کا معجزہ اس تحریک سے وابستہ شہدا اور غازیوں کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوا۔ ہمیں یہ تاریخی حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے کہ پاکستان عصر حاضر کی پہلی نظریاتی مملکت نہیں بلکہ برصغیر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی اسلامی نظریاتی ریاست "اسلام گڑھ" کی تجدید نو ہے اور اس کی تشکیل میں بھی ان شہدا اور غازیوں کے خدوخال سب سے نمایاں ہیں جن کی حریت پسندی کے شعلے فرنگی استعمار باوجود انتہائی ظلم و استبداد کے کبھی سرد نہ کر سکا اور جنہوں نے برصغیر کی مسلم امہ کے تاریک ہوتے ہوئے مستقبل میں ہمیشہ امید کی مشعلیں روشن رکھیں۔

گولڈن جوبلی کے موقع پر روا رکھی جانے والی ابلاغ عامہ کی بے اعتنائی اور بے حسی کا تقاضہ تھا کہ کم از کم ہم ان مجاہدین حریت کو خراج عقیدت ضرور پیش کریں جن کی قربانیوں کے نتیجہ میں پاکستان کا قیام عمل پذیر ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک آزادی اور علماء اہل حدیث

جناب مولانا محمد خالد سیف۔ اسلام آباد

لرزتی ہے ان سے نگاہ حیات
یہی لوگ ہیں حاصل کائنات

بارہویں صدی ہجری کے آغاز میں برصغیر پاک و ہند کے افق پر بادل چھائے ہوئے تھے' سیاہ بادل' شرک و بدعت کے بادل' جہالت و بربریت کے بادل---- وہ مسلمان' جن کے قدوم میمنت لزوم سے یہاں صدیوں قال اللہ و قال الرسولؐ کے دلاویز نغمے روح کو سرور بخشتے رہے' آج خود اللہ اور رسولؐ سے دور ہو بیٹھے تھے' کتاب و سنت کو یکسر فراموش کر بیٹھے تھے۔ وہ مسلمان مدت مدید اور عرصہ بعید تک جن کی عظمت و شوکت کے پرچم یہاں لہراتے رہے' آج در در کی ٹھوکریں کھا رہے تھے ان کی سلطنت کا چراغ' چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہا تھا' ان کی جمعیت کا شیرازہ منتشر ہو چکا تھا الغرض مذہبی' علمی' تمدنی اور سیاسی ہر اعتبار سے مسلمان قوم بے انتہا زوال اور انحطاط کا شکار ہو چکی تھی۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حالت پر ایک بار پھر رحم فرمایا اور برصغیر پاک و ہند کے افق پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی شخصیت نمودار ہوئی جنھوں نے تاریکیوں اور گمراہیوں کے اس ظلمت کدہ میں حق کے چراغ روشن کیے اور یہاں کے مسلمانوں کی زندگی' عقائد اور اخلاق میں ایک حد تک انقلاب برپا کر دیا لیکن حالات ابھی کسی دوسرے ہی مرد میدان کے منتظر تھے' یہ مرد میدان حضرت امام محمد اسماعیل شہیدؒ تھے' جو حضرت شاہ ولی اللہ ہی کے حقیقی پوتے تھے اور ان کے خواب کی تعبیر بھی۔ امام محمد اسماعیل نے اپنے دینی مشن کی تکمیل کے لیے دن رات ایک کر دیا' اصلاح اعمال و عقائد کے لیے بر سربازار وہ کام کیے' جن کے کرنے کی بڑے بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ آج اگر شاہ ولی اللہ بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی امام محمد اسماعیل شہیدؒ ہی کے جھنڈے تلے کام کرتے۔

امام محمد اسماعیل شہیدؒ نے ایک طرف دین و عقائد اور اخلاق کی اصلاح کے لیے بے پناہ کام کیا' جہاں کہیں تشریف لے گئے' آپ کے علم و فضل کی بدولت دبستان کھلتے گئے' جن سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی صدائیں گونج گونج اٹھیں اور "تقویۃ الایمان"' "منصب امامت" اور "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبقات" وغیرہ کے معطر جھونکوں سے مشام جان جھوم جھوم اٹھے' دوسری طرف آپ سکھوں' مرہٹوں اور انگریزوں کے آلام و مصائب سے نجات دلانے اور مسلمانوں کو ان کی عظمت رفتہ واپس لے کر دینے کے لیے سر پر کفن باندھ کر میدان کار زار میں کود گئے حتی کہ اپنے مقدس خون سے بالاکوٹ کی وادیوں کو لالہ زار بناتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔

مقام بندگی دیگر' مقام عاشقی دیگر
زنوری سجدہ می خواہی' زخاکی بیش ازاں خواہی
چناں خود رانکہ داری بااین بے نیازی ہا
شہادت بروجود خود زخون دوستاں خواہی

حضرت امام محمد اسماعیل شہیدؒ' ان کے بے مثال پیرو مرشد حضرت سید احمد شہیدؒ اور جانباز رفقاء کی شہادت کے بعد بقیۃ السیف مجاہدین نے دعوت اصلاح و جہاد کا علم سرنگوں نہ ہونے دیا بلکہ اس بے سروسانی کی کیفیت میں جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے' اللہ کے نام سے اسے بلند سے بلند تر رکھنے کی کوشش کی اور عزیمت و استقامت کی وہ آگ لگا دی جس کے شعلوں نے پچیس سال تک سکھوں اور ایک سو سال تک انگریزوں جیسی جابر قوم کو مسلسل آتش زیر پا رکھا اور لطف بلکہ ستم کی بات یہ ہے کہ یار لوگوں کو ابھی تک اصرار ہے کہ ان مجاہدین کا جہاد (انگریزوں کے نہیں بلکہ صرف سکھوں کے خلاف تھا (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے راقم الحروف کی کتاب تذکرہ شہید")

امام محمد اسماعیل شہیدؒ' ان کے جانباز رفقاء اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحریک کو زندہ رکھنے والے مجاہدین کی یہ داستان ہماری ملی غیرت اور اسلامی حمیت کی سب سے پر تاثیر داستان اور تحریک پاکستان کا پیش خیمہ ہے۔ ان اللہ والوں نے اللہ کی خاطر آلام و مصائب کو برداشت کیا' آتش باریوں اور شمشیر زنیوں کی ہنگامہ آرائیوں میں جانیں دے دیں' خاندان' گھربار اور جائیدادوں کی قربانیاں دیں' جیل کی کال کوٹھڑیوں اور جزائر انڈیمان یعنی کالا پانی کی بھیانک اور خوفناک وحشت ناکیوں میں دن بسر کیے لیکن جبین استقامت پر کبھی شکن نہ آنے دی اور پائے استقامت میں کبھی لرزش پیدا نہ ہونے دی۔ زندگی کے ہر آرام اور ہر عیش کو نوک حقارت سے ٹھکراتے ہوئے آگے بڑھتے رہے' تمنا تھی تو ایک اور صرف ایک ہی تھی کہ اپنی شہ رگ کے گرم گرم خون سے شجر اسلام کو سیراب کریں۔

لرزتی ہے ان سے نگاہ حیات
یہی لوگ ہیں حاصل کائنات

انہی "حاصل کائنات" لوگوں میں سے ایک مولانا محمد جعفر تھانیسری بھی تھے' جن پر دیگر آٹھ رفقا سمیت انبالہ کیس میں آلام و مصائب کے پہاڑ توڑے گئے' طرح طرح کا لالچ بھی دیا گیا' تمام منقولہ و غیرمنقولہ جائیداد کو بھی ضبط کیا گیا اور بالآخر پھانسی کی سزا بھی سنائی گئی مگر انگریز کسی طرح بھی آپ کے پایہ استقلال میں ذرہ بھر بھی جنبش پیدا نہ کر سکے۔ اس مقدمہ کا فیصلہ سناتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے انگریز جج نے جب آپ سے مخاطب ہو کر یہ کہا:

"تم بہت عقل مند' ذی علم' قانون دان اور اپنے شہر کے نمبردار اور رئیس ہو' تم نے اپنی ساری عقل مندی اور قانون دانی کو سرکار کی مخالفت میں خرچ کیا' تمہارے ذمہ سے آدمی اور روپیہ سرکار کے دشمنوں کو جاتا تھا۔ تم نے سوائے انکار بحث کے کچھ چلتا" بھی خیرخواہی سرکار کا دم نہیں بھرا اور باوجود فہمائش کے اس کے ثابت کرانے میں کچھ کوشش نہ کی۔ اس واسطے تم کو پھانسی دی جائے گی اور آخر میں اس انگریز جج نے یہ بھی کہا۔۔۔۔۔ "میں تم کو پھانسی پر لٹکتا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوں گا۔"

آپ نے یہ فیصلہ سن کر قطعا" کسی قسم کی پریشانی یا گھبراہٹ کا مظاہرہ نہ فرمایا ہاں البتہ آخری الفاظ کے جواب میں جج کو نہایت پامردی سے یہ جواب دیا:

"جان دینا اور لینا اللہ کا کام ہے' آپ کے اختیار میں نہیں وہ اللہ رب العزت اس بات پر قادر ہے کہ میرے مرنے سے پہلے تم کو ہلاک کر دے"

آپ کے یہ الفاظ ایک مظلوم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ تھے جو آسمانوں کو چیرتے ہوئے سیدھے عرش بریں تک پہنچے' قدرت نے انہیں سچا ثابت کر دکھایا اور چند روز بعد وہ جج اپنی موت آپ مر گیا۔

ادھر پھانسی کی سزا سن کر آپ پر مسرت کی کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ انگریز یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے' انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ پھانسی کی سزا کا حکم سننے کے بعد بھی کوئی انسان اس قدر ہشاش بشاش رہ سکتا ہے' چنانچہ آپ کو دیکھنے کے لیے جیل میں انگریزوں اور میموں کا تانتا بندھ گیا۔ کسی انگریز نے آپ سے یہ پوچھا کہ پھانسی کی سزا سننے کے بعد یہ مسرت کیسی؟ آپ نے ایمان پرور جواب دیا کہ "اللہ کی راہ میں جان دینا ہمارے نزدیک بڑی سعادت ہے اور ہمارے دین میں اسے شہادت کہا جاتا ہے"۔ اللہ اللہ یہ کیا انسان تھے' چڑھتی ہوئی آندھی تھے کہ بڑھتے ہوئے طوفان تھے

ع ہلاکت نہ تھی موت ان کی نظر میں

یہ کیا تڑپ تھی؟ کیا جذبہ تھا؟ کیا ایمان تھا۔؟

ے دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی!

آخر کار انگریز نے آپ کی پھانسی کی سزا کو حبس دوام .بعبور دریائے شور میں تبدیل کر دیا تاکہ شمع حریت کے اس پروانے کو آلام و مصائب کی آگ میں زیادہ سے زیادہ جلایا جا سکے اور اس طرح شمع آزادی کے اس پروانے نے اپنے دیگر رفقاء سمیت جزائر انڈیمان میں اٹھارہ برس بسر کیے یہاں ان تمام واقعات کی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں۔۔۔۔۔ تفصیل کے شائقین ان کی اپنی خود نوشت سرگذشت "کالا پانی" مطبوعہ طارق اکیڈی فیصل آباد کا مطالعہ فرمائیں۔۔۔۔ بلکہ اپنے اسلاف کی اس جدوجہد اور بے مثل قربانیوں کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جو انہوں نے تحریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادی کے لیے دی تھیں۔

تحریک آزادی کے مجاہدوں اور جانبازوں میں صادق پور کے علمائے اہل حدیث مولانا ولایت علی اور ان کے برادر اصغر مولانا عنایت علی کی خدمات بھی آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ یہ دونوں بھائی ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے' جو صوبہ بہار کے روسائے کبار میں شمار ہوتا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ناز و نعمت میں پرورش پائی لیکن جذبہ حق' ولولہ جہاد' حصول آزادی اور تڑپ احیائے دین کی خاطر سب کچھ تج دیا اور ایسی راہ کا انتخاب کیا جس میں آلام و مصائب کے سوا استقبال کے لیے کچھ نہ تھا' انہوں نے تحریک آزادی کے سلسلہ میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو ارباب عزیمت ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ مولانا عبدالرحیمؒ کی کتاب "تذکرہ صادقہ" میں آج بھی ان کی لازوال قربانیوں' شجاعتوں اور بسالتوں کے تذکرے پڑھتے ہیں تو جسم پر رو نگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح ملک کی کوئی بھی سیاسی تحریک ایسی نہ تھی جس میں اہل حدیث حضرات نے حصہ نہ لیا ہو خصوصا علماء اہل حدیث کا کردار تو ہر طرح سے قابل رشک اور بے حد نمایاں اور امتیازی رہا ہے مثلاً مولانا عبدالقادر قصوری' مولانا محمد علی قصوری' مولانا محی الدین احمد قصوری' مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا اسماعیل غزنوی' مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری' مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا محمد علی لکھوی' مولانا محمد اسمٰعیل سلفی' علامہ حسین میر کاشمیری' مولانا ابوالقاسم بنارسی' مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری' مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی' مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی' صوفی محمد عبداللہ اوڈانوالہ' مولانا عبیداللہ احرار' مولانا عبدالمجید سوہدروی' مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ذبیح' مولانا محمد اسحاق چیمہ اور ادھر بنگال میں مولانا عبداللہ الکافی' مولانا عبداللہ الباقی' مولانا محمد اکرم خاں' مولانا راغب احسن اور دیگر بے شمار علماء' زعماء اور مشائخ اہلحدیث کی ایک طویل سلک مروارید ہے' جنھوں نے تحریک آزادی کے سلسلہ میں بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں۔

جمعیت علماء ہند کے اصل بانی شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری ہیں جس کی بنیاد آپ نے تحریک آزادی کے دنوں میں رکھی تھی لیکن یہی جمعیت جب تحریک پاکستان کے لیے کوئی کوشش نہ کر سکی تو آپ نے اس سے علیحدگی اختیار فرمائی اور جمعیت علماء اسلام کا ساتھ دینا شروع کر دیا جس کے اصل بانی امام العصر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی تھے مگر اس کا پہلا صدر بڑی حکمت عملی سے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو منتخب کیا گیا۔ 1920ء میں حکیم اجمل خاں مرحوم کی زیرصدارت جب مسلم لیگ کا ایک بہت بڑا جلسہ امرتسر میں منعقد ہوا تو اس کے صدر استقبالیہ حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری ہی تھے' آپ ہی نے خطبہ استقبالیہ پڑھا تھا' اس جلسہ میں مسلم لیگ کے چوٹی کے زعماء اور قائدین نے شرکت فرمائی تھی مولانا امرتسریؒ نے اپنے ہفت روزہ "اہلحدیث" امرتسر میں پاکستان کی تائید و حمایت میں بیسیوں بڑے بھرپور اور زور دار مضامین لکھے جنھوں نے پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں خصوصی کردار ادا کیا' انہیں میں سے ایک مضمون کا عنوان تھا۔ پاکستان کی تشریح --- جس میں آپ نے بڑے ٹھوس اور بین دلائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ثابت کیا کہ مسلمان کے لیے اسلامی احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے ایک الگ خطہ سرزمین کا حاصل کرنا فرض ہے۔

اسی طرح امام العصر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے بنارس اور لکھنؤ میں کئی کئی ہفتے قیام فرمایا اور مختلف مقامات پر مسلم لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ جلسوں میں پاکستان کی حمایت میں بہت پرجوش تقریریں کیں، حضرت سیالکوٹی، قائداعظم محمد علی جناح کے ہمراہ ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں بھی تشریف لے گئے اور اپنی خطابت کا جادو جگاتے ہوئے جہاں جہاں تشریف لے گئے، پاکستان کے قیام کے لیے فضا سازگار کرتے چلے گئے، اسلامیہ کالج لاہور کی وسیع گراؤنڈ میں حضرت سیالکوٹی کی پرتاثیر تقاریر نے بھی پاکستان کی راہ ہموار کرنے میں منفرد کردار ادا کیا۔ آپ نے پاکستان کی تائید و حمایت میں دو مستقل کتابیں بھی "پیغام ہدایت" اور "تائید مسلم لیگ" کے نام سے تصنیف فرمائیں، جن میں حصول پاکستان کے اغراض و مقاصد پر تفصیل کے ساتھ مدلل انداز میں روشنی ڈالی۔

اسی طرح حضرت مولانا عبدالوہاب دہلوی، آپ کے فرزند ارجمند مولانا حافظ عبدالستار محدث کراچی، حضرت مولانا محمد جوناگڑھی اور دیگر بے شمار علماء و مشائخ کرام ہیں، جنہوں نے تحریک آزادی کے سلسلہ میں نہایت وقیع خدمات سرانجام دی ہیں، جن کے ذکر جمیل کا یہ مختصر مقالہ متحمل نہیں ہو سکتا کہ یہ موضوع تو ایک مستقل کتاب کا متقاضی ہے لہٰذا ہم اس مقالہ کو بطل حریت حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے مختصر تذکار مقدس پر ختم کرتے ہیں۔ حضرت غزنویؒ جب پنجاب کانگریس کا عہدہ صدارت چھوڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہوئے تو ملک بھر کے اخبارات نے اس خبر کو شہ سرخیوں سے شائع کیا بلکہ بی بی سی لندن نے بھی اس خبر کو نشر کیا۔ کلکتہ میں ایک جلسہ عام کے موقعہ پر مولانا ظفر علی خاں نے حضرت غزنوی کی پاکستان کے حق میں دھواں دھار تقریر سن کر فی البدیہہ منظوم خراج تحسین اس طرح پیش کیا۔ ؎

قائم ہے ان سے ملت بیضا کی آبرو — اسلام کا وقار ہیں داؤد غزنوی
رجعت پسند دیکھ کر کہنے لگے انہیں — آیا ہے سومنات میں محمود غزنوی
کلکتہ میں بھی ہوئے ہیں ان کے ہم لقب — یہ ہست غزنوی، وہ بود غزنوی

غرضیکہ تحریک آزادی کے دوران متحدہ ہندوستان کا کونہ کونہ اور گوشہ گوشہ ہمارے ان عظیم اسلاف اور قابل فخر قائدین کی للکار سے گونج رہا تھا، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم ان عظیم مقاصد کو پورا کریں جن کے لیے یہ پاک خطہ سرزمین حاصل کیا گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر پاک و ہند میں اہل حدیث فتاوی

از قلم: محمد بلال حماد (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

فتاویٰ: فتویٰ کی جمع ہے جو کہ افتاء سے ماخوذ ہے' لغت عرب میں فتویٰ اور فتیا کا معنی ہے رائے' اظہار یا مشکل احکام کو واضح کرنا (لسان العرب' 148/15' المعجم الوسیط 273/2) لیکن شرعی اصطلاح میں لفظ فتویٰ کا اطلاق معاملات زندگی میں پیش آمدہ مسائل و الجھنوں کے بارے میں شریعت کے حکم پر ہوتا ہے' جو کہ علوم شرعیہ کے ماہر علماء دلائل شرعیہ کی روشنی میں بتاتے ہیں اور سوال کرنے والے کو مستفتی اور جواب و فتویٰ دینے والے کو مفتی کہا جاتا ہے۔ ۔پس مفتی دین کے حوالے سے لوگوں کو درپیش مسائل' مشاکل اور دیگر سوالات کا کتاب و سنت کے حوالے سے حل بتاتا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے :۔ "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" (النحل)

اگر تم کسی مسئلہ کے بارے میں نہیں جانتے تو علماء سے اس کی بابت پوچھ لیا کرو۔

یعنی ناواقفیت و جہالت کے اندھیروں میں ہی نہ پھنسے رہا کرو اور ناواقفیت ایک بیماری ہے جس کا علاج دریافت کرنے' پوچھنے اور سیکھنے میں ہے۔ سنن ابو داؤد میں ہے۔ شفاء العیی السؤال کہ جہالت و نادانی کا علاج سوال کرنا ہے---- اور اصل حکم دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ "یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ" (النساء)

"کہ یہ لوگ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ (انہیں) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور قرآنی آیات میں جہاں بھی یستفتونک اور یسئلونک کے الفاظ وارد ہیں وہ دراصل کسی مسئلہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کئے گئے سوالات کے جوابات ہیں' جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی نازل فرمائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی وحی الٰہی کے ذریعے لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے اور مسائل و احکام بتایا کرتے تھے' صحابہ کرامؓ کو جبھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ براہ راست سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور مسئلے کا حل پا لیتے۔ ان احکام الٰہیہ اور فرامین نبویہ کی طرف رجوع بہرحال فرض اور واجب ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے حکماً"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول۔ (النساء) کہ "اگر تم کسی معاملے میں باہم جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹا دو۔" اور علامہ ابن قیمؒ نے نبی اکرم ﷺ کے فتاویٰ کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو آپؐ نے مختلف مواقع پر صادر فرمائے تھے (دیکھئے اعلام الموقعین' 4/9 و 205 الی مابعد)

پھر صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، فقہائے عظام اور علمائے کرام نے اس اہم ترین دینی فریضے کو ادا کیا اور یہ فریضہ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے توبیخ و سرزنش کے طور پر فرمایا ہے:

"من سئل عن علم فکتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار" (ابوداؤد' ترمذی)

کہ جس سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا اور اس نے جانتے ہوئے اسے چھپایا اور نہ بتایا تو قیامت کے روز اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

صحابہ کرامؓ کی باصفا و پاکباز جماعت نے براہ راست رسول اکرم ﷺ سے کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کرکے اور آپؐ کی صحبت و درسگاہ میں تربیت پاکر افتاء کی ذمہ داری کو نبھایا' لوگوں کی مشکلات و مسائل کا حل پیش فرمایا اور اصلاح احوال کیلئے روشن کردار ادا کیا۔ امام ابن حزمؒ نے "اصحاب الفتیا" میں ایسے ہی 142 صحابہ کرامؓ اور 20 صحابیاتؓ کا تذکرہ کیا ہے جو فتویٰ دیا کرتے تھے اور علامہ ابن قیمؒ اپنی کتاب "اعلام الموقعین 10/1" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سو تیس سے کچھ اوپر اصحاب رسولؐ بشمول صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ فتویٰ دیا کرتے تھے اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ سات صحابہ کرامؓ کثرت افتاء میں مشہور و معروف تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ عمر بن خطاب' علی بن ابی طالب' عبداللہ بن مسعود' زید بن ثابت' عبداللہ بن عباس' عائشہ ام المومنین اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

علامہ ابن قیمؒ نے امام ابن حزمؒ کے حوالے سے مزید لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ کو اگر الگ الگ جمع کیا جائے تو ہر ایک صحابی کے فتاویٰ کی ایک ضخیم جلد تیار ہو سکتی ہے۔ امام ابوبکر' محمد بن موسیٰ بن یعقوب نے عبداللہ بن عباسؓ کے فتاویٰ جمع کئے تھے جو بیس اجزاء پر مشتمل تھے۔ جبکہ 20 صحابہ کرامؓ ایسے تھے کہ اگر ان کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ان میں سے ہر صحابی کے فتاویٰ کا ایک مختصر مجموعہ تیار ہو سکتا ہے اور ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:۔

ابوبکر صدیق' انس بن مالک' ابوسعید خدری' ابوہریرہ' عثمان بن عفان' عبداللہ بن عمرو بن عاص' عبداللہ بن زبیر' ابوموسیٰ اشعری' سعد بن ابی وقاص' سلمان فارسی' جابر بن عبداللہ' معاذ بن جبل' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف' عمران بن حصین' ابوبکرہ' عبادہ بن صامت اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ علامہ تقی الدین سبکی نے ابوہریرہؓ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا۔ (الجواہر المضیئۃ' 2/418)

اور باقی کئی ایک صحابہ کرامؓ سے ایک دو یا کچھ اوپر فتاویٰ ثابت ہیں اور ان کے فتاویٰ کو اگر تلاش و جستجو کرکے یکجا کیا جائے تو ایک مجموعہ فتاویٰ جمع ہو سکتا ہے اور ان صحابہ کرامؓ میں سے چند ایک مشہور نام بطور تمثیل ذکر کئے جاتے ہیں ورنہ یہ تعداد تو سو سے بھی متجاوز ہے۔ ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو درداء، حسن و حسین پسران علی، فاطمۃ الزہراء، مالک بن حویرث، اسامہ بن زید، ثوبان، بلال، عباس بن عبدالمطلب، ام المومنین میمونہ، اسماء بنت ابی بکر، محمد بن مسلمہ، حسان بن ثابت، عبداللہ و عبدالرحمٰن پسران ابی بکر، مقداد بن اسود، ابو ایوب انصاری، ابو عبیدہ بن جراح، ام عطیہ، ام المومنین صفیہ، ام المومنین حفصہ، ام المومنین ام حبیبہ، ابوذر اور دیگر کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے اعلام الموقعین 1/10، 11)

صحابہ کرامؓ علم کے پہاڑ، کتاب و سنت کے واقفان حال اور درسگاہ نبوت کے فیض یافتگان تھے۔ وہ براہ راست چشمہ نبوت سے سیراب اور نور ہدایت سے مستنیر ہوئے تھے اور تمام امت سے بڑھ کر اسرار و رموز شریعت کے شناسا اور احوال نزول وحی سے آگاہ تھے، رسول پاک ﷺ کی وفات کے بعد اجلہ صحابہ کرامؓ نے مختلف علاقوں میں جاکر لوگوں کو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بہرہ ور کیا اور صحابہ کرامؓ کا یہ دور تقریباً" ایک صدی پر محیط ہے کیونکہ آخری صحابیؓ حضرت ابوالطفیلؓ کا انتقال 110 ھ کو ہوا۔ بعد ازاں تابعین کا دور آتا ہے جن کا زمانہ 180 ھ تک باقی رہتا ہے اور تابعین نے براہ راست صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا، ان کی درس گاہوں میں بیٹھے اور علوم نبوت سے مستفید ہوئے پھر انہوں نے عوام الناس تک اس پیغام شریعت کو پہنچایا۔

مفتیان مدینہ

صحابہ کرامؓ کے بعد اجلہ تابعین نے یہ مسند سنبھالی بلکہ سعید بن المسیبؒ ایسے جلیل القدر تابعی نے صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہی فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا اور پھر فقہاء سبعہ مشہور ہوئے۔ جنہوں نے مدینہ منورہ میں افتاء کی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، عبیداللہ بن عبداللہ، خارجہ بن زید بن ثابت، ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ تعالیٰ۔ علاوہ ازیں بھی کئی ممتاز اہل علم مدینہ منورہ میں موجود تھے، جنہوں نے لوگوں کی دینی مشاکل اور مسائل پر فتوے دیئے اور لوگوں کی اس اہم ترین دینی ضرورت کو پورا کیا۔ بعد ازاں ابن شہاب زہریؒ، عبدالرحمٰن بن قاسمؒ اور دیگر فقہاء کے ذریعے یہ سلسلہ خیر بڑھتا اور پھیلتا ہوا امام مالکؒ اور ان کے تلامذہ تک جا پہنچتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تذکرہ کرتا جاؤں کہ امام دارالہجرہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے طلاق مکرہ کے فتویٰ (کہ۔ طلاق المکرہ لیس بشیئ) اور امام السنۃ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مسئلہ خلق قرآن کے فتویٰ (کہ۔ ان القرآن غیر مخلوق) نے تو حکمرانوں اور درباریوں تک کو ہلا کر رکھ دیا تھا جس پر انہیں ابتلاء و آزمائش کے دریا عبور کرنے پڑے لیکن ان داعیان حق اور آئمہ ھدیٰ نے حق اور سچ پر ڈٹ کر "فتویٰ" کو عظیم اصلاحی جہاد کا درجہ دے دیا۔ محمد بن نوح نے امام زہری کے فتاویٰ کو تین ضخیم اجزاء میں جمع کیا تھا اور ان کے علاوہ دیگر فقہاء کے فتاویٰ بھی انہوں نے جمع کئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفتیان مکہ مکرمہ

درسگاہ عبداللہ بن عباسؓ کے فیض یافتگان نے مکہ میں علم افتاء لہرائے رکھا اور مفتیان مکہ مکرمہ میں سے عطاء بن ابی رباحؒ، طاؤسؒ اور مجاہدؒ وغیرہ خصوصی طور پر مشہور ہوئے پھر عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، سفیان بن عیینہ اور ابوالزبیر مکی وغیرہ کے واسطے سے یہ سلسلہ خیر دراز ہوتا ہوا امام شافعی اور موسیٰ بن جارود تک جا پہنچتا ہے۔

مفتیان بصرہ

بصرہ میں اس کام کا بیڑا جن ممتاز تابعین نے اٹھایا۔ ان میں حسن بصری کا نام بہت مشہور ہے۔ انہوں نے پانچ سو صحابہ کرامؓ کو پایا اور بصرہ کی سرزمین پر افتاء کی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا، ان کے فتاویٰ سات ضخیم جلدوں میں جمع کئے گئے اور اسی طرح بصرہ میں عمرو بن سلمہ، ابوالعالیہ اور ابوقلابہ کے ذریعے سے افتاء کا یہ کام سعید بن ابی عروبہ، حماد بن سلمہ اور ضحاک تک جا پہنچتا ہے۔

مفتیان کوفہ

کوفہ میں علقمہ بن قیس، اسود بن یزید، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عمرو بن میمون اور ھمام بن حارث نے افتاء کا سلسلہ شروع کیا۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے ایک سو بیس صحابہ کرامؓ کو پایا اور ان سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں یہ سلسلہ دراز ہوتا ہوا ابن شبرمہ، سفیان ثوریؒ اور امام ابوحنیفہؒ تک جا پہنچتا ہے پھر ان کے تلامذہ نے یہ کام جاری رکھا۔

مفتیان شام

وہاں ابو ادریس خولانی، شرحبیل بن السمط، خالد بن معدان اور دیگر کئی ایک اہل علم و فضل نے فتویٰ کا پرچم بلند کئے رکھا اور لوگ ان سے اپنے مسائل و مشاکل کے حل کے لیے فتاویٰ حاصل کرتے رہے۔ بعد ازاں امام مکحول اور امارت سے پہلے عبدالملک بن مروان نے افتاء کا یہ کام سرانجام دیا۔ پھر اس کار خیر کا بیڑا امام ابو عامر عبدالرحمٰن الاوزاعی، ولید بن مسلم اور ابو اسحاق فزاری نے اٹھایا۔

اور اسی طرح مصر، قیروان، اندلس، یمن اور بغداد میں بھی ممتاز اصحاب علم نے اپنے اپنے دور میں فن فتویٰ نویسی کو عروج دیا۔ اور عوام الناس اپنے دینی مسائل کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے رہے، یوں یہ کام وسعت اختیار کرتا گیا اور اقطاف عالم اسلام میں پھیل گیا اور یہ تو حقیقت ہے کہ جب تک زندگی کی یہ رونقیں باقی ہیں، مختلف الخیال افراد اور نوع بنوع حالات و واقعات کا وجود اور دور دورہ ہے، لوگوں کا باہمی میل جول، لین دین اور کاروبار زندگی کی یہ گہما گہمی ہے۔ دنیا میں مسائل پیدا ہوتے رہیں گے، مشکلات معرض وجود میں آتی رہیں گی اور ان کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل کے لئے کتاب و سنت ایسے ابدی اور کلی ضابطہ حیات کی ضرورت باقی رہے گی اور افتاء کا یہ مبارک کام بھی جاری و ساری رہے گا اور اس کام کے اہل افراد اللہ کے فضل و کرم سے دنیا میں آتے رہیں گے۔ "انشاء اللہ الرحمن"

اہل الحدیث اور اہل الرای

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھا ہے کہ دوسری صدی ہجری میں بعض اصول و قواعد کے اختلاف کی وجہ سے دو گروہ پیدا ہو گئے۔ اہل الحدیث اور اہل الرای (دیکھئے باب الفرق بین اہل الحدیث و اھل الرای)۔ اہل حدیث میں اکثریت اہل حجاز کی تھی۔ جن کے سامنے کتاب و سنت کی نصوص اور آثار سلف تھے اور چونکہ حجاز میں حضور اکرم ﷺ کی احادیث کثرت سے تھیں۔ اس لیے وہ کمال احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی نصوص کو ہی مقدم اور اپنے مد نظر رکھتے رہے۔ جب کہ اہل عراق جو اہل الرای کہلائے۔ حجاز سے دور ہونے کی وجہ سے وہاں احادیث رسول ﷺ کم پہنچیں اور پھر کوفہ (عراق) میں شیعہ و خوارج کے ایسے ضال (گمراہ) اور مضل (گمراہ کن) فرقے نمودار ہو گئے۔ جنہوں نے احادیث گھڑنا شروع کر دیں' تو اس اعتبار سے بھی اہل عراق نے احادیث کے بارے میں مشکلات پائیں اور پھر انہوں نے احادیث کی قبولیت کے لیے ایسی ایسی شرطیں ایجاد کیں کہ جس کی وجہ سے احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ان کے ہاں ناقابل اعتماد ٹھہرا' تو اس وجہ سے اہل عراق کو رای' قیاس اور استنباط کی طرف بکثرت جانا پڑا اور احادیث کی ظاہری نصوص کو کم پیش کیا جانے لگا۔

خالص تقلیدی دور

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ - باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ و بعدھا" میں واضح طور پر لکھتے ہیں "جان لیجئے کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے لوگ کسی خاص مذہب کے خالص و پکے مقلد نہ تھے بلکہ ان کے نزدیک جس امام کی بات بھی قرآن و حدیث سے مطابقت رکھتی تو وہ اسے اپنا لیتے تھے۔"

بعد میں ایسا خالص تقلیدی دور آیا کہ جس میں اپنے خاص امام کی بات کو ہی قبول اور اسی پر اکتفا کیا جانے لگا۔ مثلاً" فقہ حنفی کی کتب ہی ملاحظہ فرمالیں' وہاں آپ کو ساری زور آزمائی اس بات پر مرکوز نظر آئے گی کہ فقہ حنفی کو سچا ثابت کیا جائے اور دوسرے اماموں کی فقہوں پر اس کی برتری اور ترجیح واضح کی جائے یعنی آپ کو وہاں خالص تقلیدی جمود نظر آئے گا۔ فقہ حنفی میں کئی ایک فتاویٰ بھی لکھے گئے ہیں۔ آپ ان میں بھی یہ اوصاف و انداز واضح طور پر دیکھیں گے کہ مفتی صاحب کسی سوال کے جواب میں کہہ دیتے ہیں۔ نعم یالا' یا پھر فقہ حنفی کی کسی کتاب کی عبارت درج کرکے مستفتی (سائل) کو واپس کر دیا جاتا ہے اور جس چیز کو وہ کتابیں جائز قرار دیں اسے جائز اور جسے وہ باطل ٹھہرائیں اسے یہ لوگ باطل قرار دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ اس ابتدائی دور میں عراق میں احادیث کا ذخیرہ بنسبت حجاز کے کم تھا اور پھر کثرت وضاعین کی وجہ سے بھی اس وقت کے علماء کرام نے احادیث کو قبول کرنے کے لیے کڑی شرائط عائد کر دی اور پھر مجبوراً" انہیں آراء' کثرت قیاسات اور استنباطات کی طرف جانا پڑا تو اب یہ تمام مجبوریاں دور ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ! آجکل تو احادیث کا خاطر خواہ ذخیرہ ہمارے پاس موجود اور تحقیقات کا وافر سامان ہمارے سامنے ہے۔ صحیح و ضعیف احادیث کا عقدہ بھی کافی حد تک کھل چکا ہے اور ایک کلمہ گو مسلمان کو چاہیے کہ وہ تمام تر مسائل و مشاکل کا حل اللہ و رسولؐ کے ذریعے سے ہی تلاش کرے اور خدا معلوم ایک مسلمان کا ایمان یہ کیونکر گوارا کرتا ہے کہ جب کسی مسئلے پر کوئی فرمان رسولؐ ثابت ہو جائے لیکن وہ حدیث رسول ﷺ کو صرف اس لیے قبول نہیں کرتا کہ اس کے امام کا قول اس کے خلاف ہے اور یہ خیال تک نہیں لاتا کہ ممکن ہے وہ حدیث امام صاحب تک پہنچی نہ ہو یا پہنچی ہو لیکن پوری طرح اس کی کیفیت یعنی مالہ وما علیہ کا انہیں ادراک نہ ہو سکا ہو' یا پھر سمجھنے میں بھی تو غلطی لگ سکتی ہے کیونکہ مخلوقات میں معصوم صرف نبی کی ذات ہے۔

اور پھر ائمہ کرام نے واضح طور پر اور واشگاف انداز میں خود کہا ہے کہ اگر ہماری بات قرآن و حدیث کے خلاف ثابت ہو جائے تو ہماری بات کو چھوڑ دو۔ دراصل یہ کہہ کر ائمہ کرام نے خود اعتراف کیا ہے کہ ہم غلطی سے مبرا نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کا فرمان

چنانچہ امام ابو حنیفہؒ کا مشہور قول ہے' "اذا صح الحدیث فھو مذھبی" کہ جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ (ایقاظ الھمم ص/62) اور انہوں نے مزید فرمایا:- "لا یحل لاحد ان یاخذ بقولنا مالم یعلم من این اخذناہ" کہ اس شخص کے لیے میرے قول پر عمل کرنا یا اس پر فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔ جسے یہ پتہ نہیں کہ میں نے وہ قول کہاں سے اخذ کیا ہے۔ (رسم المفتی ص/ 29)

نیز فرمایا کہ "اے ابو یوسف! تجھ پر ہلاکت ہو کہ میری ہر بات نہ لکھا کر' کیونکہ کبھی میں ایک رائے قائم کرتا ہوں اور دوسرے دن اسے چھوڑ دیتا ہوں اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اگر دوسرے روز ایک رائے قائم کروں تو پرسوں اسے چھوڑ سکتا ہوں۔ (المیزان ا/62)

امام مالکؒ کا ارشاد

امام مالکؒ نے فرمایا "میں بشر ہوں' غلطی بھی کرتا ہوں اور ٹھیک بات بھی کہتا ہوں تو میری رائے کو دیکھئے اگر وہ کتاب و سنت کے مطابق نظر آئے تو اسے لے لو اور ہر وہ بات یا رائے جو کتاب و سنت کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔" (الجامع- لابن عبدالبر 32/2)

امام شافعیؒ کا ارشاد

امام شافعیؒ نے فرمایا "مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جسے رسول اللہؐ کی سنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مل جائے۔ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ سنت رسولؐ کو کسی کے قول کی وجہ سے ترک کر دے۔"
(اعلام الموقعین 361/2)

امام احمد بن حنبلؒ کا قول

انہوں نے واضح طور پر فرمادیا کہ "میری تقلید نہ کرو اور نہ ہی (امام) مالک' (امام) شافعی' (امام) اوزاعی اور (امام) ثوری کی تقلید کرو۔ بلکہ جہاں سے انہوں نے لیا ہے وہاں سے تم بھی اخذ کرو۔" (اعلام الموقعین' 302/2)

اب مقلدین کے لیے کوئی حجت اور دلیل باقی نہیں رہ جاتی کہ حدیث رسول ﷺ مل جانے کے باوجود بھی وہ اپنے امام کی بات یا رائے کے ساتھ چمٹے رہیں اور حدیث رسول ﷺ کو پس پشت پھینک دیں۔ یہ تفصیل کا موقع نہیں وگرنہ میں واضح کرتا کہ حنفی مقلدین حضرات صحیح حدیث رسول ﷺ مل جانے کے باوجود اسے اس لئے قبول نہیں کرتے کہ وہ حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہے۔ بلکہ ایسے ایسے متعصب اور تقلید کی بھٹی میں جلے بھنے حضرات بھی موجود ہیں کہ جنہوں نے اپنے مسلک کی خاطر احادیث رسول ﷺ میں تاویل و تحریف تک سے گریز نہیں کیا اور محض اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لئے احادیث کا مثلہ کرنے سے بھی ذرا نہیں ہچکچائے اور ایسی مقلدانہ و متعصبانہ مثالیں ملاحظہ کرنے کے لیے عام فقہی کتب حنفیہ کے ساتھ ساتھ وھبی سلیمان غاوجی کی کتاب "ابو حنیفہ النعمان" ضرور پڑھے۔ جسے دارالقلم دمشق نے شائع کیا ہے۔

لیکن یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ ہر دور میں اہل حق یعنی اہلحدیث کی بھی ایک جماعت موجود رہی ہے۔ (اور یہ تو واضح ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں تقلید نے اپنے جال پھیلائے' اس سے قبل لوگ کسی خاص مذہب کے مقلد ہرگز نہ تھے۔ بلکہ براہ راست قرآن و حدیث سے استفادہ کرتے اور جس امام کی بات کتاب و سنت کے مطابق پا لیتے اسے ہی قبول کر لیتے تھے۔) جنہوں نے سنت کے دفاع کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے طرح طرح کے مظالم و شدائد کو برداشت کرنا نیز مسلسل سفری صعوبات اور دیگر مشکلات کو سہنا تو گوارہ کر لیا لیکن حدیث و سنت میں وضاعین کی کتربیونت' مبطلین کی قطع و برید اور مضلین (گمراہ کن فرقوں) کی لفظی و معنوی تحریفات کے پردوں کو خوب خوب چاک کیا اور متحدہ کوششوں سے ان عناصر کے مقاصد خبیثہ کے پر کاٹ دیئے انہوں نے حدیث کی خدمت اور ابلاغ ارشادات رسول ﷺ میں دن رات ایک کر دیا کیوں کہ ان کے سامنے یہ فرمان نبوی ﷺ تھا:۔

نضر اللہ امرء سمع مقالتی فوعاھا و حفظھا و بلغھا۔ (ترمذی) کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس شخص کو ہمیشہ تروتازہ اور خوش رکھے جس نے مجھ سے کوئی حدیث سنی تو اس نے اسے محفوظ رکھا اور خوب یاد رکھا اور اس کو لوگوں تک اسی طرح پہنچایا اور ان کے سامنے یہ فرمان رسول مقبول ﷺ بھی تھا:۔

"من افتی بفتیا غیر ثبت فانما اثمہ علی من افتاہ" (ابن ماجہ) کہ جس نے بغیر ثبوت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اسی پر عائد ہوگا۔ نیز ان کے سامنے یہ قرآنی آیت بھی تھی:۔
"اتبعوا ما انزل الیکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء" کہ وحی الٰہی کی اتباع کرو اور اس کے خلاف کسی اور کی پیروی نہ کرو۔

لہٰذا دین میں صرف قرآن و حدیث کو ہی اتھارٹی قرار دینے والے ایسے ہی علمائے حق کی جہود و مساعی سے تقلیدی جال ٹوٹنے لگے اور لوگ قرآن و حدیث کی واضح ہدایات کی طرف پھر سے عود کرنے لگے چنانچہ سعودی عرب' کویت اور شام وغیرہ میں تقلیدی جمود خاصا ٹوٹ چکا ہے اور اب وہاں تمام ائمہ کی آراء کو سامنے رکھ کر مسائل کو کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے' مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب میں دوران تعلیم راقم نے بارہا سنا اور اس خوش نما منظر کا مشاہدہ کیا کہ استاد صاحب طلبہ کے سامنے برملا کہہ دیتے تھے کہ اگرچہ میں حنبلی ہوں لیکن مسئلہ ھذا میں فلاں مسلک سچا ہے کیونکہ کتاب و سنت کی دلیل کا تقاضا یہی ہے اور پاکستان میں فدائیان کتاب و سنت اہل حدیث کے علاوہ بھی ایک معتدبہ طبقہ نے اس تقلیدی جمود کے خلاف برملا آواز اٹھانا شروع کر دی ہے۔

اللہ رب العزت کے فضل و کرم' سرور کائنات ﷺ کے پیش کردہ قرآن و حدیث' صحابہ کرامؓ کے رجوع الی القرآن و الحدیث' تابعین و تبع تابعین اور ائمہ کرام کے قرآن و حدیث کو ہی اصل اور اتھارٹی سمجھنے اور اپنے اپنے اقوال و فتاویٰ کو کتاب و سنت کے ساتھ نتھی کرنے سے نیز محدثین عظام' فقہائے کرام اور امام تیمیہؒ و علامہ ابن قیمؒ ایسے جلیل القدر علمائے کرام کی مساعی سے حق واضح ہوتا اور باطل دبتا ہی چلا گیا اور اب یہی طریق حق برصغیرپاک و ہند میں علمائے اہل حدیث نے اختیار کیا ہے۔ اگر آپ اہل حدیث علمائے کرام اور حنفی حضرات کے فتاویٰ کا باہمی تقابل و تجزیہ کرکے دیکھیں تو آپ کے سامنے یہ حقیقت حال بخوبی منکشف ہو جائے گی کہ اہلحدیث تمام ائمہ کرام اور فقہائے عظام کے اجتہادات اور فقہی آراء سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسائل کا حل بتاتے ہیں یعنی ان تمام تر مجتہدانہ و فقیہانہ کاوشوں کو حق تک پہنچنے اور کتاب و سنت کے سمجھنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن دین میں معیار اور اتھارٹی صرف قرآن و حدیث کو ہی قرار دیتے ہیں۔ جب کہ حنفی حضرات کے فتاویٰ ایک خاص فقہی خول میں بند اور قید ہوتے ہیں۔

اور اب ذیل میں ان فتاویٰ کا تذکرہ و تعارف پیش کیا جاتا ہے جو برصغیرپاک وہند میں بلند پایہ اہل حدیث علمائے کرام اور محققین نے لوگوں کی راہنمائی کے لئے گاہے بگاہے صادر فرمائے ہیں اور وہ چھپ کر منظرعام پر آچکے ہیں۔

فتاویٰ نذیریہ

یہ مجموعہ فتاویٰ شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی (م 1320ھ) کے فتاویٰ پر مبنی ہے۔ جو کہ دو جلدوں میں دہلی سے شائع ہوا' جب کہ یہی فتویٰ لاہور سے 1971ء میں دوبارہ شائع ہوا۔ اہل حدیث مکتبہ فکر کے حوالے سے یہ مجموعہ فتاویٰ نہایت اہم و نادر علمی مجموعہ ہے' جس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہی مسائل سمیت بیشتر اہم مسائل کا نہایت عمدہ اور جاندار انداز میں احاطہ کیا گیا ہے۔ اہل حدیث علماء' محقق اور مفتی حضرات آج بھی اس علمی و نادر ذخیرہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس مجموعہ فتاویٰ کی خاص بات یہ ہے کہ فتاویٰ میں کسی خاص امام کے فقہی فہم کی تقلید کی بجائے تمام ائمہ امت کے اقوال و آراء سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے قرآن و سنت' سلف صالحین کی آراء اور دلائل کی بنیاد پر فتویٰ دیا گیا ہے' اس مجموعے میں مختلف فقہی مذاہب کا تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ فتاویٰ کا یہ مجموعہ مولانا شمس الدین عظیم آبادی نے جمع کیا ہے۔ حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے فتاویٰ کے بارے میں ممتاز اہل قلم قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری مرحوم نے لکھا ہے کہ "میاں صاحب نے اپنی وفات سے 27 برس پہلے حسرت بھری آواز میں فرمایا تھا کہ کاش میرے فتاویٰ جمع رکھے جاتے تو آج فتاویٰ عالمگیری سے چار گنا زیادہ ہوتے۔ (پاک و ہند میں اہلحدیث کی علمی' دینی اور سیاسی خدمات کا ایک جائزہ ص / 47) یعنی فتاویٰ نذیریہ کی موجودہ دو جلدیں جو بلند مقام اور علمی قدر و منزلت کی حامل ہیں' یہ حضرت شیخ الکل کے کل فتاویٰ کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اگر آپ کے کل فتاویٰ جمع و محفوظ ہو جاتے تو شاید آج فتاویٰ کی دنیا کچھ اور ہوتی۔

فتاویٰ غزنویہ

یہ مجموعہ فتاویٰ اہل حدیث کے ایک نامور اور جید عالم دین مولانا عبدالجبار غزنویؒ (م 1334ھ) کا ہے۔ جو کہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی جلد امرتسر سے شائع ہوئی تھی۔ اس مجموعہ میں عربی' فارسی اور اردو میں فتاویٰ ہیں اور ان فتاویٰ کا اسلوب خالص سلفی طریق کے مطابق ہے۔ اس میں کئی اہم نوعیت کے فقہی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی

جناب محمد عزیر نے مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م 1911) کے مطبوعہ و قلمی فتاویٰ کو یکجا کیا اور پھر انہیں عمدہ انداز میں ترتیب دیا نیز مولانا صاحب کے جو فتاویٰ فارسی یا عربی میں تھے ان کا اردو ترجمہ کر کے انہیں بھی اس مجموعے میں شامل کیا گیا ہے۔ علمی اکیڈمی فاؤنڈیشن کراچی سے 1989ء کو یہ مجموعہ شائع ہوا۔ ان فتاویٰ کا امتیاز یہ ہے کہ مولانا شمس الحق نے مدلل اور مفصل انداز فتویٰ اختیار کیا ہے۔ قرآنی آیات' احادیث' فقہ اور کتب رجال وغیرہ کا باقاعدہ حوالہ دے کر اس مجموعے کو نہایت جاندار اور شاندار بنا دیا ہے۔ جسے پڑھ کر سائل و قاری کی تشفی ہو جاتی ہے۔ اس مجموعے کی ابتداء میں مولانا محمد عزیر کا ایک گرانقدر مقالہ بھی شامل اشاعت ہے۔ جس میں بعض اہلحدیث فتاویٰ کا تعارف پیش کیا گیا ہے' ان میں الشیخ یمنی' مولانا محمد سعید بنارسی اور مولانا عبداللہ غازی پوری کے فتاویٰ کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

نور العین من فتاویٰ الشیخ حسین

شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کے معاصرین میں سے الشیخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین بن محسن یمنی (م 1327ھ) بھی بہت مشہور ہوئے۔ انہوں نے نواب صدیق الحسن خاں کے دور میں یمن سے ہجرت کر کے بھوپال میں سکونت اختیار کی اور وہیں علم و تحقیق اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سے فتاویٰ صادر فرمائے اور فقہی مسائل بیان کئے یا لکھے۔ ان کا مجموعہ آپ کے صاحبزادے شیخ محمد نے دو جلدوں میں "نور العین من فتاوی الشیخ حسین" کے نام سے تیار کیا۔ فتاویٰ بڑے تحقیقی اور تفصیلی ہیں۔ افسوس کہ اس کی صرف پہلی جلد لکھنؤ سے 1322ھ میں شائع ہوئی جب کہ دوسری کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

فتاویٰ سعیدیہ

حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ اور شیخ حسین یمانی ثم بھوپالوی کے شاگرد رشید مولانا محمد سعید بنارسی (م 1322ھ) کے فتاویٰ کا ایک مختصر مجموعہ (جو کہ 24 صفحات پر مشتمل ہے۔) فتاویٰ سعیدیہ کے نام سے چھپا ہے اور یہ مجموعہ متعدد اختلافی مسائل کے جوابات پر مشتمل ہے۔

مجموع فتاویٰ مولانا عبداللہ غازی پوری

مولانا عبداللہ غازی پوری (م 1337ھ) کا مجموع فتاویٰ اب تک طبع نہیں ہو سکا اور اس کے دو قلمی نسخے بنارس اور مبارک پور میں موجود ہیں اور دوسرے نسخے میں فتاویٰ کی ترتیب و تبویب کا کام مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری (م 1353ھ) نے کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس علمی مجموعے کو ایڈٹ کر کے شائع کیا جائے۔

فتاویٰ ثنائیہ

یہ مشہور و معروف مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (م 1367ھ) کے فتاویٰ پر مبنی ہے۔ جو کہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع ہونے والے مختصر فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ اس کی تدوین مولانا محمد داؤد راز دہلوی نے کی۔ جو کہ دہلی سے دو جلدوں میں شائع ہوا۔ جب کہ دوسری مرتبہ 1972ء میں لاہور سے بھی شائع ہوا۔ کتاب پر نظر ثانی حضرت مولانا شرف الدین دہلوی نے کی اور بعض مقامات پر انہوں نے اپنے اختلافی نقطہ نظر کا بھی تذکرہ کیا ہے جیسے مسئلہ طلاق ثلاثہ اور مسئلہ خیار بلوغ وغیرہ۔ اس مجموعہ میں بعض ایسی تحریریں بھی پائی جاتی ہیں۔ جن کا فتاویٰ سے کوئی تعلق نہیں۔

فتاویٰ اہل حدیث

یہ مجموعہ فتاویٰ حضرت العلام مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (م 1384ھ) کے دینی جریدہ "تنظیم اہلحدیث" میں شائع ہونے والے فتاویٰ اور دیگر غیر مطبوعہ فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ یہ فتاویٰ کئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلدوں میں شائع ہوئے اور 1964ء کو ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ سرگودھا نے انہیں دو جلدوں میں شائع کیا ہے اس کے آخر میں حضرت محدث روپڑی کے کچھ عربی فتاویٰ کا بھی تذکرہ ہے۔ اس مجموعہ فتاویٰ میں متعدد مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے اور ان میں مسلک سلف کی ترجمانی نمایاں ہے۔

فتاویٰ ستاریہ

یہ مجموعہ فتاویٰ نامور اہل حدیث عالم مولانا عبدالستار محدث دہلویؒ کے فتاویٰ پر مبنی ہیں۔ مولانا عبدالستار دہلوی، شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث کے شاگرد اور مولانا عبدالوہاب دہلوی کے فرزند تھے۔ ان کا مجموعہ فتاویٰ چار جلدوں میں مکتبہ سعودیہ اور مکتبہ ایوبیہ کراچی سے شائع ہوا۔ ان فتاویٰ کو ان کے فرزند مولانا عبدالغفار سلفی نے مرتب کیا۔

فتاویٰ علمائے حدیث

یہ مجموعہ تمام جید و معروف علمائے اہل حدیث کے فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ جنہیں مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے جمع کیا اور پھر ان کی ترتیب و تبویب کی ہے۔ 11 جلدوں میں یہ مجموعہ شائع ہو چکا ہے لیکن ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔ اس مجموعہ کے ذریعے اہلحدیث علمائے کرام کی مجتہدانہ فکر و انداز کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے اپنے زمانے میں فتاویٰ دیئے ہیں۔ افادیت اور علمی سرمائے کے لحاظ سے یہ مجموعہ ایک نادر خزینہ ہے۔ اگر اس مجموعہ فتاویٰ میں سے مدلل، مفصل اور سکہ بند فتاویٰ کو باقی رکھ کر غیر ضروری تکرار وغیرہ کو ختم کر دیا جائے اور اس قیمتی مجموعہ کی تشنگی کو دور کرتے ہوئے اسے تکمیل کے مراحل تک پہنچا دیا جائے تو اس مجموعہ کو چار چاند لگ سکتے ہیں۔

اسلامی فتاویٰ

یہ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالسلام بستوی مصنف کتب کثیرہ کی علمی کاوش ہے۔ سوال و جواب کی صورت میں یہ ایک بلند پایہ علمی ذخیرہ ہے اور اس میں جوابات بڑے مدلل اور مفصل لکھے گئے ہیں۔ جس سے ذہنی تسلی و تشفی کے ساتھ ساتھ خاطر خواہ علمی و تحقیقی فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے۔ ابتداء میں علامہ ابن قیمؒ کی کتاب قیم "اعلام الموقعین" میں سے آداب فتویٰ کی قیمتی مبحث بھی اردو میں شامل اشاعت ہے۔ کتب خانہ سعودیہ اردو بازار دہلی نے اس مجموعہ کو شائع کیا ہے۔

فتاویٰ سلفیہ

یہ مجموعہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ جنہیں ہفت روزہ "الاعتصام" کی فائلوں سے نقل اور جمع کر کے ایک کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بعض اختلافی و حساس مسائل پر بھی حضرت سلفی صاحبؒ نے اہلحدیث کی نہایت جاندار و شاندار اور ٹھوس ترجمانی کی ہے۔ زیر نظر مجموعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور کی طرف سے 1978ء کو زیور طباعت سے آراستہ ہوا ہے۔ فتاویٰ مدلل، مفصل اور محقق ہیں۔

فتاویٰ رفیقیہ

محترم رانا محمد شفیق خان پسروری نے بتایا کہ ان کے والد گرامی حضرت مولانا محمد رفیق پسروری (م 1977ء) کے فتاویٰ کا قیمتی مجموعہ مکتبہ اہل حدیث پسرور میں موجود ہے، یہ مجموعہ فتاویٰ مختلف مسائل خصوصاً" اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل ہے۔ پہلے یہ فتاویٰ مختلف اہل حدیث جرائد میں شائع ہوتے رہے۔ بعد ازاں موصوف نے خود ہی عوام کی راہنمائی کے لئے ان فتاویٰ کو چار اجزاء میں مرتب کر دیا۔ جو بعد ازاں طبع بھی ہوا۔

فتاویٰ برکاتیہ

یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالبرکات احمدؒ کے علمی فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ جو انہوں نے دارالافتاء جامعہ اسلامیہ، گوجرانوالہ میں لوگوں کے دریافت کرنے پر صادر فرمائے ہیں۔ ان کا یہ خاصا تھا کہ سائل کو کسی بھی حال میں بغیر فتویٰ کے واپس نہیں کرتے تھے۔ کتاب "فتاویٰ برکاتیہ" کے 358 صفحات پر حضرت موصوف کے مختصر و محقق فتاویٰ چھپے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کے آخر میں حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ ایسے جلیل القدر محقق کی تصدیق بھی ثبت ہے جس سے اس مجموعہ کی اہمیت و حیثیت مزید دو چند ہو جاتی ہے اور اس مجموعے کو مولانا ابوالبرکات احمدؒ کے زمانے میں ہی ترتیب دے دیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا مشہور و معروف مجموعہ ہائے فتاویٰ کے علاوہ اہلحدیث کی دیگر بلند پایہ علمی شخصیتوں اور علمائے کرام نے بھی "فن فتویٰ نویسی" کو اپنی علمی و فقہی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ان میں نواب صدیق الحسن بھوپالویؒ، مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوریؒ، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ، حضرۃ العلام مولانا حافظ محمد گوندلویؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ (جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ)، شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ خان عفیف، مولانا محمد بن عبداللہ شجاع آبادی (شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ، اسلام آباد)، مولانا حافظ محمد اسحاق، شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم گوجرانوالہ، مفتی مولانا عبدالهادی العمری (بھارت)، مولانا نذیر احمد رحمانی۔ (بھارت)، مولانا ابوالعاص وحیدی جامعہ سراج العلوم بونڈھیار بھارت، مولانا عبدالسلام سلفی جامعہ سلفیہ بنارس (بھارت)، مولانا فاروق احمد راشدی (شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ، گوجرانوالہ)، مولانا حافظ عبدالستار الحماد، مولانا محمد علی جانباز، حافظ ثناء اللہ ضیاء اور مولانا عبدالحق سلفی، کراچی کے علاوہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے اساتذہ و شیوخ کی مولانا ثناء اللہ صاحب نائب شیخ الحدیث کی سربراہی میں قائم کمیٹی کے فتاویٰ شامل ہیں۔

علاوہ ازیں مولانا حافظ ثناء اللہ خاں مدنی کے فتاویٰ کا مجموعہ بھی مرتب و مدون ہو چکا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن ابھی تک تشنہ طباعت ہے' اسی طرح جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی کمیٹی کے فتاویٰ کا ایک خاص جزء مدون و محقق موجود ہے۔ لیکن وہ بھی ہنوز زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکا اور اب حضرت مولانا عبدالقادر حصاروی" کے فتاویٰ کی ترتیب و تدوین کا بیڑا مولانا محمد یوسف راجو والوی نے اٹھایا ہے انکی ترغیب پر مولانا ابراہیم خلیل' حجرہ شاہ مقیم نے حضرت حصاروی صاحب" کے فتاویٰ کی ایک جلد مرتب کی ہے جو کہ عقائد پر مشتمل ہے جبکہ اس کا ابتدائیہ اور مولانا عبدالقادر حصاروی" کی سوانح حیات معروف محقق مولانا عبدالستار الحماد (مدیر تعلیم و مفتی جامعہ تعلیم الاسلام' ماموںکانجن) نے لکھی ہے اور اس جزء پر انہوں نے نظر ثانی بھی کی ہے۔ مولانا عبدالقادر حصاروی کے فتاویٰ اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر انہیں یونہی کمر ہمت باندھ کر جمع کیا جاتا رہا تو یہ قیمتی مجموعہ 13,12 اجزاء تک پہنچ سکتا ہے---- آخر میں ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعاگو ہیں کہ یہ مجموعہ ھائے فتاویٰ بھی جلد از جلد طبع ہو کر منظر عام پر آئیں تاکہ یہ مجموعے بھی قرآن و سنت کی خدمت' مسلک کی حقانیت و صداقت اور لوگوں کی اصلاح کے لئے نیک فال ثابت ہو سکیں۔ آمین

راہ کی مشکلات

سید احمد شہید" کے پاس قافلہ آزادی کی روانگی کے وقت ایک جوان رعنا آیا تھا۔ اتنا خوبصورت کہ سید احمد شہید" کی بارگاہ میں جب وہ پہنچا۔ اسمٰعیل شہید" کہتے ہیں کہ لوگوں کی نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئیں۔ اتنا خوبصورت چہرہ کبھی نہیں دیکھا۔ چھوٹا سا' ابھی اس کو ڈاڑھی بھی نہیں آئی تھی۔ مونچھوں کے بال بھی نہیں آئے تھے۔ احمد شہید" نے پوچھا بیٹے'کیوں آئے ہو؟ کہا! شاہ جی' آپ کا ساتھ دینے آیا ہوں۔ احمد شہید" کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا بیٹا! میرا ساتھ دینے آئے ہو۔ پہلے میرے مسلک کا پتہ ہے؟ پہلے میری گزر گاہ کا علم ہے؟ پہلے میری روش کو جانتے ہو؟ کہنے لگا: سید صاحب کیا ہے؟ فرمایا! صبح کو کانٹوں پہ چلنا' پتھروں پہ چلنا' رات کو آدھی رات کے بعد جاگنا' تلواروں کی چھاؤں میں لڑنا اور رات کو کمر سیدھی کرنے کے لیے سونا نہیں۔ پچھلے پہر اٹھ کر رب کی بارگاہ میں گڑگڑانا' اللہ کی بارگاہ میں سجدے کرنا۔ وہ جوان رو پڑا' کہنے لگا شاہ جی! یہ ساری باتیں تو میری ماں نے مجھے بتا دی تھیں۔ آپ نے نئی بات کونسی بتلائی ہے؟ سید احمد" نے اس کو یہاں (گالوں) سے پکڑا' دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے کو تھپتھپایا' کہنے لگے' بیٹا! جہاد کے میدان میں یہ پھول سے گال مرجھا جائیں گے۔ وہ نوجوان تڑپ اٹھا' اس نے کہا' شاہ جی! میرے گال آمنہ کے لعل کے گالوں سے تو بہتر نہیں ہیں؟ میں تو سوچ سمجھ کر آیا ہوں۔

انتخاب------- جناب محمد نعیم بٹ' سیکرٹری اطلاعات مرکزیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں اہل حدیث کی صحافت

جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی

مختلف اوقات میں بہت سے اہل حدیث حضرات نے اخبارات و رسائل جاری کیے۔
روزنامے بھی' سہ روزہ بھی' ہفت روزہ بھی' پندرہ روزہ بھی اور ماہانہ بھی ______!
ان میں سے بعض نے کم عمر پائی اور بعض نے زیادہ۔ بعض ایسے بھی ہیں جن کا ایک ہی شمارہ منصہ شہود پر آیا اور پھر ہمیشہ کے لیے قصہ ختم ہو گیا۔ اس سلسلے میں جو معلومات حاصل ہو سکی ہیں اور جن رسائل و جرائد کا کسی نہ کسی طرح سراغ لگایا جا سکا ہے' ان کا تذکرہ ان سطور میں کیا جا رہا ہے۔ یہ جماعت اہل حدیث کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے' جس سے ہم آگاہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

تمام اخبارات و رسائل کی تاریخ اجراء و اختتام سے باخبر ہونا تو ممکن نہیں' البتہ یہ پابندی ضرور کی گئی ہے کہ پہلے روزناموں کا ذکر کیا جائے' پھر سہ روزوں' پھر ہفت روزوں' پھر پندرہ روزوں' پھر ماہناموں کا اور پھر دو ماہی رسالوں اور پھر خاص نمبروں کا ______!

ہو سکتا ہے اس فہرست میں کسی اخبار یا رسالے کا ذکر نہ آ سکے' اسے میری عدم واقفیت پر محمول کیا جائے اور جس قابل احترام دوست کو اس کا علم ہو' وہ بذریعہ اخبار اس کا ذکر فرما دیں۔ یہ بات قارئین کرام اور خود اس عاجز کی معلومات میں اضافے کا موجب ہوگی اور اس کا ذکر کرنے والے دوست شکریے کے مستحق ہوں گے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ مجھ سے کسی رسالے یا اخبار کا صحیح نام لکھنے میں سہو ہو گیا ہو' اگر کوئی صاحب اس کی تصحیح فرما دیں تو میں ان کا بھی شکر گزار ہوں گا۔

میں نے اس فہرست کی ترتیب میں مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی مرحوم کے اس مقالے سے بھی استفادہ کیا ہے جو انھوں نے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی طرف سے 19 مارچ 1937ء کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پچاس سالہ جوبلی کے موقعے پر پڑھا تھا لیکن یہ آج سے ساٹھ سال قبل کا مقالہ ہے۔ اس کے بعد اہل حدیث کے کتنے ہی رسائل و جرائد مطلع صحافت پر نمودار ہوئے اور پھر چند گردشوں کے بعد غروب ہو گئے۔ اس باب میں جو کچھ میں جانتا ہوں۔ وہ اپنی معلومات کے مطابق پیش خدمت کر رہا ہوں۔ یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ میری معلومات مکمل ہیں بلکہ یہ عرض کروں گا کہ یہ معلومات ناقص ہیں اور شاید کوئی بھی انھیں مکمل نہ کر سکے۔ اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنی معلومات کو تکمیل کے قریب کرنے کی کوشش کروں گا۔

تو آیئے! اہل حدیث کی صحافت پر ایک نظر ڈالتے ہیں------ پہلے روزنامے ---------!

روزنامے

1- **روزنامہ "اقدام" کلکتہ** : یہ اخبار مولانا محی الدین احمد قصوری نے 1915ء میں کلکتے سے جاری کیا تھا اور اس کے نگران مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ یہ علمی، دعوتی، سیاسی اور دینی قسم کا اخبار تھا۔ مارچ 1916ء میں مولانا آزاد کو گورنمنٹ نے بنگال کی حدود سے باہر نکل جانے اور کلکتہ چھوڑ جانے کا حکم دیا تو وہ رانچی (صوبہ بہار) چلے گئے تھے۔ بعد ازاں حکومت نے اخبار "اقدام" کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی تھی اور مولانا محی الدین احمد کو گرفتار کر کے تین سال کے لیے ضلع ہوشیار پور کے ایک قصبے "دسوہہ" میں نظر بند کر دیا تھا۔ اس طرح یہ اخبار تقریباً ایک سال جاری رہ سکا۔

2- **روزنامہ "پیام" کلکتہ** : مولانا ابوالکلام آزاد کا اخبار تھا، جس کا مقام اشاعت کلکتہ تھا۔ واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ 1925ء کے آخر میں جاری ہوا تھا اور صرف تین مہینے زندہ رہ کر 1925ء میں دم توڑ گیا تھا۔ اس کے ایڈیٹر مسلک اہل حدیث کے مشہور عالم و مترجم مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی تھے، جنھوں نے اس دور میں لاہور کے ایک معروف دار الاشاعت "الہلال بک ایجنسی" کی طرف سے امام ابن تیمیہ اور بعض دیگر بزرگان دین کی بعض عربی کتابوں کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ الہلال بک ایجنسی کے مالک ایک اہل حدیث بزرگ عبدالعزیز آفندی تھے جو مولانا ابوالکلام آزاد سے نہایت تعلق عقیدت رکھتے تھے۔ روزنامہ "پیام" سیاسی، علمی اور دینی اخبار تھا۔

3- **روزنامہ "ہند جدید" کلکتہ** : مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کا اخبار تھا اور کلکتے سے شائع ہوتا تھا۔ اس میں سیاسی، دینی اور علمی نوعیت کے مضامین شائع ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیشتر تک جاری تھا۔ اب معلوم نہیں بند ہو گیا ہے یا جاری ہے۔ میرے زمانہ ادارت میں یہ ہفت روزہ "الاعتصام" کے مبادلے میں آتا تھا۔

4- روزنامہ "ہند" کلکتہ : یہ بھی مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کا اخبار تھا جو کلکتے سے شائع ہوتا تھا۔ اس کا دور اشاعت "ہند جدید" سے پہلے کا ہے۔

5- روزنامہ "زمانہ" کلکتہ : مولانا محمد اکرم خاں کا اخبار تھا' جس کا مقام اشاعت کلکتہ تھا اور یہ اخبار اردو زبان کا تھا۔ اس میں سیاسی' تبلیغی' دعوتی اور اسلامی مضامین شائع ہوتے تھے۔ یہ اخبار زیادہ عمر نہیں پا سکا۔

6- روزنامہ "آزاد" کلکتہ : اس کے مالک و مدیر بھی مولانا محمد اکرم خاں تھے۔ انھوں نے صحافت میں بڑی شہرت پائی لیکن اردو زبان کی صحافت میں نہیں' بنگالی زبان کی صحافت میں۔ "آزاد" ایک کثیر الاشاعت اخبار تھا جو تقسیم ملک کے بعد کلکتے سے ڈھاکے منتقل ہو گیا تھا۔ مولانا مرحوم کا تعلق مسلم لیگ سے تھا اور وہ پاکستان مسلم لیگ کے منصب صدارت پر بھی متمکن رہے۔ ان کا یہ اخبار بنگالی زبان میں شائع ہوتا تھا۔

7- روزنامہ "الوحید" کراچی : اس میں سندھی اور انگریزی میں مضامین شائع ہوتے تھے۔ غالباً" 37-1936 میں جاری ہوا اس کے ایڈیٹر دین محمد وفائی تھے جو سیاسی شخصیت تھے۔

سہ روزے

8- سہ روزہ "منہاج" لاہور : یہ اخبار میں نے جنوری 1958ء میں لاہور' (شیش محل روڈ) سے جاری کیا تھا جو سیاسی بھی تھا' علمی بھی تھا اور مسلک اہل حدیث کا ترجمان بھی۔ اخبار بڑی ٹھاٹھ سے جاری کیا گیا تھا لیکن اکتوبر 1958ء میں ایوب خاں نے مارشل لاء نافذ کیا تو اخباری کاغذ کے حصول میں بہت سی پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں اور اخبار کرنا قلی کاغذ پر شائع کرنا پڑتا تھا' جو اخباری کاغذ کے مقابلے میں پانچ چھ گنا زیادہ مہنگا تھا۔ لہٰذا اپریل 1959ء میں سہ روزہ "منہاج" مجبوراً" بند کرنا پڑا۔ "منہاج" نے چودہ مہینے عمر پائی۔ میں اس کے اجراء سے پہلے "الاعتصام" کا ایڈیٹر تھا۔ چودہ مہینے کے بعد "منہاج" بند کر کے پھر "الاعتصام" کی زمام ادارت ہاتھ میں لے لی۔ جماعت اہل حدیث کی تاریخ میں "منہاج" پہلا سہ روزہ اخبار تھا جو اس جماعت اور مسلک کی ترجمانی کرتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہفت روزے

-9 **ہفت روزہ "اہل حدیث" امرتسر:** مسلک اہل حدیث کا یہ اولین ہفت روزہ اخبار تھا جو 13 نومبر 1903ء کو حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے شہر امرتسر سے جاری کیا۔ یہ اخبار پورے ہندوستان کے مذہبی، علمی اور سیاسی حلقوں میں پڑھا جاتا تھا۔ متحدہ ہندوستان میں وہ مناظروں اور مباحثوں کا دور تھا۔ عیسائی، آریہ سماجی، دیو سماجی، بریلوی، دیوبندی، شیعہ اور اہل حدیث کے درمیان بحث و مناظرے کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب بہت بڑے مناظر تھے اور نہایت سنجیدگی سے ایک خاص انداز میں بحث میں حصہ لیتے تھے۔ آریہ مشن، عیسائی مشن، شیعہ مشن، بریلوی مشن اور قادیانی مشن وغیرہ ان کے اخبار کے خاص موضوع تھے۔ یہ اخبار ہر جمعے کو شائع ہوتا تھا۔ 13 نومبر 1903ء کو اس کا پہلا شمارہ چھپا تھا اور آخری شمارہ یکم اگست 1947ء کو شائع ہوا۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔

-10 **ہفت روزہ "گلدستہ ثنائی" امرتسر:** حکومت برطانیہ کی طرف سے بعض مضامین کے سلسلے میں مولانا ثناء اللہ صاحب کو وارننگ دی گئی اور اخبار کی اشاعت روکی بھی گئی۔ پہلی مرتبہ فروری 1919ء میں اخبار اہل حدیث کی جلد 16 کے دو شمارے (14 - 15) حکومت نے شائع نہیں ہونے دیئے، لیکن مولانا نے فوراً" اہل حدیث کے بجائے گلدستہ ثنائی کے نام سے دو شمارے شائع کر دیئے۔ دوسری مرتبہ اگست 1923ء میں جلد 20 کے دو شمارے (41 - 42) حکومت نے چھپنے نہیں دیئے۔ اس وقت بھی گلدستہ ثنائی کے دو شمارے شائع فرمائے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ مولانا نے ایک اخبار "گلدستہ ثنائی" بھی جاری کیا تھا، جو ہفت روزہ اخبار تھا اور مختلف اوقات میں اس کے چار شمارے معرض اشاعت میں آئے تھے۔

-11 **ہفت روزہ "مسلمان" امرتسر:** جون 1910ء کو مولانا ثناء اللہ نے ہفت روزہ "مسلمان" جاری کیا جو ہر منگل کو شائع ہوتا تھا۔ اس اخبار میں مخالفین اسلام بالخصوص آریہ سماجیوں کے خلاف مضامین شائع کیے جاتے تھے۔ یہ اخبار تھوڑا عرصہ ہی جاری رہا۔

-12 **ہفت روزہ "الہلال" کلکتہ:** یہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کا اخبار تھا جو انھوں نے 13 جولائی 1912ء کو کلکتے سے جاری کیا تھا۔ اس اخبار کی اس کے ایڈیٹر کی طرح پورے ہندوستان میں دھوم تھی۔ مولانا مسلکی اعتبار سے اہل حدیث تھے اور اس ملک کی نہایت قابل افتخار شخصیت ________!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

13- **ہفت روزہ "محشر" لکھنؤ** : مولانا عبدالحلیم شرر برصغیر پاک و ہند کے مشہور مصنف و مورخ اور ناول نگار تھے اور مسلکاً اہل حدیث تھے۔ یہ ہفت روزہ انھوں نے لکھنؤ سے جاری کیا تھا' جو تھوڑا عرصہ ہی جاری رہا۔

14- **ہفت روزہ "البلاغ" کلکتہ** : برطانوی حکومت نے "الہلال" بند کر دیا تو 12 نومبر 1915ء کو مولانا نے ہفت روزہ "البلاغ" جاری کر لیا۔ یہ اخبار بھی "الہلال" کے نقش قدم پر چلا۔ مارچ 1916ء میں مولانا رانچی میں نظربند ہو گئے تو "البلاغ" بند ہو گیا۔

15- **ہفت روزہ "الہلال" کلکتہ** : مولانا نے 10 جون 1927ء کو پھر "الہلال" جاری کر لیا۔ اس طرح الہلال کے دو دور ہوئے۔ دوسرے دور کے "الہلال" کا پہلا شمارہ 10 جون 1927ء کو اور آخری شمارہ 9 دسمبر 1927ء کو منظر اشاعت پر آیا اور پھر یہ اخبار ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

16- **ہفت روزہ "پیغام" کلکتہ** : یہ اخبار بھی مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتے سے جاری کیا تھا جو اصلاحی' سیاسی اور اسلامی اخبار تھا۔ 23 ستمبر 1921ء کو اس کا اجراء عمل میں آیا اور اس کا آخری شمارہ 16 دسمبر 1921ء کو شائع ہوا۔ صرف تین مہینے زندہ رہا۔

17- **ہفت روزہ "مسلمان" سوہدرہ** : یہ اخبار جماعت اہل حدیث کے معروف مقرر و مصنف مولانا عبدالمجید سوہدروی نے سوہدرہ (ضلع گوجرانوالہ) سے 1922ء کے پس و پیش جاری کیا تھا۔ ابتداء میں یہ ماہانہ رسالہ تھا مگر بعد میں ہفت روزہ کر دیا گیا تھا۔ متنوع مضامین کا یہ دلچسپ مجموعہ تھا اور تبلیغ کا موثر ترین ذریعہ۔

18- **ہفت روزہ "توحید" امرتسر** : یہ اخبار مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے امرتسر سے جاری کیا تھا۔ اس کا پہلا شمارہ کیم اپریل 1927ء کو چھپا اور آخری شمارہ کیم مئی 1929ء کو شائع ہوا۔ اس اخبار نے صرف دو سال عمر پائی۔ نہایت دقیع علمی' تحقیقی اور سیاسی اخبار تھا۔

19- **ہفت روزہ "تنظیم اہل حدیث" روپڑ** : اس اخبار کا اجراء 5 فروری 1932ء کو روپڑ (مشرقی پنجاب) سے ہوا تھا۔ اس وقت روپڑ' ضلع انبالہ کی ایک تحصیل تھی' اب یہ خود ایک ضلع ہے۔ "تنظیم اہل حدیث" حضرت مولانا حافظ عبداللہ روپڑی نے جاری کیا تھا۔ اسے جاری کرنے کا مقصد اس تنظیم کا استحکام اور اس کے اصول و قواعد کی تشہیر تھا' جس کے امیر حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی کو بنایا گیا تھا۔ تقسیم ملک سے کچھ عرصے بعد حضرت حافظ صاحب لاہور تشریف لے آئے تھے۔ اب یہ اخبار لاہور سے نکل رہا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے نگران مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی ہیں۔

20- ہفت روزہ "خادم کعبہ" امرتسر: مولانا اسماعیل غزنوی کا شمار خاندان غزنویہ کے ممتاز علما میں ہوتا تھا۔ یہ اخبار انھوں نے اپنے مسکن امرتسر سے جاری کیا تھا۔ یہ تقسیم ملک سے بہت پہلے کی بات ہے۔

21- ہفت روزہ "الاخوان" گوجرانوالہ : یہ اخبار 1947ء میں گوجرانوالہ سے وہاں کی انجمن اہل حدیث نے جاری کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کے ایڈیٹر مولانا محمد حنیف ندوی کو مقرر کیا گیا تھا۔ اس کا ایک ہی شمارہ شائع ہوا تھا اور یہ پہلا شمارہ بھی تھا اور آخری بھی۔ اس کے بعد ملک میں فسادات شروع ہو گئے اور مجبوراً اخبار جاری رکھنے کا منصوبہ ترک کر دینا پڑا۔

22- ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور : 19 اگست 1949ء کو گوجرانوالہ سے اخبار "الاعتصام" جاری ہوا۔ اس کا ڈیکلریشن حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف نے حاصل کیا تھا۔ اس کے پہلے ایڈیٹر مولانا محمد حنیف ندوی تھے۔ میں ان کا معاون مدیر تھا۔ مئی 1951ء میں مولانا ندوی ادارہ ثقافت اسلامیہ سے منسلک ہو گئے تو مجھے اس کا ایڈیٹر بنا دیا گیا تھا اور اخبار گوجرانوالہ سے لاہور منتقل ہو گیا تھا۔ میں مئی 1965ء تک تقریباً سولہ سال یہ خدمت انجام دیتا رہا۔ پھر کئی سال اس کے ایڈیٹر مولانا حافظ صلاح الدین یوسف اور جناب علیم ناصری رہے۔ اب چند سال سے اس کی ادارتی ذمے داریاں ہمارے عزیز دوست قاری نعیم الرحمٰن نعیم کے سپرد ہیں۔ حضرت مولانا عطاء اللہ مرحوم کے صاحب زادہ گرامی قدر حافظ احمد شاکر اس کے ناشر ہیں۔ اخبار کا اداریہ بالعموم وہی لکھتے ہیں۔ اس اخبار نے جماعت اہل حدیث اور مسلک اہل حدیث کی بے حد خدمت کی اور ماشاء اللہ خدمت کر رہا ہے۔ "الاعتصام" باقاعدگی سے ہر جمعے کو شائع ہوتا ہے۔ اس کے نگران مولانا فضل الرحمٰن ہیں۔

23- ہفت روزہ "جریدہ اہل حدیث" سوہدرہ : یہ اخبار مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی مرحوم و مغفور نے سوہدرہ (ضلع گوجرانوالہ) سے جاری کیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا مرحوم صحیح معنوں میں خادم تھے۔ انھوں نے زبان و قلم یعنی تقریر و تحریر دونوں ذریعوں سے مسلک اہل حدیث کی خوب نشر و اشاعت کی۔ ان کے اخبار "مسلمان" اور پھر "جریدہ اہل حدیث" نے اللہ اور رسول ﷺ کے پیغام کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی مغفرت فرمائے۔ وہ بہت اچھے مقرر بھی تھے اور بہت اچھے مصنف اور اخبار نویس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہ لوگوں کی نفسیات سے آگاہ تھے اور ان کے علم و فہم کے مطابق بات کرتے تھے۔

24- **ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور** : یہ اخبار 23 جنوری 1970ء کو لاہور سے جاری ہوا تھا اور اس کے ایڈیٹر علامہ احسان الہی ظہیر تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ترجمان تھا۔ ابتدا میں اس کا دفتر ایبک روڈ پر حدیث منزل میں تھا۔ بعد ازاں یہ دفتر راوی روڈ پر چلا گیا تھا۔ مسلک اہل حدیث کا یہ داعی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا یہ ترجمان اب جناب بشیر انصاری کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ تقریباً ایک سال (مارچ 1987ء تا فروری 1988) مجھے اور محمود احمد غضنفر کو بھی اس کی ادارت کا شرف حاصل رہا۔

25- **ہفت روزہ "الیوم" لاہور** 20 جولائی 1973ء تا 8 فروری 1974، مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے ترجمان کی حیثیت سے شائع ہوتا رہا۔ جناب بشیر انصاری ایم اے اس کے مدیر اعلیٰ رہے۔ پھر جناب مجیب الرحمٰن شامی کے قبضے میں چلا گیا۔ اس کا دفتر جامعہ محمدیہ، چوک اہل حدیث گوجرانوالہ میں تھا۔

26- **ہفت روزہ "الاسلام" لاہور** : یہ اخبار بھی لاہور سے جاری ہوا تھا اور اس کے ایڈیٹر جناب بشیر انصاری تھے۔ کئی سال یہ اخبار جاری رہا - اس نے اسلام اور مسلک اہل حدیث کی خوب نشر و اشاعت کی۔ اب یہ کبھی کبھی عربی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ اس کے مدیر پروفیسر ساجد میر صاحب ہیں۔

27- **ہفت روزہ "توحید" لاہور** : اس اخبار کا اجرا جولائی 1965ء میں لاہور سے ہوا تھا۔ اس کے ناشر مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے صاحب زادے مولوی عمر فاروق غزنوی اور نگران سید ابوبکر غزنوی تھے جب کہ ایڈیٹر مجھے مقرر کیا گیا تھا۔ گٹ اپ اور مضامین کے اعتبار سے بڑا شان دار اخبار تھا۔ لیکن عمر صرف چھے سات مہینے پائی۔

28- **ہفت روزہ "فرائی ڈے اسپیشل" لاہور** : اس کے ایڈیٹر رانا تنویر قاسم ہیں اور اچھرہ، لاہور میں اس کا دفتر ہے۔ اس وقت 19 تا 25 جنوری 1996ء کا شمارہ سامنے ہے۔ یہ مصور اخبار ہے۔

29- **ہفت روزہ "المنبر" فیصل آباد** : مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف نے 1954ء کے لگ بھگ ایک ہفت روزہ لاہور سے جاری کیا تھا۔ اس کا ڈیکلریشن چنیوٹ (ضلع جھنگ) سے ایک شخص منیر احمد نے حاصل کیا تھا، لیکن اسے حکیم صاحب مرحوم شائع کرنے لگے تھے۔ کچھ عرصے بعد حکیم صاحب نے اپنا اخبار ہفت روزہ "المنبر" جاری کر لیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

30- ہفت روزہ "عرفات" ڈھاکہ : یہ اخبار مرکزی جمعیت اہل حدیث مشرقی پاکستان کا ترجمان تھا اور بنگالی زبان میں ڈھاکہ سے شائع ہوتا تھا۔ اس کے ایڈیٹر وہاں کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحمٰن تھے۔ معلوم نہیں جاری ہے یا بند ہو گیا ہے۔

31- ہفت روزہ "ترجمان" دہلی : یہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ترجمان ہے۔ کسی زمانے میں اس کے ایڈیٹر مجاز اعظمی تھے۔ اب کئی سال سے اس کے مدیر اعلیٰ مولانا عبدالوہاب خلجی ہیں۔ بڑا وقیع پرچہ ہے۔

اب پندرہ روزہ اخباروں کی فہرست ملاحظہ فرمایئے۔

پندرہ روزے

32- پندرہ روزہ "الجامعہ" کلکتہ : مولانا ابوالکلام آزاد نے یہ اخبار کلکتے سے عربی میں جاری کیا تھا۔ اس کے ایڈیٹر مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی تھے۔ یہ اخبار صرف گیارہ مہینے جاری رہا۔ اس کا پہلا شمارہ یکم اپریل 1923ء کو شائع ہوا تھا اور آخری شمارے کی تاریخ اشاعت 20 مارچ 1924ء ہے۔ اس اثنا میں اس کے کل تیرہ شمارے نکلے۔ کئی شمارے دو دو مشترکہ تاریخوں کے شائع ہوئے۔

33- پندرہ روزہ "الہدیٰ" دربھنگہ : یہ اخبار 1950ء میں ہندوستان کے صوبہ بہار کے ایک مقام دربھنگہ (ضلع لہریا سرائے) سے جاری ہوا تھا۔ صاف ستھرے مضامین کا ایک عمدہ پندرہ روزہ اخبار تھا۔ معلوم نہیں جاری ہے یا بند ہو گیا ہے۔

34- پندرہ روزہ "مجلّہ اہل حدیث" شکراوہ : یہ مسلک اہل حدیث کا ایک باوقار تبلیغی اور دعوتی پندرہ روزہ رسالہ ہے۔ جو مولانا حکیم عبدالشکور شکراوی کے فرزند ارجمند جناب حکیم اجمل خان صاحب کی ادارت میں بھارت کے صوبہ ہریانہ کے مشہور شہر شکراوہ سے شائع ہوتا ہے۔

35- پندرہ روزہ "اہل حدیث" دہلی : یہ اخبار کئی سال مولانا حکیم عبدالشکور شکراوی اور مولانا سید تقریظ احمد صاحب کی ادارت میں دہلی سے شائع ہوتا رہا۔ اب بند ہو گیا ہے۔

36- پندرہ روزہ "نور ایمان" دہلی : یہ مولانا محمد داؤد راز مرحوم نے دہلی سے جاری کیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

37- پندرہ روزہ "الارشاد جدید" کراچی : یہ اکتالیس برس سے جاری ہے۔ شیخ سعید پریس والے اس کے ایڈیٹر ہیں۔

38- پندرہ روزہ "صحیفہ اہلحدیث" کراچی : دینی، علمی، ادبی اخلاقی اور تاریخی مضامین پیش کرنے والا مجلہ 79 سال قبل دہلی سے جاری ہوا تھا اب کراچی سے مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب کی نگرانی اور مولانا عبدالجبار سلفی کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ جمعیت غربائے اہلحدیث کا ترجمان ہے اہل حدیث کے موجودہ جرائد و رسائل میں یہ سب سے زیادہ عمر کا رسالہ ہے۔

اس سے آگے ماہنامے رسائل کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

ماہنامے

39- ماہنامہ "اشاعۃ السنہ" بٹالہ : متحدہ ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کا یہ پہلا رسالہ تھا۔ اس رسالے نے علم و تحقیق میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس کے مالک و مدیر حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی تھے اور یہ برصغیر کے پہلے عالم تھے جنھوں نے 1890ء میں مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ یہ رسالہ 1882ء کے لگ بھگ جاری ہوا تھا۔

40- ماہنامہ "نصرۃ السنہ" بنارس : یہ رسالہ مولانا محمد سعید بنارسی نے 1883ء کے لگ بھگ بنارس سے جاری فرمایا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ رسالہ کتنا عرصہ جاری رہا اور کب بند ہوا۔

41- ماہنامہ "دلگداز" لکھنؤ : مشہور مورخ، ادیب اور ناول نویس مولانا عبدالحلیم شرر نے 1885ء میں لکھنؤ سے جاری کیا تھا۔ دسمبر 1926ء تک جاری رہا۔ اس رسالے نے اردو ادب کی بے حد خدمت کی اور بہت سے علمی اور تاریخی مضامین اس میں شائع ہوئے۔

42- ماہنامہ "لسان الصدق" کلکتہ : یہ رسالہ مولانا ابوالکلام آزاد نے جاری کیا تھا۔ اس کا پہلا شمارہ نومبر 1903ء میں اور آخری شمارہ مئی 1905ء میں شائع ہوا۔

43- ماہنامہ "ضیاء السنہ" کلکتہ : مولانا ضیاء الرحمٰن عمرپوری اس کے مالک و مدیر تھے۔ یہ رسالہ کچھ عرصہ جاری رہا پھر بند کر دیا گیا تھا۔

44- ماہنامہ "مرقع قادیان" امرتسر: یہ رسالہ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مئی 1908ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

میں جاری کیا تھا اور اکتوبر 1908ء میں بند کر دیا تھا۔ صرف چھ مہینے جاری رہا۔ ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا تھا۔ یہ اس کا پہلا دور تھا۔ اس کے بعد یہ رسالہ اپریل 1931ء میں جاری کیا گیا اور اپریل 1933ء تک دو سال جاری رہا۔ یہ اس کا دوسرا اور آخری دور تھا۔ اس میں قادیانیت اور قادیانیوں کے بارے میں مضامین شائع کیے جاتے تھے۔

-45 ماہنامہ "الہادی" سیالکوٹ : یہ حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مرحوم نے سیالکوٹ سے جاری کیا تھا۔ نہایت علمی و فنی رسالہ تھا۔ تاریخ اجراء و اختتام کا علم نہیں ہو سکا۔

-46 ماہنامہ "الھدیٰ" سیالکوٹ : یہ بھی مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا رسالہ تھا جو کچھ مدت جاری رہا' پھر بند ہو گیا۔ کب جاری ہوا اور کب بند ہوا؟ یہ معلوم نہیں۔

-47 ماہنامہ "محمدی" دہلی : یہ رسالہ 1922ء کے پس و پیش حضرت مولانا محمد جوناگڑھی نے دہلی سے جاری کیا تھا۔ مقبول خواص و عام رسالہ تھا۔ مولانا نے مارچ 1941ء میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد بھی کچھ عرصہ مولانا سید تقریظ احمد نے اسے جاری رکھا۔

-48 ماہنامہ "نظارہ" میرٹھ : 1916ء میں عبدالمجید حمید نے میرٹھ سے جاری کیا تھا۔ پانچ سال کے قریب زندہ رہا۔

-49 ماہنامہ "تبلیغ السنہ" دہلی : حضرت مولانا احمد اللہ صاحب نے 1922ء میں دہلی سے جاری کیا تھا جو ایک سال جاری رہا۔ مولانا مرحوم جماعت اہل حدیث کے جلیل القدر عالم و مدرس اور استاذ الاساتذہ تھے۔

-50 ماہنامہ "اہل الذکر" فیض آباد : ایک بزرگ مولوی محمد یوسف شمس اس کے مالک و مدیر تھے۔ تھوڑا عرصہ ہی جاری رہا۔

-51 ماہنامہ "النذیر" لالہ موسیٰ : یہ رسالہ جماعت اہل حدیث کے مشہور عالم مولانا عبدالخالق جامعی (لالہ موسیٰ' ضلع گجرات) کے والد محترم مولانا عبدالغنی نے اپنے مسکن چک جادہ (نزد لالہ موسیٰ) سے جاری کیا تھا۔ یہ زیادہ عرصہ جاری نہیں رہا۔

-52 ماہنامہ "ریاض توحید" دہلی : مولانا عبدالرحمٰن عمر پوری نے 1936ء میں دہلی سے جاری کیا تھا۔

-53 ماہنامہ "محدث" دہلی : یہ رسالہ مدرسہ رحمانیہ دہلی کی طرف سے شائع ہوتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے متعدد اہل قلم اور اصحاب علم کا تعاون حاصل تھا اور بہترین مضامین اس میں شائع ہوتے تھے۔ تقسیم ملک تک چھپتا رہا۔

-54 **ماہنامہ "اہل حدیث گزٹ" دہلی :** اسے دہلی سے مولانا عبدالحنان نے جاری کیا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد مولانا کراچی آ گئے تو کچھ عرصہ وہاں بھی اس کا سلسلہ اشاعت جاری رہا۔

-55 **ماہنامہ "افغان" سوہدرہ :** یہ رسالہ مولانا ابویحیٰی امام خاں نوشہروی نے 1924ء میں جاری کیا تھا۔ پھر وہ علی گڑھ چلے گئے۔ وہاں بھی یہ جاری رہا کچھ عرصہ اس کی اشاعت سہ ماہی رہی۔

-56 **ماہنامہ "مجلّہ سلفیہ" دربھنگہ :** ہندوستان کے صوبہ بہار میں دربھنگہ اہل حدیث کا مرکزی مقام ہے۔ دارالعلوم احمدیہ کے نام سے وہاں ایک درس گاہ بھی قائم ہے۔ ایک عالم دین سید عبدالحفیظ گیاوی نے وہاں سے "مجلّہ سلفیہ" کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ جاری کیا تھا۔

-57 **ماہنامہ "مبلغ" امرتسر:** ہمارے مرحوم دوست حاجی محمد اسحاق حنیف نے امرتسر سے یہ رسالہ جاری کیا تھا۔ چند شمارے چھپے تھے کہ اسے بند کر دیا گیا۔

-58 **ماہنامہ "مصحف" عمر آباد :** مدراس (ہندوستان) میں ایک مقام عمر آباد ہے' جہاں طویل عرصے سے مدرسہ عربیہ اسلامیہ قائم ہے۔ اس مدرسے کی طرف سے ایک ماہنامہ رسالہ "مصحف" جاری کیا گیا تھا۔

-59 **ماہنامہ "صحیفہ اہل حدیث" دہلی :** یہ رسالہ 1922ء کے لگ بھگ حضرت مولانا عبدالوہاب دہلوی نے دہلی سے جاری کیا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد مولانا کے صاحب زادے حضرت مولانا حافظ عبدالستار دہلوی کراچی تشریف لے آئے تھے۔ پھر یہ رسالہ کراچی سے شائع ہونے لگا۔

-60 **ماہنامہ "مصباح" شہنیاں ضلع بستی :** یہ رسالہ مولانا عبدالجلیل رحمانی نے اپنے دارالعلوم کی طرف سے جاری کیا تھا۔ ہندوستان کے صوبہ یوپی کے ضلع بستی کا یہ ایک علمی ماہنامہ تھا۔

-61 **ماہنامہ "الاسلام" دہلی :** یہ مولانا عبدالسلام بستوی مرحوم کا رسالہ تھا جو اب بھی دہلی سے شائع ہو رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

62- ماہنامہ "الارشاد" کراچی: یہ مولانا محمد یوسف کلکتوی نے کراچی سے جاری کیا تھا۔

63- ماہنامہ "ترجمان الحدیث" ڈھاکہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث مشرقی پاکستان کا یہ رسالہ بنگلہ زبان میں چھپتا تھا۔

64- ماہنامہ "رحیق" لاہور: حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف نے 1957ء میں لاہور سے جاری کیا تھا جو نہایت وقیع اور تحقیقی رسالہ تھا۔ صرف تین سال زندہ رہا۔

65- ماہنامہ "ترجمان الحدیث" فیصل آباد: علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم نے یہ رسالہ لاہور سے جاری کیا تھا۔ اب یہ رسالہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے مدیر یٰسین ظفر ہیں۔

66- ماہنامہ "ترجمان السنہ" لاہور: علامہ احسان الٰہی ظہیر کے صاحب زادے حافظ ابتسام الٰہی ظہیر نے جاری کیا تھا۔ لیکن کچھ مدت سے اس کی اشاعت معرض التوا میں ہے۔

67- ماہنامہ "محدث" لاہور: یہ رسالہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مدرسہ رحمانیہ (ماڈل ٹاؤن)، لاہور سے شائع کر رہے ہیں جو ایک علمی رسالہ ہے۔

68- ماہنامہ "اسلامی زندگی" لاہور: یہ رسالہ تقسیم ملک سے قبل مکتبہ ادبستان، لاہور کی طرف سے شائع ہوتا تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی اسے ترتیب دیتے تھے۔ اس رسالے میں جن حضرات کے مضامین شائع ہوتے رہے ان میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔

69- ماہنامہ "تمدن" لاہور: یہ رسالہ جناب عبدالمجید راغب ایڈووکیٹ نے جاری کیا تھا۔ اب بند ہو چکا ہے۔

70- ماہنامہ "جھلکیاں" لاہور: اس کے مالک اہل حدیث یوتھ فورس کے ایک رکن ذوالقرنین صاحب تھے اور ثمینہ ذوالقرنین اس کی ایڈیٹر تھیں۔ مارچ 1996ء میں چونگی امر سدھو، لاہور سے اس کا ایک ہی شمارہ شائع ہوا تھا۔ مصور رسالہ تھا۔

71- ماہنامہ "سیف الامہ" بنارس: اس کے مدیر ڈاکٹر مقتدیٰ حسن الازہری ہیں۔ جامعہ سلفیہ (بنارس، ہندوستان) نے جاری کیا ہے عربی زبان کا رسالہ ہے۔

72- ماہنامہ "السراج" نیپال: ہندوستان کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری کی نگرانی اور جناب شمیم احمد خاں ندوی کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

73- ماہنامہ "ہم سفر" لاہور :۔ پروفیسر احمد ساقی نے جاری کیا تھا جو اہل حدیث طلبا کا ترجمان تھا۔ اب بند ہو چکا ہے۔

74- ماہنامہ "تعلیم الاسلام" ماموں کانجن : یہ رسالہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کا ترجمان ہے۔ قاضی محمد اسلم سیف مرحوم نے جاری کیا تھا۔ وہی اس کے ایڈیٹر تھے۔ کئی سال سے جاری ہے اور باقاعدہ ہر مہینے چھپتا ہے۔ آج کل اس کی ادارت مولانا عبدالرشید حجازی کے سپرد ہے جب کہ نگران مولانا عبدالقادر ندوی ہیں۔

75- ماہنامہ "قوانین فطرت" سوہدرہ : مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کے صاحب زادے حافظ محمد یوسف مرحوم نے 1955ء میں جاری کیا تھا۔

76- ماہنامہ "طبی میگزین" سوہدرہ : مولانا عبدالمجید سوہدروی نے جاری کیا تھا۔ کئی سال جاری رہا۔ ان کی وفات کے بعد بند ہو گیا۔

77- ماہنامہ "صراط مستقیم" کراچی: نگران مولانا اختر علی محمدی۔

78- ماہنامہ "دعوت" پشاور: افغانستان کے سلسلے میں جاری کیا گیا ہے۔

79- ماہنامہ "والضحیٰ" گوجرانوالہ : یہ خواتین کا رسالہ ہے۔ جناب بشیر انصاری اس کے مدیر ہیں۔

80- ماہنامہ "الدعوۃ" لاہور : یہ مرکز الدعوۃ و الارشاد کا ترجمان ہے۔ اس کا دفتر چیمبر لین روڈ' لاہور میں ہے۔ نگران پروفیسر حافظ محمد سعید اور مدیر امیر حمزہ ہیں۔

81- ماہنامہ "حرمین" جہلم : اس کے مدیر اکرام اللہ ساجد ہیں۔ یہ رسالہ جامعہ اثریہ جہلم کا ترجمان ہے۔ نگران مولانا محمد مدنی ہیں۔

82- ماہنامہ "ندا الاصلاح" لاہور : اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ترجمان ہے۔ دفتر راوی روڈ' لاہور باقاعدہ شائع نہیں ہوتا کبھی کبھار چھپتا ہے۔

83- ماہنامہ "شہادت" مظفر آباد : یہ رسالہ مظفر آباد (آزاد کشمیر) سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے مدیر خالد سیال ہیں۔ کشمیری مجاہدین کا ترجمان ہے۔

84- ماہنامہ "البدر" ساہیوال : چیف ایڈیٹر سید ضیاء اللہ شاہ بخاری۔ ایڈیٹر محمود احمد غضنفر۔ نگران مولانا معین الدین لکھوی اور حافظ محمد یحییٰ میری محمدی۔ یہ مضامین و مندرجات کے اعتبار سے جان دار پرچہ ہے۔ متحدہ جمعیت اہل حدیث کا ترجمان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

85- ماہنامہ "صدائے ہوش" لاہور : مدیر مولانا محمد ادریس ہاشمی' مقام اشاعت اتفاق کالونی' لا چپت روڈ' شاہدرہ لاہور' بہت اچھا رسالہ ہے۔ جماعت اہل حدیث اور دیگر جماعتوں کے جو جرائد و رسائل میرے نام آتے ہیں' ان میں "صدائے ہوش" بھی شامل ہے۔ میں ان کے مشمولات سے استفادہ کرتا ہوں۔

86- ماہنامہ "راہ اعتدال" عمر آباد : یہ رسالہ عمر آباد (مدراس' ہندوستان) سے شائع ہوتا ہے۔

87- ماہنامہ "الفلاح" گوجرانوالہ : میں نے یہ پرچہ نہیں دیکھا۔ ایک دوست کے بتانے پر اس کا علم ہوا۔

88- ماہنامہ "البلاغ" بمبئی : اس کے ایڈیٹر ارشد مختار اور نگران مولانا مختار احمد ندوی ہیں۔

89- ماہنامہ "نوائے اسلام" دہلی : مدیر عزیز عمر سلفی۔ چودہ سال سے 1164/A چاہ رہٹ دہلی سے شائع ہو رہا ہے۔

90- ماہنامہ "التوعیہ" دہلی : اس کے ایڈیٹر رفیق احمد سلفی اور نگران مولانا عبدالحمید رحمانی ہیں۔ جوگا بائی' نئی دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ زبان' انداز اور مشمولات کے اعتبار سے بہت اچھا رسالہ ہے۔ سیاسی تجزیے آزادی کے ساتھ کھل کر کیے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے موصول نہیں ہو رہا۔

91- ماہنامہ "جاء الحق" لاہور : اس کے مالک و مدیر منیر احمد تھے اور اسلامک پبلیکیشنز' شیش محل روڈ' لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ منیر احمد صاحب محنت سے مرتب کرتے تھے۔ چند مہینے کے بعد بند کر دیا گیا تھا۔

92- ماہنامہ "نداء الجہاد" : مولانا خالد سیف کی نگرانی اور پروفیسر مسعود اقبال کی زیر ادارت شائع ہوتا رہا ہے لیکن اب شائع نہیں ہوتا۔

93- ماہنامہ "صوت العرب" لاہور : ایڈیٹر زبیر احمد ظہیر۔ فردوس مارکیٹ' گلبرگ' لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ظاہری و باطنی محاسن کا حامل رسالہ ہے۔

94- ماہنامہ "الطبیب" فیصل آباد : مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف مرحوم کا ایک ماہنامہ رسالہ تھا' جس میں طب سے متعلق مضامین شائع کیے جاتے تھے۔ اس کا نام صحیح طور سے ذہن میں نہیں آ رہا۔ الطبیب یا طبی میگزین قسم کا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

95- ماہنامہ "اسلامک کلچر" لاہور: انگریزی کتابوں کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں شیخ محمد اشرف کے نام اور کام نے بڑی شہرت پائی۔ وہ فقہی مسلک کے لحاظ سے اہل حدیث تھے اور چینیاں والی مسجد کی انجمن اہل حدیث کے جنرل سیکرٹری _______ ا۔ انھوں نے ایک انگریزی ماہنامہ "اسلامک کلچر" جاری کیا تھا۔

96- ماہنامہ "آثار جدید" مئو ناتھ بھجن: یہ رسالہ مئوناتھ بھجن' بھارت سے 9 سال سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے مدیر اعلیٰ مولانا محمد احمد اثری ہیں۔ بڑا علمی اور تحقیقی رسالہ ہے۔ پتہ ماہنامہ آثار جدید' پوسٹ بکس نمبر3' مئو ناتھ بھجن نمبر275101' یوپی' بھارت۔

97- ماہنامہ "صوت الامۃ" بنارس: چیف ایڈیٹر ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری۔ 18 جی' ریوڑی تالاب' بنارس' بھارت سے 5 سال سے شائع ہو رہا ہے۔

98- ماہنامہ "الفلاح" بھیکم پور۔ بلام پور۔ گونڈہ۔ یوپی۔ بھارت: مدیر سراج الحق سلفی۔ دس سال سے شائع ہو رہا ہے۔

99- ماہنامہ "ترجمان السنتہ رچھا۔ بریلی: دو سال سے شائع ہو رہا ہے۔ مدیر رضاء اللہ عبدالکریم المدنی پتہ: المعہد الاسلامی السلفی۔ رچھا۔ بریلی۔ یوپی۔

100- ماہنامہ "نور توحید" نیپال: مدیر مسئول مولانا عبداللہ مدنی جھنڈا نگری۔ نو سال سے شائع ہو رہا ہے۔

101- ماہنامہ "محدث" بنارس: مدیر عبدالوہاب حجازی۔ یہ رسالہ پندرہ سال سے چھپ رہا ہے۔ اچھے اور وقیع مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس کا پتہ دارالتالیف والترجمہ' بی 18 1' جی' ریوڑی تالاب' وارانسی۔ (بھارت)

102- ماہنامہ "صوت الحق" منصورہ: مدیر ابو رضوان محمدی۔ دس سال سے جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں' بھارت سے شائع ہو رہا ہے۔

103- ماہنامہ "المعلم" خانیوال: مولانا علی محمد سعیدی نے خانیوال سے جاری کیا تھا۔ چند سال کے بعد بند ہو گیا۔

104- ماہنامہ "المؤتمر" کراچی: مدیر مسئول ابوالفضل عبدالحنان علوی۔ تقریباً تین چار سال جاری رہا پھر بند ہو گیا۔

105- ماہنامہ "مطلع الفجر" لاہور: مدیرہ مسئولہ انیسہ فردوس۔ اگست 1996ء سے اشاعت کا آغاز کیا۔ 50 لوئر مال' نزد ایم اے او کالج' لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

106- ماہنامہ "اتحاد" لکھنؤ : اس کے مدیر مولانا عبدالحلیم شرر تھے۔ یہ رسالہ ہندو مسلم اتحاد کی تلقین کرتا تھا تاکہ دونوں قومیں متحد ہو کر آزادی حاصل کر سکیں۔

107- ماہنامہ "مہذب" لکھنؤ : اس کے ایڈیٹر و مالک بھی مولانا عبدالحلیم شرر تھے۔

108- ماہنامہ "عصمت" لکھنؤ : اس کے مالک و مدیر عبدالحلیم شرر تھے۔ شرعی پردے کی تلقین اور بے پردگی سے اجتناب کی دعوت دیتا تھا۔

109- ماہنامہ "تصوف" لکھنؤ : اس کے مالک و مدیر بھی عبدالحلیم شرر تھے۔

110- ماہنامہ "ضیاء الحدیث" سوہدرہ : یہ رسالہ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کے پوتے جناب محمد ادریس فاروقی نے جاری کیا تھا۔ اس کے دس بارہ شمارے چھپے تھے کہ رسالہ بند کر دیا گیا۔

111- ماہنامہ "ذوالقرنین" میرٹھ : مدیر---- عبدالرزاق ملیح آبادی۔

112- ماہنامہ "ندائے مدینہ" کانپور :

113- "اخبار محمدی" ڈھاکہ :

114- ماہنامہ "توحید" کراچی : یہ پرچہ سندھی زبان میں 24 اکتوبر 1923ء کو جاری ہوا۔ 1926ء کو بند ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد جاری ہوا اور 1952ء تک جاری رہا۔ اسکے ایڈیٹر دین محمد وفائی تھے۔ یہ خالص علمی، دینی اور سیاسی پرچہ تھا۔

115- ماہنامہ "نداء الاسلام" اسلام آباد : مدیر---- مولانا محمد بشیر ایم۔ اے

یہ رسالہ وطن عزیز میں دعوت اسلام، نفاذ شریعت، اسلامی علوم اور عربی زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کا علمبردار اور اسلامی اداروں کا ترجمان ہے۔ 14 اگست 1997ء سے شائع ہو رہا ہے۔

پتہ : مولانا محمد بشیر ایڈیٹر نداء الاسلام 116- آئی اینڈ ٹی سینٹر G-9/1 اسلام آباد

اب دو ماہی رسائل کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

دو ماہی

116- ماہنامہ شہید ہند۔ میرٹھ : مدیر---- مولانا احمد حسن شوکت

یہ رسالہ قادیانیت، چکڑالویت اور عیسائیت کے رد میں مضامین شائع کرتا تھا اور اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی حمایت میں وسیع کردار ادا کرتا رہا۔ اس نے مرزائیت کے رد میں ایک ضخیم نمبر بھی شائع کیا۔ تقریباً" پندرہ سال شائع ہوتا رہا۔

-117 دو ماہی مجلّہ "الفرقان" ڈومریا گنج : ایڈیٹر عبدالمنین ندوی اور نگران ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن۔ خالص علمی اور تحقیقی مجلّہ ہے۔ اس کا پتہ یہ ہے۔ مرکز الدعوۃ الاسلامیہ' ڈومریا گنج' ضلع سدھارتھ نگر' یوپی' 272189' انڈیا۔

اب وہ رسالے جن کے خاص نمبر شائع ہوئے۔

خاص نمبر

-118 "دعوۃ الحق" لاہور : ایڈیٹر محمود احمد غضنفر۔ اس مجلّے کے انھوں نے تین یا چار خاص نمبر شائع کیے ہیں۔ بہت عمدہ نمبر ہیں۔ پر از معلومات۔ ایک نجد و حجاز نمبر ہے۔ اس میں اردو مضامین بھی بہت بڑی تعداد میں شامل ہیں اور عربی مقالات بھی ________!۔ ایک نمبر کویت سے متعلق مضامین کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس میں عربی مقالات بھی شامل ہیں۔ ان نمبروں میں سعودی عرب' نجد و حجاز اور کویت کی پوری تاریخ سمو دی گئی ہے۔ سعودی عرب کے مقدس مقامات اور ان کے واقعات بھی معرض بیان میں آگئے ہیں۔ پتہ جامعہ التفضیل الاسلامیہ' مرغزار روڈ' اعوان ٹاؤن' لاہور۔

-119 سہ ماہی "ککے زئی" سوہدرہ : اس رسالے کا تعلق اگرچہ ایک خاص برادری سے تھا' لیکن اس کے ایڈیٹر اہل حدیث تھے اور وہ تھے مولانا ابویحییٰ امام خاں نوشہروی اور ملک ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدروی۔ پھر یہ رسالہ سوہدروہ سے شائع ہوتا تھا اور سوہدرہ' ضلع گوجرانوالہ اہل حدیث کا ایک مرکزی مقام ہے۔ وہاں ککے زئی برادری مسلک اہل حدیث کی حامل ہے۔ اس رسالے کے بارے میں' میں نے خود مولانا ابویحییٰ امام خاں نوشہروی اور ملک ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدروی سے سنا تھا کہ انھوں نے یہ سہ ماہی رسالہ جاری کیا تھا۔ اس کے سال اجراء اور سال اختتام کا علم نہیں۔

-120 "سوہدرہ گزٹ" سوہدرہ : مدیر حکیم راحت نسیم سوہدروی۔ یہ 1985ء میں جاری کیا گیا تھا۔ اس کے متعدد خاص نمبر شائع ہوئے ہیں جو بڑے معلومات افزا اور اہم مضامین پر مشتمل ہیں۔ حکیم راحت نسیم (سوہدرہ' ضلع گوجرانوالہ) کی یہ قابل قدر خدمت ہے۔

-121 سہ ماہی مجلّہ ابراہیمیہ سیالکوٹ : جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ کی طرف سے سہ ماہی مجلّہ ابراہیمیہ جاری کیا گیا تھا جس کے مدیر اعلیٰ میاں یوسف سجاد ایم۔ اے تھے۔ مجلّے کی عمر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو تین سال سے آگے نہ بڑھ سکی۔

122- سالنامہ "طوبیٰ" گوجرانوالہ : یہ خواتین کا مجلّہ ہے۔ باجی زبیدہ امین کی نگرانی میں چھپتا ہے۔ اس کا دفتر جامعۃ البنات اہل حدیث کھوکھر گوجرانوالہ میں ہے۔ بڑا خوبصورت پرچہ ہے۔

برصغیر میں اہل حدیث کی صحافت سے متعلق میری رسائی انہی معلومات تک ہو سکی ہے۔ ان رسائل و جرائد کی تعداد 122 ہے۔ عین ممکن ہے کچھ اور رسائل و جرائد بھی ہوں، لیکن میرا خیال ہے اگر ہیں بھی تو بہت کم ہوں گے۔

یہ تعداد بھی کوئی کم تعداد نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ ہے۔ ان تمام اخبارات و جرائد نے اپنے اپنے انداز میں اسلام اور مسلک اہل حدیث کی بے پناہ خدمت کی اور اس کی آواز دور دور تک پہنچائی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے "الہلال" اور "البلاغ" کی صدائے حق تو برصغیر کے گوشے گوشے میں گونجی اور لوگوں کے عمل و فکر کے زاویوں کو بالکل بدل کر رکھ گئی۔

متحدہ ہندوستان گیارہ صوبوں پر مشتمل تھا اور ہر صوبے کا طول و عرض دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ تنہا پنجاب بڑے بڑے انتیس اضلاع پر محیط تھا جس نے اٹک کی لہروں سے لے کر دلی کی دیواروں تک پھیلے ہوئے تمام علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور اہل حدیث ملک کے تمام صوبوں میں آباد تھے اور مذہبی اور سیاسی اعتبار سے خاص اہمیت رکھتے تھے۔ ان کے اخبارات و رسائل نے ملک و قوم کی خوب خدمت کی اور لوگ ان سے انتہائی متاثر ہوئے۔

اہل حدیث کے موجودہ دور کے بہت سے اخبارات مجھے میسر نہیں۔ اگر موجودہ تمام رسائل و جرائد میرے سامنے ہوتے تو میں ان کے معیار کی نشان دہی بھی کرتا اور ان کے مشمولات و مندرجات کی نوعیت سے بھی قارئین کرام کو آگاہ کرتا اور اپنے محدود تجربہ و مطالعہ کی روشنی میں کچھ مشورے بھی دیتا۔ اگرچہ ہماری جماعت کے اکثر اہل علم کسی کے مشورے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں اور ان کا نقطہ نظریہ ہے کہ لوگوں کو ہم سے مشورہ لینا چاہیے، ہم کسی سے کیوں مشورہ لیں؟ تاہم میں ضرور عرض کرنے کی جرات کرتا۔

یہ سطور اپنے محترم دوست جناب بشیر انصاری کے حکم سے لکھی گئی ہیں۔ موضوع دلچسپ ہے۔ لیکن مجھے پہلی منزل یعنی ایک سے ایک سو۔ بائیس منزل تک پہنچنے میں جن مشکل ترین گھاٹیوں سے گزرنا پڑا ہے۔ وہ میں ہی جانتا ہوں۔ کئی دفعہ ہتھیار ڈالنے تک نوبت پہنچی لیکن ضمیر نے اسے گوارا نہ کیا اور عبداللہ نیازی بننا اپنی توہین سمجھا۔

ان شاء اللہ مزید معلومات حاصل کر کے اسے مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ جماعت اہل حدیث کی صحافت میں خود میں بھی تھوڑا بہت حصے دار ہوں، اس لیے میرا فرض ہے کہ اس کی تکمیل کی سعی کروں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر پاک و ہند کے اہل حدیث شعراء

جناب علیم ناصری

برصغیر ہند و پاکستان میں علمائے اہل حدیث کے تراجم اور تذکرے بہت سے احباب نے تحریر کیے ہیں۔ اگرچہ ان کا کوئی ایک مبسوط تذکرہ مدون نہیں ہو پایا (جس کی شدید ضرورت محسوس بھی کی جاتی ہے) مگر بہرحال کسی نہ کسی حد تک ان کے تذکرے موجود ہیں مگر شعرائے اہلحدیث کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی۔ کئی سال پہلے راقم الحروف کو ازخود یہ خیال پیدا ہوا کہ شعراء کا تذکرہ الگ مرتب کیا جانا چاہیے۔ میں نے ہفت روزہ "الاعتصام" میں اپنے دور ادارت میں کئی شماروں میں "تذکرہ شعرائے اہلحدیث" کے عنوان سے اشتہار دیا اور بھارت اور پاکستان کے اہلحدیث شعرائے کرام سے ان کے سوانحی کوائف اور کلام کے نمونے بھیجنے کی درخواست کی مگر افسوس ____ صدائے برنخاست! مجھے سخت مایوسی ہوئی البتہ ہندوستان سے ایک شاعر بھائی کا خط آیا کہ میں نہ صرف ہند و پاکستان کے پرانے (غالباً جن سے وہ متعارف تھے۔) بلکہ نئے شعراء کا بھی ایک تذکرہ (جلد اول) شائع کر چکا ہوں۔ مجھ سے بھی کہا کہ آپ نے اگر کچھ تذکرے جمع کیے ہیں تو مجھے بھیج دیں اور خود اپنے کوائف اور کلام کے نمونے روانہ کر دیں میں دوسری جلد میں شائع کر دوں گا---- اب میرے پاس تو اپنے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ للہذا نہ میں نے کچھ بھیجا اور نہ وہاں سے کچھ آیا۔ افسوس یہ بھی ہے کہ میں اپنے اس بھائی کا نام تک بھول چکا ہوں اور ان کا خط بھی کہیں پرانے کاغذات میں دب گیا ہے۔ یوں بھی میں اپنے "شاہنامہ بالاکوٹ" میں اتنا مصروف ہوں کہ اس طویل داستان کو نظم کرنے میں کسی دوسری مصروفیت سے پوری طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں نے وہ منصوبہ (یا ارادہ) ہی طاق نسیاں کی زینت بنا دیا ہے۔

گذشتہ دنوں محبی بشیر انصاری صاحب نے "اہلحدیث" کے "پاکستان گولڈن جوبلی نمبر"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حوالہ سے تذکرہ شعرائے اہلحدیث (بطور مقالہ) تحریر کرنے کا حکم دے دیا۔ اب پھر ان پرانے نوٹس کی طرف توجہ دی کہ چلئے کتاب نہیں تو ایک چھوٹا سا مقالہ لکھ کر پرانی جھینپ مٹائی جائے۔ شاید کوئی اور باہمت شخص اس سلسلے کو دیکھ کر کمر ہمت کس لے اور شعرائے اہلحدیث کا بھی تذکرہ کتابی صورت میں شائع ہو سکے۔

میں اپنے حلقے میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے دینی جرائد میں شائع ہونے والا اردو کلام عموماً ایسے اسقام کا حامل ہوتا ہے کہ جو علمی حلقوں میں معیوب شمار ہوتے ہیں۔ نئے شعراء بلکہ بعض عمر رسیدہ اہل سخن بھی الفاظ اور مصرعوں کے اوزان میں شدید غلطیاں کرتے ہیں۔ غلطی ہو جانا تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں مگر اس سلسلے میں کسی سے مشورہ نہ لینا یا دیئے گئے مشورے کو قبول نہ کرنا ان کی انا کا مسئلہ بن گیا ہے۔

یہ یاد رہنا چاہیے کہ شاعری ایک باقاعدہ اصول اور فن رکھتی ہے۔ اس کی بنیاد علم عروض پر ہوتی ہے۔ جو شخص اوزان و بحور کو ایک "خواہ مخواہ" کی پابندی سمجھتا ہے اس کی مثال بالکل اس "مجمع باز" جیسی ہے جو کسی ایک مرض کی دوا کسی سنیاسی وغیرہ سے سن کر تیار کر لیتا ہے اور پھر بازار میں کھڑا ہو کر اس کے محاسن و اوصاف کے طومار باندھتا ہے حالانکہ اس مرض کے متعلق اس کا اپنا علم نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

اس طویل تمہید کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے شاعر حضرات اوزان و بحور کا خیال رکھا کریں۔ اگر وہ مصرع موزوں کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو وہ یقیناً شاعر ہیں مگر مصرعوں میں الفاظ بھی اپنا مخصوص وزن رکھتے ہیں۔ ان کا خیال رہنا چاہیے۔

بہت سے بھائی لیلۃ القدر میں دال پر زبر دے کر مصرعے میں شامل کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ وہ اس کو قرآن میں اصل مقام پر صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں دیکھتے۔! قرآن کریم شعری اوزان کی بہترین کسوٹی ہے۔ شاعروں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرتے رہنا چاہیے۔ میں اپنے اہلحدیث شعرائے کرام سے دردِ دل سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ شاعری میں اوزان و بحور کا اہتمام فرمائیں اور اردو زبان و محاورہ کا بھی گاہے گاہے مطالعہ کرتے رہا کریں۔ ہمارے رسائل و جرائد کے مدیران کرام کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیے اور اپنے پرچوں کو حرف گیری سے بچانا چاہیے۔

آیئے! اب ہم اپنے سخنوران سلف کے درخشاں کارناموں کے اوراق پلٹ کر دیکھیں۔

ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو!

شاعری دراصل محض ایک تفریح اور خوشدلی کا ذریعہ نہیں بلکہ اس سے بہت بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔ اس موضوع پر لکھنے چلیں تو بات بہت دور نکل جائے گی۔ فقط اتنا کہنا کافی ہو گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کفار کا جواب دینے پر بہت داد دیتے تھے بلکہ آنحضورؐ خود انہیں اس کام پر مامور فرماتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ اے حسان! تم کفار کی ہجو کرو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہے۔ اسی زمرے میں حضرت کعب بن زہیر اور عبداللہ بن رواحہ بھی شمار ہوتے ہیں اور یہی دور ہے جہاں سے اسلامی شاعری کا آغاز ہوتا ہے ورنہ اس سے پہلے عہد جاہلیت کے بڑے بڑے شاعر فسق و فجور کے کلام میں شہرت رکھتے تھے اور سوقیانہ اور غلیظ شاعری ان لوگوں کی گھٹی میں پڑی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بیشتر حضرات شعر کہہ لیتے تھے مگر اس کو اپنی شہرت کا ذریعہ نہیں بنایا۔ میدان جنگ میں مبارزت طلبی اور خود رائی بھی شعر ہی میں ہوتی تھی۔ اسے رجز گوئی کہا جاتا تھا۔ جو مجاہدین کے دلوں کو تقویت دینے اور جذبات شجاعت کو ابھارنے کا کام دیتی تھی۔

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے صرف دو قسم کی شاعری کو جواز بخشا ہے۔ ایک جنگ و قتال میں رجز خوانی اور دوسرے پند و مواعظ کے لئے پاکیزہ کلامی۔ ہمارے شعری ذخیرہ میں رجز خوانی سے زیادہ اصلاحی اور افادی شاعری کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ ایک زمانے میں امراء و اصحاب ثروت کے لئے قصیدہ گوئی کا بہت رواج ہو گیا تھا مگر وہ اسلامی شاعری میں شمار نہیں ہوتا گو شاعر خود مسلمان ہی تھے۔ اسی طرح فارسی میں غزل نے بہت ترقی کی اور بے سروپا عشق و مستی کی حکایت عام ہوئی' جس نے ایران سے نکل کر افغانستان اور بھارت میں بھی اپنی جڑیں قائم کیں۔ اردو شاعری نے بھی اس کی گود میں پرورش پائی مگر وہ شاعر جو فطرتاً" دین پسند تھے انہوں نے اپنے کلام کو سوقیت سے ملوث نہیں ہونے دیا بلکہ پرانے شعری ڈھانچے میں اصلاح کی کوشش کی۔

بھارت میں اسلام کی آمد گو محمد بن قاسم کے حملے کے ساتھ شروع ہو گئی تھی مگر اس ساتویں صدی عیسوی سے لے کر سولھویں صدی عیسوی تک برصغیر میں اسلامی سلطنت کا ہنگامی دور رہا ہے جس میں علم و ادب کی ترویج و اشاعت کا کام کماحقہ نہیں ہو سکا۔ سولھویں صدی کے آغاز سے مغل سلطنت کا تسلط سامنے آتا ہے مگر اس میں اسلامی علم و ادب ایران کا درآمدہ تھا۔ عہد اکبری میں ہمیں حدیث کا چرچا سنائی دیتا ہے مگر اس کا اصل زور عہد عالمگیر میں نمودار ہوتا ہے۔ اس کی وفات کے بعد شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ذات گرامی دہلی میں قرآن و حدیث کے سرچشمہ کی برکات کو عام کرنے کا ذریعہ بنتی ہے پھر اس خاندان سے اساطین توحید و سنت کی نمود ہوتی ہے۔

1- شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (1703ء تا 1762ء)

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ وہ پہلے عالم و شاعر ہیں جو واشگاف الفاظ میں توحید و سنت پر ایمان و عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی نثری کتب تو ایک بے بہا ذخیرہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے اہل علم طبقہ خوب واقف ہے۔ ہمارا میدان تو چونکہ شاعری ہے اس لیے ان کی شاعری کے نمونے پیش کرنے پر اکتفا کیا جائے گا۔ شاہ صاحب فارسی میں شعر کہتے تھے۔ ان کے کلام سے منتخب چند اشعار درج ذیل ہیں ۔

رباعی :

علمے کہ نہ ماخوذ ز مشکوۃ نبی ست
واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی ست
جائے کہ بود جلوۂ حق حاکم وقت
تابع شدن حکم خرد بو لہبی ست

"وہ علم جس کی روشنی نبی ﷺ کی مشکوۃ (قندیل) سے برآمد نہیں ہوتی۔ اس سے سیراب ہونا (فائدہ اٹھانا) ایسا ہی ہے جیسے بغیر پانی کے پیاسا رہنا۔ وہ جگہ جہاں جلوۂ الٰہی یعنی احکامات خداوندی کی حکومت ہے وہاں عقل کو اپنا رہبر بنانا ابولہب کی پیروی کرنا ہے۔"

تا بکے محنت مجوری و دوری بکشم
نازنین وطنم سوئے وطن باز روم
تا بکے ہمدمی سنگ بود شیوۂ من
گوہرے از عدنم سوئے عدن باز روم
تا بکے بستہ زنجیر تعلق باشم
آہوئے از ختنم سوئے ختن باز روم
بوئے جاں می رسد از یاد یمن در دو جہاں
شاہ ملک یمنم سوئے یمن باز روم

"میں کب تک جدائی اور دوری کی مشقت اٹھاؤں۔ میں تو اپنے وطن کا محبوب ہوں لہٰذا وطن کو واپس جاتا ہوں۔ مجھے کب تک پتھروں کی صحبت میں رہنا چاہیے' میں تو عدن کا موتی ہوں۔ لہٰذا میں عدن کو جاتا ہوں۔ مجھے کب تک ان علائق کی زنجیروں میں بندھا رہنا ہے میں تو ختن کا آزاد ہرن ہوں لہٰذا ختن کو لوٹ رہا ہوں۔ مجھے دونوں جہانوں میں یمن کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں تو یمن کا فرمانروا ہوں لہٰذا یمن کو واپس جا رہا ہوں۔"

2- شیخ فاخر زائر الہ آبادی رحمہ اللہ (1707 تا 1751ء)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی پیدائش کے چار سال بعد الہ آباد میں شیخ محمد یحییٰ کے گھر ایک بچہ 1707ء میں پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد فاخر رکھا گیا جو بدو شعور ہی سے ذہین و فطین اور ذکی و متین تھا۔ عنفوان شباب تک اپنے والد گرامی اور برادر کلاں سے کتاب و سنت اور مروجہ کتب دروس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبور حاصل کر لیا تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے زیارت حرمین کی کئی بار سعادت مرحمت فرمائی جس کی نسبت سے تخلص بھی زائر رکھا۔ فارسی میں شعر کہتے تھے اور اس دور کی فارسی غزل سے ہٹ کر خالص دینی شاعری کرتے تھے بلکہ ڈنکے کی چوٹ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے تھے۔ ان کا مشہور شعر ہے ۔

مااہل حدیثیم دغا را نشناسیم
صد شکر کہ در مذہب ماحیلہ و فن نیست

ملک ابویحییٰ امام خاں نوشہروی (سوہدروی) مرحوم نے اپنی مشہور کتاب "تراجم علمائے حدیث ہند" میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ پہلی مرتبہ دہلی گئے تو جامع مسجد میں آمین بالجہر پکاری۔ نماز کے بعد عوام نے آپ کو گھیر لیا۔ حضرت نے فرمایا مجھے کسی عالم کے پاس لے چلو اور مسئلہ پوچھو وہ شاہ ولی اللہ کے پاس لے گئے۔ آپ نے فرمایا "حدیث سے تو آمین بالجہر ثابت ہے" یہ سن کر بھیڑ چھٹ گئی۔ دونوں تنہا رہ گئے تو حضرت زائر نے کہا کہ آپ کھلتے کیوں نہیں؟ وہ بولے اگر کھل جاتا تو آپ کو کیسے بچاتا؟ گویا حضرت فاخر زائر آمین بالجہر اور رفع الیدین پر بلاخوف لومتہ لائم عمل کرتے تھے۔

حضرت زائر نے اپنے دیوان اور مثنویوں میں پیر پرستی' قبر پرستی اور دیگر غیر شرعی بدعات و شنیعیات کی خوب مذمت کی ہے۔ نمونہ کے طور پر ان کے چند اشعار پیش کرتا ہوں ۔

بستہ در سنت کشیدم دل زراہ این و آں
زائر آوردم بروں از ملک زنگ آئینہ را

"میں نے سنت کے پیرہن میں لپیٹ کر اپنے دل کو ایرے غیرے کے راستے سے بچا لیا ہے۔ میں سیاہ زنگاری علاقوں سے اپنا شیشہ (دل) نکال لایا ہوں۔"

از احادیث رسول آوردہ ایم اسرار دیں
نیست غیر از گوہر شہسوار در دکان ما

"ہم نے رسول اللہ ﷺ کی سنت سے اسرار دین حاصل کئے ہیں۔ اس لیے ہماری دکان میں ان نہایت قیمتی موتیوں کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔"

از کلام این و آں زائر عقاید را نہ جست
درپناہ سنت سرور بود ایمان ما

"زائر نے کسی ایرے غیرے کے کلام سے عقائد تلاش نہیں کئے کیونکہ ہمارا ایمان سرور انبیاؑ کی پناہ میں ہے۔"

مولانا سید فاخر زائر الہ آبادی چوالیس سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ کسی شاعر نے حروف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابجد سے ان کی پیدائش کا مادۂ تاریخ "خورشید" نکلا تھا اور ان کی وفات کا مادہ "زوال خورشید" (1164ھ) نکلا۔

مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ حضرت شیخ زائر کے ہمعصر تھے اور بعض اوقات ان سے ملاقات بھی فرماتے تھے۔ ان کی وفات پر مرزا صاحب فرماتے تھے کہ "میں نے بے شمار علماء و مشائخ کو دیکھا مگر گیارہ سو برس میں صرف ایک شخص کو کہ نام اس کا شیخ محمد فاخر ہے کتاب و سنت کے موافق پایا۔"

حضرت زائر کا کلام مختلف کتب میں منقسم ہے:

1- دیوان فارسی 2- قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین (منظوم) 3- سفر السعادت (منظوم) 4- رسالہ نجاتیہ۔ جس میں مسلک محدثین کے مطابق مسائل کا بیان ہے۔ 5- "مثنویاں" ان میں حکایات کی صورت میں منظوم قصے ہیں جو قبر پرستی اور شرک و بدعت کے خلاف تمثیلی حقائق ہیں۔

3- مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ (1193ھ تا 1246ھ' 1779ء تا 1831ء)

خاندان ولی اللہی کا یہ نابغہ عصر اوائل عمر میں ہی قرآن و حدیث' فقہ و منطق' تاریخ و سیرت اور دیگر علوم میں عبور حاصل کر چکا تھا۔ آپ کے دادا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے علوم و فنون کو سینوں اور سفینوں میں منتقل کر دیا تھا۔ ان کی کتب گرانمایہ اسلام کی ہمہ پہلو تشریح و تعبیر میں اسلام کے علمی خزائن کا بیش بہا ذخیرہ ہے لیکن اب ضرورت تھی کہ اس علم کو ملک کی فضاؤں میں بکھیرا جائے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی خاندان کے ایک نوجوان کو قوت گویائی کے وہ جوہر عطا فرمائے کہ دہلی کی جامع مسجد کے منبر و محراب اور اس کی سیڑھیاں تک اسماعیل کی زبان میں بولنے لگیں۔

مولانا شہید کی سیرت پر بے شمار کتب موجود ہیں اور آپ کے کارنامے دہلی سے بالاکوٹ تک زبان زدعام ہیں۔ ان کی تقریر و تحریر اور میدان جنگ میں تیغ و سناں کے ساتھ ساتھ رزم و پیکار کے لئے حسن تدبیر کے کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں ؎

وہ جس کی تیغ جوہر دار میں بجلی کی تیزی تھی
وہ جس کی ضرب میں خارا شگافی' شعلہ ریزی تھی

(شاہنامہ بالاکوٹ)

مگر اس عظیم شخصیت میں ایک اور جوہر پنہاں تھا جسے سخنوری کہتے ہیں۔ وہ فقط واعظ خشک نہ تھے بلکہ ایک نغز گو شاعر بھی تھے بقول ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"شاہ صاحب جس عظیم تہذیب کے فرد تھے اس میں عام طور سے مکمل شخصیت کے انسان پیدا کئے جاتے تھے۔ اکثر علماء و فضلاء کئی فنون و علوم کے ماہر ہوتے تھے اور شاعری تو وہ فن تھا جو ذوق عام اور شائستگی کے بنیادی لوازم میں سے تھا---- ہمارے قدیم معاشرے میں جامع الکمالات شخصیتیں پیدا کی جاتی تھیں ____ حضرت شاہ ولی اللہ کا خاندان یوں بھی جامع الصفات تھا۔ اس خانوادے کی ایک امتیازی خصوصیت ہی یہ تھی کہ اس کے نامور افراد بیک وقت کئی کئی شعبہ ہائے کمال میں فائق و فائز تھے۔ شاہ عبدالعزیز' شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر' شاہ عبدالغنی۔ ان میں سے ہر ایک سپہر علم کا آفتاب تھا۔ یہی امتیاز شاہ اسماعیل کو حاصل تھا۔ مجاہد عظیم' محقق' محدث' فقیہ' واعظ اور ان سب اوصاف فائقہ کے ساتھ ساتھ اچھے شاعر بھی!"

(دیباچہ ڈاکٹر سید عبداللہ' کلام شاہ اسماعیل شہید' مرتبہ محمد خالد سیف' مطبوعہ طارق اکیڈمی فیصل آباد اشاعت 1974ء)

مولانا شہید اگر شعر و ادب کو اپنا لائحہ عمل بناتے تو برصغیر کے عظیم شعراء میں شمار ہوتے مگر ان کو گفتار کے نہیں کردار کے غازی بننے کا منصب ودیعت ہوا تھا اس لئے انہوں نے اپنی حیات مستعار کو اسلام کی قلمی خدمات کے علی الرغم میدان وغا میں اپنے جوہر استعمال کرنے پر مامور کیا گیا تھا اس لئے وہ دلی کے مکاتب و مساجد سے نکل کر سرحد و کشمیر کے سنگلاخ کہستانوں کے ذروں کو خون رگ جاں سے لالہ زار بنانے نکلے تھے۔ آج بھی دریائے کابل کے کناروں اور زیدہ وفایار کے کہساروں کو مولانا شہید کی تگ و تاز یاد ہے۔ پکھلا ا[illegible]۔ نوٹ کے دشت و جبل میں اس عبقری دوراں کے نعرہ ہائے تکبیر کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے۔ اس مضمون میں فقط ان کی شاعری کا تذکرہ مقصود ہے اس لئے ہم ان کے کلام سے قارئین کی تواضع کرنے کی کوشش کریں گے۔ مولانا شہید کی شاعری فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں موجود ہے۔

1- مثنوی سلک نور (اردو)

یہ مثنوی حسب معمول حمد اور پھر نعت کے بعد توحید کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس میں "تقویۃ الایمان" ہی کی طرح توحید کی تشریح و تفہیم فرمائی گئی ہے۔

حمد

الٰہی ترا نام کیا خوب ہے — کہ ہر جان کو وہ ہی مطلوب ہے
زباں کس طرح حمد تیری کرے — کہ ہے تو ادراک سے بھی پرے
تری ذات میں منحصر ہیں کمال — تجھی میں ہے شان جمال و جلال

مسلسل کئی اشعار کے بعد نعت کا آغاز ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نعت

نبی البرایا رسول کریم نبوت کے دریا کا در یتیم
حبیب خدا سید المرسلین شفیع الوریٰ ہادی راہ دین
محمدؐ ہے نام اس کا احمدؐ لقب بیاں ہو سکے منقبت اس کی کب

نعت کے اشعار ایک تسلسل سے یکے بعد دیگرے ربط و نظم سے منسلک چلے آ رہے ہیں اور اس رواں دواں بحر میں ایک غنائیت اور نغمگی فرحت انگیز ہے۔

2- رسالہ بے نمازاں

3- مثنوی سلک نور (فارسی)

30 اشعار کی یہ مختصر مثنوی توحید و سنت کی تبلیغ و ترغیب کے سلسلے میں ہے۔ اشعار کی بندش اور تراکیب کی دروبست فارسی میں بھی شاہ شہید کی قادرالکلامی پر دلالت کرتی ہے۔

4- قصیدہ نعتیہ (فارسی)

رسول اللہ ﷺ کی مدح میں فارسی میں نہایت عمدہ اشعار کا یہ قصیدہ عام رواں دواں بحروں سے ہٹ کر قدرے مشکل بحر میں ہے۔

ہزار حمد برب حکیم صاحب جود ظہور کرد کمالش ز جزر ہر موجود

قصیدہ در مدح سید احمد شہید رحمہ اللہ

یہ فقط آٹھ اشعار کا فارسی قصیدہ ہے۔ اس کی بھی اٹھان اور زبان بلندیوں سے اتر رہی ہے۔ یہ بھی قصیدہ نعتیہ ہی کی بحر میں ہے۔

ہزار شکر بہ یزدان پاک کز فضلش ز نور قدسی غیبش کہ قطرۂ بہ چکید

اور آخر میں۔

دریں زمان توئی جانشین پیغمبرؐ خلیفہ و خلف و وارث و وصی رشید

ایک غازی میدان کے قلم سے اتنا بلیغ اور بلندپایہ کلام ان کے فکر و فن کی عظمت کی دلیل ہے۔ ان کی شخصیت کا یہ پہلو گو ان کے جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں ثانوی حیثیت رکھتا ہے مگر اہل فن جانتے ہیں کہ ان کی فارسی میں نغزگوئی صف اول کے شعراء کے ہم پلہ ہے اور اردو شاعری بھی اپنے دور کی زبان کے مطابق سہل ممتنع کا بہترین نمونہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4- مولوی خرم علی بلہوری (م 1260ھ/1844ء)

مصنف "تراجم علمائے حدیث ہند" کے بقول "مولوی خرم علی خاندان ولی اللّٰہی کے شاگرد تھے اور غالی مقلد تھے مگر جب شاہ اسماعیل شہید کی صحبت نصیب ہوئی تو اتباع سنت کا رنگ چڑھ گیا۔" جہاد کے لیے سید صاحب کے ہمراہ سرحد گئے تھے مگر وہاں سے (غالباً) سید صاحب کے حکم سے وطن واپس آئے اور مجاہدین کے لیے امداد کرنے والوں کے معاون رہے۔ فطری طور پر شاعر تھے۔ سرحد میں مجاہدین کے لیے رجز لکھتے جو میدان جنگ میں پڑھے جاتے تھے۔ ان کے مشہور رسالہ جہادیہ کے چند شعر یہ ہیں ۔

فرض ہے تم پہ مسلمانوں جہاد کفار — اس کا سامان کرو جلد اگر ہو تیار
جس کے پیروں پہ پڑے گرد صف جنگ جہاد — وہ جہنم سے بچا نار سے ہے وہ آزاد
حضرت مولوی اب طاق میں رکھ دیجئے کتاب — لیجئے تلوار کو میدان میں چل دیجئے شتاب
اے گروہ فقراء نفس کشی کے استاد — عمل نفس کشی کون ہے بہتر ز جہاد
سینکڑوں جنگ میں جاتے ہیں تو پھر آتے ہیں — سینکڑوں گھر میں بھی رہتے ہیں تو مرجاتے ہیں

یہ ایک مسلسل رسالہ ہے جس میں جہاد کی ترغیب میں اس کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ مولانا مہر لکھتے ہیں کہ ان کے رجزیہ اشعار اکثر مجاہدین جنگ کو جاتے ہوئے پڑھتے تھے۔ ان کا کلام توحید و سنت کے فضائل پر بھی خاصا دستیاب ہے ۔

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے — دردانہ درج مصطفیٰؐ ہے
صوفی، عالم، حکیم دینی — کرتے رہے اس کی خوشہ چینی
ہوتے ہوئے مصطفیٰؐ کی گفتار — مت دیکھ کسی کا قول و کردار

5- مومن خاں مومن دہلوی (م 1268ھ/1852ء)

مومن خاں مومن دہلی کے مشہور طبیبوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے خاندان کو بھی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ابن شاہ ولی اللہؒ) سے عقیدت و ارادت کا خاص علاقہ تھا۔ فطری طور پر شاعر تھے اور جوانی میں مروجہ شاعری میں نام پیدا کیا۔ اپنے ہم عصر شعراء غالب، ذوق، شیفتہ وغیرہ سے خاصی رسم و راہ تھی۔ غزل میں مروجہ دور کی بھرپور سخنوری مومن کے ہاں پائی جاتی ہے۔ عام رواج کے مطابق حقہ نوشی اور شطرنج بازی بھی نجیبوں کے مشاغل تھے۔ اس سلسلے میں مومن کے رفیق مولانا فضل حق خیر آبادی تھے۔ مومن چونکہ عقیدہ کے اعتبار سے "وہابی" مسلک کو اختیار کئے ہوئے تھے اس لیے مولانا خیر آبادی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کا مشہور شعر بلکہ غزل کا مقطع ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے نام آرزو کا تو دل کو نکال لیں
مومن نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

کہتے ہیں کہ مولوی فضل حق خیر آبادی آرزو تخلص رکھتے تھے۔ کسی نے مومن کے پاس ان کا ذکر کیا تو انہوں نے مقطع اس غزل میں شامل کیا جس کا مطلع ہے ۔

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے مجبور جی سے ہم

مومن کی شاعری پر تبصرہ ایک پوری کتاب کا متقاضی ہے۔ ہمیں صرف ان کی دینی شاعری سے غرض ہے جو "علما" نافعا" کے زمرے میں آتی ہے۔ جب دہلی میں جہاد کا غلغلہ بلند ہوا اور سید احمد شہید کے دست حق پرست پر لوگ بیعت ہونے لگے تو مومن بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے باضابطہ بیعت کی۔ وہ سید صاحب کو مہدی دوراں کہتے تھے ۔

شوق بزم احمد و ذوق شہادت ہے مجھے
جلد مومن لے پہنچ اس مہدی دوراں تلک

جب 1242ھ میں قافلہ جہاد سرحد کو روانہ ہوا تو مومن نے اس موقع پر قطعہ تاریخ خروج لکھا جو حسب ذیل ہے ۔

گلاب تاب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ — کہ فکر مدحت سبط قسیم کوثر ہے
وہ کون امام جہان و جہانیاں احمد — کہ محض مقتدی سنت پیغمبرؐ ہے
وہ شاہ مملکت ایماں کہ جس کا سال خروج — "امام برحق مہدی نشان علی فر" ہے

اس کے علاوہ ایک جہادیہ مثنوی ہے جو 35 اشعار پر مشتمل ہے۔

6- سید نواب اولاد حسن خاں (م 1253ھ/1838ء)

سید نواب اولاد حسن خاں علماء و شرفائے قنوج میں سربرآوردہ شخصیت کے مالک تھے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ سے علوم و معارف حاصل کئے اور سید احمد شہیدؒ کے ہمراہ قافلہ جہاد میں سرحد بھی تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ بعد سید صاحب نے بعض علماء کو تحریک جہاد اور تبلیغ توحید و سنت کے لیے بھارت واپس بھیجا۔ ان میں سید اولاد حسن بھی تھے جن کی صوبجات متحدہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔

آپ نواب والا جاہ سید صدیق حسن خاں والی بھوپال کے والد گرامی تھے۔ انہوں نے اپنی کتب میں آپ کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا ہے۔ آپ کو شعر و ادب سے بھی لگاؤ تھا۔ مگر ان کی شاعری بھی ان کے عقائد کے مطابق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے تابع تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تراجم علمائے حدیث ہند کے مولف مولانا امام خاں نوشہروی نے ان کے اشعار کے کچھ نمونے دیئے ہیں۔ چند اشعار درج ذیل ہیں ؎

ہو اگر دنیا میں مرد بامراد عامل سنت بہنگام فساد
اب کسی کا فعل ہو یا قول ہو چاہیے سنت سے اس کو تول لو
جان و دل سے چاہیئے کرنا قبول لطف قال اللہ اور قال الرسول

آپ کی وفات کے وقت ان کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ بڑے بیٹے سید احمد حسن عرشی اور چھوٹے سید صدیق حسن خاں جن کی عمر والد کی وفات کے وقت صرف پانچ سال تھی۔

7- مولوی سید احمد حسن عرشی (م- 1277ھ/1860ء)

سید احمد حسن عرشی، سید اولاد حسن خاں کے بڑے صاحبزادے تھے آپ نے صرف تیس سال عمر پائی۔ دینی علوم کے علاوہ شعر و شاعری سے بھی شغف تھا۔ ان کا کلام تو دستیاب نہیں ہو سکا۔ تراجم علمائے حدیث ہند میں صرف ایک شعر درج ہوا ہے ؎

مغلوب ہیں سب اہل جہاں میرے سخن سے
ہوں زلہ ربا غالب اعجاز رقم کا

ان کے کلام اردو اور فارسی سے چند شعر دیئے گئے ہیں جو اس دور کی رائج شاعری کے نمائندہ ہیں ؎

جولاں کہاں پہ کیجئے گر لامکاں نہ ہو ہمت کسے دکھایئے گر آسماں نہ ہو
اتنی ہی آرزو ہے ہمیں تجھ سے اے فلک یہ ان کی اک نہیں بھی نہ ہووے جو ہاں نہ ہو

8- نواب والا جاہ سید صدیق حسن خاں (م 1307/1890ء)

نواب سید اولاد حسن قنوجی کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ سید احمد حسن عرشی سے حاصل کی۔ اس کے بعد فرخ آباد اور کان پور میں اپنے والد کے احباب علماء سے بہت سی کتب متداولہ میں علم و عرفان کی منازل طے کیں۔ ان کے بعد دہلی میں مولانا مفتی صدرالدین سے بلندپایہ کتب تفسیر و حدیث کے علاوہ شاعری میں دیوان حماسہ کے بعض حصے، دیوان متنبی، سبع معلقہ، تفسیر بیضاوی اور بخاری شریف کے کچھ پارے تعلیم پائے۔ 21 سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فارغ ہو کر وطن لوٹے۔ ادھر گھر میں ذرائع معاش کا کوئی معقول ذریعہ نہ تھا۔ وطن سے رخت سفر باندھا اور بھوپال چلے گئے۔ کسی کی وساطت سے دربار بھوپال میں عرض گزاری اور تیس روپے ماہانہ مشاہرہ پر ملازم ہو گئے۔ اپنی قابلیت کے زور سے حسن کارکردگی پر میر دبیر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہدہ مل گیا مگر ایک مقامی حقہ نوش حاسد کینہ پرور سے پرخاش چل گئی۔ معطل ہوئے اور قنوج آ گئے۔ ادھر 1857ء کا ہنگامہ برپا ہو گیا اور آپ کے والد گرامی کے متوسلین ان کو مع اہل خانہ بلگرام لے گئے۔ قیام بلگرام ہی میں قرآن پاک حفظ کیا۔ بے مثال حافظہ پایا تھا۔ طبیعت میں جولانی تھی اور شاعری میں ندرت فکر ودیعت ہوئی تھی۔ عربی اور فارسی میں برابر شاعری کرتے تھے۔

بھوپال سے پھر بلاوا آیا مگر ان کے پہنچنے سے پہلے حاسدوں نے حکم منسوخ کروادیا۔ لوٹتے ہوئے یہ شعر کہا۔

ماز بھوپال گزشتیم تو دل شاد نشیں

قفل بر در مزن و خار بہ دیوار منہ

"ہم بھوپال سے گزر گئے ہیں مگر (اے محبوب--- شہریا شخصیت) تو اپنے دروازے پر قفل نہ چڑھانا اور دیوار میں کانٹے مت رکھنا--- یعنی شاید ہم پھر لوٹ کر آئیں۔"

راستے میں ٹونک ٹھہرے تو نواب وزیر الدولہ (مرید سید شہیدؒ) نے پرتپاک استقبال کیا اور ریاست میں پچاس روپے ماہانہ مشاہرہ پر ایک منصب پر فائز کر دیا۔ مگر نواب صاحب کو ٹونک کا قیام راس نہ آیا۔ اسی اثنا میں بھوپال سے نواب سکندر جہاں بیگم رئیسہ علیا نے طلب فرمایا۔ آپ پھر بھوپال پہنچے تو 75 روپے ماہانہ مشاہرے پر تاریخ نگاری ریاست کا منصب عطا ہوا۔ عروج نے قدم چومے۔ مدار المہام مولانا جمال الدین کی صاحبزادی سے نکاح ہوا اور آپ نے قنوج سے والدہ اور بہنوں کو بھی بھوپال طلب کر لیا اور مستقل قیام فرما ہو گئے۔ اس دور میں نواب صاحب کو دل جمعی سے کام کرنے کا موقع میسر آگیا اور آپ نے بھوپال میں علم و عرفان کا دبستان کھول دیا۔ مولانا وحید الزماں خاں کو طلب کر کے ان سے صحاح ستہ کے ترجمے کروائے اور ان کی اشاعت بھی سرکاری خرچ پر کی۔ اسی طرح علوم قرآن و حدیث' تاریخ اسلام اور دیگر جملہ فنون کے ماہرین کو بھوپال میں جمع کر کے تصنیف و تالیف کا بیش بہا کام کیا۔ خود ان کی اپنی بہت سی کتابیں اسی دور میں لکھی گئیں اور شائع ہوئیں۔

کچھ ہی عرصے بعد رئیسہ بھوپال نواب سکندر جہاں بیگم کا انتقال ہو گیا تو ان کی جانشین نواب شاہجہان بیگم بھوپال کے تخت و تاج پر متمکن ہوئیں۔ رئیسہ بھوپال نواب شاہجہاں بیگم نواب صاحب کے حسن کارکردگی سے بہت متاثر تھیں اور ان کی شرم و حیاء اور پاکبازی نے بھی بیگم کے دل میں ان کے لئے ایک مقام بنا لیا۔ بیگم کے شوہر کچھ عرصہ پہلے فوت ہوئے تھے اور اب انہیں ایک ایسے ہی رفیق حیات کی ضرورت تھی لہٰذا باوجود اس کے کہ نواب صاحب کی پہلی بیوی موجود تھیں اور ان سے اولاد بھی تھی مگر رئیسہ علیاء نے خود ان کو پیغام نکاح دیا اور ان کے حبالہ عقد میں آ گئیں۔ نواب صاحب کو تمام مراعات اور خطابات بھی ملے جو اس منصب کے شایان شان تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواب صاحب کی ذات کو جو نقصان پہنچا سو پہنچا مگر بھوپال میں قرآن و سنت کا جو شجر سایہ وار بو دیا گیا تھا' بہت برگ و بار لایا۔ بلکہ بھوپال میں علم و عرفان کی جو بھی شہرت اور عظمت دور دور تک پھیلی وہ نواب صدیق حسن خاں ہی کے نام نامی سے فضاؤں میں گونجتی رہی۔

جیسے پہلے عرض کیا گیا کہ نواب صدیق حسن خاں اردو اور فارسی میں بہت بلندپایہ شعر کہتے تھے۔ ان کا کلام "گل رعنا" کے نام سے دیوان کی صورت میں شائع ہوا تھا جو بعد میں "سخن توفیق" کے نام سے چھپا۔ محترمہ ڈاکٹر رضیہ حامد نے اپنی کتاب میں ان کے اس دیوان سے درج ذیل چند اردو اشعار منتخب کر کے شائع کیے ہیں۔

فلک کی خیر ہو یارب کہ اس ستم گر نے
نگاہ گرم سے پھر سوئے آسماں دیکھا
تیرے یکتائی کے دعوے میں نہیں دخل دلیل
حجت عقل سے ہے دور تو برہاں سے الگ
کعبہ سے تابہ دیر کلیسا سے تاکنشت
پایا تجھی کو یار جہاں تک نظر گئی
نہ بقاء ان کو ہے توفیق نہ اس کو ہے قرار
یاں کے آرام پہ لعنت ہے اور آزار پہ تف

9- مولوی محمد یوسف شمس فیض آبادی

مولوی محمد یوسف شمس کا تذکرہ مولانا امام خاں نوشہروی نے تراجم علمائے حدیث ہند میں (صفحہ 481 تا 486) اس وقت کیا جب وہ بقید حیات تھے۔ مولف نے ان کی پیدائش 1300ھ بتائی ہے۔ ظاہر ہے کہ اب جب کہ 1418ھ جا رہا ہے مولوی شمس صاحب کا زندہ موجود ہونا قرین قیاس نہیں ہے۔ یہ مولانا نوشہروی کے ہم عصر تھے۔ ان کا تعلق شیعہ گھرانے سے تھا اور ابتدائی تعلیم بھی اسی مکتب فکر کے علما سے پائی۔ بقول مولف مذکور جناب شمس نے زمانہ تعلیم ہی سے عقائد میں تبدیلی کر لی تھی اور توحید و سنت کے عامل و قائل ہو گئے تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے ساتھ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنسوں میں نظمیں پڑھا کرتے تھے اور ان کا کلام نہایت برجستہ اور فکر و فن میں کامل ہوتا تھا۔

مولانا امرتسری نے ان کو "حسان" کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ مولانا نوشہروی نے ان کی ایک نظم اپنی کتاب میں درج کی ہے جو انہوں نے مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ کی تفسیر محمدی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاعت کی تقریب میں پڑھی تھی۔ اس نظم میں عقائد سلف اور قرآن و حدیث کے فضائل نہایت خوبی سے بیان ہوتے ہیں۔ یہ نظم مسدس کی صورت میں ہے جس کا ایک منتخب بند درج ذیل ہے۔

نور قرآن حقائق کی ضیا دیتا ہے — دہر کو جلوۂ انوار ہدیٰ دیتا ہے
اس کا جلوہ جسے اللہ دکھا دیتا ہے — اس کا دل روشنی ارض و سما دیتا ہے
حق کی مشکوۃ ہے مصباح ہدایت ہے یہ — دافع ظلمت جہل اور غوایت ہے یہ

10- مولانا بدر الحسنؒ سہسوانی

مولانا بدر الحسن سہسوانی بیسویں صدی کے فاضل علمائے اہلحدیث میں سے تھے۔ آپ علامہ دوراں' مولانا محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ (م 1908ء) کے شاگرد تھے اور قادر الکلام شاعر تھے۔ معلوم نہیں "تراجم علمائے حدیث ہند" کے مولف مولانا امام خاں نوشہروی ان کا ذکر کیسے نظر انداز کر گئے ہیں۔ مولانا محمد بشیر سہسوانی اس دور میں سربر آوردہ مناظرین میں شمار ہوتے تھے۔ میرٹھ میں علمائے دیوبند سے ایک مناظرہ تھا جس میں مولانا محمد بشیر کے ہمراہ مولانا بدر الحسن بھی تھے۔ جلسہ کے آخر میں میرٹھ کے دیوبندی علماء نے مولانا الطاف حسین حالی (جو خود وہاں موجود تھے) سے اپنی مشہور مناجات سنانے کی درخواست کی جس کا مشہور مصرع ___ اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے ___ ہر ایک کی زباں پر ہوتا ہے۔

اس مناجات میں چونکہ استمداد کا رنگ پایا جاتا ہے اس لئے مولانا محمد بشیر نے مولانا بدر الحسن سے کہا کہ اس کا جواب لکھ کر سنائیں۔ انہوں نے ارتجالاً" چند اشعار کی دعائیہ مناجات لکھ کر جلسہ میں پڑھ دی۔ اس کے دو تین شعر حسب ذیل ہیں۔

اے خالق دارین تو ہی عقدہ کشا ہے — لے جلد خبر ہم پہ عجب وقت پڑا ہے
ہے وقت ترے فضل و کرم کا مرے مولا — آفات کی چھائی ہوئی گھنگھور گھٹا ہے
تو پار لگا دے مرے بیڑے کو خدایا — اس بدر کی ہر وقت یہی تجھ سے دعا ہے

11- سید جمیل احمد سہسوانی

سید جمیل احمد مرحوم کا ذکر بھی مولانا امام نوشہروی سے چوک گیا ہے۔ وہ مسلک اہلحدیث کے زبردست مبلغ اور شاعر تھے۔ ان کی ایک طویل مثنوی ہے جس میں حمد و نعت' جنت اور انعامات خداوندی' شرک و بدعت کی مذمت اور توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت کا خصوصی اہتمام ہے۔ چند ابتدائی شعر حسب ذیل ہیں۔

کس کی طاقت کس کا منہ کس کی زبان — کر سکے جو حمد خلاق جہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیجئے شکر نعمت معبود کیا اپنی ہستی کیا مثل ہے بود کیا
آدمی ہم کو بنایا شکر ہے دین خالص پر چلایا شکر ہے

اس کے بعد قرآنی آیات کے تحت جنت کی نعمتوں کا بھرپور بیان ہے۔ یہ مثنوی ایک ہی مرتبہ شائع ہوئی ہے جو اب نایاب ہے۔ اس کا ذکر نواب صدیق حسن خاں والا جاہ کی کتاب "شمامۃ العنبر" میں موجود ہے۔

11- مولانا محمد عبدالکریم مسلم

حافظ صاحب مذکور بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں کی شخصیت ہیں۔ نہایت پرگو شاعر تھے۔ ان کا ایک مجموعہ کلام "قاطع حجت الفجار" کے نام سے شائع ہوا تھا اس میں ایک طویل نظم بہ ہیئت "ترکیب بند مخمس" ہے جس میں انہوں نے توحید و سنت کے فضائل اور شرک و بدعت کی تردید میں پورا زور کلام صرف کیا ہے۔ حمد و ثنا کے بعد وہ اپنا مدعا بیان کرتے ہیں ۔

یعنی فرمایا نبیؐ نے یہ تمام امر دو چھوڑے ہیں تم میں لاکلام
تم نہیں گمراہ کبھی ہو گے مدام جب تلک پکڑو گے دونوں کو تمام
اور عمل ان پر ضروری کار ہے

"تراجم علمائے حدیث ہند"

اس کتاب میں برصغیر کے اہلحدیث علماء کا تذکرہ ہے جن میں سے شعراء کا انتخاب راقم الحروف نے خود کیا ہے۔ میرے پاس اس کتاب کی جلد اول ہے جس میں وسطی اور شمالی ہند کے علماء کا تذکرہ ہے۔ مصنف نے دوسری جلد میں صوبہ بہار' بنگال' دکن' مدراس' بمبئ' راجپوتانہ' سندھ' پنجاب اور صوبہ سرحد کے علماء کا ترجمہ رقم کیا تھا مگر اس کی اشاعت نہیں ہوئی اس لیے ہم ان علاقوں کے شعرائے کرام کے تذکرے سے بھی معذور ہیں۔

عصر حاضر کے شعراء

بھارت کی گذشتہ ایک صدی کے شعراء کا کوئی مبسوط تذکرہ دستیاب نہیں ہے۔ تقسیم ہند نے اس کو اور مشکل بنا دیا تھا۔ راقم الحروف اپنی یادداشت کے مطابق جن شعراء سے واقف ہے وہ بھارت میں جناب ابوالبیان حماد' رانا عزیز فیضانی' جناب فضا ابن فیضی' مولانا حنیف ہاتف ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں جناب راسخ عرفانی مرحوم' جناب راز کاشمیری مرحوم' خالد علیم' مولانا ہارون الرشید ارشد' طاہر قریشی اور پروفیسر خالد بزمی ہیں۔ ان حضرات کی نظم و غزل اور حمد و نعت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجموعے تو شائع ہو چکے ہیں مگر کتاب و سنت کی تبلیغ اور عقائد توحید کی ترجمانی کا مجھے کوئی کلام فی الحال دستیاب نہیں ہو سکا۔

مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق امرتسری مرحوم

ہمارے ایک نہایت معتبر اور نغز گو شاعر مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق رحمہ اللہ تھے جنہوں نے 17 مئی 97ء کو وفات پائی۔ ان کا کلام ابھی اشاعت پذیر نہیں ہوا۔ غالباً" مرتب شدہ ہے جو ان کے فاضل فرزند شائع کرنے کی زحمت فرمائیں گے۔ وہ ایک انقلابی ذہن و فکر کے مالک تھے۔ بھارت کی آزادی کی تحریکیں یعنی احرار وغیرہ کار فرما تھیں وہ ان میں نہایت متحرک شخصیت کے طور پر کام کرتے رہے اس لیے ان کا وہ کلام بھی ہو گا اور توحید و سنت کے ابلاغ و اظہار کا عنصر بھی یقیناً نمایاں ہو گا۔ نمونہ کلام کے لیے ان کی ایک نعت ہفت روزہ "اہلحدیث" میں شائع ہوئی ہے اس سے چند اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

شمع ہستی کو کیا جس نے فروزاں تو ہے
ظلمت شب میں کیا جس نے چراغاں تو ہے
چاند دو لخت ہوا تیرا اشارہ پا کر
ہو گا پنہاں بھی کوئی اور نمایاں تو ہے
ہے خدا ایک ہی جب تو نے کہا ایک ہی ہے
یعنی توحید کے مضمون کا عنواں تو ہے
تو نے قرآن کہا جس کو چلو مان لیا
وہ مگر عرش کا ہے فرش کا قرآں تو ہے
کچھ سمجھ پایا نہیں اس کے سوا تیرا خلیق
حکم حاکم کا ہے اور حاکم دوراں تو ہے

مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

مولانا عاجز محتاج تعارف نہیں ہیں ان کے قلم سے متعدد شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا میدان تگ و تاز خالصتاً" اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ ان کے فکر و عمل پر "شرعی تصوف" کا رنگ غالب ہے۔ وہ بنیادی طور پر فکر آخرت کے شاعر ہیں۔ قبر و حشر کے مناظر ان کے نوک قلم پر رہتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی شاعری کا محور خوف الٰہی اور تزکیہ نفس ہے۔ وہ ایک پختہ گو شاعر ہیں اور دینی مسائل کے خشک مضامین کو بھی شعری جامہ پہنا کر پر اثر اور لطیف بنا دیتے ہیں۔ توحید کے بیان میں حمدیہ انداز ملاحظہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاخیں لچکیں، غنچے چٹکے، بادل اٹھے، مینہ برسا
ذرے ذرے نے تیرے ہی جلوے کا اظہار کیا
ڈالی ڈالی پتا پتا تیری صنعت کا مظہر
واحد و یکتا، ہم نے تیری وحدت کا اقرار کیا

ان کے شعری مجموعے جام طہور، صبح صادق اور شمع فروزاں کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ نہ صرف انسان کو فکر آخرت کی دعوت دیتے ہیں بلکہ اپنے قاری کو توحید و سنت پر عمل کرنے کی بھی رغبت دلاتے ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن عاصم (ایم اے بی ایڈ) میاں چنوں

عموماً" قطعات لکھتے ہیں جن میں ایک موضوع پر اظہار خیال فرماتے ہیں اور بطور اہلحدیث وہ خیر و فلاح کے علمبردار ہیں۔ معاشرتی مسائل پر تو ان کا کلام "الاعتصام" کی فائلوں میں خاصا موجود ہے مگر میں نے عقائد و اعمال کے پیش نظر اہلحدیث شعراء کے شعری نمونے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے ایک قطعہ منتخب کر کے ان کی نمائندگی کو ریکارڈ کر رہا ہوں۔

دیں کی رسی مل کے تھامو، رب کا یہ فرمان ہے
حکم رب کا جو نہ ٹالے، صاحب ایمان ہے
ترک کر کے شرک و بدعت، راہ لو اسلام کی
زندگی گر یونہی گزرے، زندگی کس کام کی

ان کے معاشرتی اور تمدنی قطعات ہفت روزہ "اہلحدیث" میں بھی شائع ہوتے ہیں۔ ان کا کلام معانی اور افادیت کی رو سے خاصا وقیع ہوتا ہے اور اب زبان و بیان اور ادب و فن کی طرف بھی روبہ ترقی ہے۔

مولانا قاری نعیم الحق نعیم

"الاعتصام" کے موجودہ مدیر اور راقم الحروف کے ندیم و رفیق مولانا قاری نعیم الحق نعیم ایک شریف النفس عالم دین، مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اور حق گو خطیب و ادیب اپنی جملہ حسنات کے ساتھ ساتھ ایک نغز گو شاعر بھی ہیں۔ ان کے کلام میں جدت افکار اور جودت بیان کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ وہ اپنے نظریات و افکار کے ابلاغ و اظہار میں شائستگی بیان کے ساتھ حق گوئی و بے باکی کو اوجھل نہیں ہونے دیتے۔ بیان و عروض پر بھی ان کی گرفت مضبوط ہوتی ہے اور سہل ممتنع کا عنصر بھی کارفرما ہوتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل میں زندہ جذبہ ایمان ہونا چاہیے
یعنی پھر تقسیم ہندوستان ہونا چاہیے
سب مسائل کا مداوا، سب مشاکل کا علاج
ہند میں ایک اور پاکستان ہونا چاہیے
مسجدیں اور مدرسے آباد ہو جائیں تمام
ہند کا ہر بت کدہ ویران ہونا چاہیے

ان کی ایک نظم "ندائے حق" کا ایک بند بطور "مشتے نمونہ از خروارے" پیش خدمت ہے

تم حدیثیں پڑھو اہل سنت بنو ایک ملت بنو ایک امت بنو
حاملین لوائے اخوت بنو وارثان علوم نبوت بنو
فرقے سب چھوڑ دو بت سبھی توڑ دو سوئے ذات نبیؐ سب کا رخ موڑ دو

مولانا محمد سورتی (م 1361ھ/1942ء)

آخر میں اپنے ایک بزرگ کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مولانا محمد سورتی رحمہ اللہ عربی کے سربر آوردہ عالم تھے۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے معارف ستمبر1942ء میں ان کی وفات پر شذرہ لکھا تھا۔۔۔ "پچھلے مہینے کا سب سے اندوہناک علمی حادثہ مولانا محمد سورتی کی وفات ہے۔ مرحوم اس عہد کے مستثنٰی دل و دماغ اور حافظہ کے صاحب علم تھے۔ اس وقت اتنا وسیع النظر، وسیع المطالعہ، کثیر الحافظہ عالم موجود نہیں۔ صرف و نحو، لغت و ادب، اخبار اور انساب و رجال کے اس زمانے میں درحقیقت وہ امام تھے۔"

مولانا رحمہ اللہ عربی کے بہترین شاعر تھے۔ وہ اہلحدیث کی مدح میں لکھتے ہیں ۔

اهل الحديث عصابة نبوية ترضٰى بفعل المصطفٰى و بامره
وتحط رای الناس او اقوالهم حط السيول الصخر اعلٰى صغره

"اہل حدیث حضور ﷺ کی حمایت کرنے والے اور ان کے افعال و احکام پر راضی ہیں، ان کے مقابلے میں وہ دوسروں کی آراء و اقوال کو نہایت بے دردی و حقارت سے پھینک دیتے ہیں۔"

اپنے متعلق کہتے ہیں ۔

ان كان هدى محمد و سبيله ذاک التوهب فادعنی وهابی

"اگر محمد ﷺ کی سنت اور آپ کے طریقہ پر کاربند ہونے کا نام تم لوگوں نے وہابی رکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو پھر میں وہابی ہوں اور تم مجھے اسی لقب سے پکارو۔"

(تاریخ ادب عربی احمد حسن زیات
ترجمہ عبدالرحمٰن طاہر سورتی)

پنجابی زبان کے شعراء

مسلک اہلحدیث کی ترویج و اشاعت میں پنجابی زبان کے شعرا نے بھی نمایاں قلمی کارنامے انجام دیے ہیں۔ ان میں سربرآوردہ یہ حضرات خصوصاً" قابل ذکر ہیں:

حضرت حافظ محمد لکھوی"، حضرت مولانا عبدالستار"، مولانا نور محمد سوتروی"، مولانا نور حسین گرجاکھی"، مولانا عبدالکریم گھدووالا"، مولانا علی محمد صمصام"، مولانا محمد ابراہیم خادم تاندلیانوالہ، مولانا امام دین ۔ٹھکھیانوالا"، مولوی شہاب دین ثاقب، مولوی سعید الفت"، مولانا حافظ گوہر دین"، مولانا نذیر احمد سبحانی، غلام حسین مخلص اور دیگر واجب الاحترام شعرائے کرام۔

ان حضرات کا نمونہ کلام پیش نہ کر سکنے پر معذرت خواہ ہوں۔ یہ ایک الگ مضمون بلکہ ایک کتاب کا متقاضی ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی صاحب نظر، جواں ہمت اس کام کا بیڑا اٹھائے اور پنجابی کے اہلحدیث شعراء کے تذکرہ سے نمونہ کلام مرتب فرمائے ۔

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

مضمون نگار (علیم ناصری)

اس مضمون کا راقم (علیم ناصری) اپنے شعری سفر میں روایتی نظم و غزل کے بعد اپنے عقیدۂ سلفیہ کے مطابق جو کچھ لکھ سکا ہے اور مسلک اہل حدیث کے عقائد کی تعبیر و تبلیغ کے لیے اپنے قلم کو جو حرکت دے سکا ہے وہ ہمارے دینی جرائد، خصوصاً" الاعتصام، اہلحدیث، تنظیم اہلحدیث اور المنبر وغیرہ میں قارئین کے سامنے آچکا ہے مگر میرے مرتبہ کلام میں وہ ایک الگ تصنیف کا متقاضی ہے۔ چند شعر پیش کرنے پر اکتفا کروں گا ۔

رباعی

اللہ کا ثانی ہے نہ کوئی ہمسر — پیغام یہ لائے ہیں سبھی پیغمبر
مت اس کے سوا کسی کو مشکل میں پکار — لاتدع مع اللہ الٰھا آخر

○

خار و خس کی جھونپڑی کو بھی ترستا ہے غریب — اور سجائے جا رہے ہیں سنگ مرمر سے مزار
چادریں زربفت و ریشم کی نصیب سنگ و خشت — بندۂ بے زر کا پیراہن گلیم تار تار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے مطلب کے لیے کرتے ہیں تاویل کتاب
وارث میراث پیغمبر ہوئے بدعت فروش

رہ توحید میں عظمت کا پہلا کارواں ہم ہیں
علمبرداری اسلام کا عزم جواں ہم ہیں
وہ ہم ہیں جن سے سیل شرک وبدعت ڈر کے چلتا ہے
جلال و سطوت ایماں کا بحر بیکراں ہم ہیں

شاہنامہ بالاکوٹ میرا ایک الگ مستقل دفتر ہے جس کے دو حصے شائع ہو چکے۔ تیسرا حصہ اشاعت کے لیے تیار ہے اور چوتھا حصہ زیر قلم ہے۔

یہ مضمون اس موضوع پر حرف آخر نہیں ہے۔ جن حضرات کے تذکرے میں کوئی کوتاہی رہ گئی ہو وہ اسے درست کروانے کے مجاز ہیں۔ جو شعرائے کرام اس میں شامل نہیں ہیں مگر وہ واقعی اس میدان میں خدمات انجام دے چکے ہیں یا دے رہے ہیں۔ وہ بھی ہفت روزہ "اہلحدیث" کی معرفت راقم الحروف کو مطلع فرما سکتے ہیں اور اپنے مختصر حالات اور اشعار کے نمونے بھیج کر آئندہ کے لیے اس سلسلے میں شمولیت فرما سکتے ہیں۔

بقیہ: برصغیر میں اہلحدیث کے دو علمی و دینی مرکز۔

پور ہے' یہ بنارس ہے' یہ لکھنؤ ہے' یہ سہسوان ہے' یہ غازی پور ہے' یہ رحیم آباد ہے' یہ مرشد آباد ہے' یہ حیدر آباد ہے' یہ مچھلی شہر ہے' یہ آرہ ہے' یہ دربھنگہ ہے' یہ بستی ہے' یہ کشمیر ہے' یہ میوات ہے' یہ علی گڑھ ہے' یہاں کے تمام علمی و دینی مرکز حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ اور گلشن نذیر حسین کے گل سرسبد تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ردِ قادیانیت میں اہل حدیث کا کردار

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

قادیانی تحریک کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی' ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ایک معمولی تنخواہ پر ملازم تھا۔ اس نے سیالکوٹ میں 1864ء تا 1868ء ملازمت کی۔

جناب شورش کاشمیری لکھتے ہیں کہ:-

"اس نے ملازمت کے دوران سیالکوٹ میں پادری مسٹر ٹیلر ایم اے سے رابطہ پیدا کیا۔ وہ اس کے پاس عموماً" آتا اور دونوں اندر خانہ بات چیت کرتے۔ ٹیلر نے وطن جانے سے پہلے اس سے تخلیہ میں کئی ایک ملاقاتیں کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے ہاں گیا۔ اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر مرزا صاحب استعفیٰ دے کر قادیان آ گئے۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد مذکورہ فرد ہندوستان پہنچا اور ضروری رپورٹیں مرتب کیں۔ ان رپورٹوں کے فوراً" بعد مرزا صاحب نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا۔" (تحریک ختم نبوت' ص 23)

جناب شورش کاشمیری کی اس تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ قادیانی تحریک برطانوی استعمار کی پیداوار ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں 19 ویں صدی عیسوی کا نصف آخر اس لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں اسلام دشمن عناصر نے اسلام کے نام پر ہی مسلمانوں کو گمراہ کرنے' ان میں افتراق و انتشار پھیلانے کے لیے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ انہی اسلام دشمن عناصر میں برصغیر پاک و ہند میں قادیانی تحریک کا بانی اور اس کے پیروکار بھی شامل ہیں۔ جنہیں انگریز حکومت کی بھرپور معاونت حاصل رہی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید لکھتے ہیں کہ:-

"قادیانیت اسی غرض کے لیے معرض وجود میں لائی گئی اور اسلام دشمن اور مسلم دشمن قوتوں کے زیر سایہ اس کی پرورش و پرداخت کی گئی۔ امت محمدیہ کے تمام دشمنوں نے مال اور دیگر وسائل سے اس کی مدد و معاونت کی۔" (مرزائیت اور اسلام' طبع دوم' ص 13)

انگریز' ہندوؤں اور یہودیوں نے بھی ان کی حمایت میں تحریری' تقریری اور مالی ہر طرح کی مدد و معاونت کی۔ جب قادیانی تحریک نے برصغیر پاک و ہند میں اپنی سرگرمیاں شروع کیں تو علمائے اہلحدیث نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی جس کی پیدائش 1829ء تا 1840ء میں ہوئی۔ اسے بچپن میں چڑیاں پھنسانے کی عادت تھی۔ دیگر کھیل کود میں بھی دلچسپی رکھتا تھا۔ ضدی مزاج تھا۔ بچپن میں تعلیم کا آغاز ہو گیا تھا۔ 20 سال کی عمر تک تحصیل علم کیا۔ 1864ء میں اپنے والد کی پنشن کی ایک بھاری رقم لے کر فرار ہو گیا اور 15 روپے ماہوار پر سیالکوٹ کچہری میں ملازمت اختیار کر لی۔ چار سال بعد 1868ء میں مختاری کے امتحان میں بیٹھا لیکن فیل ہو گیا۔ اس حادثہ ناکامی سے بددل ہو کر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور وطن واپس آ گیا۔ یہاں زمینداری اور مقدمہ بازی کے شغل میں ایک عرصہ گزارنے کے بعد 1877ء میں مذہبی سٹیج پر نمودار ہوا اور ایک مناظر اسلام کے روپ میں اسلام کی پرزور اور جذباتی وکالت کر کے عام مسلمانوں کو بہت جلد اپنی طرف مائل کر لیا۔ اسی دوران اس نے تصوف کا روپ دھار کر مختلف حکمتوں اور تدبیروں سے خلق خدا پر اپنی بزرگی اور خدا رسیدی کا سکہ بٹھانا شروع کیا۔

پنجاب کی زمین اس مقصد کے لیے بڑی زرخیز ثابت ہوئی۔ چند برس بعد اس کا ایک وسیع حلقہ ارادت تیار ہو گیا۔ اب اس نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے اور 1884ء تک اپنے آپ کو مامور من اللہ، مجدد وقت اور خدا کا الہام یافتہ قرار دیتے ہوئے اس نے مختلف نوع کے بہت سارے الہامات شائع کر دیئے۔ یہی موقع تھا جب پہلی بار علماء چونکے اور انہوں نے محسوس کیا کہ مرزا صاحب اپنی ان کاروائیوں کے ذریعے نبی بننے کی تیاری کر رہے ہیں مگر مرزا صاحب نے ان کے اس قسم کے اندیشوں کی بڑی سختی کے ساتھ نفی کی۔ نیز ختم نبوت کے عقیدے میں بڑی پختگی کے ساتھ اپنے اٹل یقین کا اظہار کیا اور اسے تسلیم نہ کرنے کو کفر قرار دیتے ہوئے لوگوں کو مطمئن کر دیا۔

اس کے بعد مارچ 1889ء میں مرزا صاحب نے اپنے دام ہمرنگ زمین سے ایک دس نکاتی شرائط نامہ پر بیعت لے کر ایک باقاعدہ تنظیم کی داغ بیل ڈالی اور اس تنظیم کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر لینے کے بعد جنوری 1891ء میں اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا اور ساتھ ہی ایک پانچ نکاتی منصوبہ شائع کیا۔ جس کا مقصد تنظیم کے افراد کے درمیان باہمی ربط، مالی انتظام اور تبلیغی کوششوں کو مزید وسعت اور استحکام دینا تھا۔ پھر 1892ء میں اس نے اپنے مہدی موعود ہونے کا بھی اعلان کر دیا۔ آخر کار 1901ء میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کر بیٹھا جس پر مرتے دم تک قائم رہا۔

مرزا صاحب کے دعوے ان ہی دائروں میں محدود نہ تھے بلکہ اس نے مختلف اوقات میں خدائی صفات کے بھی دعوے کیے۔ کبھی دعویٰ کیا کہ مجھے مارنے اور جلانے کی قوت دی گئی ہے۔ کبھی کہا میں نے آسمان اور زمین پیدا کیے۔ کبھی ارشاد ہوا کہ میں تقدیر کا لکھنے والا ہوں اور کبھی دو ٹوک لفظوں میں کہا کہ میں بعینہٖ خدا ہوں۔ حد یہ ہے کہ اپنے آپ کو ابن مریم ثابت کرنے کے لیے کہا کہ دو سال تک اس پر نسوانی کیفیت یعنی صفت مریمیت طاری رہی۔ اسی دوران اسے حیض بھی آیا۔ پردے میں نشوونما ہوئی۔ خدا سے ایک نہانی تعلق قائم ہوا یعنی خدا نے آپ کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رجولیت کا اظہار فرمایا۔ اس تصرف سے حاملہ بھی ہوا اور اپنے حمل سے خود ہی پیدا ہوا اور ابن مریم بن گیا۔

ان دعووں کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ اور جداگانہ امت بنانے کی تیاریاں بھی کرتا رہا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ اس نے اور اس کے گروہ کے اکابر نے اپنا خدا' رسول' کتاب' شریعت' عبادت' قانون' دین' شعائر دینی' مقامات مقدسہ' تاریخی شخصیتیں' تقویم' کیلنڈر' جنت و دوزخ اور سزا و جزاء کا معیار سب کچھ مسلمانوں سے الگ کر لیا اور وہ ہر حیثیت سے جداگانہ امت بن گئے۔

اس پورے عرصے میں عالم اسلام کے ساتھ تصادم کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ تاہم مرزا صاحب اپنے شعبدوں اور چلتربازیوں کی بنیاد پر ایسے دام افتادوں کو اپنے پنجہ حیلہ و فن کے اندر جکڑ رکھنے میں خاصے کامیاب رہے۔ مخالفین میں سے حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کا وار مرزا صاحب کے لیے سب سے زیادہ پر خطر اور صبر آزما ہوا کرتا تھا۔ اس لیے مرزا صاحب نے 15 اپریل 1907ء کو ایک طوفانی اشتہار شائع کیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا صاحب اور مولانا ثناء اللہ میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے گا۔ اس اشتہار کے مطابق مرزاقادیانی 26 مئی 1908ء کو مرگیا اور مولانا امرتسری اس کے بعد 40 سال بمطابق 15 مارچ 1948ء تک زندہ رہے۔

مرزا صاحب نے انگریز کے خلاف جہاد کو زبردست حرام کاری اور گناہ کبیرہ بتلایا۔ کسی جنگجو' فاتح مہدی اور مسیح کی آمد کے تصور اور انتظار کو دماغی قصور قرار دیا۔ انگریز کی وفاداری اور حمایت کو فریضہ شرعی ٹھہرایا اور مقاصد کی اشاعت کے لیے اس قدر لٹریچر شائع کیا۔ جس سے بقول اس کے پچاس الماریاں پر ہو سکتی تھیں۔ پھر اپنی ان مساعی کو ہندوستان تک محدود رکھنے کی بجائے عراق و عرب' روم و مصر اور شام تک پہنچا دیا۔ اس طرح مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو انگریز کے لیے ہموار کر دیا۔ اسی دوران اپنے پیروکاروں کو انگریز حکومت کی جاں نثار فوج بنا دیا۔

مرزا صاحب نے مسلمانوں کے خلاف جاسوسیاں کیں اور جذبہ بغاوت رکھنے والوں کے رازہائے سربستہ حکومت کی خدمت میں پیش کئے اور دیگر مسلم ممالک میں بھی اس کے جاسوس سرگرم رہے۔ اسی جرم میں کابل کے اندر مرزا صاحب کی زندگی میں قادیانی سنگسار کر دیئے گئے۔ ماریشش کے مسلمانوں کے خلاف بھی ان کی ریشہ دوانیاں جاری رہیں۔ جنگ عظیم اول کے دوران انگریز کو قادیانیوں کی مالی اور فوجی امداد بھی رہی اور پھر ان کی فتح اور عالم اسلام کے سقوط پر قادیان میں مثالی جشن منایا گیا۔

آزادی کے بعد پاکستان میں قادیانیوں نے فوج کے اندر اور باہر اپنا تسلط رکھ کر یہاں کے عوام کو سخت اذیت پہنچائی۔ انہیں کچلتے اور ان کی حق تلفی کرتے رہے اور اپنے سامراجی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ایسے حالات برپا کرنے کے لیے کوشاں رہے۔ جس سے ملک میں عدم استحکام بلکہ تباہی و بربادی اور شکست و ریخت کی صورت رونما ہو اور اس میں انہیں ایک حد تک کامیابی ہوئی۔ ان کی سازش سے پاکستان دو ٹکڑے ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے عام مطالبے پر پارلیمنٹ نے قادیانی عقائد کی مکمل تحقیق کر کے انہیں 7 ستمبر 1974ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ جس سے پورے عالم اسلام میں اس کی بے حد رسوائی ہوئی۔ (فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ از مولانا صفی الرحمان مبارک پوری' ص 11 تا 15)

مولانا محمد حسین بٹالوی اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی اہلحدیث کے علمائے فحول میں سے تھے۔ تمام علوم اسلامیہ کے عالم تھے۔ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے ارشد تلامذہ سے میں تھے۔ مرزا قادیانی نے جب دعویٰ مسیحیت اور بعد میں نبوت و رسالت کا دعوی کیا تو اس کی سرکوبی کے لیے سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی میدان میں آئے۔ آپ نے سب سے پہلے یہ قدم اٹھایا کہ ہندوستان کے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام سے اس پر کفر کا فتویٰ حاصل کر کے کتابی صورت میں شائع کیا۔ مرزا قادیانی کے ان جھوٹے دعووں پر مولانا محمد حسین بٹالوی نے اسے ٹوکا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی استعمار کے گھوڑے پر سوار تھا' کیوں کر مانتا۔ چنانچہ مولانا بٹالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کو آڑے ہاتھوں لیا۔ مرزا قادیانی نے انہیں وہابی کا خطاب دے کر حکومت کو ان کے خلاف کرنا چاہا اور انگریز کو اس بات کی اطلاع کی کہ وہابی' مسلمانوں کو برطانوی حکومت کے خلاف جہاد پر اکساتے ہیں۔ مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس معاملے کو ایسے طریقے سے سلجھایا کہ انگریز مطمئن ہو گئے اور مرزا قادیانی کی مخبری اکارت گئی۔

مولانا محمد حسین بٹالوی نے 15 اپریل 1891ء کو حکیم نور الدین قادیانی سے مباحثہ کیا اور شکست فاش دی۔ اس کے بعد مرزا قادیانی سے مولانا بٹالوی نے تحریری مناظرہ کی طرح ڈالی۔ اس سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے راہ فرار اختیار کی۔ مولانا بٹالوی جو ان دنوں مسجد چینیانوالی' لاہور کے خطیب تھے۔ مرزا قادیانی کو مباہلہ کی دعوت دی لیکن مرزا قادیانی طرح دے کر بھاگ نکلا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی لدھیانہ اپنے سسر مرزا ناصر نواب دہلوی کے ہاں چلا گیا اور 20 جولائی 1891ء کو مولانا محمد حسین بٹالوی سے تحریری مباحثہ کا آغاز کیا۔ مباحثہ بارہ روز تک جاری رہا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی بھاگ کھڑا ہوا۔

یکم اگست 1891ء کو لاہور میں مرزا قادیانی کو حیات مسیح پر مناظرے کی دعوت دی لیکن مرزا قادیانی نے راہ فرار اختیار کی۔ فروری 1812ء کو مرزا قادیانی لاہور آیا تو مولانا محمد حسین بٹالوی نے دوبارہ اسے مناظرے کا چیلنج دیا لیکن مرزا قادیانی لاہور سے بھاگ کر سیالکوٹ چلا گیا۔ مولانا بٹالوی' مرزا صاحب کے پیچھے سیالکوٹ پہنچے لیکن مرزا قادیانی مناظرے پر تیار نہ ہوا۔ جب لوگوں نے مجبور کیا تو مرزا قادیانی نے کہا۔

"بٹالوی مجھے کافر کہتا اور گالیاں دیتا ہے' اس سے مناظرہ جائز نہیں۔"

سیالکوٹ سے مرزا قادیانی کپور تھلہ چلا گیا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی اس کے پیچھے کپور تھلہ گئے اور جب مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ مولانا بٹالوی یہاں بھی آگئے ہیں تو کپور تھلہ سے جالندھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چلا گیا اور جب مولانا بٹالوی جالندھر پہنچے تو مرزا وہاں سے بھی فرار ہو گیا۔ مرزا قادیانی' مولانا محمد حسین بٹالوی کے تعاقب سے تنگ آ گیا تو ایک الہام کا اعلان کر دیا کہ "اللہ چالیس دن کے اندر محمد حسین بٹالوی کو ذلیل و خوار کرے گا کیوں کہ اس نے میری اہانت کو شعار بنا لیا ہے۔" لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی بفضل اللہ خوش و خرم اور تندرست و توانا رہے اور مرزا قادیانی کو مزید ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد 15 دسمبر 1892ء کو مرزا قادیانی نے شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی' مولانا محمد حسین بٹالوی اور ان تمام علمائے کرام کو دعوت مباہلہ دی۔ جن کے نزدیک وہ اپنے دعاوی کے باعث کافر اور خارج از اسلام ہو چکا تھا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی نے فوراً" دعوت مباہلہ منظور کر لی اور مرزا قادیانی کو لکھا کہ وہ جہاں چاہے ان سے مباہلہ کر لے لیکن مرزا قادیانی حسب عادت فرار ہو گیا۔ 30 مارچ 1893ء کو مرزا قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں یہ لکھا کہ محمد حسین بٹالوی میرے مقابلے میں عربی میں تفسیر قرآن لکھیں۔ مولانا بٹالوی نے یہ چیلنج بھی منظور کیا لیکن مرزا قادیانی حسب معمول اس سے بھی بھاگ گیا۔

اس کے بعد مرزا قادیانی نے مولانا محمد حسین بٹالوی کی موت کا اعلان کر دیا کہ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ محمد حسین بٹالوی تیری زندگی میں انتقال کر جائے گا لیکن یہ خواب بھی جھوٹا ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو انتقال کر گیا اور مولانا محمد حسین بٹالوی کا 12 سال بعد 29 جنوری 1920ء کو انتقال ہوا۔

مرزائیت کے رد میں ان کی مندرجہ ذیل کتب ہیں۔

(1) خیالی مسیح اور اس کے فرضی حواری سے گفتگو (2) تین گواہ

(3) اشاعۃ السنۃ

(4) مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے بارے میں چند سوالات

فتنہ قادیانیت اور علمائے اہلحدیث کی مزید مساعی

برصغیر میں علمائے اہلحدیث نے فتنہ قادیانیت کے رد میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اس کا برصغیر کے اہل علم نے اعتراف کیا ہے۔ مشہور صحافی آغا عبدالکریم شورش کاشمیری لکھتے ہیں۔

"علمائے اہلحدیث نے مرزا صاحب کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔ ان کا فتویٰ فتاویٰ نذیریہ' جلد اول کے صفحہ 4 پر موجود ہے۔ مرزا قادیانی اس فتویٰ سے تلملا اٹھا اور میاں صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ میاں صاحب سو برس کے اوپر ہو چکے تھے اور انتہائی کمزور تھے۔ آپ نے مرزا صاحب کے چیلنج کو اپنے تلامذہ کے سپرد کیا۔ مرزا صاحب نے اپنی عادت کے مطابق راہ فرار اختیار کی۔ جن علمائے اہلحدیث نے مرزا صاحب اور اس کے بعد قادیانی گروہ کو زیر کیا ان میں مولانا محمد بشیر سہسوانی' قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سرفہرست ہیں۔ لیکن جس شخصیت کو علمائے اہلحدیث میں فاتح قادیان کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب اور اس کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دیئے۔ اپنی زندگی اس کے تعاقب میں گزار دی۔ جس سے قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔ مرزا صاحب نے تنگ آکر انہیں خط لکھا کہ "میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ہے اور صبر کرتا رہا ہوں۔ اگر میں کذاب و مفتری ہوں۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا ورنہ آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ خدا آپ کو نابود کرے گا۔ خداوند سے دعا ہے کہ وہ مفسد و مکذب کو صادق کی زندگی میں اٹھاوے۔ (خط مورخہ 15 اپریل 1907ء)

اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور 12 دن بعد مرزا قادیانی لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔ وہ مرزا صاحب کے بعد 40 سال تک زندہ رہے۔

تصنیف و تالیف کے ذریعے علمائے اہلحدیث نے قادیانی فتنے کا جس طرح رد کیا اسے ملاحظہ فرمائیں۔

مشہور علمائے اہلحدیث

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی' مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا محمد بشیر سہسوانی' مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی' مولانا سید عبدالجبار غزنوی' مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی' مولانا عبدالرحمٰن لکھوی' مولانا سید احمد حسن دہلوی' مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری' مولانا احمد اللہ امرتسری' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی' مولانا عبدالجبار عمر پوری' مولانا عبدالحق غزنوی' مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا عبداللہ معمار' مولانا محمد شریف گھڑیالوی' مولانا حافظ عبداللہ روپڑی' مولانا عبداللہ ثانی' مولانا نور حسین گھرجاکھی' مولانا محمد حنیف ندوی' مولانا محمد اسمٰعیل سلفی' مولانا عبدالستار دہلوی' مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی' مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی' مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری' مولانا محمد عطاء اللہ حنیف' مولانا احمد الدین گکھڑوی' علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید' مولانا قاضی محمد اسلم سیف اور مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق بدوملهی رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی' حکیم عبدالرحمٰن آزاد اور بے شمار علمائے اہلحدیث نے قادیانی امت کو دینی محاذ پر ذلیل و خوار کیا ہے اور تحریک ختم نبوت میں گرانقدر علمی خدمات سرانجام دیں۔

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری جماعت اہلحدیث کے ممتاز عالم دین تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی نظر وسیع تھی۔ اور ادیان باطلہ پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ قدرت کی طرف سے اچھا دل و دماغ عنایت ہوا تھا۔ ٹھوس اور تحقیقی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ تفسیر' حدیث' فقہ'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ' ادیان باطلہ اور علم کلام پر ان کا مطالعہ بہت گہرا تھا۔ ان کی تصانیف' سیرت نبوی ؐ پر رحمتہ اللعالمین اور الجمال و الکمال تفسیر سورہ یوسف بہت عمدہ اور نفیس کتابیں ہیں۔ قادیانیت کی تردید میں ان کی دو کتابیں تائید اسلام' غایتہ المرام اور مرزا صاحب اور نبوت بہت مشہور ہیں۔

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے جون 1930 میں حج بیت اللہ سے واپسی میں بحری جہاز میں انتقال کیا اور ان کی نعش سمندر کی لہروں کے سپرد کر دی گئی۔

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری 1887ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ فراغت تعلیم کے بعد کچھ عرصہ امرتسر اور مالیر کوٹلہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد امرتسر آکر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ جب مولانا ثناء اللہ نے تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ اس وقت ملک میں تین گروہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بر سر پیکار تھے۔

1- عیسائی 2- آریائی 3- قادیانی

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے ان تینوں کے خلاف محاذ قائم کیا اور ان سے بر سر پیکار ہو گئے۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ :-

"جس نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس آواز کو دبانے کے لیے سب سے پہلے میدان میں مولانا ثناء اللہ مرحوم آتے تھے۔"

قادیانی تحریک کے خلاف آپ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اس کے بارے میں مولانا ثناء اللہ مرحوم خود فرماتے ہیں کہ :-

"میری تصانیف جو قادیان کے متعلق ہیں۔ اس کی تفصیل لکھوں تو ناظرین کے لیے ملال خاطر کا خطرہ ہے۔ اس لیے مختصر طور پر بتلاتا ہوں کہ قادیانی تحریک کے متعلق میری کتابیں اتنی ہیں کہ مجھے خود ان کا شمار یاد نہیں۔" شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت بہت سی خوبیاں ان میں جمع کر دی تھیں۔ وہ مفسر' متکلم' صحافی اور مناظرے کے امام تھے۔ قادیانیت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف آپ نے بہت سی کتابیں تحریر فرمائیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(1) شہادت مرزا (2) الہامات مرزا مع جواب آئینہ حق نما
(3) عقائد مرزا (4) علم کلام مرزا
(5) عجائبات مرزا (6) تاریخ مرزا
(7) تعلیمات مرزا (8) ہمارا اللہ اور مرزا
(9) چیستان مرزا (10) فاتح قادیان
(11) فیصلہ مرزا (12) مراق مرزا
(13) نکاح مرزا (14) نکات مرزا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(15) ہندوستان کے دو ریفارمر
(16) مرقع قادیانی
(17) پکھرام اور مرزا
(18) ضرورت مسیح
(19) قادیانی حلف کی حقیقت
(20) ثنائی پاکٹ بک
(21) فتح ربانی اور مباحثہ قادیانی
(22) شاہ انگلستان اور مرزائے قادیان
(23) صحیفہ محبوبیہ
(24) زار قادیان
(25) اباطیل مرزا
(26) تحفہ احمدیہ
(27) مکالمہ احمدیہ
(28) فسخ نکاح مرزائیاں
(29) ہفوات مرزا
(30) قادیانی مباحثہ دکن
(31) تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار
(32) قادیانی نبی کی تحریر فیصلہ کن ہے یا میرا حلف

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مفسر، مناظر، محقق اور محدث تھے۔ علوم اسلامیہ پر ان کی نظر بہت گہری تھی۔ تفسیر قرآن سے آپ کو خاص شغف تھا۔ مسائل کی تحقیق میں ان کو گہری بصیرت حاصل تھی۔ قادیانیت کی تردید میں آپ نے جو تحریری خدمات سرانجام دیں۔ ان میں آپ کی "شہادت القرآن" لاجواب اور بے نظیر ہے۔

آیت "انی متوفیک و رافعک الی" کی تفسیر دو جلدوں میں ہے۔ یہ کتاب حیات عیسیٰؑ پر ایک ایسی گواہی ہے کہ حضرت مسیحؑ کو مردہ بنانے والے بھی "کذالک یحیی اللہ الموتی ویریکم آیاتہ لعلکم تعقلون" پکار اٹھے۔

شہادت القرآن پہلی بار 1901ء اور جلد دوم 1903ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ مولانا سیالکوٹی مرحوم نے جو کتابیں تالیف فرمائیں - وہ حسب ذیل ہیں :-

(1) خاتم النبوۃ بعموم الدعوۃ جامعۃ الشریعۃ 1907ء، (2) الخبر الصحیح عن قبر المسیح 1907ء، (3) مسلم العلوم فی اسراء الرسول (4) تردید مغالطات مرزائیت، 1902ء، (5) قادیانی مذہب 1948ء، (6) آئینہ قادیانی 1910ء، (7) رحلت قادیانی 1908ء، (8) مرقع قادیانی 1919ء، (9) فیصلہ ربانی بر مرگ قادیانی 1908ء، (10) رسائل ثلاثہ (امام زمان، مہدی منتظر، مجدد دوراں) 1937ء، (11) نص ختم نبوت 1939ء- (12) کشف الحقائق۔ وغیرہ

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی 1307ء میں بنارس میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا محمد سعید محدث بنارسی کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی تعلیم اپنے والد کے علاوہ مولانا کبیر الدین، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا سید محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نذیر حسین محدث دہلوی اور علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی سے حاصل کی۔ مولانا ابوالقاسم بنارسی علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ تفسیر' حدیث اور فقہ پر ان کی نظر وسیع تھی۔ علم معقول و منقول میں بھی دسترس حاصل تھی۔ علم کلام میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا اور انہیں فن مناظرہ میں کافی مہارت حاصل تھی۔

حدیث کے معاملے میں آپ بڑے سخت تھے اور اس باب میں کسی قسم کی معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہ کرتے۔ پٹنہ کے ایک غالی حنفی ڈاکٹر عمر کریم نے امام بخاری اور جامع الصحیح بخاری سے متعلق بے جا قسم کے اعتراضات کیے اور ایک کتاب الجرح علی البخاری لکھی۔ مولانا بنارسی نے اس کا جواب حل مشکلات بخاری کے نام سے دیا۔ اس کے علاوہ مولانا بنارسی نے ڈاکٹر عمر کریم کے تمام رسائل کا جواب دیا۔ آپ کا 1369ھ میں بنارس میں انتقال ہوا۔ قادیانیت کے رد میں آپ کی درج ذیل تصانیف ہیں۔

(1) اظہار حقیقت
(2) رد مرزائیت
(3) قضاء ربانی بردعائے قادیانی
(4) غلام احمد قادیانی کے بعض جوابات پر ایک نظر
(5) جواب دعوت
(6) معیار نبوت
(7) نور اسلام بجواب ظہور اسلام
(8) دفع اوہام بجواب ظہور امام

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی جماعت اہلحدیث کے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ جامع العلوم اور علوم اسلامیہ کا بحر ذخار تھے۔ تمام علوم اسلامیہ' تفسیر' حدیث' فقہ' اصول فقہ' لغت و ادب' تاریخ و سیر' اسماء الرجال' فلسفہ' منطق' علم کلام' معقول و منقول اور صرف و نحو پر ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ جو کتاب ایک دفعہ دیکھ لیتے اس کو دوبارہ دیکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ مولانا گوندلوی کا مولد و مسکن ضلع گوجرانوالہ کا قصبہ گوندلانوالہ تھا۔ طب کی تعلیم طبیہ کالج دہلی میں مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں دہلوی سے حاصل کی اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ فراغت تعلیم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور درج ذیل دینی مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

- دارالحدیث گوندلانوالہ
- دارالحدیث مسجد تاہلی والی گوجرانوالہ
- جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ
- جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ
- دارالعلوم اوڈانوالہ
- جامعہ سلفیہ فیصل آباد
- جامعہ دارالسلام عمر آباد مدراس
- جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

لا یعلم جنود ربک الا ھو کے مصداق ان کے تلامذہ کا شمار نہیں ہو سکتا اور آپ کے تلامذہ میں بعض حضرات ایسے بھی شامل ہیں جو بعد میں خود تدریس پر فائز ہوئے اور انہوں نے حدیث کی خدمت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ محمد گوندلوی نے درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کی تصانیف مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر' خیر الکلام ' مسئلہ رفع الیدین پر' التحقیق الراسخ مشہور کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ الجامع الصحیح بخاری پر نوٹس لکھے ہیں۔ آپ نے مرزائیوں کے ساتھ مناظرے بھی کیے۔ آپ نے جون 1985ء میں انتقال کیا۔ رد قادیانیت میں ختم نبوت اور معیار نبوت کتابیں لکھیں

مولانا محمد بشیر سہسوانی

مولانا محمد بشیر سہسوانی بن حکیم بدر الدین سہسوانی علمائے فحول میں سے تھے۔ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ تحصیل علم کے بعد دہلی اور سہسوان میں تدریسی خدمات سر انجام دیں۔ تمام علوم اسلامیہ میں ان کو کمال دسترس حاصل تھی۔ دہلی کی جامع مسجد میں مرزا غلام احمد قادیانی سے ان کا حیات مسیح پر ایک مناظرہ ہوا تھا۔ جس میں مرزا قادیانی نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ مناظرہ کتابی شکل میں 136 صفحات پر مطبع انصاری دہلی سے 1309 ھ میں بعنوان "الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح" شائع ہوا تھا۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی مرحوم کے کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے۔

مولانا محمد بشیر سہسوانی نے 1326 ھ میں دہلی میں انتقال کیا اور حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے پہلو میں شیدی پورہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی 1303 ھ میں موضع کیر پور ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید عبدالجبار غزنوی اور مولانا سید عبد الاول غزنوی سے علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی۔ استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی سے بھی حدیث میں استفادہ کیا۔ فراغت تعلیم کے بعد روپڑ ضلع انبالہ' مشرقی پنجاب میں دینی درس گاہ قائم کی اور تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ اس کے ساتھ ایک ہفت روزہ اخبار تنظیم "اہلحدیث" کے نام سے جاری کیا۔

مولانا حافظ عبداللہ علم و فضل کے اعتبار سے بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ علمائے اسلام نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔ غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے اس لیے فتاویٰ بڑے دلائل اور حوالے سے لکھتے تھے۔ ان کے فتاویٰ کو علمائے کرام اپنے لیے سند سمجھتے تھے۔ مولانا حافظ عبداللہ ایک کامیاب مصنف بھی تھے۔ اگست 1964ء میں لاہور میں انتقال ہوا۔ انہوں نے رد مرزائیت میں ایک کتاب مرزائیت اور اسلام لکھی۔

مولانا عبدالستار دہلوی

مولانا عبدالستار بن مولانا عبدالوہاب دہلوی 1322 ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفظ قرآن مجید سے کیا۔ آپ نے تمام علوم اسلامیہ و متداولہ کی تعلیم اپنے والد جناب مولانا عبدالوہاب دہلوی سے حاصل کی اور 22 سال کی عمر میں تمام علوم اسلامیہ سے فراغت پائی۔

مولانا عبدالوہاب دہلوی کے انتقال کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ ان کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری۔ تصانیف کا بھی ذوق و شوق رکھتے تھے۔ قرآن مجید کے حواشی بنام فوائد ستاریہ لکھے۔ جو محدثانہ طرز پر بہت عمدہ حواشی ہیں۔ اس کے علاوہ سورہ فاتحہ کی عمدہ تفسیر لکھی۔ صحیح بخاری کی شرح اردو میں بنام نصرۃ الباری لکھی ہے جو بہت عمدہ اور علمی و تحقیقی حواشی پر مشتمل ہے۔ وہ 1966ء میں کراچی میں فوت ہوئے۔ انہوں نے رد مرزائیت میں القول الصحیح فی اثبات المسیح لکھی۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی جماعت اہلحدیث کے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ مولانا عبدالحمید سوہدروی کے صاحبزادے' مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی کے پوتے اور مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی کے نواسے تھے۔ مولانا عبدالمجید' استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی' شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی' مولانا شمس الحق عظیم آبادی اور علامہ حسین بن محسن انصاری سے مستفیض ہوئے۔

مولانا غلام نبی الربانی نے مولانا حافظ محمد لکھوی سے اکتساب فیض کیا تھا اور مولانا سید عبداللہ غزنوی سے بیعت تھے۔ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی استاد حدیث تھے۔ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور پنجاب کے نامور علمائے کرام ان کے شاگرد تھے۔ مولانا عبدالمجید خادم نجیب الطرفین تھے۔ 1901ء میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔ 12 سال کے تھے کہ ان کے والد مولانا عبدالحمید نے انتقال کیا۔ اس لیے ان کی تعلیم و تربیت ان کے دادا مولانا غلام نبی الربانی نے کی۔ بعد ازاں آپ نے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ 1921ء میں اخبار "مسلمان" جاری کیا۔ جو ان کی وفات 1959ء تک جاری رہا۔ 1949ء میں جریدہ "اہلحدیث" جاری کیا۔ یہ بھی ان کی وفات تک جاری رہا۔

مولانا عبدالمجید خادم مشہور خطیب' مقرر اور واعظ تھے اور اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ آپ نے 6 نومبر 1959ء کو انتقال کیا۔ آپ نے ردمرزائیت میں "داستان مرزا" کتاب لکھی۔

مولانا محمد حنیف ندوی

مولانا محمد حنیف ندوی علمائے فحول میں تھے۔ 1908ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد اسمٰعیل السلفی اور مولانا حافظ محمد گوندلوی سے جملہ علوم اسلامیہ میں استفادہ کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے اور پانچ سال ندوہ میں رہ کر علوم اسلامیہ سے فراغت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کی۔ لکھنؤ سے واپسی پر مسجد مبارک اسلامیہ کالج' لاہور میں خطیب مقرر ہوئے اور درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے درس قرآن میں لاہور کے جدید تعلیم یافتہ لوگ شامل ہوتے تھے۔ انہی دنوں آپ نے تفسیر سراج البیان لکھی جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی۔ 1949ء میں ہفت روزہ "الاعتصام" کے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور کئی سال تک اس کے ایڈیٹر رہے۔ اس کے بعد آپ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے وابستہ ہو گئے۔ مولانا محمد حنیف ندوی جملہ علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ فلسفہ اور علم کلام پر مکمل عبور حاصل تھا۔ برصغیر کی تمام سیاسی و غیر سیاسی تحریکات سے واقف اور ان کے قیام کے پس منظر سے خوب شناسا تھے اور ہر تحریک کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے بھی رکھتے تھے۔

تصنیف و تالیف کا بھی ذوق تھا۔ ان کی کتابوں کی تعداد بیس کے قریب ہے۔ مولانا محمد حنیف ندوی جماعت اہلحدیث کے ممتاز عالم دین تھے۔ ان کی جماعتی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ جماعت کی مشہور درس گاہ الجامعۃ السلفیہ' فیصل آباد کا نام آپ ہی نے تجویز کیا تھا۔ آپ نے 13 جنوری 1987ء کو لاہور میں انتقال کیا۔ آپ نے مرزائیت پر نئے زاویوں سے کتاب بھی لکھی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

علامہ احسان الٰہی ظہیر 1944ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن مجید سے تعلیم کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ' گوجرانوالہ میں مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی اور مولانا ابوالبرکات احمد سے جملہ علوم اسلامیہ میں تحصیل کی۔ مولانا شریف اللہ سواتی اور مولانا عطاء اللہ حنیف سے بھی استفادہ کیا۔ بعد ازاں مدینہ یونیورسٹی' مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور امتیازی نمبروں میں کامیابی حاصل کر کے واپس وطن آئے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر علوم السنۃ الشرقیۃ کے بھی فاضل تھے۔ اس کے علاوہ عربی' فارسی' اردو' اسلامیات اور سیاسیات میں ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ملکی سیاست میں بھی آپ کی خدمات نمایاں رہیں اور اہلحدیث کی ترقی و ترویج میں بھی آپ کے کارہائے نمایاں تاریخ اہلحدیث کا روشن باب ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ عربی ادب میں انہیں کافی عبور حاصل تھا۔ آپ کی تصانیف عربی' فارسی' انگریزی اور اردو میں ہیں۔ آپ کی تمام تصانیف کا موضوع "فرق" ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جو کتابیں تصنیف کیں۔ وہ یہ ہیں:-

القادیانیہ (عربی)	القادیانیہ (انگریزی)	البریلویہ (عربی)
البابیہ (عربی)	البہائیہ (عربی)	الشیعۃ و السنۃ (عربی)
مرزائیت اور اسلام (اردو)	الشیعۃ و السنۃ (فارسی)	الشیعہ و القرآن (عربی)
	الاسماعیلیۃ (عربی)	"التصوف' 2 جلدوں میں (عربی)

علامہ احسان الٰہی ظہیر کے علم و فضل کا اعتراف صرف پاکستان کے اہل علم و قلم نے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا بلکہ عالم اسلام کے جید علمائے کرام ان کے علم و فضل کے معترف تھے اور عالم اسلام میں ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ نے عربی میں القادیانیہ لکھ کر عالم عرب کو فتنہ مرزائیت کی فتنہ سامانیوں سے روشناس کرایا۔

آپ 23 مارچ 1987ء کو لاہور میں ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے بم کے دھماکے سے شدید زخمی ہوئے اور 30 مارچ 1987ء کو ریاض (سعودی عرب) کے ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ آپ جنت البقیع' مدینہ منورہ میں امام مالک بن انسؒ کی قبر کے قریب آسودہ خاک ہیں۔

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم 1912ء میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے دینی تعلیم مولانا غلام نبی الربانی سے حاصل کی۔ پھر مشن ہائی سکول' وزیر آباد سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد طبیہ کالج' علی گڑھ میں داخل ہوئے اور 5 سال میں کالج کی اعلیٰ ڈگری امتیازی نمبروں میں حاصل کی۔ وزیر آباد میں دوران تعلیم مولانا ظفر علی خان سے تعلقات استوار ہوئے جو ان کے انتقال 1956ء تک قائم رہے۔ حکیم صاحب کا حافظہ بہت قوی تھا۔ مولانا ظفر علی خان کا سارا کلام نیز غالب' حالی' اقبال اور حفیظ کا بیشتر کلام انہیں زبانی یاد تھا۔ حکیم صاحب کا سیاسی مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا۔ برصغیر کی تمام سیاسی و غیر سیاسی' قومی و ملی اور دینی تحریکات سے مکمل طور پر واقفیت تھی۔

علی گڑھ علم و فن کا مرکز تھا اور برصغیر کا کوئی سیاسی یا دینی راہنما ایسا نہیں تھا جو مسلم یونیورسٹی نہ گیا ہو۔ حکیم صاحب کو شروع سے ہی سیاسی اور دینی رہنماؤں سے ملنے کا شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے علی گڑھ اور دہلی میں جن سیاسی و دینی اکابرین سے ملاقاتیں کیں ان میں قائداعظم محمد علی جناح' علامہ اقبال' مولانا محمد علی جوہر' مولانا شوکت علی' مولانا حسرت موہانی و دیگر زعماء قابل ذکر ہیں۔ علی گڑھ کے زمانہ قیام میں حکیم صاحب مرحوم نے قادیانیت کے خلاف قابل ذکر خدمات انجام دیں۔

حکیم عنایت اللہ نسیم نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا اور انہیں اس خدمات کے سلسلے میں گولڈ میڈل بھی ملا۔ پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم ایک اچھے خطیب اور اچھے مصنف بھی تھے۔ 9 دسمبر 1994ء کو اسلام آباد میں انتقال کیا اور 10 دسمبر کو سوہدرہ میں اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔

علمائے اہلحدیث نے قادیانی فتنہ کے خلاف جو تحریری خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں سے مشہور علمائے اہلحدیث کا انتخاب کیا ہے اور مقالہ کے طویل ہونے کے خوف سے صرف کتابوں کے ناموں پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

۱- مولانا حبیب اللہ کلرک ، امرتسری

(1) عمر مرزا (2) مرزائیت کی تردید بطرز جدید

(3) نزول مسیح (حصہ اول) (4) بشارت احمدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) مرزا قادیانی نبی نہ تھے معہ رسالہ غذائے مرزا
(6) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی مع رسالہ واقعات نادرہ
(7) سنت کے معنی مع رسالہ واقعات نادرہ (8) معجزہ و مسمریزم میں فرق
(9) حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازالہ
(10) عیسیٰؑ کا حج کرنا اور مرزا قادیانی کا بغیر حج کے مرنا
(11) حضرت عیسیٰؑ کا رفع اور آمد ثانی' حافظ ابن تیمیہ حرانی کی زبانی
(12) مرزا قادیانی مثل مسیح نہیں! (13) حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں ہے
(14) مرزا قادیانی کی کہانی' مرزائیوں کی زبانی
(15) مرزا غلام احمد رئیس قادیان اور اس کے بارہ نشان
(16) عون المعبود در تردید اوہام مرزا محمود

2- مولانا عبدالرحیم رحیم بخش بھاری (م 1274ء - 1314ء)

(1) دجال قادیانی (2) گولہ آسمانی بر کرشن قادیانی
(3) تحیر مشن القادیانی فی اثبات الموت الطبیعی لعیسیٰ بن مریم الرسول الربانی

3- مولانا عبداللہ معمار امرتسری (م 1369ء)

(1) عالم مرزا (2) مغالطات مرزا عرف الہامی بوتل
(3) محمدیہ' پاکٹ بک (4) اکاذیب مرزائے قادیان
(5) برہان حق (6) مرزا قادیانی کی راست بیانیوں پر ایک نظر

4- مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری

(1) فسانہ قادیان (2) مرزا قادیانی کے دس جھوٹ مع جواب الجواب

5- مولانا ابوالحسن سیالکوٹی (م 1325ء)

(1) بجلی آسمانی بر سر دجال قادیانی (2 جلدوں میں)

6- مولانا محمد اسمٰعیل علی گڑھی (1263ء - 1311ء)

(1) اعلان الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح

7- مولانا مصلح الدین اعظمی (م 1412ء)

(1) ختم نبوت کی حقیقت عقل و نقل کی کسوٹی پر
(2) مرزا غلام احمد قادیانی اپنے عقائد' دعاوی اور تصنیفات کی روشنی میں
(3) مدلل جواب (4) دجال موعود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) مرزا بشیر احمد قادیانی کی کتاب ختم نبوت پر

8- مولانا حافظ محمد عثمان نصیر آبادی (1) قول الحق المعروف المسیح الموعود

9- مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی (1300ء - 1357ء)

(1) جوہر بے بہادر (2) آفتاب تحقیق

10- مولانا عبدالعزیز ملتانی (1) اکاذیب مرزا

11- مولانا محمد حنیف یزدانی (1) مرزائے قادیان اور علمائے اہلحدیث

12- علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (1245ء - 1327ء)

(1) الفتح الربانی فی الرد علی القادیانی

13- مولانا محمد عبداللہ افضل بہاری (1) تنقیح امامت ربانی (2 جلدوں میں)

14- مولانا محمد رفیق خاں پسروری

(1) انتخاب الاربعین (2) ختم نبوت

15- مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی (1) ابطال امامت قادیانی

16- مولانا صفی الرحمان مبارکپوری

(1) قادیانیت اپنے آئینہ میں (2) فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری

17- مولانا عبداللہ ثانی امرتسری (1) فتح حقانی

18- مولانا نور حسین گرجاکھی (م 1952ء)

(1) ختم نبوت از روئے آیات قرآنی و احادیث رسول حقانی و اقوال مرزا قادیانی

19- مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف (م 1996ء)

(1) المنبر (قادیانی نمبر) (2) قادیانی غیر مسلم کیوں؟

(3) قادیانی اور مسلمان (4) ایک غلطی کے ازالہ کی ضبطی

(5) قادیانیوں سے پہلا خطاب

20- مولانا ارشاد الحق اثری (1) قادیانی کافر کیوں؟

21- مولانا محمد مدنی (1) مرزائی کافر کیوں؟

22- مولانا محی الدین لکھوی (1) مرزا قادیانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

23- ڈاکٹر سبطین لکھنوی (1) قادیانی 1974ء سے 1984ء تک

24- حاجی محمد اسحاق حنیف امرتسری

(1) اباطیل مرزا یعنی مرزا قادیانی کے جھوٹ (2) بطلان مرزا

25- مولانا محمد یعقوب بٹالوی (1) تحقیق لاثانی (2) عشرہ کاملہ

26- مولانا محمد سلیمان میرٹھی (1) رد قادیانیت

27- مولانا عبدالکریم فیروز پوری (1) پاکٹ بک (2) حقیقت مرزائیت

★★★★★★★★

تحریک جہاد

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ

معرکہ حق و باطل میں ایک گروہ حقانی ہمیشہ قائم و دائم رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا جس نے ہر دور میں اٹھنے والی ہر باطل تحریک کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے اور ان کی قربانیوں کے نتیجے میں ہمیشہ باطل پرستوں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ شاہ اسمٰعیل شہید اور انکے رفقاء مجاہدین کا شمار اس گروہ حقانی میں سرفہرست ہے ان کی عظیم الشان تحریک جہاد نے انسانوں پر انسانوں کی حکمرانی کی بجائے اللہ کی حکمرانی قائم کرنے کے لیے مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو بیدار کیا۔ انگریز اور سکھوں کے خلاف مسلمانوں کو تیار کیا جس کے نتیجے میں اسلام کا پرچم سربلند ہوا اور کتاب و سنت کی حقیقی حکمرانی کا نظام قائم ہوا۔ ان کی تحریک جہاد' تحریک اہلحدیث کی شکل میں آج بھی قائم و دوائم ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں خطاب۔ 15 مارچ 1984ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث علماء کے تحریری مناظرے

جناب مولانا عبد الماجد جھنگوی

انگریز کے اقتدار کی آخری نصف صدی میں برصغیر کی مذہبی دنیا بہت ہنگامہ خیز رہی ہے۔ اس دور میں برصغیر میں مناظروں کا بہت زور تھا۔ علمائے اہلحدیث نے سینکڑوں تقریری اور تحریری مناظرے کیے اور یہ مناظرے قادیانیوں' آریوں' اہل تشیع' منکرین حدیث اور مقلدین سے ہوئے۔

علمائے اہلحدیث میں جن علمائے کرام نے مناظروں میں اپنا لوہا منوایا۔ ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی' مولانا محمد بشیر سہسوانی' مولانا محمد ابراہیم جوناگڑھی' مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی' مولانا نور حسین گھرجاکھی' مولانا حافظ محمد گوندلوی' مولانا احمد الدین گکھڑوی' مولانا عبداللہ ثانی امرتسری' مولانا عبداللہ معمار امرتسری' مولانا حبیب اللہ کلرک امرتسری' مولانا محمد ابراہیم کمیرپوری اور مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی قابل ذکر ہیں۔

ذیل میں چند مشہور تحریری مناظروں کی تفصیل پیش خدمت ہے:-

1- مولانا سید عبدالحی بڈھانویؒ

مولانا شاہ عبدالحی بڈھانوی' مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے شاگرد اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی کے ہم درس تھے اور ان کا شمار حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے خلفاء میں ہوتا تھا۔ مولانا عبدالحی کو فقہ میں کمال حاصل تھا۔ 8 شعبان 1243ھ علاقہ سوات میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

مناظرہ:

آپ کا مناظرہ مولانا رشید الدین کشمیری سے "شرک و بدعت" کے موضوع پر ہوا تھا اور "مناظرہ" کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔

2- مولانا سید عبدالباری سہسوانیؒ

مولانا سید عبدالباری سہسوانی 1226ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید امیر حسن سہسوانی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیم حاصل کی اور حدیث کی سند شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کی۔ فن مناظرہ میں ان کو یدطولیٰ حاصل تھا کہ عیسائیوں اور آریوں سے ان کے بہت مناظرے ہوئے۔ ادیان باطلہ پر ان کا مطالعہ وسیع تھا۔ سرسید احمد خاں اور مولانا سید نواب صدیق حسن خاں ان کے علم و فضل کے معترف تھے۔ 9 ذی الحجہ 1313ھ / 8 ستمبر1886ء کو وفات پائی۔

فتح المبین علی اعداء الدین:

یہ کتاب اس مناظرہ کی روئیداد ہے جو مولانا عبدالباری سہسوانی اور ایک عیسائی پادری کے مابین مسئلہ "توحید و تثلیث" کے عنوان سے ہوا تھا۔

3- مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ

مولانا محمد بشیر سہسوانی 1287ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید امیر حسن سہسوانی، مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اور علامہ حسین بن محسن انصاری سے اکتساب فیض کیا۔ فن مناظرہ میں ان کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ ربیع الاول 1326ھ کو دہلی میں انتقال ہوا اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے پہلو میں شیدی پورہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے جو 1309ھ میں مولانا محمد بشیر سہسوانی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مابین "حیات مسیح" کے عنوان سے ہوا تھا اور اسی سال مطبع انصاری دہلی سے 136 صفحات پر شائع ہوا تھا۔ یہ کتاب مولانا عبدالمجید سوہدروی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

4- مولانا محمد سعید بنارسیؒ

مولانا محمد سعید بنارسی کا تعلق کنجاہ ضلع گجرات کے ایک سکھ خاندان سے تھا۔ مولانا نے شیخ عبیداللہ نومسلم "صاحب تحفۃ الہند" کی تحریک سے اسلام قبول کیا۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری اور مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے جملہ علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا اور اس کے بعد بنارس کو اپنا مسکن بنایا۔ 18 رمضان 1322ھ / 27 نومبر1904 کو بنارس میں انتقال کیا۔

کیفیت مناظرہ (جوناگڑھ):

یہ رسالہ اس مناظرے کی مکمل روئیداد ہے۔ جو مولانا محمد سعید (اہلحدیث) اور مولوی ولی محمد (حنفی) کے مابین "وجوب تقلید شخصی" کے عنوان سے ہوا تھا اور یہ رسالہ 1302ھ میں شائع ہوا تھا۔

کیفیت مناظرہ (مرشد آباد):

یہ کتاب اس عظیم مناظرے کی روئیداد ہے۔ جو جماوی الاولیٰ 1305ء کو مابین علمائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احناف و علمائے اہلحدیث بعنوان "تقلید شخصی" ہوا تھا اور یہ مناظرہ ایک ہفتے تک جاری رہا۔ اس مناظرے میں علمائے اہلحدیث کو فتح ہوئی اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے مسلک اہلحدیث اختیار کیا۔

مولانا محمد سعید بنارسی اس مناظرے میں موجود تھے۔ آپ نے اس مناظرے کی تفصیل قلمبند کر کے اپنے مطبع سعید المطابع سے چھپوا کر شائع کی۔

5- مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کا تعلق پٹنہ بہار سے تھا۔ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا عبدالحق حقانی دہلی میں آپ کے ہم درس تھے۔ مولانا عبدالعزیز ایک معتبر عالم، محقق اور فن مناظرہ میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ 1336ھ میں انتقال کیا۔

الفوائد التحقیقیة من الدرر التقریظیة

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے۔ جو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولانا محمد سعید بنارسی کے مابین "جواز بنا عید گاہ" ہوا تھا۔ یہ مناظرہ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے حکم سے جاری نہ رہ سکا۔ حضرت شیخ الکل نے اس پر ایک تقریظ تحریر فرمائی اور اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔

روئیداد مناظرہ (مرشد آباد):

یہ کتاب اس تحریری مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولانا عبدالحق حقانی کے مابین مرشد آباد (بنگال) میں "وجوب تقلید شخصی" کے عنوان سے ہوا تھا۔ اس مناظرے کے اثر سے ہزاروں مسلمانوں نے مسلک اہلحدیث اختیار کیا۔

6- مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھیؒ

مولانا محمد بن ابراہیم کا تعلق جونا گڑھ سے تھا۔ مولانا عبدالرحیم غزنوی، مولانا عبدالوہاب دہلوی اور مولانا محمد اسحاق منطقی سے استفادہ کیا۔ آپ جامع العلوم تھے۔ آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ تفسیر ابن کثیر اور اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ ہے۔ 1941ء میں جونا گڑھ میں فوت ہوئے۔

مناظرہ محمدیؒ:

یہ کتاب اس تحریری مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا محمد جونا گڑھی اور مولوی نظام الدین عرف ملا ملتانی کے مابین بعنوان "تقلید شخصی" بمقام آوان ضلع ہوشیار پور ہوا تھا۔

رحمت محمدیؒ:

یہ کتاب اس تحریری مناظرہ کی روئیداد ہے۔ جو مولانا محمد جونا گڑھی اور مولانا عبدالستار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حنفی) کے مابین بعنوان "شرکیہ الفاظ سے سانپ' کتے وغیرہ کے کاٹنے سے دم کرنا جائز ہے ناجائز" ہوا۔ اس کتاب میں دونوں علمائے کرام کے دلائل درج ہیں۔

رکوع محمدی:

یہ کتاب اس مناظرہ کی روئیداد ہے۔ جو 14 ذی القعدہ 1334ھ کو بعنوان "رفع الیدین عند الرکوع و عند رفع الراس" مابین مولانا عبدالحکیم نصیر آبادی (اہلحدیث) اور مولانا احمد سعید دہلوی (حنفی) بمقام دہلی ہوا تھا۔ مولانا محمد جوناگڑھی' مولانا عبدالحکیم نصیر آبادی کے معاون تھے۔ اس لیے یہ کتاب مولانا محمد نے مرتب فرمائی اور انہی کے نام سے منسوب ہوئی۔

7- مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادیؒ

مولانا محمد یوسف 17 ذی الحجہ 1300ھ کو ایک شیعہ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالا تو اہل سنت مسلک اختیار کیا اور مولوی سید مشتاق علی دیوبندی سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی سے فن مناظرہ میں تحصیل کی اور اہلحدیث مسلک اختیار کیا۔ 1357ھ میں انتقال ہوا۔

پادری صاحب کا اظہار ندامت:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے۔ جو مولانا محمد یوسف شمس اور پادری بشیر مسیح کے مابین 16 - 17 جون 1926ء بعنوان "نبوت حضرت محمد ﷺ اور رہبانیت" الہ آباد (یو - پی) میں ہوا تھا۔

8- مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی اور مولانا محمد سعید بنارسی علمائے فحول میں سے تھے۔ مولانا سید عبدالکبیر بہاری' مولانا سید نذیر الدین احمد بنارسی' مولانا محمد سعید بنارسی' مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی' مولانا شمس الحق عظیم آبادی' مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی اور شیخ علامہ حسین بن محسن انصاری سے جملہ علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ 1949ء میں بنارس میں انتقال کیا۔

علاج درماندہ در کیفیت مباحثہ ٹانڈہ:

یہ کتاب اس تحریری مناظرے کی روئیداد ہے۔ جو مولانا ابوالقاسم بنارسی اور مولوی فاخر الہ آبادی کے مابین جمادی الاخری 1331ھ میں بعنوان "عقائد شرکیہ" ہوا تھا۔

9- مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری مناظرے کے امام تھے۔ آپ نے مولانا احمد اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امرتسری، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی، مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولانا احمد حسن کان پوری سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے بے شمار تقریری اور تحریری مناظرے قادیانیوں، آریوں، شیعوں، منکرین حدیث اور علمائے تقلید (دیوبندی، بریلوی) سے کئے۔ اگر ان کی تفصیل درج کی جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ تاہم آپ کے 16 مشہور تحریری مناظروں کا مختصراً تذکرہ درج ذیل ہے۔

مناظرہ الٰہ آباد:

یہ رسالہ اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پادری عبدالحق کے مابین 15 اگست 1934ء کو مسئلہ "توحید و تثلیث" کے عنوان سے ہوا تھا۔

مباحثہ:

یہ رسالہ اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پنڈت بھوجدت آریہ کے مابین بعنوان "قرآن مجید الہامی کتاب یا وید" ہوا تھا۔

مناظرہ خواجہ:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے۔ جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مہاشہ سروپ چند شانتی اور بابو رام چندر دہلوی کے مابین 19 تا 21 مارچ 1918ء بمقام خواجہ ضلع بلند شہر ہوا تھا۔ اس مناظرے کا عنوان "مذہب حق کی تعریف اور اس کے معیار پر بحث" تھا۔

مناظرہ جبل پور:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد پر مشتمل ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مہاشہ دھرم جی آگرہ کے مابین 31 مئی تا 2 جون 1915ء، جبل پور میں ہوا تھا۔ اس مناظرے کا عنوان "توحید فی الصفات اور روح و مادہ حادث ہے یا قدیم" تھا۔

مناظرہ دیوریا:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پنڈت داشانند عرف کرپا رام جگرانوی کے مابین 16 اگست تا 21 اگست 1903ء دیوریا میں ہوا تھا۔ اس مناظرے کا عنوان "وید اور قرآن میں کون الہامی کتاب" تھا۔

بحث تناسخ:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور ماسٹر آتما رام کے مابین ہوا تھا۔ اس مناظرے میں تناسخ اور مادہ کے ابطال پر بحث ہوئی تھی اور روح کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرکوب السفینہ فی مباحثۃ النگینہ:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد پر مشتمل ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور ماسٹر آتمام رام کے مابین 5 جون تا 14 جون 1904ء بمقام نگینہ ضلع بجنور ہوا تھا۔ مناظرے کا موضوع "الہام کی تعریف اور وید کا الہامی ہونا" ثابت کرنا تھا۔ اس مناظرے میں جید علمائے دیوبند اور اہلحدیث شامل ہوئے تھے۔

فتح ربانی در مباحثہ قادیانی:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی غلام رسول آف راجیکی (قادیانی) کے مابین بمقام امرتسر 29 / 30 اپریل 1916ء بعنوان "حیات و وفات مسیح اور صداقت مرزا" ہوا تھا۔

فاتح قادیان:

یہ تاریخی مناظرہ بمقام لدھیانہ (مشرقی پنجاب) 17 تا 21 اپریل 1912ء مولانا ثناء اللہ امرتسری اور منشی قاسم علی قادیانی کے مابین بعنوان "مرزا کا اشتہار مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" ہوا تھا۔ یہ مناظرہ انعامی مباحثہ کے نام سے مشہور ہوا اور مولانا امرتسری نے تین صد رقم بطور انعام حاصل کی اور ثالث نے مولانا ثناءاللہ کو "فاتح قادیاں" کا خطاب دیا تھا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس مناظرے کی روئیداد کو "فاتح قادیاں" کے نام سے شائع کیا اور مفت تقسیم کیا۔

برہان القرآن:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی احمد الدین امرتسری (منکر حدیث) کے مابین 1933ء میں بعنوان "حجیت حدیث" ہوا تھا۔

حجیت حدیث اور اتباع رسول ﷺ:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد پر مشتمل ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی احمد الدین (منکر حدیث) کے مابین ہوا تھا۔ مولوی احمد الدین کا کہنا تھا کہ نبی کو اصل مطاع (بماتحت حکم خدا) ماننا شرک ہے اور مولانا امرتسری کا کہنا تھا کہ نبی کو اصل مطاع بماتحت حکم خدا ماننا اسلامیان عالم کا ایمان ہے۔

برہان الحدیث باحسن الحدیث:

یہ کتاب اس تحریری مناظرے پر مشتمل ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی احمد الدین (منکر حدیث) کے مابین 1935ء میں "حجیت حدیث" کے عنوان سے ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ رفع الیدین:

یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ، بہاول پور کے مابین بعنوان "رفع الیدین عند الرکوع و عند رفع الراس" بمقام جلال پور پیروالا ضلع ملتان، 15 اکتوبر 1928ء کو ہوا۔ اس مناظرے کے ثالث دیوان محمد غوث تھے جو صاحب علم و فضل تھے۔ انہوں نے مولانا ثناء اللہ مرحوم کے حق میں فیصلہ دیا۔

تنقید تقلید:

یہ کتاب اس تحریری مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا سید مرتضیٰ حسن دیوبندی کے مابین "وجوب تقلید شخصی" پر ہوا تھا۔

مناظرہ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ:

28 تا 29 مارچ 1922ء یہ تحریری مناظرہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی سید نور شاہ دیوبندی کے درمیان "فاتحہ خلف الامام" کے موضوع پر حویلی ملک غلام محمد عراقی مرحوم ہوا تھا۔ دوران مناظرہ مولوی سید نور شاہ کی طرف سے ایک سوال کا جواب آیا تو مولانا ثناء اللہ نے برجستہ فرمایا۔

قاصد کے آتے آتے خط ایک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

اس شعر سے مولوی سید نور شاہ بوکھلا گئے اور راہ فرار اختیار کی۔ اس مناظرے کے اثر سے مولوی سردار احمد بریلوی ساکن پنڈوریاں نے مع اپنے رفقاء مسلک اہلحدیث اختیار کیا تھا۔

مناظرہ وزیر آباد:

یہ مناظرہ 10 اپریل 1922ء کو وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ایک قادیانی مبلغ پروفیسر سلیم سے ہوا تھا اس مناظرے کی روئیداد مولوی ابو محمود ہدایت اللہ سوہدروی (جو اس مناظرے میں موجود تھے۔) نے قلمبند کرکے "اہلحدیث" امرتسر میں شائع کرائی تھی۔

مناظرے میں پہلے قادیانی مناظر کو تقریر کا موقع دیا گیا اور اس نے صداقت مرزا پر بے شمار دلائل دیئے۔ قادیانی مناظر کی تقریر کے بعد شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس کے دلائل کو اس طرح کاٹا کہ قادیانی مبلغ حواس باختہ ہوگیا۔ آخر قادیانی مناظر نے مناظرے کا رخ صداقت مرزا کی بجائے اشتہار مرزا کی طرف پھیر دیا تو مولانا امرتسری نے فرمایا:-

"مسیح موعود کی مدت قیام 40 سال مرزا صاحب بتاتے ہیں مگر خود 18 سال بعد اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ لہٰذا مرزا صاحب اپنے دعویٰ کے مطابق جھوٹے ٹھہرے۔"

مولانا ثناء اللہ مرحوم کی ضرب اتنی سخت تھی کہ قادیانی بوکھلا گیا۔ اثنائے مناظرہ مولانا ثناء اللہ امرتسری حسب معمول اشعار بھی چست کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں کہ چپ رہو خدا کے لیے

اس پر قادیانیوں نے اودھم مچادی کہ یہ شعر مناسب نہیں۔ اس پر مولانا ثناء اللہ مرحوم نے فرمایا کہ اس شعر پر اودھم مچانے کی ضرورت نہیں۔ مولانا ظفر علی خاں جو ہندوستان کے مایہ ناز ادیب' شاعر اور صحافی ہیں' ان کو حکم تسلیم کر لیا جائے۔ اگر وہ فیصلہ دیں کہ یہ شعر مناسب نہیں ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لے لوں گا۔ چنانچہ مولانا ظفر علی خان کو حکم تسلیم کیا گیا۔ مولانا ظفر علی خان نے فرمایا۔

"اس شعر میں کوئی لفظ فحش نہیں بلکہ اس کا مطلب بڑا آسان اور واضح ہے کہ مولانا ثناء اللہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ خداوندا! مرزا غلام احمد قادیانی سے پوچھیے کہ اس نے دنیا میں مسلمانوں میں کیوں تفرقہ پیدا کر دیا اور وہاں مرزا غلام احمد قادیانی منتوں سے کہیں گے کہ میاں چپ رہو' دنیا میں تونے مجھے رسوا و ذلیل کیا اب یہاں بھی مجھے ذلیل و خوار کر رہا ہے۔" مولانا ظفر علی خان کی اس تشریح نے مجمع میں ایک اور ولولہ پیدا کر دیا۔ قادیانی مناظر چونکہ نوعمر تھا اس لیے مولانا ثناء اللہ مرحوم اس پر بھی ایک شعر چست کیے بغیر نہ رہ سکے' فرمایا۔

کچھ جوانی ہے ابھی' کچھ ہے لڑکپن ان کا
دو جفاکاروں کے قبضہ میں ہے جوبن ان کا

یہ مناظرہ بڑا اثر انگیز تھا۔ مولوی ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدروی لکھتے ہیں۔

"ہمارا یقین ہے کہ اس قسم کے دو تین مناظرے مختلف مقامات پر اور ہو جائیں تو پنجاب سے قادیانیت کا بیج اکھڑ جائے۔" (اہلحدیث امرتسر' مئی 1932ء)

10- مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ممتاز عالم دین' مفسر قرآن اور مناظر تھے۔ 1865ء ان کا سن ولادت ہے۔ مولانا غلام حسن سیالکوٹی' مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ 12 جنوری 1956ء کو سیالکوٹ میں وفات پائی۔

کشف الحقائق: یہ کتاب اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا سیالکوٹی اور قادیانی علماء کے مابین جون 1913ء میں ہوا تھا۔ جس کا موضوع "حیات مسیح اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ" تھا۔

مناظرہ: یہ کتاب اس تحریری مناظرہ کی روئیداد ہے جو مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولوی عبداللہ چکڑالوی (منکر حدیث) کے مابین ہوا تھا۔ مناظرے کا عنوان تھا۔ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" مولانا سیالکوٹی کا موقف تھا کہ الرسول سے مراد حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں اور چکڑالوی کا دعویٰ تھا کہ الرسول سے مراد قرآن مجید ہے۔

(فبھت الذی کفر) شیعہ اہل سنت کی نظر میں: یہ رسالہ اس مناظرے کی روئیداد ہے جو مولانا سیالکوٹی اور شیعہ عالم مولوی ابو یوسف مبارک علی کے مابین بعنوان "اہل تشیع ___ اہل سنت کی نظر میں برے کیوں؟" ہوا تھا۔ یہ رسالہ 1315ء میں آگرہ سے شائع ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں اہل حدیث کے دو علمی و دینی مراکز

از افادات: حضرت مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوریؒ

برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث کے دو بہت بڑے علمی و دینی مرکز تھے۔ ایک دہلی جو اس وقت ہندوستان کی راج دھانی تھا۔ دوسرا بھوپال۔ دہلی میں شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین محدث دہلویؒ جلوہ افروز تھے جن کی درس و تدریس کی بادشاہت کا مشرق و مغرب میں چرچا ہوا اور بھوپال میں فخر اہلحدیث، اقلیم علم و فضل کے کشور کشا نواب سید صدیق حسن خاںؒ قدم رنجہ فرما ہوئے اور بھوپال اہلحدیث کا علمی بغداد بن گیا۔

مرکز بھوپال

نواب سید صدیق حسن خاںؒ جب بھوپال کے والی بنے تو یہ ریاست اہلحدیث کا بہت بڑا مرکز بن گئی۔ نواب والا جاہ کے والد سید اولاد حسین شیعت سے تائب ہو کر تحریک عمل بالحدیث میں شامل ہو کر فکر اہلحدیث کے حامل بن گئے تھے، آپ نے اپنے وقت کے مایہ ناز محدثین اور اولوالعزم مفکرین سے اکتساب فیض کیا، جن میں شیخ زین العابدین بن محسن انصاری، شیخ عبدالحق محدث بنارسی، شیخ حسین عرب اور شاہ محمد یعقوب کے اسماء سرفہرست ہیں۔ نواب والا جاہ ذہنی صلاحیتوں، قوت حافظہ اور فہم کامل کی وجہ سے اپنے اقران و اماثل میں نابغہ عصر شخصیت اور عبقری مقام کو پہنچے۔ خصوصاً جب آپ ریاست بھوپال کے والی بنے تو علمی دنیا میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ برصغیر کی پوری تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی شخصیت مل سکے جس کے سیال قلم سے سینکڑوں کتب منصہ شہود پر آ کر اپنوں اور بیگانوں سے داد تحسین وصول کر چکی ہوں اور جس کی فیاض دلی نے لاکھوں روپے کے ذاتی خرچ سے نایاب کتب کو دنیا بھر میں تقسیم کیا ہو! البتہ نواب والا جاہ کے بارہ میں بلاریب کہا جا سکتا ہے کہ علم صرف و نحو سے لے کر اصول حدیث و تفسیر تک کوئی موضوع بھی ایسا نہیں جس میں آپ کے قلم نے گل کاریاں نہ کی ہوں، بلکہ کسی موضوع کا کوئی گوشہ تشنہ نظر نہیں آئے گا۔ آپ کی علمی و تحقیقی کتب کو معاصرین نے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا، تقریظات لکھیں اور بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے خزانہ عامرہ سے لاکھوں روپے صرف کر کے سینکڑوں نایاب کتب کو صرف برصغیر میں نہیں بلکہ مکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معظمہ، مدینہ منورہ، حلب، جزائر، عدن، بغداد، مصر، شام، یمن، طرابلس، عراق، اسکندریہ، قسطنطنیہ، بیروت، دمشق، اصفہان، ایران، تہران، کابل، خراسان اور دیگر اسلامی ممالک میں مفت تقسیم کیا، جس کی تفاصیل "ماثر صدیقی" اور "تراجم علمائے حدیث" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں، جو زمانہ آپ نے بھوپال میں گزارا، بھوپال علمی، دینی، تصنیفی اور تدریسی خدمات کا گہوارہ رہا۔ اس دور کے سلاطین علم نے بھوپال میں قیام رکھا، نواب والا جاہ نے برصغیر کی چوٹی کی شخصیتوں کو بھوپال آنے کی دعوت دی، شیخ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی اور حافظ عبداللہ غازی پوری کو بھی لانے کی کوششیں کیں، الغرض برصغیر کے نامور اہل علم نے سمٹ سمٹا کر بھوپال پہنچنا شروع کر دیا۔ نواب صاحب نے ریاست بھوپال کے تمام عہدوں پر اہل علم کو متمکن کیا، علماء کے وظائف جاری کئے اور حفظ حدیث پر گراں قدر انعامات کا اعلان فرمایا جس کی وجہ سے حدیث کی طرف رجحان عام ہوا۔ مولانا عبدالتواب غزنوی علی گڑھی نے بخاری شریف کو زبانی حفظ کیا تو نواب صاحب کی طرف سے بیش قیمت انعام دیا گیا اور مستقل وظیفہ مقرر ہوا، یہ بھی دنیا جانتی ہے کہ نواب والا جاہ کی اپنی علمی، تحقیقی، اصلاحی اور معلوماتی تصانیف نے اجتہاد و استنباط کی راہ ہموار کی اور تقلید جامد کا بڑی مضبوطی سے تعاقب کیا، جس کی وجہ سے آپ کے مذہبی حریفوں نے مختلف الزامات لگا کر آپ کے خلاف گہری سازشیں کیں، حتی کہ آپ انگریزی حکومت کے عتاب میں آ گئے مگر اس کے باوجود نہ آپ کے فکر و نظر میں مداھنت پیدا ہوئی، نہ وضعداری اور جذبہ خلوص میں فرق پڑا۔ فارجع البصر هل ترى من فطور بلکہ ان کی کیفیت یہی رہی اذارايت ثم رايت نعيما و ملكا كبيرا۔

مرکز دھلی

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد شاہ صاحب کے بھانجوں شاہ محمد اسحٰق و شاہ محمد یعقوب نے مسند رحیمیہ کو فروغ و استحکام بخشنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی، دونوں بھائیوں نے ہندوستان کی راج دھانی عروس البلاد دہلی میں برصغیر کے حالات و ظروف کا جائزہ لیا اور ہندوستان کا علمی، دینی اور سیاسی قسمت سے مایوس ہو کر مکہ مکرمہ، حجاز مقدس کی ہجرت کا پروگرام بنا لیا اور جاتے وقت سورج گڑھ کے سید زادے میاں سید نذیر حسین کو اپنا جانشین بنایا اور امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی مسند رحیمیہ ان کے سپرد کر دی۔ یاد رہے کہ یہی سید نذیر حسین بعد میں شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین دہلوی کے نام نامی اسم گرامی سے مشہور ہوئے۔ حالانکہ اس مسند رحیمیہ کی جانشینی کے امیدواروں میں مولانا عبدالغنی مجددی، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا احمد علی سہارنپوری کے نام بھی لئے جا سکتے تھے لیکن قرعہ فال حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی کے نام نکلا۔ حضرت میاں صاحب نے اپنے عمل و کردار، اخلاص و استقامت اور عزم راسخ سے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام شیخین کے حسن انتخاب کو برحق گرداتا۔ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مسند رحیمیہ پر نصف صدی سے زائد عرصہ بیٹھ کر علوم دینیہ' معارف سنن کی وہ شمع فروزاں کی اور وہ چشمہ صافی رواں دواں رکھا کہ چار دانگ عالم میں ان کا فیضان برابر پہنچتا رہا۔ یہ بات پورے وثوق و اعتماد سے کہی جا سکتی ہے کہ اس زوال پذیر دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب کو اساطین علم' ارباب دانش اور اصحاب زہد و ورع تلامذہ کا وہ عظیم حلقہ عطا فرمایا جس کی نظیر صدیوں ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتی۔ میاں صاحب اپنے وقت کے جامع الکمالات' مجسمہ محامد و محاسن اور ایسے فنا فی العلوم تھے کہ پورے برصغیر میں یہی وہ مثالی شخصیت ہیں جن کے سامنے ہم بیک وقت محققین' محدثین' مصنفین' متکلمین' مناظرین' مدرسین' صوفیاء' اتقیاء صلحا' فقہاء اور اولیا کو زانوئے تلمذ تہہ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ ان کا یہی کمال تھا کہ ہر صاحب ذوق' ہر صنف علم سے سرشار ان سے استفادہ کرتا اور ان کے ذریعے اپنے علم و فضل میں رسوخ پیدا کرتا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ حضرت میاں صاحب کا قلم قرآن و حدیث کی حمایت میں چوکڑیاں بھرتا نظر آتا ہے۔ "معیار الحق" میاں صاحب کے توانا قلم' تحقیق و دانش اور علم و فضل کی منہ بولتی تصویر ہے۔ بقول امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد یہ وہ کتاب ہے جس نے قلعہ تقلید میں شگاف ڈالا' رفض و بدعت کی دھجیاں بکھیریں اور حنفیت کی علمی دنیا میں ایک زلزلہ بپا کر دیا۔ اسی طرح حضرت میاں صاحب پورے ہندوستان سے آمدہ سوالات و استفسارات کے جوابات بھی دیا کرتے تھے۔ شاید اہل علم اس بات سے باخبر ہوں گے کہ میاں صاحب نے اپنی وفات سے ستائیس برس پہلے حسرت بھری آواز میں فرمایا تھا کہ کاش میرے فتاویٰ جمع رکھے جاتے تو آج "فتاوی عالمگیری" سے چار گنا زیادہ ہوتے۔ وائے بدنصیبی کہ امت مرحوم حضرت میاں صاحب کے گوہر آبدار سے محروم ہو گئی۔ "فتاویٰ نذیریہ" اپنی علمی عظمت کے اعتبار سے جو مقام رکھتا ہے وہ محتاج بیاں نہیں۔ مگر وہ میاں صاحب کے فتووں کا عشر عشیر بھی نہیں۔ حضرت میاں صاحب کا علوم پر عبور و استحضار اور تبحر علمی کا یہ عالم تھا کہ علوم قرآن' علوم حدیث کے ساتھ ساتھ علوم فقہ اور اسکے متعلقات پر ایسی گہری نظر تھی کہ "عالمگیری" و "ہدایہ" جیسی ضخیم کتب فقہ ازبر تھیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں بدعتی مولویوں نے مولوی خیرالدین والد گرامی مولانا ابوالکلام آزاد کی قیادت میں سید صاحب کو گرفتار کروایا۔ تمام تر حنفی مولوی کیرانوی و حاجی امداد اللہ اور وہاں کے دیگر علماء میاں صاحب کے علم و فضل سے مات کھا کر "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کی صورت اختیار کر گئے اور شریف مکہ کو میاں صاحب کی رہائی کے بغیر نہ بن پڑی حضرت میاں صاحب کی مسند علمیہ' منبع علم' مصدر علم' مرکز علم' ماخذ علم اور سرچشمہ علم کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ اسے علمی بحر ذخار بھی کہہ سکتے ہیں جس سے علم کے سوتے پھوٹ پھوٹ کر ہندوستان کو سیراب کر رہے تھے۔ یہ امرتسر ہے' حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی اور ان کے صاحبزادگان گرامی مولانا عبدالجبار غزنوی' مولانا عبدالاول غزنوی' مولانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالواحد غزنوی' مولانا عبدالرحیم غزنوی اور ان کی اولاد و احفاد اسی منبع علم سے سیراب ہو کر پورے متحدہ پنجاب کو انوار سنت سے بقعہ نور بنا رہے تھے اور امرتسر کا محلّہ غزنویہ علم و تقویٰ اور تحقیق و دانش کا علمی گہوارہ بلکہ مرکز بن چکا تھا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ ہندوستان سے سمٹ سمٹ کر یہاں اپنی علمی و دینی تشنگیاں بجھاتے اور غزنوی فیضان سے اپنی جھولیاں بھر بھر کر اپنے اپنے علاقوں کو کتاب و سنت کے معارف سے معمور کرتے رہے ہیں۔

یہ وزیر آباد ہے! یہاں حضرت میاں صاحب کے جانشین اکبر شیخ پنجاب رئیس المحدثین حافظ عبدالمنان وزیر آبادی جلوہ افروز ہیں۔ ظاہری بصارت سے محروی کے باوجود روحانی اور باطنی بصیرت سے سرفراز تھے۔ ہندوستان کی چوٹی کی شخصیتیں ان کے سامنے دوزانو ہو کر ان کے علوم و معارف سے اکتساب کرتی رہی ہیں۔ ان کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا فضل الٰہی وزیر آبادیؒ' شیخ الحدیث مولانا اسمٰعیل سلفی' مولانا محمد علی لکھوی' اسوۃ السلف صوفی محمد عبداللہ اور رئیس الاتقیاء' حضرت میاں محمد باقر رحمتہ اللہ علیہم ان کے تلمذ پر فخر کرتے ہیں' بلکہ اس زمانہ میں یہ مقولہ مشہور تھا کہ جس نے حدیث حضرت وزیر آبادی سے نہیں پڑھی' وہ گویا کہ حدیث کے حقیقی فیضان سے محروم رہا۔

یہ ملتان ہے! وہ ملتان جو رفض و بدعت' شرک و زندقہ کے اعتبار سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں کے مجاذیم مجازی خداؤں کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔ میاں صاحب کے دو شاگردان گرامی مولانا عبدالحق ملتانی' مولانا عبدالتواب ملتانی نے اس کفرزار ملتان میں توحید و سنت کا جھنڈا گاڑھ دیا اور اپنے علم و فضل' زہد و ورع' خلوص و للہیت اور اخلاص و ایثار کی بدولت ملتان' مظفر گڑھ' ڈیرہ غازی خاں' جھنگ' بہاولپور' رحیم یار خاں اور پورے علاقے کو اپنے فیوض و برکات سے مالا مال کرتے رہے ہیں۔

یہ لکھو کی ہے! لکھو کی ضلع فیروزپور خاندانی حنفی علماء کا مرکز تھا۔ حافظ بارک اللہ لکھوی حنفی کے لخت جگر' نور چشم حافظ محمد لکھوی حنفی نے دہلی میں حضرت میاں صاحب کی بارگاہ علم و فضل میں جا کر قافلہ عمل بالحدیث میں شمولیت کر لی اور پھر واپس لکھو کی میں آ کر اس سج دھج سے دینی فیضان' تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کی صورت میں عام کیا' کہ برصغیر میں اس کی نظیر ڈھونڈنے سے نہیں ملتی اور لکھو کی ایک گمنام بستی نے ملک گیر علمی مرکز' دینی سرچشمہ اور عظیم الشان علماء کا جنم بھوی بن کر صفحہ عالم میں اپنا خاص مقام پیدا کر لیا۔

یہ پشاور ہے! یہاں میاں صاحب کے شاگرد رشید قاضی طلا محمد پشاوری میاں صاحب کے مے خانہ علم سے سرشار ہو کر کوہستانی درشت مزاج' تنگ ظرف' لکیر کے فقیر خوانین کو کتاب و سنت کے جادہ مستقیم پر رواں دواں کرتے رہے۔ پشاور اور صوبہ سرحد کے دیگر مقامات پر حدیث و سنت کے معارف سے متلاشیان حق کو روشناس کراتے رہے۔ یہ دہلی ہے' یہ بہاولپور ہے' یہ جیراج

(باقی صفحہ ۳۲۸ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث منزل بہ منزل

جناب ابوسفیان بن عبدالرحمان

بعض الناس نے یہ عام تاثر دیا ہے کہ اہل حدیث کل کی پیداوار ہیں جب کہ ہمارا مذہب قدیم ہے یار لوگوں کو یاد ہونا چاہیے کہ قرون اولیٰ میں لوگ صرف کتاب وسنت سے رہنمائی حاصل کرتے تھے پھر حنفی' مالکی' شافعی اور حنبلی وغیرہ نمودار ہوئے مگر اس دور میں بھی اہل حدیث موجود تھے اور تاریخ شاہد ہے کہ شام' اندلس' خراسان' قرطبہ اور سندھ وغیرہ میں اہل حدیث کی باقاعدہ حکومت رہی۔ ہم نے اس غلط تاثر کو ختم کرنے کے لیے ایک انتہائی مختصر مضمون تحریر کیا ہے تاکہ لوگ پڑھ کر اصل حقائق سے باخبر ہو سکیں۔ انشاء اللہ اس موضوع پر پھر کبھی ایک مفصل مضمون لکھا جائے گا اور ہم نے اس مضمون میں قصداً" تیرھویں اور چودھویں صدی کا ذکر اس لیے نہ کیا کہ اس دور میں تو اہل حدیث عام ہو گئے ہیں۔

دوسری صدی ہجری کے اہل حدیث محدثین کرام

	وفات		وفات
زائدہ بن قدامہ کوفی	161	حماد بن دینار بصری	167
محدث بصرہ امام جریر بن حازم ازدی	170	حماد بن زید بن ادھم	179
امام ابوالاحوص سلام بن سلیم کوفی	179	اسمٰعیل بن عیاش حمصی	181
امام عبداللہ بن مبارک	181	شیخ الاسلام ابو اسحاق فزاری کوفی	186
ابوبکر بن عیاش الکوفی	193	امام عبداللہ بن وھب	197
امام عبداللہ بن ادریس اودی کوفی			

تیسری صدی

	وفات		وفات
امام نصر بن شمیل	204	محمد بن عبید احدث کوفی	205
امام صاغانی بغدادی	207	حفص بن عبداللہ سلمی	209
امام موسیٰ بن داود کوفی	217	امام حجاج بن منہال انماطی	
امام عفان بن مسلم بصری	220	احمد بن عبدالملک حرانی	221
امام نعیم بن حماد فزاعی	228	حافظ العصر عظیم اہل حدیث امام علی بن مدینی بصری	233
امام محمد بن عبداللہ نمیر ہمدانی کوفی	234	امام معمر ہذلی	236
محدث خراسان قتیبہ بن سعید بغلانی	240	الامام المجتہد ابوثور بغدادی	240
اسحاق بن موسیٰ	244	امام حسان بن محمد قزوینی	244
امام محمد بن رافع نیشاپوری	245	امام بقی بن مخلد	276

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام قبانی نیشاپوری	289	امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری	256

چوتھی صدی

	وفات		وفات
حافظ امام سمعانی	303	امام محمد بن جریر طبری	310
امام محمد بن احمد دولابی	310	شیخ الاسلام ابن خزیمہ سلمی	311
شیخ خراسان امام سراج	313	احمد بن محمد المصبع	315
امام عبداللہ بغوی	317	امام محمد بن ابراہیم منذر	318
شیخ الادب محمد بن قاسم انباری	328	عمر بن سہل دینوری	330
امام محمد بن یعقوب اخرم	344	حسن بن ادریس قرطبی	348
امام دعلج بن احمد	351	امام محمد بن حسین آجری	360
محدث خراسان محمد بن محمد حاکم	378	امام عمر بن احمد ابن شاہین	385
امام علی بن عمر دارقطنی	385	امام ابن مندہ محمد بن اسحاق	395

پانچویں صدی

	وفات		وفات
امام حسین بن حسن حلیمی	403	الحافظ الکبیر محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری	405
امام محمد بن احمد جارودی	413	امام ہبۃ اللہ لالکائی طبری	418
امام احمد بن محمد مقری اندلسی	429	محمد اسماعیل محدث لاہوری	448
امام احمد بن حسین بیہقی	458	احمد بن علی خطیب بغدادی	463
شیخ الاسلام عبداللہ بن محمد ھروی	469	امام عبدالرحمان بن مندہ عبدی اصفہانی	470
شیخ الحرم سعد بن علی زنجانی	471	امام ابراہیم بن سعید حبال مصری	471
امام محمد بن ناصر حمیدی اندلسی	488	امام محمد بن علی کوفی	442

چھٹی صدی

	وفات		وفات
امام محمد بن طاہر مقدسی	507	امام محمد بن عبدالواحد مفید دقاق اصفہانی	516
امام حسن بن محمد یونارتی اصفہانی	527	امام اسمٰعیل بن محمد تیمی اصفہانی	535
امام محدث احمد بن محمد بغدادی	540		
امام غالب بن عبدالرحمان ابن عطیہ اندلسی	542	شیخ الاسلام معلم قرآن حسن بن احمد ہمدانی	569
فخر الائمہ علی بن حسن ابن عساکر دمشقی	571	امام عبداللہ بن حسن محدث خطیب مالقہ 556	
امام ابو زرعہ بن محمد	566	امام عبدالحق اشبیلی	581
امام عبدالرحمان ابن جوزی	597		

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتویں صدی

	وفات		وفات
شیخ الاسلام عثمان صلاح الدین ابن صلاح کردی	641	شیخ الاسلام عبدالعظیم امام منذری شامی ثم مصری	656
امام محمد بن احمد ابن سید الناس اشبیلی	659	امام ابراہیم بن محمد ابن الکماد سبتی	663
امام احمد بن محمد داود ظاہری	696		

آٹھویں صدی

	وفات		وفات
قاضی ضیاء الدین سنامی	709	حافظ ابن کثیر	728
امام محدث حافظ احمد ابن تیمیہ	742	امام عبدالہادی	744
محمد یوسف ابوحیان اندلسی	745	حافظ امام محمد بن احمد ذہبی	748
حافظ عبدالعزیز اردبیلی (وزیر محمد شاہ تغلق)	748	احمد بن یحییٰ قرشی	749
حافظ ابن قیم	751		

نویں صدی

	وفات		وفات
حافظ مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس	817	الامام محمد بن وزیر	840
محمد بن عبداللہ القیسی دمشقی	842		

دسویں صدی

	وفات		وفات
شیخ محمد بن عبدالرحمان امام سخاوی	902	شیخ شہاب الدین	951
شہاب الدین احمد عباسی مصری	992		

گیارہویں صدی

	وفات		وفات
شیخ قاضی نصیر الدین برہان پوری (ہندی)	1031	سید یحییٰ بن حسین	1080

بارہویں صدی

	وفات		وفات
صالح بن محمد حمیدی مقبل	1108	علامہ نور الدین ابوالحسن بن عبدالہادی الندی	1138
ابوالحسن سندھی	1139	عبدالقادر بن علی البدری	1160
شیخ معین الدین سندھی	1161	محمد حیات سندھی	1163
مولانا شیخ فاخر زائر الہ آبادی ہندی	1164	علی صفانی	1169
سید محمد عبداللہ	1173	سید محمد اسمٰعیل امیر یمانی	1182

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رد عیسائیت میں علمائے اہل حدیث کا کردار

مدیر اعلیٰ

موجودہ عیسائیت جس کی بنیاد نظریہ تثلیث پر ہے۔ آج کی بائبل جو عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید سے مرکب ہے اس میں کتاب پیدائش سے لیکر مکاشفہ تک پوری بائبل میں تثلیث کا لفظ نہیں ملتا۔ قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰؑ، ان کی والدہ مریمؑ، ان کے حواریوں اور عیسائی عقائد کا ذکر اس قدر کثرت سے موجود ہے کہ علماء اسلام کے لیے عیسائیت کوئی اجنبی مذہب نہیں ہے اسی لیے برصغیر میں علماء اہل حدیث نے عیسائیت کو اپنے مطالعے، تصنیف و تالیف، فکر و نظر اور محاسبہ و محاکمہ کا موضوع بنایا ہے۔

برصغیر میں انگریز کی آمد اور اقتدار سے عیسائیت کو فروغ ملا۔ 1857ء تا 1920ء کا دور جس میں انگریز کی حکومت اپنے عروج پر تھی اس دور میں ملک کے باشندوں کو عموماً" مسلمانوں کو خصوصاً" عیسائی بنانے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے گئے۔ مشنریز کا وسیع جال بچھا دیا گیا، پادری اور ننز (Nuns عیسائی مبلغات) عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرم عمل ہو گئیں، لارڈ میکالے نے ایسا نصاب تعلیم رائج کیا جس نے عیسائیت کے فروغ میں جلتی پر تیل کا کام دیا، یہاں کی دفتری زبان فارسی کی بجائے انگریزی زبان قرار پائی۔ اس طرح ملازمتوں کے حصول کے لیے انگریزی زبان کی تعلیم ضروری ہو گئی۔ 1937ء کے خوفناک قحط میں یتیم ہونے والے بچوں کو عیسائی مشنریوں کے سپرد کر دیا گیا تاکہ وہ ان کی پرورش ایک عیسائی کے طور پر کریں۔ علاوہ ازیں عیسائی مشنریوں نے مقامی لوگوں کی مالی مشکلات کا ازالہ کر کے اسے عیسائیت کی تبلیغ میں بطور ہتھیار استعمال کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ عیسائیت کی ترقی کا راز اس کی تعلیمات میں نہیں بلکہ زر، زن اور وسائل کی فراوانی میں ہے۔ بلاشبہ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی!

اسی طرح برصغیر میں اسلام دشمن تین گروہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ ان سے میری مراد' عیسائی' آریہ سماج اور قادیانی ہیں' لیکن ہماری ان سطور کا موضوع صرف عیسائیت ہے کہ اس کے رد میں علماء اہل حدیث نے کتنی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں؟

نصف صدی پیشتر انگریز یہاں سے جا چکا ہے مگر خدمت انسانی کے نام پر مسلمانوں میں میسحیت کی ترویج و تشہیر روز افزوں ہے جو مسلم اکثریت کی ذہانت کے لیے کھلا چیلنج ہے۔ عیسائیوں کی پاکستان اور اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ایک طرف انگریز سامراج نے ہمیشہ پاکستان کے دشمنوں کی پیٹھ ٹھونکی ہے اور مغربی ممالک پاکستان میں برسرعام عیسائیوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور دوسری طرف عیسائی دانشوروں اور اس کے پرنٹ میڈیا نے قرآن مجید کی توہین' نبی اکرم ﷺ و انبیاء کرام کی اہانت اور اسلامی تعلیمات کا استہزا اپنا محبوب مشغلہ بنا رکھا ہے۔ کائنات شاہد ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں نفاذ شریعت کی راہ ہموار ہوئی ہے وہاں عیسائیت سدراہ بن جاتی ہے۔ سوڈان' ترکی' الجزائر' ملائیشیا اور انڈونیشیا کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ مسلم ممالک کو اقتصادی طور پر تباہ کرنے کے لیے IMF اور ورلڈ بینک بنیادی اور قابل مذمت کردار ادا کر رہے ہیں' ان کے علاوہ بین الاقوامی ایجنسیوں نے اپنی سازشوں کے جال پھیلا رکھے ہیں اور وہ مختلف پہلوؤں سے عالم اسلام پر حملہ آور ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مشنری اداروں کا علمی اور فکری محاسبہ کیا جائے تاکہ نئی نسل عیسائیت کے زہریلے پروپیگنڈے سے محفوظ رہ سکے۔

برصغیر کی تاریخ شاہد ہے کہ عیسائیت کے خطرناک عزائم اور ایمان کش نظریات کا علمی میدان میں محاسبہ کرنے کے لیے علماء اہل حدیث میدان میں آئے۔ ان کی سرگرمیوں کا بنظر عمیق جائزہ لیا اور ان کے خلاف تحریری و تقریری محاذ پر خوب کام کیا۔ مولانا قاضی محمد سلیمان منصورپوری' حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری' حضرت مولانا حافظ ابراہیم میر سیالکوٹی' حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی' حضرت مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی اور حضرت مولانا احمد دین گکھڑوی رحمھم اللہ نے عیسائیت کے خلاف تحریری و تقریری جہاد کیا جس میں وہ بے حد کامیاب رہے۔

عیسائیت کی تردید اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

عیسائیت کی تردید میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بہت سے علمی کارنامے سرانجام دیئے' اس کے بارے میں مولانا موصوف رقم طراز ہیں "کہ عیسائیوں کی کتاب "عدم ضرورت قرآن" کے جواب میں' میں نے تقابل ثلاثہ (تورات' انجیل' قرآن کا مقابلہ) لکھی اور اس کے علاوہ متعدد کتابیں ان کے جواب میں لکھیں۔ جن کے مجموعے کا نام "جوابات نصاریٰ" ہے سب سے آخر میں عیسائیوں کے جواب میں وہ کتاب ہے جس کا نام ہے "اسلام اور میسحیت" عیسائیوں کی طرف سے اسلام کے خلاف تین کتابیں بطرز جدید شائع ہوئی تھیں' جن کے نام یہ ہیں۔

1- عالمگیر مذہب اسلام ہے یا میسحیت؟
2- دین فطرت اسلام ہے یا میسحیت؟
3- اصول البیان فی توضیح القرآن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان تینوں کے جواب میں "اسلام اور مسیحیت" لکھی گئی۔ جو بے حد مقبول ہوئی اور اسلامی جرائد و رسائل نے اسے خوب خراج تحسین پیش کیا۔

رد عیسائیت میں ---- مولانا ثناء اللہ کی تصانیف

1- **کلمہ طیبہ** : اس میں کلمہ طیبہ' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تشریح کرتے ہوئے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے کی بشارتیں عیسائیوں کی مقدس کتابوں میں موجود ہیں۔

2- جوابات نصاریٰ
3- توحید' تثلیث اور راہ نجات
4- اسلام اور مسیحیت
5- اسلام اور پالٹیکس
6- اسلام اور برٹش لاء
7- مناظرہ الہ آباد

یہ رسالہ اس مناظرہ کی روئداد ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پادری عبدالحق کے مابین مسئلہ توحید و تثلیث کے موضوع پر ہوا تھا۔

ردعیسائیت میں دیگر علماء اہل حدیث کی تصانیف!

مولانا سید عبدالباری سہسوانیؒ

1- فتح المبین علی اعداء الدین (اردو)
2- اعلام الاجار والاعلام' ان الدین عنداللہ الاسلام (اردو)

مولانا الطاف حسین حالیؒ

1- تریاق مسموم : ایک مرتد کی کتاب کے جواب میں لکھی گئی۔

مولانا عبدالغفور دانا پوریؒ

1- تبیان حسن الملیح فی وجہ المحمد من المسیح (اردو)
2- مراۃ الجواب لصاحب تصدیق الکتاب (اردو)
3- الرحمۃ المحیط فی اطاعۃ الفارقلیط (اردو)

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ

1- ایک پادری کے آٹھ سوالوں کا جواب
2- برہان
3- انجیلوں میں خدا کا بیٹا
4- استقامت
5- علمی و تبلیغی خطوط
6- قرآن' تورات اور انجیل میں باہمی نسبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ عبداللہ روپڑیؒ

1- نبی معصوم۔ ایک عیسائی مصنف کے رسالہ کا جواب

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

1- کسر الصلیب 2- عصمت النبیؐ 3- عصمت انبیاء 4- عصمت و نبوت 5- تعلیم القرآن۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ

1- اسلامی توحید اور مذاہب عالم 2- عیسائیت کا مسئلہ۔

مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادیؒ

1- پادری صاحب کا اظہار ندامت 2- بست سوال

مولانا حافظ محمد محدث گوندلویؒ رد اثبات التثلیث

مولانا مصلح الدین اعظمیؒ

1- موجودہ عیسائیت 2- مقدس بائبل اور اسکی تعلیمات 3- یسوع مسیح

4- الکتاب المقدس و تعالیمہ فی ضوء القرآن المجید و العقل (عربی)

مولانا عبدالحلیم شرر لکھنویؒ

1- مضامین شرر 2- مسیح اور مسیحیت (2 جلد)

مولانا ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدرویؒ اسلام اور عیسائیت

مولانا احمد دین گکھڑویؒ برہان الحق

ممتاز اہل قلم مولانا محمد اسحاق بھٹی' "نقوش عظمت رفتہ" میں قاضی حبیب الرحمٰن منصورپوری جو قاضی سلیمان منصورپوری رحمہ اللہ (صاحب رحمتہ للعالمین) کے حقیقی بھتیجے اور قاضی عبدالرحمٰن منصورپوری (جنہیں وکیل صاحب کہا جاتا تھا) کے فرزند ارجمند تھے' کے بارے میں لکھتے ہیں "قاضی صاحب ممدوح کا دائرہ معلومات بہت وسیع تھا۔ تفسیر' حدیث' شروح حدیث' فقہیات' اخلاقیات' سیرت' تاریخ' رجال' ادبیات وغیرہ ہر موضوع پر بے تکان اور روانی سے گفتگو کرتے تھے۔ قرآن و حدیث اور سیرت کے مختلف مقامات پر مستشرقین اور استشراق زدہ لوگ جو اعتراضات کرتے تھے' اس پر ان کی اچھی نظر تھی اور جس نہج سے ان کا منہ بند کیا جا سکتا ہے۔ اس سے بھی وہ آگاہ تھے۔ عیسائی مشنریوں کو اسلام سے متعلق تنقیدات کا علمی اسلوب میں جواب دینا اور انہی کی کتابوں کے حوالے سے ان کی گرفت کرنا' ان کا خاص موضوع تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی اور میرے زمانہ ادارت میں اسی ضمن میں "الاعتصام" میں ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضامین بھی شائع ہوتے رہے۔ تحریر کی متانت اور معلومات کی کثرت کتاب کے بنیادی اجزا ہیں یہ کتاب میاں عبدالمجید مرحوم (سابق ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہلحدیث) نے شائع کی تھی" (ص 525)

ان کے علاوہ علماء اہلحدیث نے ردعیسائیت میں بے شمار مضامین لکھے ہیں ان سطور پر ان کا تذکرہ مشکل ہے۔

خلیق، سادہ مزاج، نیک اور فعال بزرگ ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث سٹی قصور کے نائب امیر مسجد مبارک اہلحدیث بستی رکن پورہ کے خطیب، امام اور منتظم ہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ایک درسگاہ "مدرسہ احسان" جاری کر رکھا ہے جس کی کارکردگی نہایت تسلی بخش ہے۔ پنجابی شاعری میں بلند سخن، خوش گفتار اور شیریں کلام ہیں۔ بہت سی غیر مطبوعہ نظمیں ایک دیوان کی صورت میں مرتب کر رکھی ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ایک طویل نظم لکھی اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

خطیب لاجواب تے عظیم انسان — قائد پیارا سی علامہ احسان
پھمن سنگھ قلعہ تے فوارہ چوک وجدا — یاراں وجے راتیں سی علامہ پیا گجدا
پونے بارہ وجے ہویا بم دا پھٹان — قائد پیارا سی علامہ احسان

صوفی غلام حسین مخلص: مخلص صاحب قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی کے شاگرد بمقام "عبدالحکیم" ضلع خانیوال میں رہائش پذیر ہیں۔ پہلے شیعہ مسلک کے پرزور حامی تھے۔ قاری عبدالحفیظ صاحب کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اہلحدیث مسلک اختیار کیا۔ پنجابی کے مشہور شاعر ہیں بہت سے منظوم مجموعے شائع کر چکے ہیں۔ "شہیداں دی کہانی مخلص دی زبانی" علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ان کے دیگر شہید رفقاء کے بارے میں نذر عقیدت کے طور پر طویل نظم لکھی۔ جو بہت مقبول ہوئی۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

فیصلہ عجیب کیتا رب رحمان — جنت البقیع ستا علامہ احسان
دل دے ارادے رہے دل دے اندر — جماعت اج من بیٹھی رب دا امر
دین اتوں واری اے شہیداں دیکھو جان — جنت البقیع ستا علامہ احسان
بے باک تے نذر ہا احسان الٰہی — رب دی قسم ہا دین دا سپاہی
مسلک اہلحدیث دا ہی ترجمان — قائد پیارا علامہ احسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیت اہلحدیث منزل بہ منزل

برصغیر میں 1906ء کا دور تنظیموں، انجمنوں اور جماعتوں کا دور تصور کیا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں مذہبی اور سیاسی گروہوں کے ساتھ ساتھ علاقائی اور برادریوں کی بناء پر بے شمار گروپ اور تنظیمیں معرض وجود میں آئیں۔ بیشتر جماعتیں انہی ایام کی پیداوار ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر خداداد بصیرت کے حامل اور دور رس نگاہوں کے مالک ہمارے اکابر نے 1906ء میں آرہ شہر میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ اس جماعت کے پہلے بانیان حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ غازی پوری، حضرت مولانا شمس الحق ڈیانوی مصنف عون المعبود، حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری مصنف تحفۃ الاحوذی اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری اور ہندوستان کے بڑے بڑے اہلحدیث علماء و زعماء تھے حتی کہ محدث پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی معذوری نظر کے باوجود اجلاس میں تشریف لے گئے جماعتی قیادت کے لیے جن شخصیات پر سب سے پہلے اکابرین کی نظر انتخاب پڑی۔ وہ نہ صرف برصغیر کی معتبر علمی شخصیات تھیں بلکہ عالم اسلام کے بھی وہ مقتدیٰ تھے۔ حضرت مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری --- امیر اور شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری --- ناظم کے طور پر منتخب ہوئے۔

خصوصی کمیٹی: اور پھر ملک بھر میں کانفرنس کے تعارف اور تنظیم سازی کی غرض سے حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری اور حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔ جس نے مسلسل دوروں اور بھرپور جدوجہد کے ساتھ جماعت کی بنیادیں استوار فرمائیں اور یہ نظم قیام پاکستان تک قائم رہا۔

بعد ازاں 1948ء کو آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا احیاء مرکزی جمعیت اہل حدیث کی صورت میں ہوا۔ جس کیلئے وطن عزیز پاکستان کے بلند پایہ اہل حدیث علماء و زعماء اور اکابرین ملت نے بھرپور جدوجہد کی۔ چنانچہ اہل حدیث کا یہ کارواں ہمارے اکابرین کے خلوص، للہیت اور شب و روز کی کاوشوں سے اب تک رواں دواں ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے منتخب امراء و ناظمین

حضرت مولانا داؤد غزنویؒ
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ
حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلویؒ
حضرت مولانا معین الدین لکھوی
سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ
جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر

حضرت پروفیسر عبدالقیومؒ
حضرت سید ابوبکر غزنویؒ
حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ
حضرت میاں فضل حقؒ
جناب میاں محمد جمیل

عبوری دور کیلئے: حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ، حضرت مولانا عبدالعزیز سعیدیؒ، حضرت مولانا محمد اسحاق رحمانیؒ اور حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری بھی ناظمین رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک پاکستان میں اہلحدیث کا کردار

جناب پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی

برصغیر میں انگریز کی آمد

ہندوستان میں مغلیہ خاندان کے چوتھے حکمران شہنشاہ نورالدین محمد جہانگیر کے دور حکومت میں 31 دسمبر 1600ء کو انگریز کا پہلا قافلہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے تجارت کی غرض سے ہندوستان آیا اس وقت برطانیہ میں ملکہ الزبتھ کی حکومت تھی۔ کپتان ولیم ہاکنز ایسٹ انڈیا کمپنی کا پہلا انگریز تاجر تھا 1608ء میں انگلینڈ کا پہلا تجارتی جہاز "ہیکٹر" سورت کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ اس طرح ہندوستان میں انگریزوں کا اثر بڑھتا گیا حتی کہ 1613ء میں انگریزوں نے سورت صوبہ گجرات میں ایک فیکٹری قائم کرلی اور مغل دربار میں سفارت کے فرائض انجام دینے کیلئے سرطامس کو مقرر کیا۔

اس کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں اپنے پاؤں پھیلاتی رہی اور اپنی گرفت مضبوط کرتی گئی اور تین صد اکتالیس سالہ مغلوں کے دور حکومت کو ختم کرنے میں کامیاب ہوگئی اس طرح برصغیر ہندوستان میں انگریز حکمران بن گئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کا فتویٰ

جب ہندوستان پر قبضے کے بعد انگریزوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل کا سلسلہ شروع کیا اور ان کی چیرہ دستیاں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رحمہ اللہ نے فتوی دیا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کیا جائے اس نوعیت کے انہوں نے کئی ایک فتوے جاری کیے۔ ان فتووں کے نتیجے میں سید احمد بریلوی اور سید اسماعیل دہلوی رحمتہ اللہ علیہما اور ان کے رفقاء نے علم جہاد بلند کیا اور میدان جہاد میں کود پڑے۔

ہندوستان میں احیائے دین کی یہ پہلی اسلامی تحریک تھی جس کا مقصد کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت تھا۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے اپنا وطن چھوڑا اور آزاد علاقے میں اپنا مرکز بنا کر انگریز کے خلاف برسرپیکار ہو گئے اس دوران سکھوں سے بھی مقابلے ہوئے ان سے کئی جنگیں لڑیں آخری معرکہ بالاکوٹ کی سرزمین میں ہوا جو سید احمد شہید' مولانا سید اسماعیل شہید اور ان کے بہت سے ساتھیوں کے خون سے سرخ ہوگئی۔ ان کی شہادت 6 مئی 1831ء میں ہوئی۔ 1831ء سے لے کر 1947ء تک تقریباً" سوا سو سال مجاہدین کی جماعت انگریز کے خلاف جہاد کرتی رہی اس تحریک کے چند سرخیل مولانا محمد بشیر' مولانا فضل الہی وزیر آبادی' مولانا محمد علی قصوری' صوفی محمد عبداللہ' مولانا محمد علی لکھوی' سید عمر فاروق غزنوی اور ان کے ساتھی ہیں' جنہوں نے آزادی وطن تک انگریز حکمران کا مقابلہ کیا اور ہر موقع پر انتہائی جوانمردی کا ثبوت دیا۔

1857ء کی جنگ آزادی میں انگریز اہلحدیث کی عظیم جدوجہد کو دیکھ کر بوکھلا اٹھا اور اس نے اہلحدیث مجاہدین کو وہابی کہہ کر بدنام کرنے کی کوشش کی اور پھر وہابی و باغی کو ایک ہی معنی میں سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ آزادی کی تحریک کی پاداش میں اہلحدیث علماء و زعماء کیلئے کالے پانیوں' پھانسیوں اور جائیدادوں کی ضبطی کی سزائیں تجویز ہوئیں۔

انگریزی حکومت کے خلاف جدوجہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث کے خلاف انگریز کے قائم کردہ پانچ مشہور مقدمات تو شہرت عامہ رکھتے ہیں۔ اسی زمانے میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا ابوالقاسم بنارسی' مولانا سید محمد داؤد غزنوی ان کے بھائی مولانا عبدالغفار غزنوی' مولانا اسماعیل غزنوی' میر حکیم نور الدین' میر عبدالقیوم ایڈووکیٹ' مولانا عبدالقادر قصوری' قاضی عبدالرحیم' مولانا محی الدین قصوری' مولانا محمد علی قصوری' عبداللہ الکافی' مولانا محمد اکرم خان' مولانا عبداللہ الباقی اور ان کے علاوہ بے شمار اہل حدیث حضرات نے انگریزی اقتدار سے ٹکرلی اور جیلیں بھردیں اور تحریک کو زندہ رکھا"

مسلم لیگ اور علمائے اہل حدیث

اہل حدیث کے متعدد اکابرین نے مسلم لیگ کے شانہ بشانہ تحریک پاکستان میں حصہ لیا ان میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی' مولانا اسماعیل غزنوی' مولانا عبداللہ ثانی' مولانا حافظ اسماعیل روپڑی اور مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا محمد داؤد غزنوی نے 1946ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ قیام پاکستان کے لیے اہل حدیث حضرات نے بیش بہا قربانیاں دیں۔ جیلوں میں گئے اور مختلف قسم کی صعوبتیں برداشت کیں' انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے اہل حدیث کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ بلکہ ہر میدان میں ہراول دستے کا کردار ادا کرتے رہے اور ایسی ہی لازوال کوششوں' قربانیوں اور انتھک محنتوں سے پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

حقیقت یہ ہے اہل حدیث ایک تاریخ ہے' ایک تحریک ہے اور ایک ولولے کا نام ہے موجودہ دور میں اسی ولولے اور جوش کو ابھارنے کی ضرورت ہے اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اپنی بگڑتی ہوئی حالت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے آج کے مادہ پرست دور میں اللہ کی رضا کے لیے دین کا کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم اپنے اسلاف کی تاریخ کو دھرائیں گے تو وہی کامیابی اور کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

خدمات اہل حدیث نمبر کے مقالہ نگار

جناب مولانا محمد اشرف جاوید: آپ فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد ہیں اور آج کل جامعہ سلفیہ کی عظیم الشان لائبریری کے مدیر ہیں۔ نئی و پرانی منشورات و مطبوعات اور مختلف شخصیات کے حوالے سے گنجینہ معلومات ہیں' تاریخ اہل حدیث سے آپ کی وابستگی خصوصی بلکہ جنوں کی حد تک ہے' اس موضوع پر بولتے ہیں تو بولتے ہی چلے جاتے ہیں اور لکھتے ہیں تو معلومات کے انبار لگا دیتے ہیں۔

جناب مولانا ارشاد الحق اثری: آپ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے رکن' مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم طبع و تالیف اور ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد کے روح رواں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک مایہ ناز محقق' ممتاز مصنف اور خطیب بھی ہیں۔ حدیث کے موضوع پر آپ کی خدمات بیش بہا ہیں۔ مسند ابی یعلی اور ایسی ہی دیگر کتب حدیث کی تحقیقات نے انہیں عرب و عجم میں خصوصی شہرت عطا کی اور اہل عرب بھی آپ کو استاذ کے لقب سے پکارنے لگے۔

جناب ڈاکٹر پروفیسر خالد ظفر اللہ: آپ نے استنبول یونیورسٹی سے حدیث کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور آج کل گورنمنٹ کالج سمندری (فیصل آباد) میں پروفیسر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب پروفیسرڈاکٹر عبدالرؤف ظفر: برطانیہ سے آپ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور آج کل بہاولپور یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے ہیڈ اور سیرت چیئر کے ڈائریکٹر ہیں۔ سیرت نبویؐ اور دیگر موضوعات پر آپ نے کئی ایک بہترین کتابیں تصنیف کی ہیں۔

جناب حافظ صلاح الدین یوسف: آپ وفاقی شرعی عدالت کے مشیر، مایہ ناز محقق، نامور ادیب اور مصنف کتب کثیرہ ہیں۔ قرآن مجید پر حاشیہ بنام تفسیر احسن البیان آپ کی بہترین کاوش اور عمدہ قرآنی خدمت ہے۔ "الاعتصام" کے مدیر بھی رہ چکے ہیں اور آج کل مکتبہ دارالسلام سے وابستہ ہیں۔

جناب حبیب اللہ شاہد: آپ اسلام آباد سیکرٹریٹ میں سروس کر رہے ہیں۔ صحافت اور مضمون نویسی کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

جناب مولانا خالد سیف: آپ فاضل محقق، صاحب قلم و بیاں اور اسلامی نظریاتی کونسل میں چیف مترجم ہیں، آپ کئی ایک کتابوں کے مصنف اور مرکزی جمیعت اہلحدیث اسلام آباد کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں۔

جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی: آپ ایک کہنہ مشق صحافی، نامور مصنف و محقق اور ممتاز عالم دین ہیں متعدد کتابوں کے مصنف، مترجم اور مرتب ہیں۔ "الاعتصام"، "اہلحدیث" اور "المعارف" کے مدیر رہے ہیں۔ تصنیف و تالیف میں ہی ان کے شب و روز گزرتے ہیں۔

جناب علیم ناصری: آپ ایک کہنہ مشق شاعر، نامور ادیب اور معروف صحافی ہیں۔ تحریک شاہ شہید کو "جنگنامہ اسلام" کے نام سے نظم کی صورت میں تحریر کر رہے ہیں۔ جس کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ یہ ان کا بڑا علمی و ادبی اور تاریخی کارنامہ ہے۔

جناب ملک عبدالرشید عراقی: سوہدرہ کے مردم خیز خطہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک عرصہ سے ان کے مضامین پاک و ہند کے بلند پایہ جرائد میں شائع ہو رہے ہیں۔ ان کی دو تین کتابیں بھی منظر عام پر آچکی ہیں۔ ملازمت سے ریٹائرڈ ہیں لکھنا پڑھنا ہی ان کا محبوب شغل ہے۔

مولانا عبدالماجد جھنگوی: آپ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے فیض یافتگان میں سے ہیں۔ دوران تعلیم بھی درسی مصروفیات کے ساتھ ساتھ دیگر نشاطات میں بھی حصہ لیتے رہے۔ طلبائے جامعہ کے ترجمان "الھدی" کی مجلس ادارت میں بھی رہے۔ آج کل شورکوٹ ضلع جھنگ میں دعوت و تبلیغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوریؒ: آپ مرکزی جمیعت اہلحدیث پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے ناظم اعلیٰ اور ماہنامہ "تعلیم الاسلام" ماموں کانجن کے مدیر اعلیٰ رہے۔ ان کے مضامین کم و بیش نصف صدی سے پاک و ہند کے رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ وہ ایک ممتاز اہل قلم، معروف مصنف و مورخ اور عالم دین تھے۔ ایک درجن کے قریب انہوں نے کتابیں لکھیں جو بے حد مقبول ہوئیں۔ گزشتہ سال وہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

قیمت خدمات اہل حدیث نمبر (100 روپے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث پنجابی شعراء

تحریر:۔ مولانا عبدالعظیم صاحب انصاری قصور

ہمارے بزرگوں نے دین حق اور کتاب و سنت کی تبلیغ و تشہیر اور نشرواشاعت کے سلسلے میں درخشاں کارہائے انجام دیے۔ جس سے تاریخ کے اوراق روشن ہیں۔ وعظ و خطاب' تحریر و تقریر' تصنیف و تالیف' تشریح و تفسیر' منبرو محراب' میدان جنگ غرضیکہ جس طرف نظر دوڑائیں آپ کو جماعت اہلحدیث کے اعوان و اعیان نظر آئیں گے۔ تحریک آزادی وطن اور دشمنان اسلام فرنگی اور سکھوں وغیرہ کے خلاف ان کی معرکہ آرائیاں اظہر من الشمس ہیں۔ ان کی قربانیوں کی داستانوں کی شہادت کے لیے راجستھان اور سندھ کے میدان کابل و قندھار کی طویل مسافتیں' جنگلات' ندی نالے اور دیہات وامصار آج بھی گواہ ہیں اور بالاکوٹ کے پہاڑ آج بھی بند پکار رہے ہیں۔ ۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جب ملک میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً قصے کہانیوں' عشقیہ داستانوں اور مفروضہ جنگ ناموں کو شعرو شاعری اور نظم و غزل کی شکل میں پیش کرنے کا عام رواج تھا۔ مثنوی' مثلث' مخمس' سی حرفی' بارہ ماہ' اٹھوارے اور جھوک وغیرہ کے ذریعہ رومانی' عشقیہ' رزمیہ اور مبالغہ آمیز داستانوں کو پنجابی شاعری میں پیش کیا جاتا تھا۔ جیسے ہیر وارث شاہ' سوہنی مہینوال' سسی پنوں' بدیع الجمال' سیف الملوک قسم کی بے شمار کتابیں ہیں۔ جنہیں دوہے' بیت' کافی' غزل و نظم وغیرہ کی صورت میں پیش کیا گیا۔ ان میں صوفیانہ کلام کے نام سے وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے شرکیہ عقائد کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

ان حالات کے پیش نظر دین پسند شعراء نے ان کے مقابلے میں دینی مسائل مشتمل اور انبیاء و اولیاء کے حالات زندگی منظوم کیے تاکہ عوام کا رجحان مثبت انداز میں دین کی طرف مائل ہو۔ پنجابی نظم اور شاعری میں قرآن مجید کی تفسیر' احادیث کی تشریح' فقہی اور دینی مسائل کو پیش کرنے کی طرح ڈالی گئی۔

اس کار خیر میں ہر مسلک و مشرب کے بزرگوں نے حصہ لیا اور ان کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ لیکن میں اپنے اس مضمون میں صرف اہلحدیث شعراء حضرات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے پنجابی زبان کی شاعری کے ذریعے تبلیغ دین کی خدمات انجام دیں۔

علم عروض: شعر کے وزن' بحر' قافیہ' سر تال وغیرہ کی درستی کے لیے علم عروض سے واقفیت ضروری ہے شاعری کے لیے فصاحت و بلاغت سخن ور' سخن آفرینی اور سخن پردازی ایسے اوصاف سے متصف ہونا بھی لازم ہے۔ صرف تک بندی سے شاعر نہیں بن سکتا۔ اگر شاعری کے قواعد و ضوابط سے آگاہی نہ ہو تو شاعری محض ٹامک ٹوئیاں مارنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مترادف ہے۔

اہل حدیث شعراء کرام میں نہایت قادر الکلام، سخن ور اور نکتہ سنج حضرات گزرے ہیں۔ جنہوں نے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبانوں میں نہایت وقیع شاعرانہ کلام پیش کر کے داد سخن حاصل کی۔

میں اپنے موضوع کے پیش نظر صرف پنجابی زبان کے چند بلند سخن اور کہنہ مشق شعراء کا ذکر کروں گا۔ جنہوں نے اس فن کو صرف خدمت اسلام کے لیے وقف کیا اور بہت سے اصناف سخن میں طبع آزمائی کی، نظم، غزل مثنوی وغیرہ طویل اور چھوٹی بحروں میں اپنی شاعرانہ صلاحیتیں اجاگر کیں ان میں جھوک، سی حرفی، بارہ ماہ، اٹھوارے، بیت وغیرہ اعلیٰ معیار میں موجود ہیں۔ حمد و نعت اور حلیہ مبارک پر بھی بہت سا کلام موجود ہے۔

مولانا حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ

آپ کے والد گرامی کا نام حافظ احمد تھا آپ کی ولادت 1201ھ (1786ء) میں ہوئی۔ یہ گھرانا نہایت متدین اور علم و فضل کی دولت سے مالا مال تھا۔ پنجاب میں جن اہلحدیث خاندانوں کی وجہ سے کتاب و سنت کی تعلیم اور مسلک اہلحدیث کو فروغ حاصل ہوا لکھوی خاندان کا نام ان میں سر فہرست ہے۔ ضلع فیروز پور (بھارت) میں لکھو کے ایک مشہور گاؤں تھا۔ مدرسہ محمدیہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم تھی۔ آپ کی وفات 1287ھ (1871ء) کو ہوئی حافظ محمد بارک اللہ جہاں علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور زہد و ورع کے لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتے تھے وہاں پنجابی شاعری میں بھی ملکہ خاص حاصل تھا آپ کی پنجابی نظم میں فقہی مسائل پر ایک جامع کتاب "انواع بارک" مشہور تصنیف ہے۔ ابتداء میں آپ "فقہ حنفیہ" پر عمل پیرا تھے۔ آخر میں مسلک محدثین اختیار کر لیا۔ آپ کے بلند مرتبت فرزند ارجمند مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے جو شیخ الکل سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے آپ کی اس کتاب کو از سرنو مرتب کیا اور اپنے والد بزرگوار رحمہ اللہ کی اجازت سے اس میں کافی حد تک اضافہ کیا اور مسائل کو حدیث نبوی کے مطابق ترتیب دینے کی کوشش کی اور اس پر فارسی میں قیمتی معلومات پر مشتمل حاشیہ لکھا۔ کتابت میں میاں شاہ محمد سکنہ کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ نے اور تصحیح و پروف خوانی اس وقت کے بادشاہی مسجد لاہور کے امام مولوی یار محمد نے کی یہ کتاب 424 صفحات پر مشتمل ہے۔

فارسی حاشیہ کا اردو ترجمہ مولانا عبدالحق موضع لکھن ہری پور ہزارہ نے کیا مولانا محمد اسحاق بھٹی "فقہائے پاک و ہند" میں رقم طراز ہیں۔

• 1891ء کی شائع شدہ انواع بارک اللہ میرے زیر نظر ہے اس پر حافظ محمد رحمہ اللہ کے فارسی میں تحریر کردہ حواشی ہیں۔ یہ نسخہ شیخ الٰہی بخش تاجر کتب کشمیری بازار لاہور کی طرف سے وکٹوریہ پریس لاہور میں شائع ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارہ انواع کا ایک نسخہ رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز نے لاہور سے 1910ء میں چھپوایا۔ ایک قلمی نسخہ 1197ھ ملتان پبلک لائبریری میں موجود ہے حافظ صاحب نے یہ کتاب 1254ھ میں تصنیف کی۔ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبداللہ عبدی کی انواع کوئی دوسری تصنیف ہے۔

حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ

نوکاں وچہ مشہور ہے جو ہین انواع بارک اللہ دی
ایہہ وچہ حقیقت کوشش محنت اس عاجز بندے دی

چونکہ آپ نے اپنے والد گرامی حافظ بارک اللہ کی اجازت سے اس میں کافی ترمیم و تنسیخ کی تھی اورفارسی حاشیہ بھی لکھا تھا اس لیے آپ مندرجہ بالا دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں۔

حضرت مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ

مولانا محمد لکھوی رحمہ اللہ، حافظ بارک اللہ لکھوی کے بیٹے تھے آپ کی ولادت 1815ء اور وفات 1894ء کو موضع لکھوکی میں ہوئی۔ آپ زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور علم و فضل کے لحاظ سے عدیم المثال تھے۔ تفسیر و حدیث، فقہ اور علوم عربی و فارسی میں ممتاز حیثیت کے حامل، تبحر عالم، مفسراور محدث تھے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی پھر دیگر علوم متداولہ سہارنپوری، دہلی وغیرہ میں پڑھے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں سید نذیر حسین محدث دہلوی، شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی اور مولانا احمد علی سہارنپوری محشی صحیح بخاری ایسی بلند مرتبت شخصیات ہیں۔

پنجابی شاعری میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ نے پورے قرآن مجید کی سات جلدوں میں منظوم "تفسیر محمدی" کے نام سے تفسیر لکھی پہلے آپ قرآن مجید کی آیت لکھتے ہیں۔ پھر اس کا پنجابی میں ترجمہ کرتے ہیں دوسرا ترجمہ فارسی زبان میں لکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس مضمون کو پنجابی اشعار میں نظم کرتے ہیں۔ اشعار معنوی لحاظ سے نہایت جامع ہوتے ہیں - آپ نے پنجابی زبان میں اور بھی بہت سی منظوم کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں زینت الاسلام دو حصے، احوال الآخرت انواع محمدی، قوانین صرف، ابواب الصرف، محاسن الاسلام، سیف السنہ، عقائد محمدی، رد نیچریت اور فوج نامہ مشہور ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل قریباً اہلحدیث کے گھر میں پنجاب کی حد تک احوال الآخرت زینت الاسلام موجود ہوتی تھیں۔ بچے، مرد اور عورتیں نہایت شوق کے ساتھ انہیں پڑھتے تھے۔ اسی طرح تفسیر محمدی بھی اکثر گھروں میں موجود ہوتی تھی پنجاب کے علاوہ سندھ، سرحد وغیرہ میں بھی یہ کتابیں دین دار گھرانوں میں پائی جاتی تھیں۔

مولوی دلپذیر مرحوم جو بھیرہ ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے، انہوں نے آپ کی نقل میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زینت الاسلام اور احوال الآخرت وغیرہ لکھیں مگر انہیں وہ حیثیت حاصل نہ ہوئی۔

حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کی تفسیر محمدی منظوم پنجابی کے مقابلے میں مولوی نبی بخش حلوائی لاہور ولادت 1850ء وفات 1945ء نے قرآن مجید کی منظوم پنجابی تفسیر پندرہ جلدوں میں "تفسیر نبوی" کے نام سے لکھی وہ سخت متشدد بریلوی تھے۔ انہوں نے کچھ اور کتابیں "بلبل" و "رنگیلی" کے نام سے بھی لکھیں جن میں بعض بدعات کو مشروع قرار دیا۔

اسی دور میں مولوی نور محمد سوتری رحمہ اللہ ہوئے ہیں۔ جو اگرچہ حنفی العقیدہ تھے لیکن شرک و بدعات کی تردید میں شمشیر برہنہ تھے۔ پیدائش 1782ء وفات 1862ء مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے نہایت مخلصانہ اور قلبی تعلقات تھے۔ مولوی نور محمد نے شہباز شریعت' آب حیات' چراغ شریعت' خورشید شریعت اور مفاد شریعت وغیرہ کتابیں لکھیں۔ شہباز شریعت زیادہ مقبول اور معروف کتاب ہے۔ زبان قدرے سخت ہے۔ اس کتاب کا فارسی میں حاشیہ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے لکھا۔ مولوی نور محمد رحمہ اللہ نے مولوی نبی بخش حلوائی کی تردید میں بہت کچھ لکھا ہے۔

حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے ساتھ مولوی نور محمد رحمہ اللہ کا نامہ و پیام جاری رہتا تھا۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ ڈاڑھی کو کالا خضاب لگاتے تھے۔ بے تکلفانہ تعلقات ملاحظہ ہوں کہ مولوی نور محمد ایک پیغام میں حافظ صاحب کو فرماتے ہیں۔

جا کہنا نیں دے ڈھگے نوں کیوں کالا کردا ایں بگے نوں
جے اوڑک اک دن مرنا ایں پھر منہ کالا کیوں کرنا ایں

کہتے ہیں کہ پیغام بر نے جب یہ پیام حافظ صاحب کو آکر دیا۔ تو سن کر مسکرا دیئے اور آئندہ ڈاڑھی کو کالا کرنا چھوڑ دیا اور ان سے کوئی بحث و تکرار نہیں کی۔ اب حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے اشعار کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

احوال الآخرت:

اے دل غافل غفلت اندر عمر پنجاہ سدھائی
خالص عمل نہ کیتوئی کوئی سستی وجہ لنگھائی
نبی ولی ہور عالم فاضل گزرے چنگ چنگیرے
بھی شاہ گدا ہور برے بھلے سب قبریں کیتے ڈیرے

باقی کتابوں میں بھی یہی انداز ہے جو فن شعری اور دینی معلومات کے لحاظ سے اعلیٰ اور بلند معیار کے حامل ہیں۔ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا محی الدین عبدالرحمن نامور عالم دین عابد و زاہد' متقی و پرہیز گار تھے۔ سید امیر شاہ کوٹھہ شریف سرحد سے بیعت کی مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعہ میاں سنگھ والے اور حضرت عبداللہ غزنوی بھی سید امیر شاہ کے مرید تھے۔ حافظ محمد رحمہ اللہ کے پوتے مولانا محمد علی لکھوی علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ان سے اس عاجز کو شاگردی کا شرف حاصل ہے دونوں باپ بیٹے یعنی مولانا عبدالرحمن اور مولانا محمد علی مدینہ منورہ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

ع یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مولانا محمد علی رحمہ اللہ کے فرزندان گرامی مولانا محی الدین اور مولانا معین الدین لکھوی ہیں جو محتاج تعارف نہیں۔

مولانا غلام رسول قلعے والے

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی رحیم بخش اعوان تھا۔ آپ قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں 1228ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ محرم بروز جمعرات 1291ھ کو 63 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی رحلت بھی 63 سال کی عمر میں ہوئی مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی شدید خواہش تھی کہ میری عمر بھی 63 سال ہو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی ابتداء میں لاہور بازار حکیماں کی لال مسجد میں مولانا محی الدین سے تعلیم حاصل کی پھر سید عبداللہ غزنوی کے ساتھ حصول تعلیم کی خاطر دہلی گئے۔ وہاں شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے حدیث، تفسیر و علوم متداولہ کی تکمیل کی پھر حج پر گئے وہاں مولانا عبدالغنی مجددی مہاجر مدینہ منورہ سے بھی سند حدیث حاصل کی آپ سحر طراز واعظ اور آتش بیاں مقرر تھے۔ آپ کا وعظ سن کر کئی غیر مسلم ہندو، سکھ، عیسائی مسلمان ہو جاتے۔ ایک بار ایک ہی مجلس میں تین صد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ سید احمد شہید رحمہ اللہ کی جماعت مجاہدین کی امداد کے لیے رقوم بھجواتے۔ اس "جرم" میں لاہور قلعہ میں کئی روز محبوس رہے۔ رہائی کے بعد کافی دیر تک آپ کو زبان بندی کی سزا دی۔

عربی و فارسی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ قادر الکلام شاعر تھے۔ پنجابی زبان میں بہت سی منظوم کتابیں تصنیف کیں۔ ابتداء میں "سسی پنوں" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جب قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی تو اس کتاب کے شائع کرنے پر بہت نادم ہوئے۔ پھر آپ نے سی حرفی، حلیہ مبارک اور رسول اللہ ﷺ کی منقبت میں اور بھی منظوم پنجابی کتابیں لکھیں۔

دنیا کی بے ثباتی کے بارے میں آپ کی ایک ایسی نظم ہے جو زبان زد عام ہے۔ اکثر بریلوی حضرات بھی فجر کی اذان کے بعد پڑھتے ہیں۔ وہ یہ ہے

ولا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہووے گا اک دن مردہ کہ یہ کرموں نے کھانا ہے

اس کے علاوہ آپ نے تفسیر سورہ فاتحہ، پکی روٹی، سی حرفی غلام، قصہ بلال رضی اللہ عنہ، مجموعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز' فتاوی غلام رسول اور اپنے استاذ محترم حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات بھی لکھی۔

مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی کا نام مردان تھا۔ قوم کے ورک جٹ تھے والد ماجد نے پارچہ بانی کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ موضع کھاریاں ضلع شیخوپورہ میں 1823ء میں پیدا ہوئے۔ 21 مارچ 1913ء کو وفات پائی۔ آپ نے چالیس سال کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کی۔ پنجابی زبان کے سخن ور شاعر تھے۔ سورہ والضحیٰ کی تفسیر پنجابی نظم میں اکرام محمدی کے نام سے اور سورہ یوسف کی قصص المحسنین کے نام سے لکھی اس کے علاوہ عبرت نامہ' بارہ ماہ' سی حرفی' چرخہ رنگ رنگیلہ' انھوارہ' مجموعہ اشعار عبدالستار قسم کی متعدد کتابیں منظوم پنجابی زبان میں لکھیں۔ آپ کی کتاب قصص المحسنین قصہ حضرت یوسف بہت مشہور اور مقبول ہوئی۔ اس کتاب سے متاثر ہو کر موضع بھگیاڑی کے ایک بزرگ میاں شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سکونتی مکان ان کو ھبہ کر دیا چند اور زمینداروں نے کافی زرعی اراضی ان کے نام کر دی جو اب ان کی اولاد کے پاس ہے۔ بھگیاڑی سے آپ موضع فیروز وٹواں آگئے۔ آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ آپ کے اشعار کی موزوینت اور اثر انگیزی قابل تعریف ہے۔

جب آپ کو بطور ہبہ زمین ملی تو آپ نے فرمایا:

عبدالستار ذاتاں اتے جے رب رزق پہنچاندا
تیرے جہیاں نمانیاں تائیں کون خزانے دیندا

اپنے اشعار میں آپ نے اپنا تخلص' عبدالستار' ستار بخش او ستار استعمال کیا ہے۔
مندرجہ بالا شعر اور دوسرے کئی اشعار میں عبدالستار لکھا ہے۔
سی حرفی میں زیادہ ستار بخش لکھتے ہیں۔ جیسے

الف =

اللہ نے بھیجا پیر سوہنا گھٹاں رحمتاں والیاں آیاں نی
جدوں جگدے وچہ سردار آیا توں کفر نے بھاجڑاں چایاں نی
ڈھٹے بت خانے ڈگے بت سارے مشرک ویوندے پٹے دہائیاں نی
ستار بخش توحید دا گنج کھلا کئی دوستاں نعمتاں پائیاں نی

چرخہ رنگ رنگیلہ کے بند ملاحظہ فرمائیں۔

اوتھے قالوا بلی بتلا ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ا ہور تکاوا پائیو
جد شورہ نے انگ نہ لائیوئی
پھیر کون وسیلہ لیاویں گی
کت چرخہ شام منائیں گی
اس لیھے کھیڈن تو پچھتائیں گی

تمام کتابیں نہایت بلند پایہ اور ٹھیٹھ پنجابی میں منظوم ہیں۔ آپ کے اشعار کی اثر آفرینی کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ایک بار گاؤں میں ایک طوائف آگئی۔ اس نے آکر دریافت کیا کہ یہاں کوئی ستار شاعر ہے مجھے دکھاؤ لوگ اسے آپ کے پاس لے گئے۔ دیکھ کر کہنے لگی "وے تو ستار ایں" کیونکہ آپ نہایت سادہ پوش تھے فرمایا کہ "وجا کے دیکھ لے" یہ ذو معنی فقرہ تھا ستار ایک ساز کا نام بھی ہے جو گانے کے ساتھ بجاتے ہیں طواف کہنے لگی "دکھا پھر وج کے" کہتے ہیں کہ آپ نے حسن و خوبصورتی اور دنیا کی بے ثباتی پر چند اشعار نہایت سریلی آواز میں پڑھے۔ تو طوائف غش کھا کر زمین پر گر گئی جب ہوش آیا تو اس کی دنیا بدل چکی تھی۔ مولانا کے سامنے برائی سے توبہ کی اور آئندہ زندگی پرہیزگاری کے ساتھ گزاری گئی

مولانا عبدالکریم فیروز پوری

آپ کے والد کا نام نبی بخش تھا۔ 1860ء میں موضع علی آباد نزد نارووال پیدا ہوئے۔ والد، پیر جماعت علی شاہ کے مرید تھے۔ آپ بچپن سے ہی مسلک اہلحدیث سے مانوس تھے۔ والد صاحب نے سختی کی تو گاؤں چھوڑ کر وزیر آباد میں حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ابتدائی درس نظامی کی تعلیم وہاں حاصل کی۔ پھر حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی کے مدرسہ غزنویہ امرتسر میں داخل ہو گئے اور تکمیل تعلیم وہیں کی۔ حضرت الامام کی ذات گرامی سے اتنا انس پیدا ہوا کہ تادم آخر ان کے پاس رہے وہ بھی اپنے بچوں کی طرح ان سے محبت کرتے۔ مدرسہ کے انتظامی امور ان کے سپرد کر دیے۔ آمدن و خرچ کا تمام حساب ان کے پاس رہتا۔ ان کی دیانت و امانت سے امام صاحب رحمہ اللہ اتنے متاثر ہوئے کہ انہیں امین خاندان غزنویہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ مدرسہ کے لیے فراہمیء چندہ کے سلسلے میں دہلی، بمبئی اور کلکتہ وغیرہ اور دیگر مختلف بلاد و قصبات کا سفر کرتے رہے۔ اس دور میں لاکھوں روپے مدرسہ کی اعانت کے سلسلے میں فراہم کیے۔ سفر خرچ کے علاوہ ذاتی مصارف کے لیے کچھ نہ لیتے علم و فضل، زہد و اتقا اور عبادت و ریاضت میں امتیازی شخصیت کے حامل تھے۔ سکھوں کی گرنتھ بھی گورمکھی زبان میں پڑھی۔ اس لیے گرنتھی بھی کہلاتے۔ آپ کی تبلیغ سے بہت سے سکھ گھرانوں نے اسلام قبول کیا۔ پنجابی شاعری میں ملکہ تامہ حاصل کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصانیف : آپ نے درج ذیل کتابیں پنجابی زبان میں منظوم کیں۔ جو عوام میں بہت مقبول ہوئیں۔

پیروی صحابیات : گورو نانک جی اور اسلام' مجاور نامہ' فتنہ پیر لواری دا' عقائد اہلحدیث' ترغیب الحج و الزیارہ' نیک بی بی' شان مسلم اور جھوک عالی مقام حضرت سید عبدالجبار غزنوی۔

تمام کتابیں شاعرانہ کلام کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ "پیروی صحابیات" خواتین کے لیے انمول تحفہ ہے۔ جھوک سید عبدالجابر غزنوی ان کی وفات کے تذکرہ میں ہے۔ نہایت درد و سوز اور حزن و ملال کا نقشہ پیش کرتی ہے۔

پیروی صحابیات کے اشعار کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ اسلام کی پہلی شہیدہ حضرت سمیہؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جویں غریباں لوکاں تھیں اک نام سمیمائی
کل امت تھیں اول جس نے موت شہادت پائی
اس بی بی نیک دے دکھاں سن کر جان جسم وچہ پھڑکے
ظلم بے دوسیاں تے سن کر درددں جگر کلیجہ دھڑکے

قیام پاکستان کے بعد مختلف مقامات' کھڈیاں خاص' قصور اور بہاولنگر وغیرہ میں مقیم رہے۔ آخر دسمبر 1960ء کو سو سال کی عمر میں بہاول نگر شہر میں اس جہاں فانی سے منہ موڑ کر عالم جاودانی کو روانہ ہوئے۔

مولوی روشن دین

آپ ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ عالم دین اور پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ شعروں میں سوز و گداز اور رقت و سوز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

آپ کی منظوم پنجابی کتاب "شمع محمدی" بہت مشہور ہے اس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا واقعہ اتنے درد ناک انداز میں تحریر کیا ہے کہ قاری کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آجاتے ہیں اور دل پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت معاذ کو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کی خاطر یمن کے علاقے میں بھیجتے ہیں۔ تھوڑے عرصے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جاتا ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین روز تک رات خواب میں ملتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم نے تو سفر آخرت اختیار کر لیا ہے اور تم یہاں بیٹھے ہو آخر حضرت معاذ یمن سے مدینہ کو روانہ ہوتے ہیں۔ اور بادیدہ نم کئی روز بعد مدینہ منورہ پہنچتے ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتے تو تڑپنے لگتے ہیں۔ مولوی روشن دین نے اشعار میں ان حالات کا ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ پڑھتے ہوئے انسان آبدیدہ ہو جاتا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ آپ نے "سراج محمدی" قصہ حضرت ایوب صابر بھی پنجابی شعروں میں لکھے ہیں۔ جو نہایت اثر انگیز ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے ایک گاؤں ممند منداراں والہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نامور عالم دین' مشہور واعظ اور مقرر تھے۔ آپ کی سحربیانی مسلمہ تھی۔ آپ نے حصول علم حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ محترم مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر ایک رسالہ بھی منظوم پنجابی میں لکھا۔ جس میں ان کے علمی مقام و مرتبہ اور زہد و ریاضت کا تذکرہ ہے۔ آپ نے پنجابی میں منظوم مندرجہ ذیل کتابیں لکھیں۔ مواعظ اسلام' کھیتی نامہ' وصیت نامہ وغیرہ جو نہایت مفید اور عام فہم تھیں آپ کے وعظ میں بڑا اثر تھا۔ تمام عمر تبلیغ دین میں صرف کی آپ واعظ کے خطاب سے مشہور تھے۔ آپ کی تقریروں کے اثر سے بہت سے لوگ شرک و بدعت اور رسومات بد سے تائب ہو کر راہ راست پر آگئے۔

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد اسمٰعیل بھی عالم دین تھے۔ مولانا حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری آپ کے پوتے ہیں۔ جن کی علمی ثقاہت مسلم ہے اور ان کا وعظ و خطاب بھی نہایت موثر ہوتا ہے۔ مولانا خدا بخش قیام پاکستان سے قبل ہی خدا کو پیارے ہو گئے۔

مولوی امام دین رحمۃ اللہ علیہ

آپ 1883ء میں موضع "بھکے ہری سنگھ" تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں کے ایک مولوی صاحب عبداللہ نامی سے حاصل کی۔ سکھوں کی زبان گورمکھی بھی جانتے تھے۔ ضروری دینی تعلیم مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ موضع فتح گڑھ چوڑیاں اور مولانا حافظ محمد حسین روپڑی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ شروع ہی سے شعر و شاعری کا ذوق تھا۔ مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قصص المحسنین اور اکرام محمدی شوق سے پڑھتے۔ پھر شعر کہنے کا داعیہ پیدا ہوا اور آپ نے بہت سی کتابیں پنجابی زبان میں نظم کیں۔ جن میں حقوق الزوجین' صلوۃ محمدی' نکاح وٹہ' خاتم النبیین ظلم پنجاب' جنگ بدر' جنگ احد اور "میت نہیں سن دی" شامل ہیں آپ خوش کلام واعظ تھے۔ اکثر تبلیغی جلسوں میں جاتے اور خوش الحانی سے شعر پڑھتے تو لوگ بہت خوش ہوتے۔ لوگ دور دور سے ہر جلسہ میں آپ کا وعظ سننے بڑے شوق سے آتے۔ شعرگوئی میں ملکہ خاص حاصل تھا۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

نام امام دین عاجز فقیر میں ۔۔۔ بولی پنجابی وچہ کراں تقریر میں
روپڑ دے ورس والانبیا سفیر میں ۔۔۔ چندے نوں جاواں دور تائیں

تبلیغی جلسوں کی آپ رونق تھے۔ آپ کے بغیر سامعین نہایت تشنگی محسوس کرتے۔

بہاؤ الحق مولانا علی محمد صمصام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضلع امرتسر کی تحصیل ترنتارن شہر کے جانب مشرق دو میل پر ایک گاؤں موضع گگہ کڑیالہ تھا۔ مولانا علی محمد صمصام وہاں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم کے حصول کے بعد طبیعت شعرو شاعری کی طرف مائل ہو گئی۔ نعت رسول آپ کا خاص موضوع تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت، آپ کے حلیہ مبارک اور مدح سرائی میں آپ نے پنجابی شاعری کے مختلف بحروں میں بہت سی کتابیں لکھیں اور آپ حقیقی مداح رسول کہلانے کے مستحق قرار پائے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

مجموعہ جھوک صمصام، گلشن صمصام، گلدستہ صمصام، حلیہ مصطفیٰ، کلیات صمصام، سرکار دا دربار، شمع روئے محمد، پھل جھڑیاں، رحمت دی بارش، امتاں دا لاڑا، نال تکلیفاں مل دا ٹکٹ دربار دا، نام محمد والا کالجے ٹھار دا، گنہگار دا حج، در یتیم، جنت دی رانیاں، جنت دی شہزادیاں، جنت دے شاہزادے، معجزات محمدی، اور مولانا غزنوی وغیرہ۔

تحریک آزادی وطن میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ انگریز دور میں جب ترک موالات کی تحریک چلی کہ انگریز کی بنی ہوئی کوئی چیز استعمال نہ کی جائے اور اپنے ہاتھ کا بنا ہوا کھدر کا کپڑا پہنا جائے۔ تمام مرد و زن میں چرخہ کات کر سوت بنانے کی لہر پیدا ہوئی۔ مولانا صمصام نے چرخہ کاتنے کی حمایت میں ایک رسالہ لکھا۔ ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

ایہہ نہ سمجھو نرا کہندا چرخہ گھوں، گھوں، گھوں
اوہ تے یاد کریندا! مولا نوں اللہ توں، توں، توں

تبلیغی جلسوں میں آپ کی شمولیت ضروری سمجھی جاتی تھی نہایت موثر تقریر فرماتے جب رسول اکرم ﷺ کی منقبت اور مدح میں سریلی آواز میں اشعار پڑھتے تو لوگ عش عش کر اٹھتے۔

آپ کافی طویل عمر پا کر خدا کو پیارے ہوئے۔ اکثر علماء کرام اور واعظین آپ کو "بابا جی" کہہ کر پکارتے۔

سعید الفت مرحوم

مرحوم فیصل آباد میں کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ خوب شاعرانہ صلاحیتوں کے حامل اور صاحب ذوق تھے۔ توحید و سنت کی حمایت اور شرک و بدعات کی تردید میں درج ذیل کتابیں لکھیں۔ تکڑے پھل، مکدے پھل، کھڑدے پھل، چمکدے تارے، پچیاں کلیاں، تکھیاں سولاں، سنہری کونپلاں وغیرہ۔

مولانا نور حسین گھرجاکھی

گوجرانوالہ کے قریب موضع گرجاکھ جو اب گوجرانوالہ کا محلہ ہی بن چکا ہے۔ وہاں کے رہنے والے تھے۔ مشہور عالم دین، واعظ اور مناظر تھے۔ پنجابی شاعری میں کافی دسترس حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا خالد گھرجاکھی کے والد گرامی تھے۔ ایک بیٹے راغ عرفانی اردو زبان کے مشہور شاعر تھے جن کا انتقال ہو چکا ہے آپ نے منظوم پنجابی زبان میں فضائل مصطفیٰ اور ایمان عمرؓ کتابیں تصنیف کیں قیام پاکستان سے قبل انتقال فرمایا اردو نثر میں بھی بعض کتابیں لکھیں۔

مولانا محمد ابراہیم تائب لیانوالہ

مرحوم، پنجابی کے مشہور شاعر تھے۔ مسلکا پختہ اہلحدیث ساری عمر "مجلس احرار اسلام" سے تعلق رہا۔ مرزائیت کے خلاف شاعرانہ زبان میں بہت کچھ لکھا۔ آپ کی تصانیف میں نعت محمدی، محمد ﷺ نوں چھڈ کے گزارا نہیں ہوناں، حکومت اعلیٰ شان قرآن ڈھوں کی نامہ، قرآن کیوں آیا، مرزے دی بول گئی ککڑو کوں وغیرہ مشہور ہیں۔ تبلیغی جلسوں میں تقریر بھی کرتے اور اپنی خاص لے میں اپنا کلام بھی سناتے۔ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

مولانا شہاب الدین ثاقب زیروی رحمہ اللہ

1912ء کو زیرہ شہر ضلع فیروزپور میں ایک دیندار گھرانے میاں کریم بخش کے گھر پیدا ہوئے ان کے خاندان کے افراد مولانا محمد یوسف بگھیلوی رحمہ اللہ کی تبلیغی مساعی سے افکار محدثین سے متاثر ہوئے۔ میٹرک کرنے کے بعد دینی تعلیم جامعہ فریدیہ قصور میں حاصل کی۔ پھر اس دور کی سیاسی و ملی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریک پاکستان کی حمایت میں برصغیر کے کئی دورے کیے۔ مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی رحمہ اللہ کے مشورہ سے زیرہ شہر میں تحریک پاکستان کی حمایت میں جلسہ عام منعقد کیا جس کی صدارت مولانا عبدالقادر زیروی رحمہ اللہ (میاں چنوں) نے فرمائی۔ نواب ممدوٹ، راجہ غضنفر علی اور میاں ممتاز دولتانہ نے خطاب کیا۔ آپ نے مسلم لیگ کی حمایت میں ایک ولولہ انگیز نظم پیش کی۔

مولانا مرحوم پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کی تمام تصانیف پنجابی میں ہیں جن کی تعداد ساٹھ سے زائد ہے۔ ان کی چند مشہور کتب درج ذیل ہیں۔

1۔ کملی والا۔ مکمل سیرت طیبہ 2۔ سید البشر ﷺ۔ 3۔ صبر حسینؓ۔ 4۔ گلشن ثاقب۔ 5۔ جنتی ماواں 6۔ کتاب التوحید (امام محمد بن عبدالوہاب) 7۔ گلدستہ توحید۔ 8۔ سلف دی یاد۔

مرحوم بڑے خوش اخلاق، خوش لباس، ملنسار اور شیریں کلام تھے۔ مزاح کی حس زیادہ تھی۔ محفل کو اپنی خوش گفتاری سے کشت زعفران بنا دیتے تھے۔ آخر یہ تحریک پاکستان کے گمنام سپاہی اور پنجابی کے شاعر 28 دسمبر 1993ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی محمد حسین نشاط آباد

اہلحدیث شاعر ہیں۔ درج ذیل منظوم پنجابی کتابیں شائع کیں۔ نعت محمدی، وفات محمدی، توحید محمدی، فتنہ بریلوی، گنجا شرابی، لیٹر بکس، بنوٹی عید، گلاب دا پھل، شاہی ڈاکو وغیرہ۔

سید امیر علی شاہ: آپ ملک پور چاپڑہ ضلع گجرات کے رہنے والے اور پنجابی زبان کے مشہور شاعر ہیں۔ پنجابی میں مندرجہ ذیل منظوم کتابیں لکھ کر شائع کیں۔ مولا دا دیوانہ، ناو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولوی عبدالصمد: انہوں نے گلشن عبدالصمد کے نام سے اپنا کلام شائع کیا ہے۔

مولانا نذیر احمد مجاہد

اپنا شاعرانہ کلام مسلک اہلحدیث' بدعتی ٹولہ' سپیکر والا درود' ملاں جی دا ختم شریف' شاہ فیصل زندہ باد' سرکاراں ای سرکاراں کے نام سے شائع کیا ان کے علاوہ کافی تعداد میں غیر مطبوعہ نظمیں ہیں۔ آپ جلسوں میں جب اپنا کلام پیش کرتے ہیں تو ایک سماں بندھ جاتا ہے آپ لاہور میں کتابوں کے تاجر و ناشر ہیں۔

مولوی عبداللہ شاکر: آپ 1919ء میں موضع مہالم کلاں ضلع قصور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی پھر مختلف مدارس میں عربی' فارسی اور اردو زبان میں بدرجہ غائت ملکہ حاصل کیا۔ کچھ عرصہ موضع بھوئے اصل ضلع قصور میں بھی حافظ محمد سلیمان بھوجیانی مرحوم سے فارسی میں استفادہ کیا۔ اس کے بعد تعلیم و تعلم میں مصروف ہو گئے عرصہ دراز قصور میں جماعت اہلحدیث کے جاری کردہ "تائید الاسلام ہائی سکول" میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اردو اور پنجابی کے بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کی تصنیف "اسلامی انقلاب وا سندیسہ" حصہ اول کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔ دوسرا حصہ زیر طباعت ہے اس کے علاوہ اور بھی کلام غیر مطبوعہ موجود ہے۔ جماعت اسلامی سے بھی تعلق رہا تدریس کے دوران طلباء میں دینی اقدار پیدا کرنا آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے طلبہ کو گو اپنی اولاد کی طرح تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتے۔

آپ کا 13 جولائی 1997ء کو انتقال ہوا اور قصور کے مشہور قبرستان کامن شاہ میں محو استراحت ہیں۔

شریف انجم: عبداللہ شاکر مرحوم کے شاگرد ہیں۔ نہایت متحرک اور صالح نوجوان ہیں۔ پنجابی شاعری میں بلند مقام رکھتے ہیں۔

آپ کے دو مجموعہ کلام "سجری سویر اور" "قلم و گلئے اتھرو" چھپ چکے ہیں۔

اب رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر "خزاد اچانن" کے نام سے ایک ضخیم منظوم پنجابی کتاب مرتب کی ہے یہ آپ کا قابل تحسین کارنامہ ہے۔ اس کتاب سے نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں۔

جیہڑے درس دیدار دی تاہنگ اندر — راتاں جاگدے ازل توں چن تارے
سج سج کے وچہ اڈیک بیٹھے — چمن چمن اندر کلیاں پھل سارے
بڈھے ابھر نے ایس سویر دے لئی — پلٹے راتاں دے دناں دے کئی مارے

مولوی معراج الدین معراج: بستی رکن پورہ قصور میں رہائش پذیر ہیں۔ نہایت مخلص'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریر:- [illegible] خان پسروری

تحریک اہلحدیث غیروں کی نظر میں

مسلک اہلحدیث کے تابعین کا ہمیشہ یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ ہر دور میں اسلام کی خدمت میں پیش پیش رہے ہیں۔ خواہ حالات کتنے ہی کٹھن کیوں نہ ہوں۔ اس جماعت نے اپنے بال بچوں کو کٹوایا مال زر سے ہاتھ دھونے پڑے' دوست احباب سے قطع تعلق برداشت کیا مگر دین اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کے لیے کسی قسم کے مصائب کو خاطر میں نہ لائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انگریز نے برصغیر میں تسلط حاصل کرنے کے بعد اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں تیز کر دیں تو سب سے پہلے جماعت حقہ اہلحدیث نے ہی انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا' حالانکہ اس دور میں مال و زر کی خواہش نے برصغیر کے کئی باسیوں کو انگریز کا حاشیہ بردار بننے پر مجبور کر دیا۔

چنانچہ اہلحدیث کے علم جہاد بلند کرنے میں سبقت کے بارے میں ایک متعصب مورخ ایوب قادری اپنی کتاب تحریک آزادی کے صفحہ 29 پر رقمطراز ہیں۔

(''مفتی محمد عوض نے سب سے پہلے شمالی ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور تحریک آزادی کی بنیاد رکھی''

نوٹ مفتی محمد عوض مرحوم جناب نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کے سگے نانا محترم تھے۔ اور آپ رحمہ اللہ کے والد نے بھی مفتی صاحب سے تعلیم دین حاصل کی۔ (تحریک آزادی ص 33)

یعنی ایوب قادری بھی مجبور ہے کہ تحریک آزادی کا ہر اول دستہ اہلحدیث کو ثابت کرے اور یہ کہے کہ تحریک آزادی کی ابتداء اہلحدیث ہی کے بطل جلیل نے کی تھی۔ اسی طرح تحریک آزادی میں اہلحدیث افراد کی شمولیت ایک انگریز مورخ ڈبلیو ہنٹر کی زبانی سنئے:۔

''ہمارے باغی کیمپ کے بانی مبانی سید احمد تھے۔ ان کا (وہابیوں کا) پہلا مرکز روہیلوں کی قوم (خاندان صادق پور) تھی۔ 1820ء میں اس مجاہد نے جنوب سے اپنا سفر شروع کیا۔ ان کے مریدوں میں ان کی بہت فضیلت تھی۔ مرید ان کی پالکی کے ساتھ ننگے پاؤں دوڑنا باعث سعادت سمجھتے تھے۔

سید احمد نے پٹنہ میں قیام کیا جس سے مریدوں کی تعداد خاص بڑھی جس کے پیش نظر ایک باقاعدہ حکومت کی تشکیل کی گئی اور پٹنہ کو مستقل مرکز بنایا (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص 23)

- تاریخ گواہ ہے کہ پٹنہ کے تمام مجاہدین اہلحدیث تھے اور انگریز پٹنہ کو ہی مرکز تحریک قرار دے رہا ہے۔

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے:

''غداری اور بغاوت کا مرکز پٹنہ میں بیان کیا جاتا ہے'' (ہندوستان میں اڑتیس برس ص

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

274 ج 2)

بالکل اسی طرح ایک مورخ مسعود عالم ندوی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ:

"اس پوری مدت میں پٹنہ سازش کا مرکز تھا اور اس کے لیڈر عنایت علی اور ولایت علی تھے (ہندوستان میں پہلی تحریک ص 99 از مردم شماری 1911ء)

ولیم ولسن ایک جگہ لکھتا ہے:

"بغاوت کا سب سے مقدم مرکز پٹنہ تھا"

(ہندوستانی مسلمان ص 106)

ایک اور مورخ ڈاکٹر قیام الدین اپنی کتاب میں جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی ج 1 1880ء ص 354 کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

سید احمد نے پٹنہ میں ایک مرکزی تنظیم قائم کر کے اس امر کو واضح کر دیا کہ سرحد پر جنگ چھیڑنے سے پہلے پٹنہ کو تحریک کا پہلا نظم مرکز منتخب کر کے اسے غیر معمولی امتیاز دیا گیا بعد میں پٹنہ کے وہابیوں نے تحریک کی تاریخ میں زبردست حصہ لے کر سید احمد کے اعتماد کی توثیق کر دی:

(ہندوستان میں وہابی تحریک ص 66) ان مندرجہ بالا حوالہ جات کو پڑھ کر معمولی آدمی بھی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ تحریک آزادی کی ابتداء فرزندان توحید (اہلحدیث) نے کی' جنگ آزادی کا مرکز پٹنہ تھا اور پٹنہ وہابیوں کے زیر انتظام تھا۔ پٹنہ کے وہابیوں کے قائد عنایت علی اورولایت علی تھے۔

تحریک اہلحدیث (وہابی تحریک) صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کی تبلیغ و اشاعت ...... اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے متحرک تھی۔

وہابیوں (اہلحدیثوں) کا اصل مقصد اللہ کی زمین پر اللہ کے بھیجے ہوئے قانون کا نفاذ تھا چنانچہ ایوب قادری لکھتا ہے کہ:

"اس تحریک کا اصل عنصر جہاد اور اہم ترین حکومت الٰہیہ کا قیام تھا (تحریک آزادی ص 55)

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

یہ تحریک تجدید احیاء دین کی تحریک تھی۔ توحید خالص کی تبلیغ شرک و بدعت اور قبر پرستی کا استیصال' مراسم محرم کی بیخ کنی' شادی و غمی نیز دوسری تقریبات کے غیر اسلامی مراسم کی بجائے اسلامی زندگی کا احیاء اور نکاح بیوگان کی ترویج و اشاعت اس تحریک کے خاص عنصر تھے۔ (تحریک آزادی ص 54)

یہی وجہ ہے کہ مندرجہ بالا رسومات کو اپنانے والے تحریک آزادی میں اہلحدیث کا قصداً ذکر نہیں کرتے۔ اس کتاب میں مذکور ہے:

"اس سلسلے میں اس خانوادے (دہلی خاندان) کے تربیت یافتہ علماء نے احیاء سنت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاح معاشرہ کے لیے متعدد کتب اور رسالے لکھے۔ (کتاب مذکور ص 54)

انگریز مورخ اہلحدیث کے قلمی جہاد کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے کہ:

اگر انگریزوں کے خلاف ضرورت جہاد پر وہابیوں کی نظم و نثر کو یکجا کیا جائے تو مختصر سے مختصر کرنے کی کوشش میں بھی ایک دفتر چاہیے۔ اس جماعت نے بہت ادب پیدا کیا جو انگریزی حکومت کے زوال کی پیش گوئیوں اور ضرورت جہاد سے پر ہے۔

(آور انڈین مسلمانز ص 59)

انگریز مورخ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر' میرے اکابر کے کارناموں کا اقرار کرتا ہوا لکھتا ہے:

"یہ انہی وہابیوں کا کام ہے کہ انہوں نے ہزاروں ہم وطنوں کو بہتر زندگی بسر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بہترین تصور پیدا کرنے کی ترغیب دی۔" (آور انڈین مسلمانز ص 107)

ایک اور جگہ یہی ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر مجاہدین حریت کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"پٹنہ کا مرکز ہمیشہ اس بات پر زور دیتا رہا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے اپنے آپ کو بچانے کے دو ہی راستے ہیں یا تو وہ انگریز کافروں کے خلاف جہاد کریں یاپھر اس ملک سے ہجرت کر جائیں کیونکہ کوئی سچا دیانتدار اپنی روح خراب کیے بغیر اس حکومت کا وفادار نہیں ہو سکتا۔اور جہاد سے روکنے والے دل منافق ہیں" (کتاب مذکور ص 109)

مندرجہ بالا عبارت پڑھیں تو روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتاہے کہ اہلحدیث ہی انگریز کے خلاف جہاد کرتے اور کراتے رہے بلکہ جہاد سے روکنے والے کو دلی منافق سمجھتے رہے اور مسلمانوں کو آخرت سے بچاؤ کا طریقہ ہجرت بتاتے رہے۔

اولک ابائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

آئینہ تاریخ ہمیں دکھاتا ہے کہ جب اس برصغیر پر ذہنی جمود طاری تھا تو اس وقت اہلحدیث اکابر نے ہندوستان کے باسیوں کو قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں کے ساتھ ذہنی غنودگی کے سمندر سے باہر نکالا اور ایسی انقلاب آفریں کتابیں اور رسائل تحریر کیے کہ فکر و فن کے ایسے نادرالمثال معجزے کبھی کبھار ظہور میں آتے ہوں گے۔ چنانچہ ولیم ولسن ہنٹر لکھتا ہے:

"کتاب جتنی سخت اور باغیانہ ہو گی۔ اتنی ہی عوام میں مقبول ہو گی لیکن یہ اشتعال انگیز لٹریچر تو اس مستقل چہارگانہ تنظیم کا ایک حصہ ہے جو وہابی لیڈروں نے بغاوت پھیلانے کے لیے قائم کر رکھا ہے۔"

(ہندوستانی مسلمان ص 107)

اہلحدیث اکابر نے جنگ آزادی کو پھیلانے کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کیا' مال و زر لٹا دیے گھربار کو خیر باد کہا' دوست و احباب کی دوستی اور سب سے قطع تعلق کر کے برصغیر کے گلی کوچے میں جاہدوا جاہدوا پکارتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج دعوائے حریت کرنے والو! گھروں میں بیٹھ کر جری نہیں بنا جاتا بلکہ عند الرھان تعرف السوابق۔

میرے لیے نا ممکن ہے کہ میں ان کا ذکر ادب سے نہ کروں ان میں بیشتر خدا ترس نوجوانوں کی حیثیت سے زندگی شروع کرتے اور اپنا جوش آخر تک برقرار رکھتے۔" (کتاب مذکورہ ص 105)

پھر ص 107 پر لکھتا ہے:۔

"میرا تجربہ یہ ہے کہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ایک وہابی مبلغ سب سے زیادہ روحانیت والا اور سب سے کم خود غرض ہوتا تھا۔ (کتاب مذکورہ ص 107)

یہی وجہ تھی کہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اور سید احمد بریلوی شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں پر ہزاروں غیر مسلم مسلمان ہو کر تحریک آزادی کے مجاہد بنے اور انگریز کے چھکے چھڑا دیے تھے کہ اب تک وہابیوں کا ذکر احرار ہند کے نام سے کرتا ہے۔

وہابی تحریک کے مجاہد خون لگا کر شہیدوں میں نام نہ لکھوا رہے تھے بلکہ بقول ولیم ولسن ہنٹر:

"وہ فتح اور شہادت کی امید پر بڑے پرجوش اور بے صبر ہو رہے تھے۔ (ہندوستانی مسلمان ص 59)

یہ تمام حوالہ جات پڑھنے والے کو یقین اور یقین میں پختگی ضرور آئے گی کہ انگریز بھی اقراری ہے کہ تحریک آزادی صرف فرزندان اہلحدیث کا کرشمہ ہے ایک انگریز مورخ ڈاکٹر اسٹارو تحریک کے بارے میں موشگافی قلم کرتا ہے:

"شمالی ہندوستانی میں وہابی جانبازوں نے حقیقتاً ایک مذہبی سلطنت قائم کر لی تھی ــــــ اور جب انگریز نے اس ملک کو فتح کر لیا تو وہابی عقائد کی ان سلگتی ہوئی چنگاریوں نے بہت پریشان کیا"۔

(جدید دنیائے اسلام مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ)

اسی طرح ایک انگریز مسٹر ریلی ساکی محل کی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ:۔

"اکتوبر 1868ء میں جب پچھلی بار اس ملک میں آیا تھا۔ اس وقت سے اب میں ان مذہبی دیوالوں میں نمایاں تغیر پاتا ہوں۔ بلاشبہ اب وہ بہت دلیرانہ اقدامات کے لیے تیار ہیں کہ (ہندوستان وہابی تحریک ص 323)

بحر غنودگی کے تیرا کو یہ تھا معرکہ شمشیر و سناں

جس کے حربوں کے بارے میں انگریز لکھتا ہے کہ:۔

"کوئی وہابی باپ اپنے دیندار بیٹے کے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب جہاد کے لیے گھر سے نکل جائے (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص 35)

آگے چل کر اس معرکہ خیر و شر کے بارے میں رقمطراز ہے کہ:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولیم ولسن ہنٹر لکھتا ہے کہ:

پٹنہ کے خلفاء جو ان تھک واعظ اپنے آپ سے بے پروا' بے داغ زندگی بسر کرنے والے' انگریز کافروں کی حکومت کو تباہ کرنے میں ہمہ تن مصروف' روپیہ اور رنگروٹ جمع کرنے کے لیے ایک مستقل نظام قائم کرنے میں نہایت چالاک تھے۔ ہر ضلع کے مبلغین متعصب لوگوں کے گروہ دارالاشاعت بھیجتے ان میں سے اکثر (جن کا جوش پٹنہ کے لیڈر اور بھی بھڑکا دیتے تھے) چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں سرحدی کیمپوں کی طرف روانہ کر دیا جاتا تھا جب وہ باغیانہ اصولوں سے اچھی طرح واقف ہو جاتے تو ان کو صوبے کی طرف واعظ' مبلغ یا کتب فروش کی حیثیت سے واپس کر دیا جاتا۔ (کتاب مذکورہ ص 7-10-8)

ان مردان خدا' ان حریت کے پروانوں کی آواز پر لبیک کہنے والوں کارش ہو گیا' بالا کوٹ سے لے کر بنگال تک پنجاب سے آسام تک' گنگا سے ہمالہ تک' مزدور و غریب' مسکین و یتیم' مملوک و غلام تو ایک طرف ایوانوں میں پلنے والے نوابزادے' جھولوں میں آرام کرنے والے شاہزادے لعل یمن کے مالک' ورعدن کے مختار بھی والیل رھبانا و النہار فرسانا کی عملی تصویر بن گئے ہیں۔

ان مجاہدین آزادی کی تصویر انکا دشمن انگریز مورخ ان الفاظ میں کھینچتا ہے کہ:

"امیر تو تھے ہی معمولی مزدوری کر کے پیٹ پالنے والا مزدور اپنے آقا سے کہتا مجھے دو ماہ کی رخصت دی جائے۔ میں صف مجاہدین میں شامل ہو کر جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ (کتاب ہمارے ہندوستانی مسلمان ص 35)

ہیں وہی مومن مبتلا ہوں تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

آگے چل کر یہی مورخ اہلحدیث اسلاف کی جدوجہد کا تذکرہ کرتا ہے۔

"ہندوستانی وہابیوں نے اپنے امام کی تبلیغ کو منجانب اللہ ثابت کرنے کے بعد تمام مسائل چھوڑ کر اپنی تمام توجہ جہاد کے اہم اصولوں کی طرف مبذول کر دی۔ کتاب مذکور ص 96)

ایک اور جگہ خدمات اہلحدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ان وہابیوں کی نظموں میں بھی روح جہاد کام کر رہی ہے۔ ہماری سرحدوں پر باغی کیمپ میں صبح و شام اسی قسم کے ترانے کی لے پر قواعد سیکھتے ہیں اور رنگروٹوں کی وہ کمپنیاں جو ہمارے علاقے سے بھرتی کی جاتی ہیں۔ شمال کی طرف جاتے ہوئے برطانوی شاہراہوں پر بھی یہی نظمیں گاتی ہیں (کتاب مذکور ص 97)

اہلحدیث اکابر وہ تھے جن کے جسم کے تمام اعضاء دشمن اسلام و مسلمان انگریز کے خلاف مصروف جہاد تھے اور بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہ کرتے تھے۔

"ہر وہابی کی یہ خواہش تھی کہ وہ سکھوں کو تاخت و تاراج کرتا رہے اور اس بات پر بھی خوش ہوتے تھے کہ انہیں انگریز کافروں پر بھی ہاتھ صاف کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔"

(ہندوستانی مسلمان ص 35)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم جب یہ پڑھتے ہیں کہ انگریز قلم نگار بھی وہابی احرار کی خونخواری حریت اور جذبہ صادق کی قسمیں کھاتے ہیں تو سوچتے ہیں کیا واقعی وہ مجاہد سلطنت کے خواہش مند تھے؟ کیا ان کے یہ کام مال غنیمت کے لیے تھے؟ کیا ان کی سرگرمیاں' انگریز کے خلاف لڑائیاں مال و دولت کے لیے تھیں؟ تو تاریخ کے اوراق یہ ثابت کرتے ہیں کہ "نہیں" کیونکہ جو انگریز کے حمایتی اور وہابیوں کے مخالف تھے انہیں انگریز سے جاگیریں ملی تھیں اور کئی وہابی دشمن اور انگریز دوست افراد کے وظیفے مقرر ہوئے تھے۔

"اس تحریک کا اصل مقصد اسلامی حکومت کا قیام اور اسی لیے ان کا مقابلہ پہلے سکھ اوربعد میں انگریز سے ہوا۔" (ہندوستانی مسلمان 126)

یعنی انگریزوں اور سکھوں سے اہلحدیثوں کی لڑائی مال و متاع اور مال غنیمت کی لڑائی نہ تھی بلکہ یہ تحریک احیاء دین کی تحریک تھی۔ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر ایک اور جگہ تحریر کرتا ہے کہ:۔

"وہ (وہابی) علانیہ اس بات پر مصر تھے کہ ہمیں آغاز اسلام کے مسلمانوں کے عقائد اور ان کے سیدھے سادھے اطوار' ان کے اخلاق کی پاکیزگی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ خواہ اس میں کتنے کفار کا خون کیوں نہ بہے یا خود انکو کتنی ہی جانوں کی قربانی کیوں نہ کرنی پڑے۔ (ہندوستانی مسلمان ص 88)

ایوب قادری بھی اسی عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"یہ تحریک احیاء دین کی تحریک تھی' توحید خالص' تردید شرک و بدعت' قبر پرستی اور مراسم محرم کا استیصال اور غیر اسلامی مراسم کی بیخ کنی وغیرہ اس کے خاص موضوع تھے۔" (تحریک آزادی ص 54)

ان تمام حوالہ جات سے آفتاب کی آب و تاب کی طرح ظاہر ہو گیا ہے کہ ہندوستان کی وہابی تحریک آزادی صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں کی خاطر تھی کہ اس ملک میں نظام مصطفیٰ آنا چاہیے۔ انگریز مورخ آگے چل کر رقمطراز ہے۔

"وہابی اپنی رائے کا اظہار اس اعلان سے کرتے تھے کہ ہندوستان دارالحرب ہے لہٰذا اس کے حاکموں کیخلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ (ہندوستانی مسلمان ص 184)

میں صرف اختصار کے ساتھ اکابرین اہلحدیث کا مجموعی ذکر کر رہا ہوں۔ اگر انفرادی طور پر اکابرین اہلحدیث پر اغیار کے تبصرے رقم کروں تو دفتروں کے دفتر چاہییے۔ اب ذرا اختصار سے کام لیتے ہوئے برصغیر کے دوسرے علاقوں کے اہلحدیثوں پر اغیار کی نگاہ ناز کے لشکارے پڑتے ہیں۔ ولیم ولسن ہنٹر اپنی کتاب کے ص 176 پر لکھتا ہے۔

"بنگال جیسے دور دراز کے صوبے نے اپنے خرچ پر سرحدی کیمپ کے لیے رنگروٹوں کے گروہ کے گروہ تیار کیے اور اس کے ہر گاؤں بلکہ ہر خاندان نے ان کی مثال کی پیروی کی اور مصارف جنگ میں حصہ لیا۔" (ہندوستانی مسلمان)

اس طرح کلکتہ ریویو جلد 51 ص 177 تا 179 میں بنگال و بہار کے وہابیوں کی کاروائیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقل کی گئی ہیں کہ:

"بنگال میں بھی وہابیوں نے بہت زیادہ کارروائیاں کیں جس کی بنا پر ان پر کئی مقدمات کیے گئے مگر ان بے نتیجہ اور تکلیف دہ عدالتی کارروائیوں کے سلسلہ لا متناہی نے ان کے صبر کے پیمانے کو لبریز کر دیا اور وہ بلاواسطہ اور براہ راست کارروائی پر تل گئے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص 125)

اسی طرح ایک انگریز جسٹس اوکنیلی ایک مقالے میں لکھتا ہے۔

"اب بھی چالیس سال گزرنے کے بعد کوئی آدمی اس ہنگامے کی تاریخ پڑھ کر حکومت کی بے بسی پر تعجب کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ 1822ء میں سید احمد نے ہندوستان میں غیر مسلم حکمرانوں کے خلاف بلا روک ٹوک جہاد کی تبلیغ کی۔ آدمیوں اور روپوؤں کی کثیر تعداد و مقدار بنگال سے اس (سرسید احمد) کو کھلم کھلا مہیا ہوتی رہی اس خفیہ رکھنے کی کوشش نہ کی گئی"۔

(کلکتہ ریویو نمبر 51 ص 184) منقول ہندوستان میں وہابی تحریک ص 149)

اسی طرح مورخہ 29 مارچ 1845ء کو صوبہ زیریں بنگال کا سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈبلیو ڈیمپر نے سیکرٹری حکومت بنگال محکمہ عدالت 581 مسٹر ایف جے ہلر کو ایک خط لکھا کہ مسلمان ملاؤں کا ایک جتھہ اضلاع کا چکر لگا کر روپے اور رنگروٹ اکٹھے کرتا اور سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جہاد کی تبلیغ کرتا پھرتا ہے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک 138)

اسی طرح سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ رپورٹ بھی دی کہ:

"بنگال کے مشرقی اضلاع کی آبادی زیادہ تر وہابیوں پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ نہایت متحد اور جوشیلے مذہبی ہماری سرکار کے دشمن ہیں۔ اگر کسی شورش کا خطرہ ہے تو اسی گروہ کے مذہبی جنونیوں کی برانگیختی کا نتیجہ ہے۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک 131)

ایک بہت بڑا انگریز جسٹس اوکنیلی اہلحدیثوں کی جرات و شجاعت کا ذکر یوں کرتا ہے کہ۔

"جو لوگ جہاد میں شرکت سے مجبور ہوتے ہیں وہ اس بات پر ثابت قدم رہتے ہیں کہ کافر حکمرانوں سے تمام تعلقات منقطع کر لیے جائیں تاکہ حکومت کے اندر حکومت کے بالکل خلاف ایک طاقت قائم کر سکیں۔" (کلکتہ ریویو جلد 51 1870ء ص 393)

مسٹر جمس اور جسٹس اوکنیلی اس جرات و شجاعت کا نتیجہ یوں نکالتے ہیں کہ:

"کمزور اور بزدل بنگالی خونخواری اور جذبہ جہاد میں افغانوں سے کم نہیں۔" (حوالہ

اس بھی اس بات میں شک ہے کہ برصغیر میں اہلحدیث نے اپنی تمام تر کوششیں انگریزوں کے خلاف صرف کر دی تھیں۔

یہ انگریزوں کا اقرار ہے کہ وہابی اہلحدیثوں نے ہمارے خلاف جہاد کیااور ہم مجبور تھے کہ کچھ کر سکیں۔ (الحق ما شہدت بہ الاعداء)

اور پھر تاریخ کے ایک دوسرے پہلو پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اگر کسی جماعت پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگریز نے ظلم و جور کی انتہا کی تھی تو وہ صف اول کے اہلحدیث تھے۔

ہمارے جوانوں کو سوروں نے سوروں کی کھالوں میں سی کر توپوں کے گولوں کی جگہ استعمال کیا۔ ہمارے مجاہدوں کو سرعام پھانسیوں پر لٹکایا گیا۔ ہمارے حروں کی شہ رگیں کاٹ کر سڑکوں پر چھوڑا گیا۔ ہمارے بہادروں کی لاشوں کے پل بنائے گئے۔ ہماری ماؤں اور بہنوں کی عصمتوں سے مذاق کیا گیا۔

ہمارے بوڑھے تلواروں کی دھاروں پر تڑپے۔ ہمارے بچوں نے نیز کی انیوں پر رقص کیا۔"

ہماری ان بچیوں کی عصمتیں لوٹی گئیں جن کے چہروں کو آسمان نے نہ دیکھا تھا۔"

جماعت اہلحدیث پر ان آلائم و مصائب کی کہانی اپنے دشمنوں کی زبانی سیے:

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے کہ:

"ان بد نصیب غداروں کے گروہ کے گروہ ہم نے قید خانے میں ڈال دیے اور عدالتوں نے ان کے سرغنوں کو سمندر پار کے بے آب گیا جزیروں میں بھیج دیا۔"(آور انڈین مسلمانز (176)

ایوب قادری لکھتا ہے:۔

"جائدادیں ضبط ہوئیں ' ان (وہابیوں) کو جیلوں میں ٹھونسا گیا' جس دوام بعبور دریائے شور کی سزائیں دی گئیں یہی نہیں بلکہ بنگال اور بہار کے تمام مبلغوں کی فہرست مرتب کی گئی اور اس فہرست کی وجہ سے بنگال کے کتنے ہی خوشحال خاندان تباہ و برباد کر دیئے گئے(تحریک آزادی ص 60-61)

رثى لنا الحاسد والشامت

ہماری بربادیاں دیکھ کر مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے:۔

"1849ء سے 1871 تک گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا اور بے قانون حوالات اور جیلوں میں گلتے سڑتے رہے۔(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص 169)

اسی طرح ایوب قادری خطبہ صدارت آنریں سر عبدالرحیم کے حوالے سے لکھتا ہے۔

"وہابی تحریک کے بعد جو عمل اختیار کیا گیا اس سے مسلمان جاگیرداروں اور زمینداروں کی تمام املاک جو وسعت میں تمام بنگال کی ایک چوتھائی تھی۔ گورنمنٹ انگلیشیہ نے ضبط کر لی۔ اس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری ملت کے ہزاروں شریف اور خوشحال خاندان نان کے محتاج ہو گئے اور ہماری قوم کے ہزاروں افراد مفلسی میں دردر پھرنے لگے" (تحریک آزادی ص 41)

انگریز کے خلاف جہاد میں اہلحدیث اسلاف نے بلال حبشی کے نقش قدم پر قدم رکھ کر آنے والی نسلوں کے لیے نقش قدم بنا دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی زبان قلم سے اپنے اسلاف کی داستان جرات سنئے:

"مسلمانوں نے وہابیوں کو دھوکا دیا' انگریز نے غلبہ پایا تو مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا' جو بچ نکلے انہیں چن چن کر سزائیں دی گئیں۔ کچھ سولی پر چڑھائے گئے' کچھ قید ہوئے' کچھ کالے پانی بھیجے گئے۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک 227)

اسی طرح مصنف ایک اور جگہ رقمطراز ہے کہ:

"1870ء کے وسط تک سارے ہند میں اکثر ممتاز وہابی قائدین ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار کر لیے گئے تھے۔"(ہندوستان میں وہابی تحریک ص 327)

اللہ اللہ گردش دوراں
راہ حق اور زنداں زنداں

اگے چل کر لکھتا ہے:

1865ء میں جب قیدیوں کی پہلی کھیپ جزائر انڈیمان ان کی مہیب نو آبادیوں کے سفر پر روانہ کی گئی تو وہ قریبا ایک سال میں وہاں پہنچی۔ راستے میں لاہور میں رکی تو قیدیوں کے لے بدخواہیوں' انسانیت سوز سلوک' خلاف انسانیت ایذارسانیوں کا دور شروع ہوا ____ سفر کے دوران سب قیدی اکٹھے ایک زنجیر میں بندھے ایک مقفل ڈبے میں بند رہتے۔ سفر کے دوران ایک ہفتے تک اکٹھے ایک تختوں کے فرش پر بٹھائے گئے اور ان کے درمیان سے ایک زنجیر ایسے گزاری گئی کہ اٹھ نہ سکیں۔ ایسی جکڑ بندیت میں حاجب ضروری سے نمٹا جاتا۔ اس زمانہ میں ان آہنی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کا مجموعی وزن فی کس آدھ من ہو گا۔ ایک ایسے قیدخانہ میں بند کیے گئے جو سخت اور بے اندازہ ایذاؤں کے لیے مشہور تھا۔(ہندوستان وہابی تحریک)

اگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے:

"جیل میں قیدیوں کے ساتھ طرح طرح کے بہیمانہ سلوک کیے جاتے ____ جیل کے افسروں نے قیدیوں کو پھانسی کے لیے ریشمی ڈوریاں اور چوبی تخت خریدے (کتاب مذکور ص 383)

اب ذرا ولیم ولسن ہنٹر کے اس بیان کو دیکھیں کہ:

"میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہوں کہ قیدی وہابیوں کی ایمانداری کی تحسین کروں۔ جنھوں نے کبھی وفاداری کا اظہار نہ کیا' نہ ہم سے کوئی رعایت طلب کی اور اپنے تیئں زہر میں بجھے ہوئے تیر چبھو لیے۔(ہندوستان میں وہابی تحریک ص 383)

ایک اور جگہ ہنٹر لکھتا ہے:۔

"ان آدمیوں میں سے ایک بھی پکڑا جاتا تو انعام کا لالچ اپنے رہنماؤں کے خلاف آمادہ نہ کر سکتا۔" (ہندوستانی مسلمان ص 88)

یہی نہیں کہ قید ہوئے یا صرف مشقتیں سہیں بلکہ اکابر اہلحدیث کے مکانات منہدم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیئے' املاک چھین لی گئیں چنانچہ مورخ لکھتا ہے۔

"لیفٹنٹ گورنر کے حکم کے مطابق خاندان صادق پور کے مکانات مونسپلٹی کو دے کر منہدم کرا دیئے گئے۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک ص 291)

آگے چل کر مصنف خاندان پٹنہ کے حالات لکھتا ہے کہ آنسو خود بخود جاری ہو جائیں۔

"ساری قیمتیں جائدادیں بیک قلمی جنبش ضبط کر لی گئیں اور گاجر مولی کے بھاؤ بیچ دی گئیں۔ عورتیں اور بچے گلی و کوچہ میں ڈال دیئے گئے جس کی وجہ سے وہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے' مکینوں کو صرف اپنے تنوں پر کپڑے پہنے ہوئے خانہ بدر ہونا پڑا' ان کو اپنے ساتھ ایک سوئی بھی لے جانے کی اجازت نہ تھی۔(ہندوستان وہابی تحریک ص 292)

مصنف آگے لکھتا ہے:۔

"مقامی افسروں نے وہابی تعمیرات کو منہدم کرنے کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے قبروں کو توڑ کر برابر کر دیا اور انہیں کھود ڈالا۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک)

اسی طرح ولیم ولسن ہنٹر لکھتا ہے:

وہ عقائد جن کو انہوں نے اپنے خون کے ساتھ لکھا ..... (ہندوستانی مسلمان ص 84)

اس لیے میرا جواب ان دوستوں کی خدمت میں (جو یہ کہتے ہیں کہ تحریک آزادی کی تاریخ میں تمہارا کچھ ذکر نہیں) یہ ہوا کرتا ہے:

"تمہاری تاریخ کانچ کے معمولی ٹکڑوں نے گھٹیا سیاہی سے جھوٹ کے ہاتھوں ردی کاغذ پر تھوپی ہو گی مگر میرے اسلاف کے کارنامے' میرے اکابر کی یادیں' میرے بزرگوں کے واقعات' میرے مردان حریت کے تذکرے خون شہادت کے چھینٹے حرف و حکایت کو نقوش کو سواد بنا کر صفحہ عالم پہ ثبت کر رہے ہیں۔

کچھ افراد سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ اہلحدیث تحریک آزادی والے وہابی نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے بہت بعد منظر عام پر آئے' حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اہلحدیث آغاز اسلام سے جاری ہیں لیکن احیاء اسلام کے سلسلے میں انگریزوں اور سکھوں سے جہاد کرنے کی بناء پر وہابی کے نام سے موسوم کر کے ظلم و جور کی اندھی کوٹھریوں کے باسی بنے۔

ہنٹر لکھتا ہے:۔

"ہم نے سادہ اور بھولے افراد کو وہابیوں کے خلاف بھڑکا دیا" (ہندوستانی مسلمان ص

ولیم ہنٹر کے اس بیان کی وضاحت اوراہلحدیث جنگ آزادی کے وہابی ہونے کی تصدیق ایوب قادری کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ

"انگریز نے تحریک جہاد کو بری طرح کچلا" مجاہدین اور مصلحین کو "وہابی" کے نام سے موسوم کر کے بدنام کیا گیا۔ تمام ملک میں وہابیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومتوں سے ان حالات اور سرگرمیوں کی کیفیت طلب کی اک محکمہ سراغرسانی خاص اس مقصد کے لیے وجود میں آیا۔ انگریزی حکومت نے باغی اور وہابی مترادف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انقطاع شروع ہو گیا۔

بہت سے علماء نے مذہبی خدمات سمجھتے ہوئے وہابیوں کی مخالفت کی حکومت کی طرف سے ایسے علماء کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے بالواسطہ یا بلا واسطہ معاوضہ دیا۔

مقدمات قائم کر کے ان کے قبضے سے مسجدیں نکالی گئیں۔ ایک عرصے تک حکومت کا رویہ یہ رہا کہ ایسے مقدمات میں وہابیوں کی مخالفت پارٹی کے حق میں فیصلہ ہوا۔ (تحریک آزادی ص 61-63)

اسی طرح آگے چل کر "وہابی یا اہلحدیث" کی سرخی باندھ کر تحریر کرتا ہے کہ:

"غیروں اور اپنوں کے اس رویے سے تنگ آکر اپنے لیے وہابی کی بجائے اہلحدیث کا نام مروج و مشتہر کیا" (تحریک آزادی ص 64)

دوسرا اعتراض ہم پر یہ کیاجاتا ہے کہ ٹھیک ہے مان لیتے ہیں یہ وہی وہابی ہیں مگر انہوں نے سکھوں سے جہاد کیا تھا نہ کہ انگریز سے بلکہ یہ فرقہ تو انگریز کا حامی تھا۔

یہ تمام حوالہ جات جو تحریر کیے گئے ہیں ان کو پڑھ کر ہر سمجھدار فرد سمجھ سکتا ہے کہ اہلحدیث انگریز کا حامی نہ تھا اور اس نے جہاد انگریز اور سکھ دونوں کے خلاف کیا تھا۔ میری اس بات کی تصدیق انگریز بھی کرتا ہے کہ:

"میں نے اس جنگجو (وہابی) جماعت کی گزشتہ اور موجودہ ضروریات کو بالوضاحت بیان کر دیا ہے کہ جس کے متعلق ہندوستان کے انگریزی حکام بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ وہ ہماری سلطنت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔" (ہندوستانی مسلمان)

ایک اور جگہ ہنٹر لکھتا ہے کہ:

"جب ہم نے پنجاب کا الحاق کیا تو تعصب کی رو کا تمام تر رخ جو پہلے سکھوں کی طرف تھا اب انگریزوں کی طرف پھر گیا اور وہابیوں کی نظر میں سکھ اور انگریز برابر تھے۔" (ہندوستانی مسلمان)

ایک اور انگریز مورخ لکھتا ہے:

"ان ناقابل تردید حقائق کی روشنی میں یہ نظریہ رکھنا کہ وہابی صرف سکھ کے خلاف جہاد کر رہے تھے تاریخ کے بہت بڑے حصے کا انکار ہے۔ (اولیور ص 290-291- ہندوستان میں وہابی تحریک)

اب ایوب قادری کی تصدیق ملاحظہ فرمائیں کہ:

"پنجاب کے انگریزوں کے قبضے میں آجانے کے بعد مجاہدین کا مقابلہ براہ راست انگریزوں سے تھا۔ (تحریک آزادی ص 63)

ان تمام مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اہلحدیث سکھ اور انگریز کے خلاف جہاد کرتا رہا ہے۔

سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی وفات پر کہا تھا۔

"مولانا اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جس نے ہر دم انگریز کے خلاف علم جہاد بلند رکھا اور کبھی بھی اسے نگوں نہ ہونے دیا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیوبندی مکتب فکر کے ایک جید عالم جناب علی عثمانی سید ابوبکر غزنوی کے تذکرے میں فرماتے ہیں:

اکابر اہلحدیث کے احسانات سے ملت پاکستان کی گردن ہمیشہ جھکی رہے گی۔" (ضوء البدر فی لیل اسود)

اسی طرح ایک اور مورخ جماعت اہلحدیث کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

"برصغیرپاک و ہند کی تاریخ میں پنجاب کے مخصوص سیاسی مزاج' برٹش حکومت سے کمال وفاداری' اس کے استحکام و دفاع و مخصوص خدمات برطانوی مفاد کے لیے جان سپاری اور سب سے بڑھ کر دین کے نام پر برٹش استعمار کی وفاداری و خیر خواہی کی بناء پر رسوائی و بدنامی اسی کے حصے میں آئی ہے۔ لیکن پنجاب کا ایک ایسا شرف بھی ہے جو برصغیر کے کسی دوسرے صوبہ کے حصہ میں نہ آیا۔ وہ (پنجاب) اس پر جتنا بھی فخر کرے بجاہے۔ پنجاب کا یہ فخر علمائے حق کی مقدس جماعت (اہلحدیث) کی وجہ سے ہے جس نے کفرزار ہند میں مرکز علمی و دینی کے لیے پنجاب کا انتخاب کیا۔۔۔۔۔۔۔ اسلامی ہند کے آخری ڈھائی سو سال میں ان کی خدمات کی تاریخ نہایت شاندار رہی ہے۔ علمائے حق کی یہ مقدس جماعت مزرعہ ہند پر ابرکرم کا ایک چھینٹا تھا۔ جس نے مسلمانوں کو نخل امید کو سرسبز و شاداب کیا (تاریخ نظم جماعت از ابو سلمان شاہجہانپوری ص 200'201)

آخر میں شورش کاشمیری کی زبانی اہلحدیث اسلاف کی کہانی سن لیجئے۔ وہ ایک تقریر میں کہتے ہیں۔ کہ

"جب بھی کوئی مورخ برصغیر کی حریت اور آزادی کی تاریخ رقم کرے گا تو مجبور ہو گا کہ تاریخ کو اہلحدیث علماء کے تذکرے سے شروع کرے۔ کیونکہ وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ تحریک آزادی کا ہر اول دستہ علماء اہلحدیث تھے۔ مجاہدین سب کے سب اہلحدیث گھرانوں کے سپوت تھے۔ انہی کے خون نے آزادی کے پودے کو پروان چڑھایا۔

جس طرح مغربی پاکستان کے آزاد کروانے میں اہلحدیث کا ہاتھ تھا بالکل اسیطرح مشرقی پاکستان کی آزادی بھی انہی کی رہین منت ہے۔

(یاد رہے کہ یہ تقریر 19 جنوری 1969ء کو بہت سے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کی موجودگی میں کی گئی۔ (الاعتصام 24 جنوری 1969ء)

(اسی طرح آغا شورش کاشمیری نے چٹان 13 نومبر 1967ء میں برصغیر کی تحریک حریت میں اہلحدیث کی جدوجہد اور قربانیوں کا نا صرف واضح طور پر اعتراف کیا بلکہ بہترین الفاظ میں تعریف کرتے ہوئے تحریک آزادی کا تمام ترکریڈٹ اہلحدیث کو دیا۔)

یہ اپنے اکابر کی اجتماعی تحریک پر میری نگاہ میں آئے ہوئے غیروں کے اقوال کا اختصار (دسمبر 1979ء تک) تھا۔ مگر انفرادیت کا دامن تھاما جائے تو بلامبالغہ میرے قلم کو یارا نہیں کہ واقعات حریت مکمل کر سکے۔

لو كنت من مازن لم تستبح ابلي
بنو اللقيطة من ذهل بن شيبانا

(منقول از الاسلام: 28 نومبر 1979ء)

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

Weekly AHL - E - HADITH
Regd. CPL No. 36 106 - Ravi Road Lahore.
Ph:201662 204931 Fax:7725525

1996ء سے مرکزی جمعیت اہلحدیث کی طرف سے شائع ہونے والی کتب

پاک وہند میں اہلحدیث کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات کا ایک جائزہ	(اردو)	مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوریؒ
نظم جماعت اور اس کے آداب	(اردو)	جناب میاں محمد جمیل ایم-اے
سیرت ابراہیم علیہ السلام	(اردو)	جناب میاں محمد جمیل ایم-اے
حج اور اس کے مسائل	(اردو)	مفتی السعودیہ الشیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ
کربلا جو واقعو	(سندھی)	شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ
اللہ وحدہ لاشریک لہ	(سندھی)	الشیخ جمیل زینو، ترجمہ: عبدالغفار جوںجو
عالمن کان حک مشکل کشا کیر	(سندھی)	مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
واضح البیان فی تفسیر ام القرآن	(اردو - زیر طبع)	حضرت العلام مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

جلد: 28 ، 7 جمادی الاخریٰ 1418ھ 10 تا 16 اکتوبر 1997ء جمعۃ المبارک ، شمارہ نمبر: 39

پروفیسر ساجد میر: ناشر نے مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے لئے اشرف پرنٹنگ پریس
ایبک روڈ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔